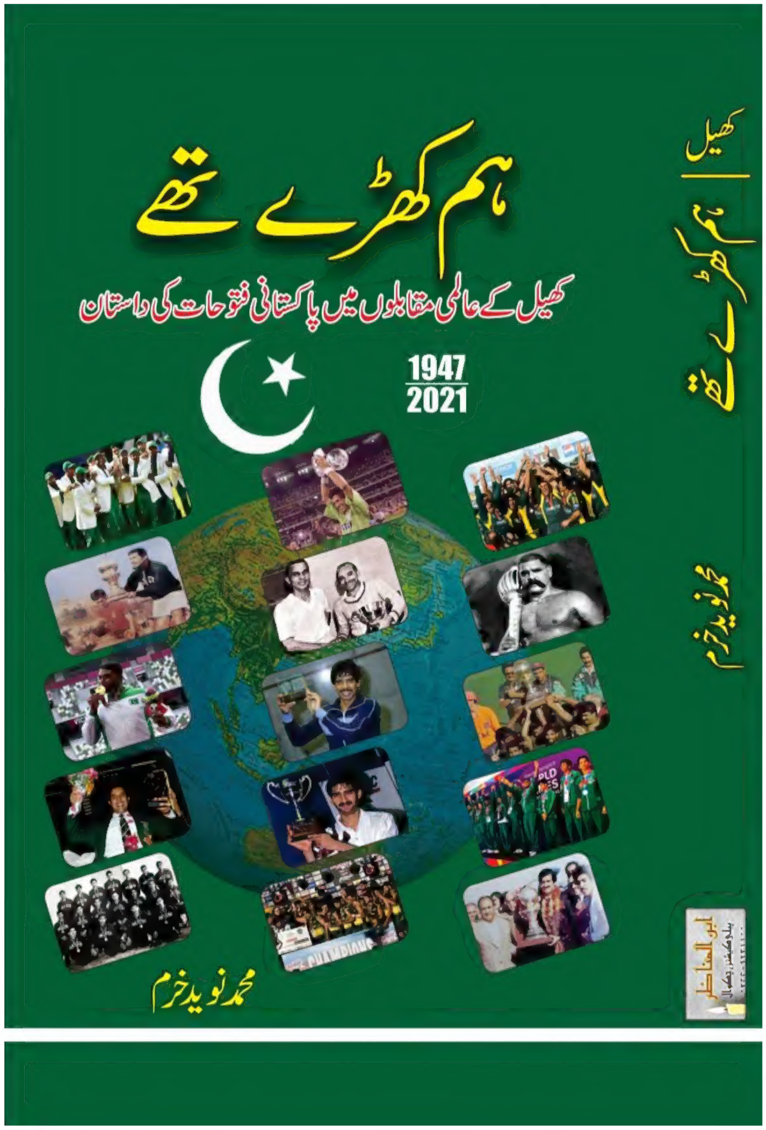
282


ہم کھڑے تھے
کھیل کے عالمی مقابلوں میں پاکستانی فتوحات کی داستان
1947
2021
محمد نوید خرم
کھیل
ہم کھڑے تھے
محمد نوید خرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم کھڑے تھے

محمد نوید خرم

''وہ اللہ کی جانب سے مدد
اور جلد ملنے والی فتح ہے۔''

(سورۃ الصّف: ۱۳)

ہم کھڑے تھے

مصنف/ترتیب وتدوین

محمد نوید خرم

ابن المناظر پبلی کیشنز

چکوال۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

* نام مطبوعہ
ہم کھڑے تھے

* مصنف/ترتیب وتدوین
محمد نوید خرم

* بار
دوم

* صفحات
256

* اشاعت اول
2018ء

* اشاعت دوم
2022ء

* قیمت
600روپے

* ناشر
ابن المناظر پبلیکیشنز، چکوال فون:0344-9231100

* زیراہتمام
العصر پرنٹنگ پریس، نوتھیہ روڈ پشاور صدر فون:0314-9061952

سٹاکسٹ: منہاس بک پیلس، چکوال فون: 0543-540001
کشمیر بک ڈپو، چکوال فون: 0543-551148

naveed_224@yahoo.com

dastaankadda dastaan_kadda

انتساب

اپنے

والدین

کے نام

جن کی محنت اور دعاؤں کے بغیر
کسی کامیابی کا حصول ممکن نہیں۔

(**طارق حبیب** کی لکھی نظم ان قومی ہیروز کے نام جو سات دہائیوں سے زائد کے عرصہ میں بے شمار مصائب کا سامنا کرنے والی قوم کو وکٹری اسٹینڈ پر کھڑے ہو کر خوشیوں کے لمحات فراہم کرتے رہے)

لہو میں بھیگے تمام موسم
گواہی دیں گے کہ تم کھڑے تھے
وفا کے رستے کا ہر مسافر
گواہی دے گا کہ تم کھڑے تھے
سحر کا سورج گواہی دے گا
کہ جب اندھیرے کی کوکھ میں سے نکلنے والے یہ سوچتے تھے
کہ کوئی جگنو نہیں بچا ہے تو تم کھڑے تھے
تمہاری آنکھوں کے طاقچوں میں جلے چراغوں کی روشنی نے
نئی منازل ہمیں دکھائیں
تمہارے چہرے کی بڑھتی جھریوں نے ولولوں کو نمود بخشی
تمہارے بھائی، تمہارے بیٹے، تمہاری بہنیں، تمہاری مائیں
تمہاری مٹی کا ذرہ ذرہ گواہی دے گا کہ تم کھڑے تھے
ہماری دھرتی کے جسم سے جب ہوس کے مارے سیاہ جونکوں کی طرح چمٹے
تو تم کھڑے تھے
تمہاری ہمت، تمہاری عظمت اور استقامت تو وہ ہمالہ ہے
جس کی چوٹی تلک پہنچنا
نہ پہلے بس میں رہا کسی کے، نہ آنے والے دنوں میں ہوگا
سو، آنے والی تمام نسلیں گواہی دیں گی
کہ تم کھڑے تھے.......!

شاھنامۂ فاتحین

محمد نوید خرم جب میرے پاس کتاب کا مسودہ لے کر آئے تو میں نے اُنہیں ''بغور'' دیکھا۔ کتاب اور پھر کھیلوں پر کتاب ہمارے عہد میں خسارے کا سودا بن چکی ہے۔ بہت کم لوگ یہ ہمت رکھتے ہیں۔ محمد نوید کو میں ایک عشرے سے جانتا ہوں اور اس عشرے میں اُن کی کھیلوں سے محبت کبھی ماند نہیں پڑی۔

یہ کتاب بھی اُسی محبت کا ''شاخسانہ'' ہے۔ وہ خود بھی جی بھر کر کھیلے اور اپنے اردگرد کے نوجوانوں میں بھی ہمیشہ کھیل کی اہمیت اجاگر کی اور اب کتاب کے ذریعے اپنے اس شوق کو امر کر لیا ہے۔ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کے بارے فیصلہ بھی آپ نے ہی کرنا ہے کہ محمد نوید اپنی اس مخلصانہ کوشش میں کس قدر کامیاب ٹھہرے۔ کھیل کے میدانوں میں پاکستان کا ماضی شاندار رہا ہے اور کسی حد تک حال بھی ہے۔ محمد نوید نے اب تک کا شاندار ماضی کتاب میں سمو دیا ہے۔

یہ کتاب کھیل کے میدان میں روبہ زوال قوم کا ''شاہنامہ'' سمجھئے۔ ایک قوم جب زوال کا شکار ہوتی ہے تو اس کا اثر ہر شعبہ زندگی پر پڑتا ہے۔ ہمارے کھیل کے میدان بھی اس کا حصہ بن چکے ہیں۔ ایسے میں چکوال کے دیہی علاقے سے محمد نوید خرم نے کھیل کے شاندار ماضی کو بنیاد بنا کر حال اور مستقبل کو شاندار بنانے کے لیے توجہ دلائی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں بھی اُن کی اس کوشش کا ایک ادنیٰ حصہ ہوں۔

علی خان

ورق پبلی کیشنز، چکوال

داستان گو

پرانے زمانے میں جب ٹیکنالوجی کا وجود نہیں تھا تب داستان گو ہوا کرتے تھے جو سردیوں کی طویل راتوں میں چوپالوں کے اندر دہکتے ہوئے الاؤ کے گرد بیٹھے لوگوں کو دیومالائی اور مافوق الفطرت کرداروں کی کہانیوں سے محظوظ کرتے۔ پھر وقت گزرا اور ترقی کرتے ہوئے زمانے کے ساتھ ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ اور موبائل جیسی ایجادات نے داستانیں سننے اور سنانے کا یہ رواج ختم کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود چند لوگ آج بھی ایسے ہیں جو داستان گوئی کے اس فن کو کسی نہ کسی روپ میں زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

نوید خرم بھی عہدِ جدید کا ایک داستان گو ہے یا یوں کہا جائے کہ یہ خود عہدِ رفتہ سے بچھڑا ہوا ایک کردار ہے جو غلطی سے بھٹک کر آج کی دنیا میں آ تو گیا مگر اس کے اندر کا ناسٹیلجیا اسے پرانے زمانے سے دور نہیں ہونے دیتا۔ یہ کھیل کے میدان میں رقم ہونے والی داستانوں کے اندر اپنے اسی گم گشتہ ماضی کو کھوجتا ہے اور آج کی نسل کو تاریخ کی زنبیل میں سے پاکستانی فتوحات کے اس دور کی کہانیاں نکال کر سناتا ہے جب پاکستان کے میدان کھیل اور کھیل کے میدان پاکستان کے دم سے آباد ہوا کرتے تھے۔ یہ کھیل کے میدانوں سے دور ہوتی جا رہی قوم کے سامنے ماضی کے ان سپر ہیروز کے قصے بیان کرتا ہے جنہوں نے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے ایسے ایسے ناقابلِ یقین کارنامے سرانجام دیئے جن کا تذکرہ ہونے پر آج بھی رگوں میں سنسنی کی ایک لہر دوڑتی محسوس ہوتی ہے اور سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔

اگرچہ ہم جس صدی میں جی رہے ہیں یہاں سے عہدِ رفتہ کی بہت سی یادوں تک رسائی محض ایک کلک کے فاصلے پر ہے لیکن اس کے باوجود یہ کتاب ایسے وقت میں لکھی گئی جب بالخصوص پاکستان میں اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ یہ تصنیف نئی نسل کو باور کرواتی ہے کہ کرکٹ کے ساتھ ساتھ اسکواش، ہاکی اور دیگر کھیلوں میں بھی پاکستان کا ماضی کس قدر شاندار تھا۔ اسی طرح تمام کھیلوں کی بکھری ہوئی معلومات کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنا اور وقت کی دبیز تہوں میں گم ہو چکے ریکارڈز کو کھنگال کر انہیں ازسرِ نو مرتب کرنا یقیناً انتہائی عرق ریزی کا کام تھا جو نوید خرم نے بخوبی سرانجام دیا اور دریا

کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق کتاب کے قاری کے لیے یہ سہولت پیدا کر دی کہ وہ نہ صرف ایک ہی ''چھت تلے'' عظمتِ رفتہ کے تمام تر ایوانوں کی جھلک کو محسوس کر سکے بلکہ کتاب کے مطالعہ کے بعد انٹرنیٹ پر ان تاریخی مقابلوں کے ویڈیوز کی صورت میں دستیاب شدہ مواد تک بآسانی رسائی حاصل کر کے اس کے پسِ منظر کو سمجھتے ہوئے اس سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز بھی ہو سکے۔ اسی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ نوید خرم نے اس کاوش کے ذریعے تاریک ہوتے کھیل کے میدانوں میں اپنے حصے کی شمع جلا دی ہے۔ امید ہے اس کی محنت رنگ لائے گی اور یہ کتاب مطالعے سے شغف اور کھیلوں کا شوق رکھنے والے افراد کی لائبریریوں میں ایک بہترین اضافہ ثابت ہو گی۔

فضیلہ صباء شیخ

اسپورٹس جرنلسٹ

کمنٹری باکس

تمام تر حمد و ثناء اسی وحدہٗ لاشریک معبودِ برحق کے نام کی جس کے قبضۂ قدرت میں سارے جہان کا نظام ہے۔

کھیل کے عالمی مقابلوں میں پاکستانی فتوحات کا احوال ''ہم کھڑے تھے'' نامی اس کاوش کی صورت میں آپ کے پیشِ خدمت ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت کیونکر پیش آئی اس بابت چند باتیں پڑھنے والوں کے گوش گزار ضرور کرنا چاہوں گا۔ موجودہ دور میں اگر پاکستانی کھیلوں کے حالات پر نظر دوڑائی جائے تو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھیل کے میدانوں میں پاکستان کی کارکردگی اس قدر مایوس کن ہو چکی ہے جسے دیکھ کر کھیلوں سے محبت کرنے والے شائقین کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ لیکن آج سے بیس، پچیس سال پیچھے چلے جائیں تو اس شعبے میں پاکستان کے حالات آج سے یکسر مختلف تھے۔ قیامِ پاکستان سے لے کر بیسویں صدی کے اواخر تک قریباً پچاس سال کا عرصہ پاکستان کی کھیلوں کے میدان میں فتوحات کی رومانوی داستانوں سے بھرا پڑا ہے، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ موجودہ نسل میں سے بیشتر کو نہ تو ان فتوحات کا علم ہے اور نہ ہی ان ہیروز کی پہچان ہے جن کی کارکردگی کی وجہ سے پاکستان کا کھیلوں میں ماضی اس قدر شاندار تھا۔ دوسری طرف ہمارے ہمسایہ ملک کو دیکھا جائے تو تقسیم کے بعد جس عرصے میں پاکستان کی کھیل کے میدانوں میں کامیابیاں مثالی تھیں وہاں ہمارا ہمسایہ ملک آبادی کے تناسب کے اعتبار سے فتوحات میں ہم سے بہت پیچھے تھا، لیکن ایک طرف پاکستان میں حکومتی اور متعلقہ اداروں کی بے حسی سے کھیل اور کھلاڑی روبہ زوال ہونا شروع ہوئے تو دوسری طرف اسی عرصے ہمارے پڑوسی ملک نے نہ صرف اپنے ماضی کے اوسط درجے کے گمنام کھلاڑیوں کو ہیروز بنا کر فلموں اور میڈیا کے ذریعے پیش کرنا شروع کر دیا بلکہ عملی طور پر بھی کھیلوں کے حوالے سے ایسے انقلابی اقدامات کیئے جن کے نتیجے میں آج پڑوسی ملک کسی بھی کھیل کے کسی بھی شعبے میں ہم سے بہت آگے نظر آ رہا ہے۔ لہٰذا اسی خیال کے پیش نظر اپنے تئیں اس کاوش کے ذریعے یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہاں نہ صرف پاکستان کے کھیلوں میں شاندار ماضی کا تذکرہ کیا جا سکے بلکہ ان ہیروز کو خراج تحسین بھی پیش کیا جا سکے جنہوں نے نصف صدی سے زائد عرصے تک کھیل کے میدانوں میں پاکستانی فتوحات کا پرچم سربلند رکھا۔

یہاں مجھے دکھ کے ساتھ یہ بات بھی کہنا پڑ رہی ہے کہ اس کاوش کی تکمیل کے دوران بعض

مقامات پر کچھ معاملات اور معلومات کی تصدیق یا حصول کے لیے مجھے متعلقہ لوگوں یا اداروں سے رابطہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن باوجود کوشش کے کہیں سے بھی سنجیدگی کے ساتھ کوئی خاطر خواہ ردعمل آنا تو درکنار، جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا گیا، جو کھیلوں کو تباہ کرنے والی بے حسی کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔اسی طرح اپنے ورثے کی بے توقیری اور کسمپرسی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب میں نے ریکارڈز اکھٹے کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو یہ انکشاف ہوا کہ قومی کھیل ہاکی میں پاکستان کی روایتی حریف بھارت کے خلاف سب سے بڑی فتح کا ریکارڈ ہی کہیں درست حالت میں موجود نہیں تھا، جو کافی تگ و دو کے بعد بالآخر ایک بھارتی دستاویز سے ہی حاصل ہوا۔بہرحال یہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے نامساعد حالات کے باوجود راقم نے جس قدر ممکن ہو سکا اپنی کم علمی اور دستیاب شدہ معلومات کے ساتھ ہی بالآخر اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیا۔

اس کتاب کے لکھنے کا دوسرا مقصد خصوصاً موجودہ دور میں ہمارے ہاں کھیلوں کے حوالے سے پائی جانے والی چند غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ہے۔ پاکستان میں حال ہی میں چند کھلاڑیوں کے انفرادی مقابلوں میں عالمی چیمپئن بننے کے دعوے اور میڈیا کے توسط سے خبریں سامنے آئیں جن کے بعد یہ وضاحت بھی ضروری تھی کہ عالمی اور دیگر بین الاقوامی مقابلوں میں کیا فرق ہے کیونکہ کسی بھی کھیل کے عالمی ٹائٹل کا حصول بہرحال اس قدر آسان نہیں کہ ایک آدھ فتح کے ساتھ مذکورہ کھیل کے عالمی چیمپئن ہونے کا دعویٰ کیا جا سکے، لہٰذا یہاں بھی کوشش کی گئی کہ جس قدر ممکن ہو ان مقابلوں کی اہمیت پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی اور دیگر بین الاقوامی مقابلوں میں فرق کی وضاحت بھی کی جائے۔

اپنی بات کا اختتام کرتے ہوئے یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مارچ 2018ء میں شائع ہوا جبکہ دوسرے ایڈیشن کے اعدادوشمار نومبر 2021ء میں منعقدہ ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ تک تجدید شدہ ہیں۔ اس کے باوجود دوران مطالعہ اگر قارئین کو کہیں محسوس ہو کہ کوئی معلومات یا اعداد و شمار مزید بہتر انداز میں شائع ہو سکتے تھے تو وہ ان کی نشاندہی اور درستگی ضرور کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ یہ خلاء پر کیے جا سکیں ۔ اسی طرح اگر کسی دوست کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ کھیل کے شعبہ میں پاکستانی کارکردگی کے احوال کو زیادہ بہتر طریقے سے قوم کے سامنے لا سکتا ہے تو میرا تعاون اس سلسلے میں ہر وقت پیش خدمت ہے اور مجھے خوشی محسوس ہوگی کہ میری یہ کاوش کھیلوں کی اس بنجر ہوتی زمین پر بارش کا ایک قطرہ ثابت ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔آمین

پاکستان زندہ باد

دعاؤں کا طلب گار

محمد نوید خرم

فہرست مضامین

اسکواش

اسکواش کا کھیل پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ کامیابیاں سمیٹنے والا کھیل ہے۔ بیسویں صدی کے دوسرے حصے میں پاکستانی کھلاڑیوں کی اسکواش کے کھیل میں کامیابیوں کا قصہ کسی الف لیلوی داستان سے کم نہیں جہاں اس کم وبیش پچاس سال کے عرصے میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے کھلاڑیوں نے دنیا کے ہر کونے، ہر کورٹ اور ہر مقابلے میں اپنی فتوحات کا لوہا منوایا۔ یہ وہ وقت تھا جب اسکواش کی دنیا پر پاکستان کے ''خانوں'' کا راج چلتا تھا، جن کا اگر الگ الگ ذکر چھیڑا جائے تو ہر کردار پر الگ الگ کتاب بھی ناکافی ہے۔ نصف صدی کے اس قصے میں عالمی اسکواش کی دنیا میں قدم رکھنے والے سب سے پہلے پاکستانی کردار ہاشم خان تھے جنہوں نے 1951ء کی برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں نہ صرف پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز حاصل کیا بلکہ ٹائٹل بھی کامیابی سے اپنے نام کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب برٹش اوپن کو اسکواش کے کھیل کی عالمی چیمپئن شپ کا درجہ حاصل تھا، یعنی ہاشم خان کی یہ کامیابی عالمی سطح پر کسی بھی کھیل میں پاکستانی تاریخ کی پہلی فتح کا اعزاز بھی رکھتی ہے۔ اس کامیابی کے بعد انہوں نے مزید چھ مرتبہ برٹش اوپن چیمپئن شپ جیت کر اس دور کی سب سے زیادہ سات ٹائٹل فتوحات کا ریکارڈ اپنے نام کیا۔ ہاشم خان کی اسکواش کے کھیل میں آمد سے لے کر برٹش اوپن تک رسائی کی کہانی بھی بہت ڈرامائی ہے، جن کے والد قیامِ پاکستان سے قبل برٹش آفیسرز کلب پشاور میں اسٹیوارڈ تھے جن کے انتقال کے بعد ہاشم خان نے وہاں گیارہ سال کی عمر میں بال بوائے اور اسکواش کورٹ کی صفائی کا کام شروع کیا اور شام کو جب کورٹ خالی ہوتا تو ہاشم خان ننگے پاؤں ہی وہاں پر کبھی اکیلے اور کبھی دیگر بال بوائز کے ساتھ مل کر اسی طرح اسکواش کھیلنے کی کوشش کرتے جس طرح وہ دن کو وہاں آفیسرز کو کھیلتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اسی شب و روز کی محنت اور مسلسل پریکٹس نے ہاشم خان کو 1942ء میں برٹش ایئر فورس میس کوچ کے عہدے تک پہنچا دیا۔ 1944ء میں پہلی آل انڈیا اسکواش چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا جہاں ہاشم خان نے چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا اور پھر اگلے دو سال کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع بھی کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہاشم خان پاکستان ایئر فورس میں اسکواش کی کوچنگ کی ذمہ داریاں سرانجام دینے لگے۔ 1949ء میں منعقدہ پہلی پاکستان اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پینتیس سالہ ہاشم خان نے اکیس سالہ روشن خان کو شکست دے کر پہلا پاکستانی ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1950ء کی برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں بھارت کی نمائندگی کرنے والے عبدالباری نامی کھلاڑی فائنل میں پہنچ کر مصر کے محمود کریم سے شکست کھا گئے۔ عبدالباری، ہاشم خان کے دور کے رشتہ دار تھے جو تقسیم کے وقت بھارت میں ہی رہے اور تقسیم سے قبل ہاشم خان کے ہاتھوں کئی بار شکست سے دوچار ہو چکے تھے۔ ہاشم خان اس وقت عمر کے اس حصے میں پہنچ چکے تھے جہاں اکثر کھلاڑی کھیل کے میدان سے الگ

ہو چکے ہوتے ہیں لیکن عبدالباری کو دیکھ کر ان کے دل میں بھی برٹش اوپن میں حصہ لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ پاکستان ایئرفورس کے افسران نے ان کا جذبہ دیکھتے ہوئے ان کے اخراجات کا بندوبست کر کے اگلے سال ہی ان کی برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں حصہ لینے کی خواہش کو پورا کر دیا۔ یوں 1951ء میں سینتیس سالہ ہاشم خان جن کی عمر درحقیقت اس سے بھی تین چار سال زیادہ تھی لیکن زیادہ عمر کے باعث شرکت کی اجازت نہ ملنے کے خدشے کے پیش نظر انہوں نے کم لکھوائی تھی بالآخر برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا نہ صرف حصہ بنے بلکہ وہ آیا، اس نے دیکھا اور فتح کر لیا کے مصداق پہلی ہی شرکت میں چار بار کے مصری چیمپئن محمود کریم کی فتوحات کو بریک لگاتے ہوئے چیمپئن بننے کا اعزاز بھی حاصل کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا موقع تھا جب ہاشم خان جوتے پہن کر اسکواش کے کورٹ میں اترے جس کے بعد سب کچھ تاریخ کا حصہ بن گیا۔

ہاشم خان کے بعد پاکستانی اسکواش کی تاریخ کا ایک اور دیومالائی کردار جہانگیر خان کے نام سے جانا جاتا ہے جس کے آگے دنیائے کھیل کے بڑے بڑے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں۔ ریکارڈ دس مرتبہ برٹش اوپن چیمپئن شپ جیتنے والے جہانگیر خان کی کامیابیوں کی داستان بھی اپنی مثال آپ ہے جو بچپن میں اس قدر کمزور ہوا کرتے تھے کہ ڈاکٹروں نے انہیں ہر قسم کے کھیل سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا لیکن 1957ء کے برٹش اوپن چیمپئن روشن خان کے صاحبزادے جہانگیر خان کے خون میں اسکواش کا کھیل وراثت کے طور پر شامل تھا جن کے بڑے بھائی طورسم خان بھی اس دور کے بہترین پروفیشنل اسکواش پلیئر تصور کیے جاتے تھے۔ بالآخر ہرنیا کے چند آپریشنز سے گزرنے کے بعد گھر سے جہانگیر خان کو اسکواش کھیلنے کی اجازت دے دی گئی۔ 1979ء میں جہانگیر خان کی عمر محض پندرہ برس تھی جب اکتوبر میں آسٹریلیا میں منعقد ہونے والی ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ کے لیے بیماری کے باعث بہت کمزور گردانتے ہوئے جہانگیر خان کا نام پاکستانی ٹیم میں شامل نہ کیا گیا جس پر انہوں نے اسی کے ساتھ منعقد ہونے والی انفرادی مقابلوں کی ورلڈ امیچر چیمپئن شپ میں شرکت کی ٹھانی اور صرف پندرہ برس کی عمر میں اس کا فاتح بننے کا اعزاز بھی حاصل کر لیا۔ دوسری طرف ٹیم ایونٹ میں شامل دستے کو دوسری پوزیشن پر ہی گزارہ کرنا پڑا۔ نومبر 1979ء میں جہانگیر خان کے بڑے بھائی طورسم خان آسٹریلیا میں ایک میچ کے دوران کورٹ کے اندر دل کا دورہ پڑنے کے باعث خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس سانحے نے جہانگیر خان کو توڑ کر رکھ دیا جو دلبرداشتہ ہو کر اسکواش کے کھیل سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے بارے میں سوچنے لگے لیکن طورسم خان کے دوست اور جہانگیر خان کے کوچ رحمت خان نے اس موقع پر ان کا حوصلہ بڑھایا، یوں اپنے بڑے بھائی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے جہانگیر خان نے ایک مرتبہ پھر ریکٹ اٹھایا اور کامیابیوں کی وہ تاریخ رقم کر ڈالی جس کے نزدیک آج تک کوئی دوسرا کھلاڑی پھٹک بھی نہیں پایا۔ 1981ء میں محض سترہ برس کی عمر میں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے کم عمر ترین فاتح کا اعزاز حاصل کرنے والے جہانگیر خان نے 1986ء تک مسلسل 555 میچوں میں ناقابل شکست رہتے ہوئے پروفیشنل سطح پر کسی بھی کھیل میں طویل ترین فتوحات کے سلسلے کا ایسا ریکارڈ قائم کیا جس

کی برابری آج تک کسی میدان میں کوئی دوسرا کھلاڑی نہیں کر سکا۔ اس عرصے میں اسکواش کورٹس کے اندر جہانگیر خان کا نام اس قدر ناقابل شکست طاقت بن چکا تھا کہ جس کھلاڑی کا جہانگیر خان کے ساتھ مقابلہ آجاتا اس کے بارے میں قیاس ہوتا کہ میچ کھیلنے کے لیے کورٹ میں اترنے سے پہلے ہی وہ اپنا سامان پیک کر چکا ہوگا کیونکہ میچ کے بعد اسے ایئر پورٹ سے واپسی کا راستہ نظر آرہا ہوتا۔ فتوحات کے سلسلے کے ابتدائی عرصے میں مصر کے ربڑ مین کہلائے جانے والے جمال عواد نے 1983ء کے چیچیسٹر فیسٹیول کے فائنل میں جہانگیر خان سے مقابلہ کرنے کی ٹھانی تو ان کی یہ مزاحمت 2 گھنٹے 46 منٹ تک دراز ہوگئی جو 2015ء تک اسکواش کے طویل ترین مقابلے کا ریکارڈ رہا لیکن بالآخر ربڑ مین کی ہمت جہانگیر خان کے جذبے کے آگے جواب دے گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف دو ہفتے سے بھی کم وقت کے دوران برٹش اوپن کے فائنل میں وہ جہانگیر خان کے سامنے بالکل ہی ریت کی دیوار ثابت ہوئے اور با آسانی سٹریٹ سیٹس میں شکست کھا گئے۔

جہانگیر خان کے بعد پاکستانی اسکواش کا ایک اور بڑا نام جان شیر خان عالمی منظر نامے پر ابھرا جنہوں نے ریکارڈ آٹھ مرتبہ ورلڈ اوپن ٹائٹل اپنے نام کرتے ہوئے کل ننانوے پروفیشنل ٹائٹلز پر اپنا قبضہ جمایا لیکن آٹھ سال سے زیادہ عرصے تک ورلڈ نمبر 1 رہنے والے کھلاڑی کی ریٹائرمنٹ کے ساتھ ہی اسکواش کے کھیل میں پاکستانی کامیابیوں کی تاریخ کا باب بھی بند ہوگیا۔ 2007ء میں پاکستانی اسکواش کی دگرگوں حالت کو دیکھتے ہوئے جان شیر نے ایک بار پھر واپسی کا عندیہ دیا لیکن انگلینڈ میں منعقدہ ایک پروفیشنل ایونٹ کے پہلے ہی مرحلے میں اسکاٹ ہینڈرے کے ہاتھوں شکست کے بعد یہ بات عیاں ہوگئی کہ اچھے وقت کا سورج اب ڈھل چکا تھا۔ 1951ء سے لے کر 1998ء تک پاکستانی کھلاڑیوں نے مجموعی طور پر تیس برٹش اوپن اور چودہ ورلڈ اوپن ٹائٹل اپنے نام کیے جو مذکورہ دونوں ایونٹس میں سب سے زیادہ فتوحات کا ریکارڈ ہے۔ ٹیم ایونٹ میں پاکستان چھ ٹائٹل فتوحات کے ساتھ آسٹریلیا کے بعد دوسرے نمبر پر براجمان ہے جبکہ جونیئر سطح پر دو انفرادی ورلڈ ٹائٹل جیتنے والے پاکستانی کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ پانچ ٹیم ایونٹس میں بھی فتح پاکستان کے نام رہی اور اسکواش میں یہی ایک ایسا ایونٹ بچا ہے جہاں سے اب بھی کبھی کبھی پاکستانی قوم کے لیے خوشی کی خبر آجاتی ہے۔ اگر اسکواش کی عالمی رینکنگ کی بات کی جائے تو 1975ء سے آفیشل رینکنگ کا آغاز پاکستان کے قمر زمان کی نمبر 1 پوزیشن کے ساتھ ہوا۔ جس کے بعد مجموعی طور پر سب سے طویل عرصے تک عالمی نمبر 1 رہنے کا اعزاز بھی پاکستان کے جان شیر خان کے پاس ہے جو اپنے کیریئر میں کل 97 ماہ تک اس پوزیشن پر براجمان رہے۔ ان کے بعد دوسرا نمبر جہانگیر خان کا آتا ہے جو 94 مہینوں تک اپنے کیریئر میں عالمی نمبر 1 رہے۔ قمر زمان کا اس پوزیشن پر کل عرصہ 25 ماہ تک محیط رہا۔

برطانیہ اور دنیا کے دیگر ممالک کے برعکس امریکہ اور کینیڈا میں نسبتاً چھوٹے کورٹس کے اندر تیزی سے حرکت کرنے والی گیند کے ساتھ ہارڈ بال اسکواش کے مقابلے کھیلے جاتے ہیں جہاں 1960ء کے بعد امریکہ میں سکونت اختیار کرنے والے پاکستانی اسکواش کنگ ہاشم خان کے خاندان نے اپنا لوہا منوایا۔ ہاشم خان کے صاحبزادے شریف خان کو ہارڈ بال اسکواش کی تاریخ کے سب سے کامیاب ترین کھلاڑی کے طور پر

جانا جاتا ہے جنہوں نے ہارڈ بال کی عالمی چیمپئن شپ سمجھے جانے والے یونائیٹڈ سٹیٹس اوپن اور نارتھ امریکن اوپن مقابلوں میں تیرہ سال کے دوران نمبر 1 پوزیشن پر رہتے ہوئے ریکارڈ فتوحات کے ساتھ ساتھ ہارڈ بال اسکواش کے تقریباً تمام بڑے ٹائٹلز پر اپنا قبضہ جمایا۔ یہاں اسکواش کے کھیل میں پاکستانی کھلاڑیوں کی روشن تاریخ کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ اس کھیل میں ہمارا ماضی کس قدر شاندار تھا۔

برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ

برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ دنیائے اسکواش کا سب سے قدیم اور اہمیت کے حامل دو بڑے ٹورنامنٹس میں سے ایک ٹورنامنٹ ہے جس کا آغاز 1922ء میں لیڈیز اوپن چیمپئن شپ کے نام سے خواتین کے مقابلوں کے ساتھ ہوا جہاں لندن میں منعقدہ افتتاحی ایڈیشن کے فائنل میں جوائس کیو نے اپنی بڑی بہن نینسی کیو کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ آنے والے وقت میں یہی ٹورنامنٹ خواتین کی برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کہلایا۔ دوسری طرف اگرچہ 1923ء میں امیچر اسکواش ریکٹ چیمپئن شپ کے نام سے مردوں کے ایک ٹورنامنٹ کا آغاز بھی ہوا جس میں ایک ٹاپ لیول آئرش کرکٹر کیپٹن ٹام جیمیسن نے فتح حاصل کی لیکن اس ٹورنامنٹ کو آنے والے عرصے میں مرد کھلاڑیوں کی برٹش امیچر چیمپئن شپ کی حیثیت حاصل رہی۔ مردوں کی برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا باقاعدہ آغاز 1929ء میں ہوا جب چارلس ریڈ کو ان کی برطانیہ میں اسکواش کے کھیل میں پروفیشنل مقابلوں کے دوران حاصل کی جانے والی فتوحات کے پیش نظر اسکواش ریکٹس اوپن چیمپئن آف گریٹ بریٹن کے خطاب سے نوازتے ہوئے اگلے سال مرد کھلاڑیوں کی اوپن چیمپئن شپ منعقد کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ابتداء میں سالانہ بنیادوں پر منعقد ہونے والے اسکواش ریکٹس اوپن چیمپئن شپ نامی یہ مقابلے صرف دو کھلاڑیوں کے درمیان ہی دو لیگز میں ہوم اور اوے کی بنیاد پر مشتمل ہوتے جہاں کوئی پروفیشنل یا امیچر کھلاڑی چیلنجر کے طور پر دفاعی چیمپئن سے پنجہ آزمائی کرتا۔

1930ء میں منعقدہ اس سلسلے کے پہلے ایڈیشن میں ڈان بچر نے دفاعی چیمپئن چارلس ریڈ کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ دو کھلاڑیوں پر مشتمل چیلنج سسٹم کا یہ سلسلہ 1947ء تک جاری رہا جس میں مصر کے امر بے سب سے زیادہ پانچ ٹائٹل فتوحات کے ساتھ سرفہرست رہے۔ 1948ء میں چیلنج سسٹم کو ختم کر کے ان مقابلوں کو دیگر پروفیشنل اور امیچر کھلاڑیوں کے لیے بھی اوپن کرتے ہوئے ناک آؤٹ فارمیٹ کے تحت ان کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ 1976ء میں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے آغاز تک برٹش اوپن کو اسکواش کی عالمی چیمپئن شپ کا درجہ حاصل رہا جبکہ 1976ء میں منعقد ہونے والی افتتاحی ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ بھی دراصل اڑتیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ ہی تھی جسے بیک وقت برٹش اوپن اور ورلڈ اوپن دونوں ٹورنامنٹس کا درجہ حاصل ہے۔ 1977ء سے یہ دونوں ایونٹس الگ الگ مقامات پر الگ الگ تاریخوں میں منعقد ہورہے ہیں لیکن اہمیت کے اعتبار سے کسی کو بھی دوسرے سے کم نہیں سمجھا جاتا بلکہ برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا موازنہ ٹینس کی سب سے قدیم برٹش اوپن چیمپئن شپ کے ساتھ کرتے ہوئے اسے اسکواش کے کھیل کی ''ومبلڈن'' بھی قرار دیا جاتا ہے۔

پاکستان کی طرف سے پہلا برٹش اوپن ٹائٹل 1951ء میں دنیائے اسکواش کی ''خان سلطنت'' کے بادشاہ ہاشم خان نے جیتا جو کسی بھی کھیل میں پاکستان کی تاریخ کا پہلا ورلڈ ٹائٹل تھا، اس کے بعد آنے والے سالوں میں مزید چھ ٹائٹلز اپنے نام کرتے ہوئے انہوں نے اس دور کی سب سے زیادہ سات برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ بھی اپنے نام کیا۔ یہ ریکارڈ انگلینڈ کے جیف ہنٹ کی آٹھ ٹائٹل فتوحات تک قائم رہا جسے بعد میں جہانگیر خان نے مسلسل دس فتوحات کے ساتھ اپنے نام کرلیا۔ برٹش اوپن کی دس ٹائٹل فتوحات کا یہ ریکارڈ آج بھی جہانگیر خان کے نام کے آگے بدستور موجود ہے۔

کسی ملک کی طرف سے سب سے زیادہ تیس برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ بھی پاکستان کے پاس ہی موجود ہے جس میں جہانگیر خان کی دس، ہاشم خان کی سات، جان شیر خان کی چھ، اعظم خان کی چار جبکہ روشن خان، موخان اور قمر زمان کی ایک ایک فتح شامل ہے۔ سب سے زیادہ پچیس مرتبہ برٹش اوپن فائنل میں رنر اپ رہنے کا ریکارڈ بھی پاکستانی کھلاڑیوں کے پاس ہی ہے۔ پاکستان کی طرف سے آخری برٹش اوپن ٹائٹل 1997ء میں جان شیر خان نے پیٹر نکل کو فائنل میں شکست دے کر جیتا جس کے بعد 1998ء میں پیٹر نکل ہی سے فائنل میں شکست جان شیر خان کی کسی بھی پاکستانی کے طور پر برٹش اوپن کے فائنل تک آخری رسائی تھی۔

اپنے آغاز کے بعد پہلی بار 1933ء میں برٹش اوپن مقابلوں کا انعقاد چیلنجر اور چیمپئن کی عدم دستیابی کے باعث ممکن نہ ہو سکا۔ جس کے بعد 1939ء سے 1946ء تک یہ مقابلے دوسری جنگ عظیم کے باعث تعطل کا شکار رہے۔ 2010ء میں اسپانسرز کے مسائل کے باعث ایک بار پھر دو سال کے لیے ان مقابلوں کا انعقاد ممکن نہ ہو سکا، اس دوران ان کے جزوی متبادل کے طور پر برٹش گرینڈ پری نامی مقابلوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ بعد میں 2012ء سے 2016ء تک یہ دونوں ایونٹ بھی الگ الگ شیڈول کے تحت منعقد ہوتے رہے۔ 2020ء میں کورونا وبا کے باعث ایک مرتبہ پھر برٹش اوپن کا انعقاد ممکن نہ ہو پایا۔ ذیل میں برٹش اوپن مقابلوں میں پاکستانی کھلاڑیوں کی فتوحات کا قصہ پیشِ خدمت ہے۔

تیرہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1951ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح: ہاشم خان (پاکستان)

4 سے 9 اپریل 1951ء تک لندن کے لانس ڈاؤن کلب پر منعقدہ تیرہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے سینتیس سالہ ہاشم خان نے مصر کے محمود کریم کی چار سالہ فتوحات کے آگے فل اسٹاپ لگاتے ہوئے نہ صرف پاکستانی کھیلوں کی تاریخ کا پہلا عالمی ٹائٹل اپنے نام کیا بلکہ اسکواش کی دنیا میں اس ''خان سلطنت'' کی بنیاد بھی رکھی جس نے آنے والی نصف صدی تک اس کھیل کے کورٹس میں راج کیا۔

ہاشم خان نے اپنی فتح کے سفر کا آغاز ابتدائی راؤنڈ میں انگلینڈ کے برائن فلپس کو 4-9، 3-9، 4-9 سے شکست دے کر کیا جس کے بعد کوارٹر فائنل میں برطانیہ ہی کے ڈبلیو گورڈن کو بھی 0-9، 3-9، 3-9

سے ہرا کر سیمی فائنل میں انہوں نے جنوبی افریقہ کے ہلڈک اسمتھ کو 9-4، 9-2، 9-6 سے شکست دی۔ فائنل میں ہاشم خان کا مقابلہ مسلسل گزشتہ چار برٹش اوپن جیتنے والے مصر کے محمود کریم سے ہوا جہاں ہاشم خان نے دفاعی چیمپئن کو 9-0، 9-0، 9-5 سے آؤٹ کلاس کر کے اسکواش کی دنیا کا تاجِ برطانیہ اپنے سر پر سجاتے ہوئے اس کھیل کے کورٹس میں پاکستان کی حکمرانی کا سنگِ بنیاد رکھا۔

چودھویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1952ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح: ہاشم خان (پاکستان)

2 سے 7 اپریل 1952ء تک لندن کے لانس ڈاؤن کلب پر ہونے والی چودھویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے ہاشم خان نے مسلسل دوسری مرتبہ فتح حاصل کرتے ہوئے ٹائٹل اپنے نام کیا۔ابتدائی راؤنڈ میں انگلینڈ کے پیٹر ڈوگارٹ کو 9-1، 9-2، 9-3 سے ہرانے کے بعد کوارٹر فائنل میں بھی انگلینڈ ہی کے ایلن فیربیرن کو 9-0، 9-0، 9-4 سے شکست دے کر ہاشم خان نے سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں گزشتہ بار کی طرح اس بار بھی جنوبی افریقہ کے ہلڈک اسمتھ ان کے مدِ مقابل تھے۔ہاشم خان نے سیمی فائنل مقابلہ 9-2، 9-0، 9-2 سے اپنے نام کر کے فائنل تک رسائی حاصل کی۔ فائنل میں بھی ان کا جوڑ گزشتہ سال کی طرح مصر کے محمود کریم سے ہی پڑا جہاں 9-0، 9-7، 9-5 سے فتح سمیٹ کر ہاشم خان نے کامیابی سے اپنے اعزاز دفاع کیا۔

پندرھویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1953ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ ہاشم خان (پاکستان)

25 مارچ سے 2 اپریل 1953ء تک لندن کا لانس ڈاؤن کلب ایک مرتبہ پھر پندرھویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا میزبان بنا تو اس بار بھی پاکستان کے ہاشم خان نے ٹائٹل اپنے نام کرتے ہوئے کامیابیوں کی ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔ پہلے راؤنڈ میں اسکاٹ لینڈ کے آئرن ٹیری کو 9-5، 9-0، 9-5 سے شکست دے کر ہاشم خان نے کوارٹر فائنل میں قدم رکھا جہاں میزبان انگلینڈ کے جیک جائلز کو 9-3، 9-5، 9-4 سے شکست کا تحفہ دے کر انہوں نے سیمی فائنل کی ٹکٹ بُک کروائی۔سیمی فائنل میں ہاشم خان کا مقابلہ پہلی بار برٹش اوپن میں حصہ لینے والے اپنے چھوٹے بھائی اعظم خان سے ہوا تو پہلا گیم 9-6 سے جیتنے کے بعد ہاشم خان کو برٹش اوپن میں پہلی بار 9-4 سے دوسرے گیم میں شکست ہوگئی۔ تیسرا گیم 9-7 سے ہاشم خان کے نام رہا لیکن چوتھے گیم میں ایک بار پھر سخت مقابلے کے بعد 10-8 سے بڑے بھائی کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔فیصلہ کن گیم میں ہاشم خان نے واپسی کرتے ہوئے 9-4 سے فتح کے ساتھ چھوٹے بھائی کے ارمانوں کا خون کر کے فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کا مقابلہ میزبان ملک کے رائے وِلسن سے ہوا۔ فائنل میں پہلا گیم 9-2 سے جیتنے کے بعد ہاشم خان دوسرا گیم سخت مقابلے کے باوجود 10-8 سے ہار گئے لیکن اگلے دو گیمز بآسانی 9-1 اور 9-0 سے اپنے نام کر کے ہاشم خان نے برٹش اوپن میں مسلسل تیسری ٹائٹل فتح پاکستان کے نام درج کروادی۔

سولہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1954ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ ہاشم خان (پاکستان)

24 سے 30 مارچ 1954ء تک لانس ڈاؤن کلب لندن میں کھیلی جانے والی سولہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ہاشم خان نے مسلسل چوتھی بار اپنی حکمرانی ثابت کی۔ پہلے راؤنڈ میں ایران کے میتھیو مھتدی کو 3-9، 2-9، 4-9 سے ہرا کر ہاشم خان نے کوارٹر فائنل میں قدم رکھا جہاں میزبان ملک کے جیک جائلز ان کے مدِ مقابل تھے۔ یہاں بھی 4-9، 2-9، 1-9 سے فتح اپنے نام کر کے ہاشم خان نے سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی۔ سیمی فائنل میں ہاشم خان کا مقابلہ پانچ سال قبل انہیں برٹش اوپن میں شرکت پر سوچنے کے لیے مجبور کرنے والے اپنے دور دراز کے رشتہ دار بھارت کے عبدالباری سے ہونا تھا لیکن عبدالباری اس مقابلے کے لیے کورٹ میں نہ اترے یوں ہاشم خان والک اوور کے ساتھ فائنل مرحلے میں داخل ہوئے جہاں ان کے چھوٹے بھائی اعظم خان ان کی ٹائٹل فتح میں آخری رکاوٹ کے طور پر موجود تھے۔ فائنل مقابلے کے پہلے گیم میں 9-6 سے شکست ہاشم خان کو برداشت کرنا پڑی لیکن اگلے دو گیمز 7-9، 6-9 سے جیت کر انہوں نے ایک گیم کی برتری حاصل کر لی۔ چوتھے گیم میں ایک بار پھر اعظم خان نے 9-7 سے مقابلہ برابر کیا لیکن فیصلہ کن گیم میں 5-9 سے فتح ہاشم خان کے حصے میں آئی جن کی یہ مسلسل چوتھی برٹش اوپن چیمپئن شپ کامیابی تھی۔

ستر ہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1955ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ ہاشم خان (پاکستان)

23 سے 28 مارچ 1955ء تک لندن کے لانس ڈاؤن کلب پر منعقدہ ستر ہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے ہاشم خان نے مسلسل پانچویں بار کامیابی حاصل کرتے ہوئے مصر کے امر بے کی سب سے زیادہ پانچ برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ برابر کر دیا۔ابتدائی مرحلے میں انگلینڈ کے رچرڈ ہاؤ کی کو 1-9، 3-9، 0-9 سے پچھاڑنے کے بعد کوارٹر فائنل میں بھی میزبان ملک کے جیک جائلز کو 4-9، 4-9، 5-9 سے شکست دے کر ہاشم خان نے سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کا مقابلہ اپنے کزن روشن خان سے ہوا۔سیمی فائنل مقابلے میں پہلا گیم 2-9 سے ہاشم خان کے نام رہا لیکن دوسرے اور تیسرے گیم میں انہیں 9-2، 9-7 سے شکست ہوگئی۔ اگلے دو گیمز میں سے ایک شکست بھی ہاشم خان کو مقابلے سے آؤٹ کرنے کیلئے کافی تھی لیکن ہاشم خان نے 5-9، 2-9 سے واپسی کرتے ہوئے آخری دونوں گیمز اپنے نام کر کے فائنل تک رسائی حاصل کر لی جہاں ان کا مقابلہ ایک بار پھر اپنے چھوٹے بھائی اعظم خان سے تھا۔ دونوں بھائیوں کے درمیان کھیلے گئے گزشتہ مقابلوں کی طرح یہ مقابلہ بھی بھرپور ثابت ہوا جہاں پہلا گیم 7-9 سے ہاشم خان کے نام رہا لیکن دوسرے گیم میں انہیں 9-7 سے بھائی کا جوابی وار سہنا پڑا۔ تیسرے گیم میں ہاشم خان ایک بار پھر 7-9 سے سرخرو رہے لیکن چوتھا گیم 9-5 سے اعظم خان جیت گئے۔ فیصلہ کن گیم میں بڑے بھائی نے 7-9 سے میدان مار کر پانچویں مرتبہ برٹش اوپن ٹائٹل پر قبضہ جمایا۔

اٹھارہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1956ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ ہاشم خان (پاکستان)

21 سے 26 مارچ 1956ء تک اٹھارہویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ بھی لندن کے لانس ڈاؤن کلب پر منعقد ہوئی جہاں پاکستان کے ہاشم خان نے مسلسل چھٹی مرتبہ کامیابی حاصل کر کے مصر کے امر بے کا گزشتہ پانچ فتوحات کا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔ پہلے مرحلے میں انگلینڈ کے پیٹر فلپس کو 3-9، 0-9، 2-9 سے شکست دے کر ہاشم خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ بھارت کے جمال دین سے ہوا۔ پہلے دو گیمز 9-10، 4-9 سے جیتنے کے بعد تیسرا گیم 9-4 سے ہاشم خان ہارے مگر اگلے گیم میں 5-9 سے کامیابی ان کے لیے سیمی فائنل تک رسائی کا پروانہ ثابت ہوئی جہاں ان کے چھوٹے بھائی اعظم خان ان کے مدمقابل آئے۔ 9-10، 9-10 سے سخت مقابلے کے بعد پہلے دو گیمز جیت کر ہاشم خان تیسرے گیم میں 9-4 سے ہار گئے لیکن چوتھا گیم 3-9 سے پھر ان کے نام رہا۔ یہ برٹش اوپن میں پہلا موقع تھا جب دونوں بھائیوں کے درمیان مقابلہ پانچویں گیم تک نہیں گیا۔ فائنل میں ہاشم خان کے خلاف روشن خان کورٹ میں اترے۔ پہلے دو گیمز 2-9، 4-9 سے ہاشم خان کے نام رہے لیکن گزشتہ دو مقابلوں کی طرح یہاں بھی تیسرے گیم میں انہیں 9-5 سے بارِ شکست اٹھانا پڑا۔ چوتھا گیم مقابلے کا آخری گیم ثابت ہوا جہاں ہاشم خان نے واپسی کرتے ہوئے 9-5 سے فتح سمیٹ کر اُس وقت کی ریکارڈ چھٹی برٹش اوپن فتح اپنے نام کی۔

انیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1957ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔روشن خان (پاکستان)

20 مارچ سے 25 مارچ 1957ء تک لانس ڈاؤن کلب لندن میں جاری رہنے والی انیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں بالآخر ہاشم خان کے چھ سالہ ناقابلِ شکست سفر کا اختتام ہوا جہاں فائنل میں انہیں اپنے ہم وطن روشن خان کے خلاف شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ روشن خان نے اپنی اکلوتی برٹش اوپن چیمپئن شپ فتح کا آغاز پاکستان ہی کے خان دین کے خلاف 5-9، 4-9، 3-9 سے کیا۔ کوارٹر فائنل میں انگلینڈ کے مائیک پیرکنس کے خلاف پہلے سیٹ کے خسارے میں جانے کے باوجود 4-9، 1-9، 4-9، 1-9 سے فتح سمیٹ کر روشن خان نے سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کا مقابلہ پہلی بار برٹش اوپن میں حصہ لینے والے محب اللہ خان عرف موخان سے ہوا۔ محب اللہ خان، ہاشم خان اور اعظم خان کے ساتھ ساتھ رشتے میں روشن خان کے بھی بھتیجے تھے۔ روشن خان نے سیمی فائنل مقابلہ 5-9، 0-9، 8-10 سے جیت کر فائنل تک رسائی حاصل کی۔ فائنل میں روشن کا مقابلہ اب تک برٹش اوپن میں ناقابل شکست چھ بار کے چیمپئن ہاشم خان سے تھا جن کے خلاف گزشتہ ایڈیشن میں انہیں بھی شکست کا سامنا کرنا پڑ چکا تھا۔ لیکن آج روشن خان کا دِن تھا جنہوں نے پہلے گیم میں 9-6 سے شکست کے باوجود اگلے تین گیمز 1-9، 2-9، 5-9 سے جیت کر چیمپئن شپ اپنے نام کر لی۔

بیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1958ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ہاشم خان (پاکستان)

27 سے 31 مارچ 1958ء تک لانس ڈاؤن کلب لندن میں کھیلی جانے والی بیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ہاشم خان نے گزشتہ سال کی شکست کو بھلاتے ہوئے ایک بار پھر ساتویں اور آخری مرتبہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ دفاعی چیمپئن روشن خان پاکستان نیوی کی محکمانہ مصروفیات کی وجہ سے اس ایڈیشن میں حصہ نہ لے سکے۔ ہاشم خان نے ابتدائی مرحلے میں بھارت کے جمال دین کو 2-9، 4-9، 3-9 سے ہرا کر کوارٹر فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کے ہم وطن نصر اللہ خان بھی ان کے سامنے نہ ٹک سکے اور سٹریٹ گیمز میں 0-9، 2-9، 3-9 کی شکست سے دوچار ہو گئے۔ سیمی فائنل میں ہاشم خان نے اپنے بھتیجے موخان کے ساتھ بھی کوئی نرمی نہیں برتی اور پہلا گیم 9-6 سے ہارنے کے بعد 3-9، 3-9، 7-9 سے کامیابی حاصل کر کے فائنل کا ٹکٹ بک کروا لیا جہاں ان کا مقابلہ ٹائٹل کی جنگ کیلئے تیسری بار اپنے چھوٹے بھائی سے ہوا اور نتیجہ اس بار بھی وہی نکلا۔ 7-9 سے پہلا گیم جیت کر ہاشم خان 9-6 سے دوسرا گیم ہارے لیکن اگلے دونوں گیمز 7-9، 6-9 سے اپنے نام کر کے ہاشم خان نے ساتویں اور آخری بار برٹش اوپن کا میدان مار لیا۔

اکیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ۔1959۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔اعظم خان (پاکستان)

اکیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کی میزبانی 11 سے 16 مارچ 1959ء تک رائل آٹو موبائل کلب کے حصے میں آئی تو وینیو کے ساتھ ساتھ ونر بھی نیا دیکھنے کو ملا۔ دفاعی چیمپئن ہاشم خان ٹخنے کی تکلیف کی وجہ سے چیمپئن شپ سے دستبردار ہو گئے جبکہ دوسرے چیمپئن روشن خان اس بار بھی نیوی کی خدمات کے باعث شرکت سے محروم رہے۔ لہٰذا اعظم خان نے اس موقعے سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے بھائی کی گدی سنبھالی اور اپنا پہلا اور پاکستان کا نواں برٹش اوپن ٹائٹل جیتا۔

پہلے راؤنڈ میں اعظم خان نے اپنے ہم وطن حنیف خان کو 0-9، 1-9، 0-9 کی شکست سے نوازا۔ کوارٹر فائنل میں بھی اعظم خان نے سٹریٹ گیمز میں کامیابی حاصل کی جہاں میزبان حریف ڈبلیو جے آشفورڈ کے خلاف ان کا اسکور 2-9، 6-9، 3-9 رہا۔ سیمی فائنل بھی ایک یک طرفہ مقابلہ ثابت ہوا جہاں پاکستان ہی کے علی اکبر خان کے خلاف اعظم خان 1-9، 1-9، 1-9 سے کامیاب رہے۔ فائنل میں اس بار اعظم خان کے مقابل موخان آئے تو یہاں گزشتہ ایڈیشنز میں بڑے بھائی سے ہونے والی شکستوں کا حساب اعظم خان نے بھتیجے سے بے باق کیا اور 1-9، 0-9، 5-9 سے کامیابی حاصل کر کے پہلی بار برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے حصول میں کامیاب ہوئے۔

بائیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1960ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔اعظم خان (پاکستان)

برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا بائیسواں ایڈیشن اگرچہ 1960ء میں ہونا طے پایا تھا لیکن

282

برٹش پروفیشنل چیمپئن شپ کے ساتھ تاریخوں کے تصادم کی وجہ سے اسے دسمبر 1959ء میں ہی منعقد کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ سلسلہ اگلے آٹھ ایڈیشنز تک چلتا رہا اور بالآخر 1969ء میں اپنے معمول پر آ گیا۔

2 سے 7 دسمبر 1959ء تک رائل آٹو موبائل کلب پر کھیلے جانے والے اس ایڈیشن میں اعظم خان نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔ اس بار چیمپئن شپ میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو دو سیکشنز میں رکھا گیا۔ پہلے سیکشن سے اعظم خان کو پہلے راؤنڈ میں بائی کے ساتھ دوسرے راؤنڈ تک جانے کا موقع ملا جہاں انہوں نے انگلینڈ کے رچرڈ ہاؤ کی کو 0-9، 7-9، 1-9 سے شکست دے کر کوارٹر فائنل تک رسائی کی راہ ہموار کی۔ کوارٹر فائنل میں مصر کے البا کری کو 2-9، 5-9، 2-9 سے شکست کا تحفہ دے کر اعظم سیمی فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے پہلی بار بڑے بھائی ہاشم خان کو 6-9، 6-9، 5-9، 5-9 کے اسکور سے شکست دے کر چیمپئن شپ سے باہر کر دیا۔ فائنل میں اعظم خان کا مقابلہ روشن خان سے ہوا تو روشن خان بدقسمتی سے میچ کی دوسری ہی ریلی میں پھسل کر انجری کا شکار ہو گئے۔ روشن نے تھوڑی دیر تک اعظم کے خلاف مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن بالآخر ہمت ہار گئے اور 0-9، 0-9، 1-9 سے ایک آسان فتح ٹائٹل سمیت اعظم خان کی جھولی میں آن گری۔

تیئسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1961ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح۔ اعظم خان (پاکستان)

29 نومبر سے 4 دسمبر 1960ء تک تیئسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1961ء کے مقابلے رائل آٹو موبائل کلب پر منعقد ہوئے جہاں ٹاپ سیڈ اعظم خان نے تیسری بار ٹائٹل جیت کر فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔ سیکشن 1 کے پہلے راؤنڈ میں بائی لینے کے بعد اعظم خان کا دوسرے مرحلے میں اپنے ہم وطن گل رحمان سے جوڑ پڑا جن کے خلاف 2-9، 0-9، 1-9 کی فتح کے ساتھ اعظم خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے بھارت کے جمال دین کو 4-9، 1-9، 1-9 سے شکست کا تحفہ دے کر سیمی فائنل کی راہ ہموار کی۔ سیمی فائنل مقابلے میں ویلز کے ڈینس ہیوز بھی اعظم خان کے آگے نہ ٹک سکے۔ اعظم خان 2-9، 3-9، 0-9 سے یہ مقابلہ اپنے نام کر کے فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے بھتیجے موخان سے تھا۔ پہلا گیم 9-6 سے ہارنے کے بعد اعظم نے اگلے دو گیمز 1-9 اور 4-9 سے جیتے۔ چوتھا گیم ایک بار پھر 9-0 سے موخان کے حق میں رہا۔ لیکن فیصلہ کن گیم اعظم خان نے 2-9 سے جیت کر مسلسل تیسری مرتبہ برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے مالکانہ حقوق اپنے نام کیے۔

چوبیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1962ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح۔ اعظم خان (پاکستان)

27 نومبر سے 4 دسمبر 1961ء تک چوبیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1962ء کا میزبان ایک بار پھر لندن کا رائل آٹو موبائل کلب بنا جہاں اعظم خان نے اپنی چوتھی اور آخری ٹائٹل فتح حاصل کی۔ ٹاپ سیڈ اعظم خان نے سیکشن 1 کے پہلے مرحلے میں میزبان ملک کے جی ایم رابنسن کو 3-9،

9-1، 9-0 سے شکست دینے کے بعد دوسرے مرحلے میں ویلز کے ڈینس ہیوز کو 9-4، 9-4، 10-8 سے ہرا کر کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔ کوارٹر فائنل میں اسکاٹ لینڈ کے مائیک اوڈے کو 9-4، 9-5، 9-3 سے پچھاڑ کر اعظم سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن روشن خان سے ہوا۔ پہلے دو گیمز 9-3، 9-5 سے جیتنے کے بعد اعظم خان اگلے دو گیمز 9-1، 9-4 سے ہار گئے۔ فیصلہ کن گیم میں توقعات کے برعکس ایک یکطرفہ مقابلے میں 9-0 سے فتح اعظم خان کے حصے میں آئی جنہیں فائنل میں ایک مرتبہ پھر اپنے بھتیجے سیکنڈ سیڈ موخان سے مقابلہ کرنا تھا۔ حسب روایت فائنل ایک شاندار مقابلے کے بعد چچا کے نام ہی رہا۔ 9-7 سے پہلا گیم جیتنے کے بعد 7-9 سے دوسرا گیم اعظم ہارے۔ تیسرے گیم میں 10-8 سے فتح حاصل کر کے چوتھے گیم میں ایک بار پھر انہیں 2-9 سے شکست ہو گئی۔ فیصلہ کن گیم میں کامیابی 9-4 سے اعظم خان کا مقدر بنی جن کا یہ چوتھا اور آخری برٹش اوپن ٹائٹل تھا۔

پچیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1963ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح۔ موخان (پاکستان)

26 نومبر سے 5 دسمبر 1962ء تک پچیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1963ء کی میزبانی واپس لانس ڈاؤن کلب لندن کے پاس آئی جہاں موخان بالآخر چیمپئن شپ فتح اپنے نام کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ دفاعی چیمپئن اعظم خان پنڈلی کی تکلیف کے باعث چیمپئن شپ میں شرکت سے محروم رہے۔

اپنی اکلوتی ٹائٹل فتح کا آغاز موخان نے انگلینڈ کے جیری لیون کو مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں 9-2، 9-0، 9-0 سے ہرا کر کیا۔ کوارٹر فائنل میں مصر کے آلے عبدالعزیز کے خلاف 9-5، 9-0، 9-0 سے کامیابی موخان کو سیمی فائنل تک لے گئی جہاں ان کے ہم وطن آفتاب جاوید بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ سیمی فائنل میں موخان کی فتح کے آنکڑے 9-3، 9-3، 10-8 رہے۔ فائنل میں موخان کا مقابلہ پہلی بار اپنے چچا سے نہیں تھا۔ یہ گزشتہ 9 سالوں کے بعد پہلا موقع تھا جب فائنل میں دو کی بجائے صرف ایک پاکستانی کھلاڑی موجود تھا۔ موخان کا مقابلہ فائنل میں مصر کے عبدالفتاح ابوطالب سے ہوا جو بہت ہی جاندار رہا۔ پہلا گیم 9-4 سے جیتنے کے بعد اگلے دو گیمز 3-9، 5-9 سے مو ہار گئے۔ چوتھے گیم میں مصری کھلاڑی کو موخان پر ایک کے مقابلے میں آٹھ پوائنٹس کی برتری حاصل تھی اور صرف ایک پوائنٹ چیمپئن شپ فتح عبدالفتاح کی جھولی میں ڈال سکتا تھا لیکن موخان نے اس موقع پر شاندار کم بیک کرتے ہوئے نہ صرف یہ گیم 10-8 سے اپنے نام کیا بلکہ آخری گیم بھی 9-6 سے جیتتے ہوئے آخر کار فائنل میں فتح کے ساتھ چیمپئن شپ بھی اپنے نام کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

سینتیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1975ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح۔ قمر زمان (پاکستان)

1951ء میں تیرہویں مینز برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ہاشم خان کی صورت میں پہلی پاکستانی شرکت سے لے کر 1963ء کے ایڈیشن میں موخان کی کامیابی تک مسلسل 13 پاکستانی فتوحات کو

جب بریک لگی تو پھر ایک قدم آگے بڑھنے میں بارہ سال کا عرصہ لگ گیا جب 1975ء میں قمر زمان کی صورت میں پاکستان کو چودھواں برٹش اوپن فاتح نصیب ہوا۔

اس عرصے کے دوران چند ناموں نے کامیابیوں میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش ضرور کی جن میں ہاشم خان کے فرزند شریف خان کے علاوہ تین بار برٹش اوپن فائنل کھیلنے والے آفتاب جاوید، دو بار فائنل میں شرکت کرنے والے گوگی علاؤالدین اور ایک ایک بار فائنل کھیلنے والے محمد یاسین اور محب اللہ خان جونیئر کا نام قابل ذکر ہے لیکن ان میں سے کوئی کھلاڑی بھی ٹائٹل کے حصول میں کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر الذکر محب اللہ خان بارہ سال قبل برٹش اوپن جیتنے والے موخان نہیں بلکہ یہ بعد میں آنے والے پاکستانی اسکواش کی تاریخ کے ایک اور کامیاب ترین کھلاڑی جان شیر خان کے بڑے بھائی تھے۔

1964ء سے 1974ء تک کا عرصہ زیادہ تر آئرلینڈ کے مسٹر اسکواش کہلائے جانے والے جونا بیرنگٹن کے نام رہا جنھوں نے گیارہ میں سے چھ ٹائٹلز اپنے نام کیے۔ تین بار یہ کامیابی پاکستانی فتوحات کو بریک لگانے والے مصری کھلاڑی عبدالفتاح ابوطالب اور دو بار آسٹریلیا کے جیف ہنٹ کے حصے میں آئی۔

30 جنوری سے 7 فروری 1975ء تک سینتیسویں بینسن اینڈ ہیجز برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں لندن کے ویمبلے اسکواش سنٹر پر پاکستان کے قمر زمان نے اپنی کامیابی کا سفر سیکشن 1 کے پہلے راؤنڈ میں مصر کے آلے عبدالعزیز کے خلاف 3-9، 4-9، 4-9، دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے پال ملمین کے خلاف 6-9، 3-9، 1-9 جبکہ تیسرے راؤنڈ میں انگلینڈ ہی کے فلپ آئٹن کے خلاف 1-9، 0-9، 2-9، 2-9 کی فتوحات کے ساتھ شروع کیا۔ کوارٹر فائنل مرحلے میں 8 سیڈ قمر زمان کا مقابلہ دفاعی چیمپئن ٹاپ سیڈ آسٹریلیا کے جیف ہنٹ سے ہوا جہاں پہلے دو گیمز 9-4 اور 10-8 سے ہارنے کے بعد قمر زمان نے شاندار واپسی کرتے ہوئے آخری تینوں گیمز 7-9، 2-9، 5-9 سے جیت کر ٹاپ سیڈ کے لیے ایئرپورٹ اور اپنے لیے سیمی فائنل کا ٹکٹ کنفرم کیا۔ سیمی فائنل میں قمر کا مقابلہ اپنے ہی ہم وطن ہدایت اللہ عرف ہدی جہان سے ہوا، یہاں بھی 4-9، 6-9، 2-9، 4-9 سے فتح قمر زمان کے حصے میں آئی۔ فائنل مقابلے میں 1962ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب دونوں پاکستانی کھلاڑی ٹائٹل کی جنگ کیلئے کورٹ میں اتر رہے تھے جہاں اس سے قبل دو بار کے رنر اپ گوگی علاؤالدین کو تیسری بار بھی فائنل میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور قمر زمان نے 1-9، 6-9، 7-9 سے سٹریٹ گیمز میں فتح اپنے نام کر کے ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔

چوالیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1982ء۔ لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

1975ء میں قمر زمان کی برٹش اوپن فتح کے بعد پاکستان کو اگلی فتح کے لیے 1982ء تک کا انتظار کرنا پڑا، اس دوران مسلسل چھ سال تک جیف ہنٹ برٹش اوپن کے حکمران رہے جنھوں نے ہاشم خان کی سات برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ توڑ کر آٹھ مرتبہ ٹائٹل جیتنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ جیف ہنٹ کی 1976ء سے 1981ء تک چھ فتوحات میں سے پانچ فائنل مقابلے پاکستانی کھلاڑیوں کے خلاف تھے جن میں 1976ء کی برٹش اوپن جو بیک وقت افتتاحی ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ بھی تھی، پاکستان کے محب

282

اللہ خان جونیئر، 1978ء سے 1980ء تک تین سال مسلسل قمر زمان اور 1981ء میں جہانگیر خان کے نام شامل ہیں۔

1977ء کے ایڈیشن میں پاکستان کے نمایاں کھلاڑی حکومت کی طرف سے اجازت نہ ملنے کے باعث شریک ہی نہ ہو سکے کیونکہ نسلی امتیاز کی وجہ سے پابندی کا شکار جنوبی افریقی کھلاڑی اس میں حصہ لے رہے تھے۔ 1982ء میں برٹش اوپن کے دفاعی چیمپئن جیف ہنٹ انجری کی وجہ سے ایونٹ میں حصہ نہ لے سکے جہاں 25 سال قبل اکلوتی برٹش اوپن فتح حاصل کرنے والے روشن خان کے فرزند جہانگیر خان نے کامیابی حاصل کر کے برٹش اوپن میں اپنی ریکارڈ ساز فتوحات کی بنیاد رکھی۔

29 مارچ سے 8 اپریل 1982ء تک برو ملے ٹاؤن اسکواش سنٹر اور چرچل تھیٹر برو ملے پر جاری رہنے والی چوالیسویں آوڈی مینز برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں چند ماہ قبل ورلڈ اوپن جیت کر اسکواش کی دنیا میں ناقابل فراموش سفر کا آغاز کرنے والے جہانگیر خان نے کامیابی حاصل کر کے تختِ برطانیہ پر ایک نئے پاکستانی دور کی حکمرانی کی ابتداء کی جہاں پہلے مسلسل دس سال تک خود جہانگیر خان اور پھر اگلے چھ سال تک جان شیر خان براجمان رہے۔

جہانگیر خان نے اس ٹورنامنٹ کے سیکشن ون کے تینوں راؤنڈز میں اپنے ہم وطنوں کو شکست دے کر کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔ پہلے راؤنڈ میں محمد علی سومچی 4-9، 1-9، 4-9 دوسرے راؤنڈ میں محب اللہ خان جونیئر 8-9، 5-9، 8-10 جبکہ تیسرے راؤنڈ میں گوگی علاؤالدین 1-9، 1-9، 4-9 سے جہانگیر خان کا شکار بنے۔ کوارٹر فائنل مقابلے میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن کو 3-9، 3-9، 5-9 سے شکست دے کر جہانگیر خان سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن قمر زمان سے ہوا، یہاں بھی 1-9، 5-9، 5-9 سے فتح جہانگیر خان کے حصے میں آئی۔ فائنل مقابلے میں بھی دونوں پاکستانی کھلاڑی ہی مدمقابل آئے جہاں جہانگیر خان نے ہدی جہان کو 3-9، 9-10، 2-9 سے شکست دے کر ریکارڈ دس میں سے پہلا برٹش اوپن ٹائٹل اپنے نام کیا۔

پینتالیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1983ء۔ ڈربی، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

4 سے 11 اپریل 1983ء تک ڈیویس اینڈ ٹیٹ کے نام سے جاری رہنے والی 45ویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے اپنی دوسری اور پاکستان کی سولہویں ٹائٹل فتح کا حصول ممکن بنایا۔ کیرنگٹن کلب اور ڈربی اسمبلی رومز میں منعقد ہونے والے ان مقابلوں میں جہانگیر خان نے سیکشن ون کے ابتدائی راؤنڈ میں میزبان ملک کے سٹیو بیٹ مین کو 5-9، 5-9، 3-9 سے شکست دے کر دوسرے راؤنڈ میں قدم رکھا جہاں میزبان انگلینڈ ہی کے چارلس ایڈورڈز کو بھی 0-9، 1-9، 0-9 سے ہرا کر تیسرے راؤنڈ تک رسائی حاصل کی۔ تیسرے راؤنڈ میں جہانگیر خان کا مقابلہ مصر کے آلے عبدالعزیز سے ہوا جن کے خلاف 3-9، 3-9، 2-9 سے کامیابی جہانگیر خان کو کوارٹر فائنل مرحلے میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کے مقابل لے گئی۔ 4-9، 3-9، 0-9 سے کوارٹر فائنل کی جیت نے گزشتہ بار کی طرح اس بار بھی جہانگیر خان کو

سیمی فائنل میں اپنے ہم وطن قمر زمان کے مدمقابل لاکھڑا کیا۔قمر زمان کو 2-9، 6-9، 6-9 سے ہرانے کے بعد فائنل مقابلے کے لیے صرف بارہ دن قبل چیچسٹر فیسٹیول کے فائنل میں اسکواش کی تاریخ کے طویل ترین میچ میں جہانگیر خان کے مدمقابل کھیلنے والے مصر کے جمال عواد ایک بار پھر ان کے سامنے تھے جہاں اس بار جہانگیر خان نے جمال عواد کو نزدیک بھی نہ پھٹکنے دیا اور 1-9، 5-9، 2-9 سے سٹریٹ گیمز فتح حاصل کر کے دوسری بار برٹش اوپن ٹائٹل اپنے نام کیا۔

چھیالیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1984ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

لندن کے ویمبلے اسکواش سنٹر پر 3 سے 10 اپریل 1984ء تک 46ویں ڈیویس اینڈ ٹیٹ برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے اپنی کامیابیوں کی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے ستر ہواں ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔سیکشن ون کے پہلے راؤنڈ میں اپنے ہم وطن دولت خان کے خلاف پہلا گیم 9-7 سے ہارنے کے بعد جہانگیر خان نے اگلے تین گیمز 5-9، 1-9، 2-9 سے جیت کر دوسرے راؤنڈ تک رسائی حاصل کی جہاں پاکستان ہی کے گوگی علاؤالدین 0-9، 2-9، 1-9 سے ان کا نشانہ بنے۔تیسرے راؤنڈ میں مصر کے مُجدی سعد کو 2-9، 6-9، 3-9 سے ہرا کر جہانگیر کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے نیوزی لینڈ کے راس نارمن کو 0-9، 0-9، 5-9 سے شکست دی۔سیمی فائنل میں نیوزی لینڈ ہی کے اسٹیورٹ ڈیوینپورٹ کو 2-9، 6-9، 7-9 سے پچھاڑ کر فائنل میں جہانگیر خان کا مقابلہ اپنے ہم وطن قمر زمان سے ہوا۔ یہاں بھی 5-9، 3-9، 0-9 سے فتح جہانگیر خان کے حصے میں آئی جو ان کو مسلسل تیسری مرتبہ برٹش اوپن ٹائٹل کا حقدار بنا گئی۔

سینتالیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1985ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

15 سے 23 اپریل 1985ء تک لندن کے ڈیوننگ ملز اسکواش کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر پر منعقد ہونے والی 47ویں ڈیویس اینڈ ٹیٹ برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ جہانگیر خان کی مسلسل چوتھی ٹائٹل فتح ثابت ہوئی۔سیکشن ون کے پہلے راؤنڈ میں جنوبی افریقہ کے رچرڈ اوکونر کو 1-9، 0-9، 3-9 دوسرے راؤنڈ میں مصر کے احمد صفوات کو 0-9، 0-9، 1-9 اور تیسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے برائن بیسن کو 1-9، 0-9، 0-9 سے آؤٹ کلاس کر کے جہانگیر خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں مصر کے ربڑ مین عواد جمال بھی ان کے آگے ریت کی دیوار ثابت ہوئے۔ 2-9، 1-9، 0-9 سے کوارٹر فائنل فتح جہانگیر خان کو سیمی فائنل میں نیوزی لینڈ کے اسٹیورٹ ڈیوینپورٹ کے مدمقابل لے گئی جہاں انہوں نے پہلا گیم 9-7 سے ہارنے کے باوجود بعد میں 0-9، 5-9، 1-9 سے کامیابی حاصل کی۔ فائنل میں جہانگیر خان کا مقابلہ آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار سے ہوا جن کے خلاف 5-9، 2-9، 3-9 سے فتح جہانگیر خان کو مسلسل چوتھی مرتبہ برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فاتح بنا گئی۔

اڑتالیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1986ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

14 سے 22 اپریل 1986ء تک 48ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ ڈیوننگ ملز اسکواش کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں کھیلی گئی جہاں جہانگیر خان نے مسلسل پانچواں برٹش اوپن ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔سیکشن ون کے پہلے راؤنڈ میں میزبان انگلینڈ کے فِل وائٹلاک کو 0-9، 3-9، 3-9 دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ ہی کے کرسٹن وِلسٹروپ کو 1-9، 0-9، 1-9 جبکہ تیسرے راؤنڈ میں سویڈن کے جان سوڈر برگ کو 2-9، 2-9، 1-9 سے شکست دے کر جہانگیر خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ سابقہ پاکستانی اور شادی کے بعد انگلینڈ منتقل ہو کر اس بار انگلینڈ کی نمائندگی کرنے والے ہدی جہان سے ہوا جن کے خلاف 1-9، 2-9، 3-9 سے فتح جہانگیر خان کے حصے میں آئی جو ان کو سیمی فائنل تک لے گئی۔ سیمی فائنل میں نیوزی لینڈ کے اسٹیورٹ ڈیوینپورٹ کو 2-9، 1-9، 0-9 سے شکست دے کر فائنل میں جہانگیر خان نیوزی لینڈ ہی کے راس نارمن کے مدمقابل آئے جن کو چند ماہ قبل ورلڈ اوپن کے فائنل میں بھی جہانگیر خان کے ہاتھوں شکست ہو چکی تھی۔ یہاں بھی 6-9، 4-9، 6-9 سے مقابلہ جہانگیر خان کے حق میں رہا جو ان کو مسلسل پانچویں برٹش اوپن فتح کا حقدار بنا گیا۔

انچاسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1987ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

4 سے 11 اپریل 1987ء تک ساؤتھ بینک اسکواش کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں کھیلی گئی 49ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے مسلسل چھٹی کامیابی حاصل کر کے ٹائٹل فتوحات کی ڈبل ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔ جہانگیر خان نے ٹورنامنٹ کا آغاز سیکشن ون کے ابتدائی راؤنڈ میں آسٹریلیا کے مائیکل رابرڈس کے خلاف 0-9، 0-9، 4-9 کی فتح سے کیا۔ دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے پال گریگوری کو 1-9، 0-9، 1-9 سے ہرا کر جہانگیر تیسرے راؤنڈ میں آسٹریلیا کے ٹرسٹن نانکیرو کے خلاف 1-9، 4-9، 2-9، 3-9 سے فاتح رہے اور کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔ کوارٹر فائنل میں آسٹریلیا ہی کے کرس رابرٹسن کو 3-9، 3-9، 4-9 سے شکست دے کر جہانگیر خان سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ ایک بار پھر آسٹریلوی حریف سے ہوا۔ چودہ سیڈ آسٹریلیا کے روڈنی مارٹن نے برٹش اوپن کے دفاعی چیمپئن ٹاپ سیڈ جہانگیر خان کو ٹف ٹائم دیتے ہوئے انہیں پہلے دو گیمز 10-8، 9-7 سے ہرا کر جہانگیر خان کے لیے خطرناک صورتحال پیدا کر دی جو چند ماہ قبل ہی ورلڈ اوپن کے فائنل میں مسلسل پانچ فتوحات کے بعد بالآخر نیوزی لینڈ کے راس نارمن کے ہاتھوں شکست کھا کر ورلڈ اوپن کے اعزاز سے محروم ہو چکے تھے اور اب یہاں روڈنی مارٹن نے ان کو برٹش اوپن میں بھی ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا جہاں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں بچی تھی۔ جہانگیر خان نے اس خطرناک صورتحال میں اپنے اعصاب پر قابو رکھا اور اگلے تینوں گیمز 0-9، 4-9، 6-9 سے جیت کر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن جان شیر خان سے ہوا جن کو 5-9، 0-9، 6-9 سے بآسانی پچھاڑ کر جہانگیر خان نے برٹش اوپن فتوحات کی ڈبل ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔

پچاسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1988ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔جہانگیر خان (پاکستان)

11 سے 18 اپریل 1988ء تک ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا 50واں ایڈیشن ویمبلے اسکواش سنٹر اور ویمبلے کانفرنس سنٹر پر کھیلا گیا جہاں جہانگیر خان نے اپنی ساتویں ٹائٹل فتح کا جشن مناتے ہوئے مجموعی پاکستانی برٹش اوپن ٹائٹلز کی تعداد اکیس تک پہنچا دی۔جہانگیر خان نے مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں میزبان انگلینڈ کے جیمی ہکاکس کو 1-9، 0-9، 0-9 سے شکست دے کر دوسرے راؤنڈ میں قدم رکھا جہاں انگلینڈ ہی کے فل کینیون کے خلاف 1-9، 1-9، 4-9 کی فتح نے ان کے لیے کوارٹر فائنل کی راہ ہموار کر دی۔کوارٹر فائنل مقابلے میں جہانگیر خان اپنے ہم وطن عمر حیات خان کے مدمقابل آئے جنھیں پہلے دو گیمز 2-9، 3-9 سے ہرا کر تیسرا گیم جہانگیر 6-4 سے ہار گئے لیکن چوتھا گیم ایک بار پھر جہانگیر خان کے نام رہا جو ان کے لیے سیمی فائنل تک رسائی کا پروانہ بنا۔سیمی فائنل مقابلے میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کے خلاف 9-1 سے پہلا گیم ہارنے کے بعد اگلے تین گیمز 5-9، 2-9، 6-9 سے جیت کر جہانگیر خان فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ آسٹریلیا کے روڈنی مارٹن سے ہوا۔فائنل مقابلے کا پہلا گیم 2-9 سے جہانگیر خان کے نام رہنے کے بعد اگلے گیمز میں روڈنی مارٹن نے 10-8 سے کامیابی حاصل کر کے مقابلہ برابر کیا لیکن تیسرا اور چوتھا گیم 1-9، 0-9 سے یکطرفہ طور پر جیت کر جہانگیر خان نے اپنی برٹش اوپن فتوحات کی تعداد سات تک پہنچا دی۔

اکیاونویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1989ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔جہانگیر خان (پاکستان)

12 سے 17 اپریل 1989ء تک لندن کے لیمبس اسکواش کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر پر جاری رہنے والی 51ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جہانگیر خان نے مسلسل آٹھویں کامیابی حاصل کر کے آسٹریلیا کے جیف ہنٹ کا آٹھ برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ برابر کر دیا۔جہانگیر خان نے چیمپئن شپ کے مین ڈراز میں سویڈن کے اینڈرس واہلسٹڈٹ کو 0-9، 4-9، 0-9 سے شکست دے کر اگلے راؤنڈ میں جگہ بنائی جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن شیر زمان گل سے ہوا۔اس میچ میں پہلے دو گیمز 0-9، 1-9 سے جہانگیر خان نے جیتے تو پہلے راؤنڈ میچ کی طرح یہ بھی ایک یکطرفہ مقابلہ نظر آ رہا تھا لیکن شیر زمان نے حیرت انگیز طور پر واپسی کرتے ہوئے اگلے دو گیمز 10-8، 9-7 سے جیت کر مقابلہ فائنل گیم تک پہنچا دیا جہاں جہانگیر خان نے 2-9 سے فتح حاصل کر کے کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔کوارٹر فائنل میں جہانگیر خان نے گزشتہ بار کی طرح اس بار بھی اپنے ہم وطن عمر حیات خان کو 2-9، 0-9، 2-9 سے شکست دے کر سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں نیوزی لینڈ کے راس نارمن ان کے مدمقابل آئے۔راس نارمن کے خلاف 4-9، 3-9، 6-9، 0-9 سے فتح جہانگیر خان کو فائنل تک لے گئی جہاں ان کا مقابلہ آسٹریلوی حریف

روڈنی مارٹن سے تھا۔ فائنل بھی ایک دلچسپ معرکہ ثابت ہوا جہاں پہلا گیم 2-9 سے جہانگیر خان کے نام رہا لیکن دوسرے گیم میں مارٹن نے انہیں 9-5 سے پچھاڑ دیا، تیسرے گیم میں جہانگیر خان نے 5-9 ہی سے جواب دے کر پھر برتری حاصل کی لیکن چوتھا گیم 9-0 سے روڈنی مارٹن نے جیت کر مقابلہ دوبارہ برابر کر دیا۔ فیصلہ کن گیم میں جہانگیر خان نے روڈنی مارٹن کو 2-9 سے قابو کر کے آٹھویں مرتبہ مسلسل برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔

باونویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1990ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

1990ء میں 16 سے 23 اپریل تک لیمبس اسکواش کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر پر منعقد ہونے والی 52ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے مسلسل نویں فتح حاصل کر کے جیف ہنٹ کی آٹھ برٹش اوپن فتوحات کا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔ جہانگیر خان نے مین ڈراز میں میزبان انگلینڈ کے جیمی ہکاکس کو 5-9، 2-9، 4-9 سے شکست دے کر اگلے مرحلے کے لیے کوالیفائی کیا جہاں ان کا مقابلہ فن لینڈ کے سامی ایلو پیورو سے ہوا، اس میچ میں 0-9، 2-9، 6-9 کی فتح جہانگیر خان کو کوارٹر فائنل میں میزبان انگلینڈ کے جیسن نکل کے مدمقابل لے گئی جنہیں 9-!، 3-4، 1-9، 0-9 سے شکست دے کر جہانگیر خان سیمی فائنل میں پہنچے۔ سیمی فائنل مقابلے میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کے خلاف پہلا گیم 6-1 سے ہارنے کے بعد جہانگیر خان نے اگلے تین گیمز 9-!، 5-9، 6-9 سے جیت کر فائنل کی نشست پکی کر لی جہاں آسٹریلیا ہی کے روڈنی مارٹن ان کے منتظر تھے۔ روڈنی مارٹن کے خلاف فائنل مقابلہ 1-9، 8-10، 6-9 سے جیت کر جہانگیر خان نے مسلسل نویں مرتبہ اسکواش کا تاجِ برطانیہ اپنے سر پر سجانے کا اعزاز حاصل کیا۔

ترپنویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1991ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

12 سے 22 اپریل 1991ء تک لیمبس کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں کھیلی جانے والی 53ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے اپنی فتوحات کا سلسلہ دس تک دراز کر لیا جو آج بھی برٹش اوپن کا ریکارڈ ہے لیکن یہ جہانگیر خان کی آخری برٹش اوپن فتح بھی ثابت ہوئی کیونکہ صحت کے مسائل کے ساتھ ساتھ عالمی منظر نامے پر جان شیر خان کا تابناک مستقبل اب جہانگیر خان کو کھیل سے الگ ہونے کے لیے سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔ جہانگیر خان نے اپنی اس آخری برٹش اوپن کامیابی کے سفر کا آغاز انگلینڈ کے ڈیمین واکر کے خلاف مین ڈراز میں فتح سے کیا۔ اگلے مرحلے میں ویلز کے ایڈرین ڈیویس کو 0-9، 9-10، 3-9 سے ہرا کر جہانگیر کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں میزبان انگلینڈ کے برائن بیسن کو 0-9، 0-9، 3-9 سے شکست دے کر سیمی فائنل کی نشست پکی کی۔ سیمی فائنل میں جہانگیر کا مقابلہ آسٹریلیا کے روڈنی مارٹن سے ہوا، یہاں بھی 7-9، 2-9، 5-9 سے فتح جہانگیر خان کا مقدر بنی۔ فائنل مقابلے میں

جہانگیر کے مدمقابل ٹاپ سیڈ ہم وطن ورلڈ اوپن چیمپئن جان شیر خان تھے جن کے خلاف پہلا گیم 9-2 سے ہارنے کے باوجود اگلے تین گیمز 0-9، 4-9، 4-9 سے جیت کر جہانگیر خان نے مسلسل دسویں اور آخری مرتبہ برٹش اوپن چیمپئن شپ فتح اپنے نام کی۔ یہ جہانگیر خان کی برٹش اوپن میں آخری شرکت بھی تھی جس کے بعد برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کی تاریخ کا ایک سنہرا ترین باب بند ہوگیا۔

چوونویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1992ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔جان شیر خان (پاکستان)

54ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 8 سے 13 اپریل 1992ء تک لندن کے لیمبس کلب اور ویمبلے کانفرنس ہال میں کھیلی گئی جہاں جان شیر خان نے پاکستان کی کامیابیوں کی ابتداء وہیں سے کی جہاں پر گزشتہ سال ان ہی کے خلاف جہانگیر خان نے سنیاس لیا تھا۔مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں نیدرلینڈز کے ریمنڈ شیفر کو 0-9، 1-9، 1-9 سے شکست دے کر جان شیر خان نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ دوسرے راؤنڈ میں میزبان انگلینڈ کے کرس والکر بھی ان کے آگے نہ ٹک سکے جہاں 0-9، 5-9، 1-9 سے فتح جان شیر خان کے حصے آئی۔ اگلا مرحلہ کوارٹر فائنل مقابلے کا تھا جہاں آسٹریلیا کے ٹرسٹن نانکیرو کو 1-9، 0-9، 2-9 سے آؤٹ کلاس کر کے جان شیر سیمی فائنل میں پہنچے۔سیمی فائنل میں آسٹریلیا ہی کے روڈنی مارٹن کے خلاف مقابلہ ایک دلچسپ معرکہ ثابت ہوا جہاں پہلے گیم میں جان شیر خان نے 9-5 سے شکست کھانے کے بعد دوسرے گیم میں 1-9 سے واپسی کی۔ تیسرا گیم بھی 5-9 سے جان شیر خان کے نام رہا لیکن چوتھے گیم میں مارٹن نے 9-4 سے فتح حاصل کر کے مقابلہ برابر کر دیا۔فیصلہ کن گیم ایک بار پھر جان شیر خان کے نام رہا جہاں 4-9 سے فتح جان شیر کو فائنل تک لے گئی۔ فائنل میں ایک بار پھر آسٹریلوی حریف جان شیر کے مدمقابل تھے۔کرس رابرٹسن کے خلاف 5-9، 9-10، 7-9 کی جیت جان شیر خان کو اپنی پہلی اور پاکستان کی پچیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ فتح کا حقدار بنا گئی۔

پچپنویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1993ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔جان شیر خان (پاکستان)

10 سے 19 اپریل 1993ء تک 55ویں ہائی ٹیک برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے میزبان ایک بار پھر لیمبس کلب اور ویمبلے کانفرنس ہال بنے جہاں جان شیر خان نے دوسری مرتبہ ٹائٹل فتح اپنے نام کی۔مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں فرانس کے جولین بونیٹیٹ کو 0-9، 0-9، 0-9 سے سبق سکھانے کے بعد دوسرے مرحلے میں انگلینڈ کے پال لارڈ کو بھی 1-9، 0-9، 4-9 سے شکست دے کر جان شیر خان نے کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔کوارٹر فائنل میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن کو 9-10، 6-9، 0-9 سے پچھاڑ کر جان شیر سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن زرک جہان خان سے تھا۔سیمی فائنل مقابلہ ایک دلچسپ معرکہ ثابت ہوا جہاں جان شیر 9-5 سے پہلا گیم ہار گئے، دوسرے اور تیسرے گیم میں 0-9، 2-9 سے واپسی کے بعد چوتھے گیم میں ایک بار پھر جان شیر کو 9-4 سے شکست ہوگئی لیکن فیصلہ کن گیم

میں کامیابی کے بعد انہوں نے فائنل کی نشست پکی کر لی۔ فائنل میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کے خلاف 5-9، 6-9 سے پہلے دو گیمز جیتنے کے بعد تیسرا گیم جان شیر خان 9-6 سے ہارے لیکن چوتھے گیم میں 2-9 سے فتح حاصل کر کے انہوں نے دوسری مرتبہ برٹش اوپن ٹائٹل کے مالکانہ حقوق اپنے نام کیے۔

چھپنویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1994ء۔لندن، انگلینڈ

فاتح۔جان شیر خان (پاکستان)

چھپنویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 3 سے 11 اپریل 1994ء تک آخری مرتبہ ویمبلے کلب اور ویمبلے کانفرنس سنٹر کے کورٹس پر منعقد ہوئی جہاں جان شیر خان نے مسلسل تیسری مرتبہ ٹائٹل جیت کر فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ مین ڈراز کے ابتدائی مرحلے میں میزبان ملک کے اینگس کرکلینڈ کو 1-9، 4-9، 3-9 سے شکست دے کر جان شیر دوسرے راؤنڈ میں پہنچے جہاں انہوں نے میزبان انگلینڈ ہی کے جیسن نکل کو 0-9، 0-9، 5-9 سے باہر کا راستہ دکھایا۔ کوارٹر فائنل میں آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس کو 3-9، 4-9، 2-9 سے ہرانے کے بعد سیمی فائنل میں جان شیر کا مقابلہ انگلینڈ کے پیٹر مارشل سے ہوا جن کے خلاف پہلا گیم 2-9 سے جیتنے کے بعد خان دوسرا گیم 9-7 سے ہار گئے مگر اگلے دو گیمز 3-9، 4-9 سے جیت کر فائنل کی نشست پکی کرنے والے ٹاپ سیڈ دفاعی چیمپئن کا مقابلہ وہاں اب سیکنڈ سیڈ آسٹریلیا کے بریٹ مارٹن سے تھا۔ فائنل مقابلے کے پہلے دو گیمز 0-9، 1-9 سے بآسانی جیتنے کے بعد تیسرا گیم جان شیر سخت مقابلے کے بعد 10-9 سے ہار گئے لیکن چوتھے گیم میں ایک بار پھر 1-9 سے واپسی کرتے ہوئے انہوں نے مجموعی طور پر ستائیسواں برٹش اوپن ٹائٹل پاکستان کے کھاتے میں درج کروا دیا۔

ستاونویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1995۔ کارڈف، ویلز

فاتح۔جان شیر خان (پاکستان)

19 سے 26 مارچ 1995ء تک 57ویں لیکیس برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ ویلز کے شہر کارڈف میں کارڈف انٹرنیشنل ایرینا پر منعقد ہوئی جہاں اس بار گیم 9 کی بجائے 15 پوائنٹس پر مشتمل تھا لیکن یہ تبدیلیاں فاتح کے نام پر اثر انداز نہ ہو سکیں کیونکہ یہاں بھی جان شیر خان نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے مسلسل چوتھی مرتبہ برٹش اوپن ٹائٹل کا حصول ممکن بنایا۔ گزشتہ بار کی طرح اس بار بھی انگلینڈ کے اینگس کرکلینڈ کو مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں 13-15، 8-15، 5-15 سے شکست دے کر اپنے سفر کا آغاز کرنے والے جان شیر نے دوسرے راؤنڈ میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن کو 4-15، 8-15، 6-15 سے ہرا کر کوارٹر فائنل میں جگہ بنائی۔ کوارٹر فائنل میں آسٹریلیا کے انتھونی ہل کو 8-15، 6-15، 12-15، 7-15 سے شکست دے کر جان شیر سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کے مدمقابل آسٹریلیا ہی کے روڈنی آئیلس تھے پہلے گیم میں 15-12 کے خسارے کے بعد اگلے تین گیمز 7-15، 12-15، 9-15 سے جیت کر جان شیر نے فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کا مقابلہ انگلینڈ کے پیٹر مارشل سے ہوا جنہیں 5-15، 4-15، 4-15 سے سٹریٹ گیمز میں ہرا کر جان شیر خان مسلسل چوتھی مرتبہ برٹش اوپن کے فاتح بننے میں کامیاب رہے۔

اٹھاونویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1996ء۔ کارڈف، ویلز

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

یکم سے 7 اپریل 1996ء تک 58 ویں لیکیس برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کی میزبانی ایک مرتبہ پھر ویلز کے کارڈف انٹرنیشنل ایرینا کے حصے میں آئی جہاں جان شیر خان نے پانچویں بار فاتح کی حیثیت سے اپنا نام درج کروایا۔ مین ڈراز کے پہلے راؤنڈ میں آئرلینڈ کے ڈیرک ریان کے خلاف پہلا گیم سخت مقابلے کے بعد 17-16 سے ہارنے کے باوجود جان شیر نے اگلے تینوں گیمز 11-15، 13-15، 13-15 سے جیت کر دوسرے مرحلے میں جگہ بنائی جہاں انکے مدمقابل اپنے ہم وطن زرک جہان خان تھے۔ یہ مقابلہ بھی 11-15، 10-15، 7-15 سے جان شیر کے نام رہا۔ کوارٹر فائنل مرحلے میں انگلینڈ کے پال گریگوری کو 4-15، 3-15، 3-15 سے باہر کر کے سیمی فائنل میں پہنچنے والے ٹاپ سیڈ پاکستانی کا مقابلہ اب فرانس کے جولین بونیٹیٹ سے تھا جن کے خلاف پہلا گیم 15-12 سے ہارنے کے بعد اگلے تین گیمز 6-15، 9-15، 9-15 سے جیت کر جان شیر خان فائنل تک پہنچے۔ فائنل میں آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس انکے مدمقابل آئے جنہیں 10-15، 8-15، 13-15 سے شکست دے کر جان شیر خان نے مسلسل پانچویں برٹش اوپن فتح حاصل کی۔

انسٹھویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1997ء۔ کارڈف، ویلز

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

31 مارچ سے 6 اپریل 1997ء تک ویلش انسٹیٹیوٹ آف اسپورٹ اور ویلز نیشنل آئس رنک پر جاری رہنے والی 59 ویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جان شیر خان نے چھٹی اور آخری بار ٹائٹل فتح اپنے نام کی۔ مین ڈراز کے ابتدائی مرحلے میں آئرلینڈ کے ڈیرک ریان کو گزشتہ سال کی نسبت اس مرتبہ 9-15، 6-15، 7-15 سے بآسانی شکست دے کر جان شیر دوسرے راؤنڈ میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ آسٹریلیا کے جوزف نیپ سے ہوا۔ 9-15، 8-15، 9-15 سے کینگرو حریف کو ہری جھنڈی دکھانے کے بعد کوارٹر فائنل میں قدم رکھنے والے جان شیر نے انگلینڈ کے کرس والکر کو 12-15، 9-15، 5-15 سے بے دخل کر کے سیمی فائنل کی راہ ہموار کی۔ سیمی فائنل میں مصر کے احمد برادہ سے پہلا گیم 15-13 سے ہارنے کے بعد اگلے تین گیمز 4-15، 8-15، 8-15 سے جیت کر خان فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اب اسکاٹ لینڈ کے پیٹر نکل سے تھا۔ فائنل کے سنسنی خیز معرکے میں پہلا گیم 15-17 سے جان شیر خان نے جیتا لیکن دوسرا گیم 15-9 سے پیٹر نکل کے نام رہا۔ تیسرے گیم میں ایک بار پھر خان نے 15-12 سے کامیابی حاصل کی لیکن اگلے گیم میں نکل نے 15-8 سے کامیابی حاصل کر کے مقابلہ دوبارہ برابر کر دیا۔ فیصلہ کن گیم میں جان شیر خان نے 8-15 سے کامیابی حاصل کر کے مسلسل چھٹی مگر آخری مرتبہ برٹش اوپن ٹائٹل اپنے نام کیا کیونکہ اگلے سال پیٹر نکل نے فائنل میں جان شیر خان کو شکست دے کر نہ صرف اپنا بدلہ چکا لیا بلکہ پاکستان کا برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کی سب سے زیادہ تیس فتوحات کا روشن ترین باب بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جو آج تئیس سال گزر جانے کے بعد بھی کسی مسیحا کی دستک کا منتظر ہے۔

ورلڈ اوپن، ورلڈ انڈیویجوئیل، ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ

اگرچہ 1929ء سے جاری مینز برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کو مردوں کی انفرادی ورلڈ اسکواش چیمپئن شپ کا درجہ حاصل تھا لیکن 1967ء میں انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن کے رکن ممالک نے لندن میں اپنی پہلی میٹنگ کے دوران ہر دو سال کے وقفے سے ورلڈ امیچر انڈیویجوئیل اور ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ کے انعقاد کا فیصلہ کیا تو اس ضمن میں اسی سال آسٹریلوی کورٹس پر ان ایونٹس کے افتتاحی مقابلے منعقد کیے گئے جہاں میزبانوں نے ٹیم ایونٹ کے ساتھ ساتھ جیف ہنٹ کی صورت میں انفرادی ٹائٹل پر بھی اپنا قبضہ جمایا۔ فروری 1976ء میں انگلینڈ میں منعقدہ اڑتیسویں برٹش اوپن اسکواش چیمپئن شپ کو بیک وقت ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا درجہ دے کر پروفیشنل کھلاڑیوں کے لیے باقاعدہ طور پر الگ سے ایک ورلڈ چیمپئن شپ کروانے کا فیصلہ کیا گیا جس کے بعد 1977ء سے یہ دونوں ٹورنامنٹس یعنی برٹش اوپن اور ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ الگ الگ تاریخوں میں الگ الگ جگہوں پر منعقد کروائی جا رہی ہیں جہاں اب ورلڈ اوپن کو باضابطہ طور پر اسکواش کی عالمی چیمپئن شپ کا درجہ حاصل ہے۔ دوسری طرف ورلڈ امیچر انڈیویجوئیل اور ورلڈ ٹیم امیچر چیمپئن شپ کو بھی 1981ء میں پروفیشنل کھلاڑیوں کے لیے اوپن کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا جس کے بعد ایک وقت میں دو الگ الگ انفرادی ورلڈ چیمپئن شپس کے انعقاد کی کوئی منطق نہیں تھی لہٰذا 1983ء میں سویڈن میں منعقدہ ورلڈ انڈیویجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کے بعد انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن اور انٹرنیشنل اسکواش پلیئرز ایسوسی ایشن نے باہمی رضامندی کے ساتھ ورلڈ انڈیویجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کو ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا جو اب باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتی چلی آ رہی تھی جبکہ ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ جو پہلے ورلڈ انڈیویجوئیل چیمپئن شپ کے ساتھ منعقد ہوتی تھی اب ورلڈ اوپن کے ساتھ ہر دو سال بعد اس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

ان تمام ٹورنامنٹس میں پاکستانی کھلاڑیوں کی کارکردگی ریکارڈ ساز رہی خصوصاً ورلڈ اوپن میں جان شیر خان کی آٹھ فتوحات بطور انفرادی کارکردگی اور جہانگیر خان کی چھ فتوحات سمیت کل چودہ ٹائٹلز بحیثیت قوم آج بھی پاکستان کا ریکارڈ ہے۔ جبکہ ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ میں بھی چھ فتوحات کے ساتھ پاکستان، آسٹریلیا کے بعد دوسرے نمبر پر براجمان ہے۔ ذیل میں ورلڈ امیچر انڈیویجوئیل، ورلڈ ٹیم اور ورلڈ اوپن ٹورنامنٹس میں پاکستانی فتوحات کی تفصیلات کیلنڈر کے اعتبار سے پیش کی جا رہی ہیں تاکہ ترتیب کے سمجھنے میں آسانی رہے۔

چھٹی ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ 1977ء۔ کینیڈا

پاکستان کو ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ میں پہلی کامیابی ایونٹ کے آغاز کے دس سال بعد چھٹے ایڈیشن میں نصیب ہوئی جب 12 سے 18 ستمبر 1977ء تک کینیڈا کے دارالحکومت اوٹاوہ میں جاری رہنے والے مقابلوں میں دو بھائیوں مقصود احمد اور محمد سلیم کے ساتھ اطلس خان اور دولت خان پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے وکٹری اسٹینڈ پر اپنا قبضہ جمایا۔ یہ واحد ٹیم ایونٹ تھا جو پاکستان امیچر لیول پر جیتا۔

راؤنڈ رابن مقابلوں پر مشتمل اس ٹورنامنٹ میں اگرچہ نیوزی لینڈ کے خلاف پاکستانی ٹیم کو 1-2 سے شکست کا صدمہ برداشت کرنا پڑا لیکن دیگر مقابلوں میں مصر کو 0-3، برطانیہ کو 1-2، آسٹریلیا کو 0-3، سویڈن کو 0-3، کینیڈا کو 0-3 اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو بھی 0-3 کی شکست سے نواز کر پاکستان پوائنٹس ٹیبل پہ سات میچوں میں چھ فتوحات اور ایک شکست کے ساتھ 12 پوائنٹس لے کر پہلے نمبر پر آ گیا۔ اگرچہ نیوزی لینڈ اور مصر کی ٹیموں کا بھی سات سات میچوں میں فتوحات اور شکست کا تناسب یہی تھا لیکن پاکستان سات میچوں میں ہونے والے 21 انفرادی مقابلوں میں سے 18 جیتا اور 3 میں شکست کا سامنا کیا جبکہ نیوزی لینڈ 21 مقابلوں میں سے 15 جیت کر اور 6 ہار کر دوسرے نمبر پر رہا۔ مصر کی 21 میں سے 14 فتوحات اور 7 شکستوں کے ساتھ تیسری پوزیشن آئی۔

چھٹی ورلڈ امیچر انڈیوبجوئیل اسکواش چیمپئن شپ 1977ء۔ کینیڈا

فاتح۔ مقصود احمد (پاکستان)

1977ء کا سال ورلڈ ٹیم کے ساتھ ورلڈ انڈیوبجوئیل چیمپئن شپ میں بھی پاکستان کے لیے خوش قسمت ثابت ہوا جب چھٹی ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل جیتنے والی پاکستانی ٹیم کے ارکان دونوں بھائیوں مقصود احمد اور محمد سلیم نے چھٹی ورلڈ امیچر انڈیوبجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں حتمی معرکہ چھوٹے بھائی مقصود احمد کے نام رہا۔

22 سے 29 ستمبر تک ٹورنٹو میں منعقدہ ایونٹ کی ابتدائی اسٹیج کے بعد کوارٹر فائنل مرحلے میں سویڈن کے لارس کوانٹ کو 4-9، 1-9، 0-9 سے ہرا کر مقصود سیمی فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ انگلینڈ کے جونی لیسلے سے ہوا۔ سیمی فائنل میں پہلا گیم 9-6 سے ہارنے کے بعد اگلا گیم مقصود نے 2-9 سے جیتا مگر تیسرے گیم میں انہیں 9-7 سے ایک مرتبہ پھر خسارے میں جانا پڑا۔ چوتھے گیم میں 5-9 کی فتح کے ساتھ مقابلہ برابر کرتے ہوئے مقصود احمد نے فیصلہ کن گیم 2-9 سے اپنے نام کر کے میچ بھی اپنے حق میں کیا تو 19 سالہ پاکستانی سے 11 سال بڑے بھائی محمد سلیم پہلے ہی فائنل کے لیے کوالیفائی کر چکے تھے۔ فائنل میں دونوں بھائیوں کے درمیان 39 منٹ تک جاری رہنے والے مقابلے کے دوران مقصود احمد نے محمد سلیم کے خلاف پہلے دو گیمز 4-9، 7-9 سے جیت کر میچ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ تیسرا گیم اگرچہ سلیم 9-1 سے جیت گئے لیکن چوتھے گیم میں مقصود احمد نے 7-9 سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے ورلڈ امیچر انڈیوبجوئیل اسکواش چیمپئن شپ جیتنے والے پہلے پاکستانی کھلاڑی بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

ساتویں ورلڈ امیچر انڈیوبجوئیل اسکواش چیمپئن شپ 1979ء۔ آسٹریلیا

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

8 سے 15 اکتوبر 1979ء تک آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں منعقد ہونے والی ساتویں ورلڈ امیچر انڈیوبجوئیل اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے 15 سالہ کھلاڑی جہانگیر خان نے عالمی منظر نامے پر اپنی دھماکے دار آمد کا اعلان کرتے ہوئے فتح حاصل کی، حالانکہ اس ایونٹ کے فوراً بعد منعقد ہونے والی ورلڈ

امیچر ٹیم چیمپئن شپ کے لیے جہانگیر خان کو پاکستانی ٹیم میں شامل کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا لیکن جہانگیر خان نے انفرادی مقابلوں کا ٹائٹل جیت کر اپنے تابناک مستقبل کا عندیہ دے دیا۔ یہ ورلڈ امیچر انڈیویجوئیل اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کی مجموعی طور پر مسلسل دوسری کامیابی تھی اور یہ ایڈیشن امیچر لیول پر اسکواش کا آخری انفرادی ورلڈ ایونٹ ثابت ہوا کیونکہ 1981ء سے انفرادی اور ٹیم دونوں ایونٹس کیلئے پروفیشنل کھلاڑیوں کو کھیلنے کی اجازت دے دی گئی۔

ایونٹ کے ابتدائی مرحلے کے بعد کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کرنے والے جہانگیر خان نے انگلینڈ کے جانی لیسلے کو 4-9، 3-9، 7-9 سے شکست دے کر سیمی فائنل میں جگہ بنائی جہاں ان کا مقابلہ میزبان آسٹریلیا کے فرینک ڈونیلے سے ہوا۔ ڈونیلے کو 3-9، 4-9، 4-9 سے شکست کا تحفہ دے کر جہانگیر نے فائنل میں قدم رکھا جہاں ان کے مدمقابل انگلینڈ کے فِل کینیون تھے۔ فائنل مقابلے کا پہلا گیم 9-2 سے ہارنے کے بعد اگلے تین گیمز 5-9، 3-9، 3-9 سے جیت کر جہانگیر خان نے ٹائٹل پاکستان کے نام کر دیا۔

آٹھویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1981ء۔ سویڈن

1979ء میں آخری ورلڈ ٹیم امیچر اسکواش چیمپئن شپ کے بعد 1981ء سے اسے پروفیشنل کھلاڑیوں کیلئے اوپن کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو یہاں سے پاکستان کی کامیابیوں کے بھی ایک نئے سلسلے کا آغاز ہوا جس نے آنے والے سالوں میں مسلسل چار اور کل پانچ ایڈیشنز میں کامیابی حاصل کر کے اپنے ٹوٹل ورلڈ ٹیم ٹائٹلز کی تعداد چھ تک پہنچا دی۔ 24 ستمبر سے 3 اکتوبر 1981ء تک سویڈن میں جاری رہنے والی آٹھویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے ان مقابلوں میں کل بیس ٹیموں نے شرکت کی۔ پاکستان کو گروپ 1 میں یونائیٹڈ سٹیٹس، کینیڈا اور سنگاپور کے ساتھ رکھا گیا۔ گروپ 2 پانچ، گروپ 3 چھ جبکہ گروپ 4 بھی پانچ ٹیموں پر مشتمل تھا۔ مقصود احمد، جہانگیر خان اور قمر زمان پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے اپنی فتح کے سفر کا آغاز یونائیٹڈ سٹیٹس کو 0-3، کینیڈا کو 0-3 جبکہ سنگاپور کو بھی 0-3 سے ہرا کر کیا۔ گروپ 1 سے ناقابل شکست رہنے والی ٹیم پاکستان کو اب آگے ہر گروپ سے آنے والی دو دو ٹاپ ٹیموں کے بننے والے دو پولز میں سے پول A میں مصر، سویڈن اور اسکاٹ لینڈ کے ساتھ رکھا گیا۔ یہاں بھی پاکستانی ٹیم نے اپنے تینوں میچوں میں مصر کو 0-3، اسکاٹ لینڈ کو 0-3 اور سویڈن کو بھی 0-3 سے ہرا کر فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔

3 اکتوبر 1981ء کو سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں ایونٹ کی دو ناقابل شکست ٹیمیں پاکستان اور آسٹریلیا فائنل مقابلے کے لیے کورٹ میں اتریں جہاں پہلے انفرادی مقابلے میں جہانگیر خان نے اسٹیو بووڈچ کو سٹریٹ سیٹس میں شکست دے کر پاکستان کو برتری دلوائی۔ دوسرے انفرادی مقابلے میں قمر زمان، گلین بریمے سے پہلے دو گیمز 9-0، 9-7 سے ہار گئے لیکن بعد میں واپسی کرتے ہوئے اگلے تینوں گیمز 2-9، 0-9، 5-9 سے جیت کر انہوں نے پاکستان کی برتری 0-2 کر دی۔ آخری انفرادی مقابلے میں مقصود احمد نے 1-9، 7-9، 3-9 سے گریگ پولارڈ کو شکست دے کر 0-3 سے فائنل مقابلہ پاکستان کے نام کر دیا۔ یہ 1977 کی ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ کے بعد پاکستان کی دوسری ٹیم ایونٹ فتح تھی۔

پانچویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1981ء۔کینیڈا

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا آغاز اگرچہ 1976ء میں ہو چکا تھا لیکن پاکستان کو پہلی فتح کا 1981ء میں منعقد ہونے والے پانچویں ایڈیشن تک انتظار کرنا پڑا جب جہانگیر خان کی صورت میں کینیڈا کی زمین پر منعقدہ مقابلوں میں پہلا پاکستانی فاتح سامنے آیا۔ اس سے قبل منعقد ہونے والے چاروں ورلڈ اوپن ایڈیشنز میں آسٹریلیا کے جیف ہنٹ ہی فاتح رہے اور فائنل میں ہر بار ان کا نشانہ پاکستانی کھلاڑی ہی بنے۔1976ء میں محب اللہ خان جونیئر اور پھر 1977ء،1979ء اور 1980ء میں قمر زمان فائنل ہارنے والے کھلاڑی تھے۔1978ء میں ایونٹ کا انعقاد عمل میں نہ لایا گیا۔

19 سے 28 نومبر 1981ء تک کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں منعقد ہونے والی پانچویں میک گنیز مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے مین ڈراز میں جہانگیر خان مصر کے محمد آسران کے خلاف 2-9، 9-5، 9-2،9-4 سے فتح حاصل کر کے اگلے راؤنڈ تک پہنچے جہاں آسٹریلیا کے ڈین ولیمز کے خلاف 2-9،2-9،9-1 کی فتح انہیں کوارٹر فائنل تک لے گئی۔ کوارٹر فائنل مقابلے میں مصر کے جمال عواد کے خلاف پہلا گیم 9-6 سے جیتنے کے بعد دوسرا گیم جہانگیر خان سخت مقابلے کے باوجود 10-8 سے ہار گئے لیکن اگلے دونوں گیمز 1-9،5-9 سے اپنے نام کر کے انہوں نے سیمی فائنل کی نشست پکی کر لی۔ سیمی فائنل میں جہانگیر خان کے مقابل اپنے ہم وطن ہدی جہان تھے جنہیں 3-9،3-9،3-9 سے شکست دے کر جہانگیر نے فائنل میں جگہ بنائی۔ 28 نومبر 1981ء کو پانچویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل مقابلے میں گزشتہ چار بار کے فاتح ٹاپ سیڈ جیف ہنٹ اور چند ماہ قبل جیف ہنٹ سے برٹش اوپن کا فائنل ہار کر آنے والے سیکنڈ سیڈ جہانگیر خان کورٹ میں اترے تو اس بار پاکستانی چیلنجر نے آسٹریلوی دفاعی چیمپئن سے گزشتہ تمام حساب بے باق کرتے ہوئے پہلا گیم 9-7 سے ہارنے کے باوجود اگلے تین گیمز 1-9،2-9،1-9 سے جیت کر پہلی بار ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا تحفہ پاکستان کے نام کر دیا۔ جہانگیر خان کیلئے یہ فتح خوشی کے ساتھ ساتھ دل دُکھا دینے والی بھی رہی کیونکہ عین اسی روز ان کے بڑے بھائی طورسم خان کی دوسری برسی تھی۔

چھٹی ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1982ء۔انگلینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

6 سے 16 نومبر 1982ء تک انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں کھیلی جانے والی چھٹی آئی سی آئی مینز اسکواش ورلڈ چیمپئن شپ میں پاکستان کے جہانگیر خان نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ چیمپئن شپ اپنے نام کی۔ مین ڈراز میں جہانگیر خان نے میزبان انگلینڈ کے اینڈریو ڈوائیر کو 1-9، 1-9، 0-9 سے شکست دے کر اگلے راؤنڈ میں قدم رکھا جہاں ان کا مقابلہ مصر کے آلے عبدالعزیز سے ہوا۔ عبدالعزیز کے خلاف 3-9،0-9،0-9 سے فتح جہانگیر خان کو کوارٹر فائنل میں انگلینڈ کے فِل کینیون کے مدمقابل لے گئی، یہاں بھی کامیابی 6-9، 7-10، 2-9 سے خان کے حصے میں آئی۔ سیمی

فائنل میں آسٹریلیا کے گلین برمبے کو 0-9، 2-9، 1-9 سے شکست دے کر جہانگیر خان نے فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔ 16 نومبر 1982ء کو آسٹریلیا کے ڈین ولیمز دفاعی چیمپئن جہانگیر خان کے خلاف چھٹی ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں سامنے آئے۔ پہلا گیم 2-9 سے جہانگیر خان کے نام رہنے کے بعد دوسرے گیم میں ولیمز نے 9-6 سے جیت حاصل کر کے مقابلہ برابر کیا۔ لیکن اگلے دونوں گیمز 1-9، 1-9 سے جہانگیر خان نے اپنے نام کرتے ہوئے اپنے اور پاکستان کے کھاتے میں دوسرے ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ ٹائٹل کا اندراج کروا دیا۔

ورلڈ انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ 1983ء۔ نیوزی لینڈ

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

1979ء میں ورلڈ امیچر انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کے ساتویں ایڈیشن میں جہانگیر خان کی فتح کے بعد آنے والے عرصے میں اسے پروفیشنل کھلاڑیوں کے لیے بھی اوپن کیا گیا تو 1981ء میں امیچر کی اصطلاح ہٹا کر اس کا نام بھی ورلڈ انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کر دیا گیا۔ سویڈن میں منعقدہ 1981ء کے ایڈیشن میں آسٹریلیا کے اسٹیو بووڑچ کی فتح کے بعد 1983ء میں نیوزی لینڈ میں اس کا اگلا ایڈیشن کھیلا گیا تو یہ انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن کے ان مقابلوں کا آخری ایڈیشن ثابت ہوا کیونکہ ایک وقت میں دو ورلڈ چیمپئن شپ مقابلوں کی کوئی منطق نہیں تھی لہٰذا انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن اور انٹرنیشنل اسکواش پلیئرز ایسوسی ایشن نے باہمی رضامندی سے اس ایونٹ کو ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ضم کر دیا۔ ورلڈ امیچر انڈیو یجوئیل کی طرح ورلڈ انڈیو یجوئیل میں بھی آخری فتح جہانگیر خان ہی کے حصے میں آئی۔

6 سے 12 اکتوبر 1983ء تک نیوزی لینڈ کے شہر آکلینڈ میں منعقدہ اس آخری ورلڈ انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے ابتدائی مرحلے کے بعد کوارٹر فائنل میں انگلینڈ کے فِل کینیون کو 3-9، 2-9، 1-9، 6-9 سے شکست دے کر سیمی فائنل میں جگہ بنائی۔ سیمی فائنل مقابلے میں میزبان نیوزی لینڈ کے اسٹیورٹ ڈیوینپورٹ کو 2-9، 0-9، 4-9 سے شکست دے کر خان فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن قمر زمان سے ہوا۔ فائنل میں قمر زمان کو 3-9، 4-9، 0-9 سے ہرا کر جہانگیر خان نے آخری ورلڈ انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ اپنے نام کر کے اس ایونٹ کی ریکارڈ بکس میں اپنا نام امر کر لیا۔

نویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1983ء۔ نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ میں 1983ء کی ورلڈ انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کے فوراً بعد ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا۔ آکلینڈ اور ہملٹن میں جاری رہنے والے ان مقابلوں میں پاکستانی ٹیم نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے تیسری بار وکٹری اسٹینڈ پر قبضہ جمایا۔ 13 سے 21 اکتوبر تک کھیلے جانے والے ان مقابلوں میں بیس ٹیموں نے حصہ لیا جنہیں پانچ پانچ کے چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان کو گروپ 1 میں نیوزی لینڈ یوتھ، کینیڈا، سنگاپور اور اسکاٹ لینڈ کے ساتھ رکھا گیا۔ ٹیم ایونٹ کے آغاز سے قبل ورلڈ انڈیو یجوئیل

اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل کھیلنے والے جہانگیر خان اور قمر زمان کے ساتھ پاکستان کے پہلے ورلڈ امیچر انڈیویجوئیل چیمپئن مقصود احمد پاکستانی ٹیم کا حصہ بنے۔ یہ وہی ٹیم تھی جس نے دو سال قبل سویڈن میں بھی ورلڈ ٹیم ایونٹ میں فتح کے جھنڈے گاڑے تھے۔ گروپ مقابلوں میں نیوزی لینڈ یوتھ کو 0-3 ،کینیڈا کو 0-3،سنگاپور کو 0-3 اور اسکاٹ لینڈ کو بھی 0-3 سے ہرا کر پاکستان نے گروپ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے اگلے مرحلے تک رسائی حاصل کی جہاں ہر گروپ سے ٹاپ دو ٹیموں کو چار چار کے دو پولز میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان کے گروپ سے اگرچہ نیوزی لینڈ یوتھ دوسرے نمبر پر تھی لیکن وہ اگلے مرحلے میں جانے کی اہل قرار نہ پائی اور تیسرے نمبر پر آنے والی کینیڈا کو آگے جانے کا موقع مل گیا۔ فائنل پول A میں پاکستان کے ساتھ یونائیٹڈ سٹیٹس ،آسٹریلیا اور میزبان نیوزی لینڈ کی ٹیمیں شامل تھیں۔ پاکستان نے یہاں بھی تینوں میچز میں یونائیٹڈ سٹیٹس کو 0-3 سے پھر آسٹریلیا کو 0-3 سے اور نیوزی لینڈ کو بھی 0-3 سے ہرا کر سیمی فائنل میں جگہ بنائی۔ سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ مصر سے ہوا، یہاں بھی 0-3 سے فتح پاکستان کے حصے میں آئی جس کا اب فائنل مقابلہ آسٹریلیا کو شکست دے کر آنے والی انگلینڈ کی ٹیم کے خلاف تھا۔

21 اکتوبر 1983ء کو نیوزی لینڈ کے شہر آکلینڈ میں نویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں ایونٹ کی دو ناقابل شکست ٹیمیں پاکستان اور انگلینڈ مدمقابل آئیں۔ پہلے انفرادی مقابلے میں جہانگیر خان نے اپنے سابقہ ہم وطن ہدی جہان جو شادی کے بعد اب انگلینڈ کی نمائندگی کر رہے تھے کو 7-9، 3-9، 3-9 سے شکست دے کر پاکستان کو 0-1 کی برتری دلائی۔ دوسرے مقابلے میں قمر زمان ،گاوین بریارس کے خلاف 3-9، 1-9، 8-10، 3-9 سے فاتح رہے۔ تیسرے انفرادی مقابلے میں مقصود احمد نے فِل کینیون کو 4-9، 1-9، 2-9 سے ہرا کر 0-3 کی جیت کے ساتھ مسلسل دوسری اور مجموعی طور پر تیسری ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ فتح پاکستان کے کھاتے میں درج کروادی۔

ساتویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1983ء۔ مغربی جرمنی

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

یکم سے 6 دسمبر 1983ء تک مغربی جرمنی کے شہر میونخ میں منعقد ہونے والی ساتویں کینیڈین کلب مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جہانگیر خان نے مسلسل دوسری مرتبہ اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کرتے ہوئے ورلڈ اوپن فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔ ٹاپ سیڈ دفاعی چیمپئن نے ابتدائی مرحلے میں میزبان جرمنی کے کیرول مارٹینی کو 2-9، 2-9، 0-9 سے شکست کا تحفہ دے کر دوسرے مرحلے میں جگہ بنائی۔ سیکنڈ راؤنڈ میں مصر کے موسیٰ ہلال کو 0-9، 2-9، 6-9 سے ہرانے کے بعد جہانگیر خان تیسرے راؤنڈ میں پہنچے جہاں انہوں نے ایک اور مصری حریف احمد صفوات کو 2-9، 0-9، 2-9 سے ہرا کر کوارٹر فائنل کی ٹکٹ حاصل کی۔ کوارٹر فائنل مقابلے میں انگلینڈ کے فِل کینیون کو 6-9، 0-9، 6-9 سے ہرا کر خان سیمی فائنل میں مصر کے ربڑ مین جمال عواد کے مدمقابل آئے جنہیں 0-9، 1-9، 0-9 سے آؤٹ کلاس کرنے کے بعد انہوں نے فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔ فائنل مقابلے میں 6 دسمبر 1983ء کو مغربی جرمنی

کے شہر میونخ میں دفاعی چیمپئن پاکستان کے جہانگیر خان کا مقابلہ آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار سے ہوا جہاں 0-9، 6-9، 3-9 سے کامیابی سمیٹتے ہوئے جہانگیر خان نے مسلسل تیسری مرتبہ ورلڈ اوپن اسکواش ٹائٹل جیت کر فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔

آٹھویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1984۔ پاکستان

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

28 نومبر سے 3 دسمبر 1984ء تک آٹھویں ہمدرد مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا میلہ روشنیوں کے شہر کراچی میں سجا، جہاں میزبان پاکستان کے جہانگیر خان نے فائنل میں اپنے ہم وطن قمر زمان کو ہرا کر مسلسل چوتھی بار ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ پر قبضہ جمایا۔ ایونٹ کے پہلے راؤنڈ میں دفاعی چیمپئن جہانگیر خان نے اپنے ہم وطن عیسیٰ خان کو 4-9، 0-9، 0-9 سے ہرا کر اپنے سفر کا آغاز کیا۔ دوسرے راؤنڈ میں جہانگیر خان کا سامنا ایک بار پھر اپنے ہم وطن شاہ جہان خان سے ہوا، یہاں بھی کامیابی 3-9، 2-9، 2-9 سے جہانگیر خان کے حصے میں آئی۔ تیسرے راؤنڈ میں آسٹریلیا کے راس تھورن کو 0-9، 0-9، 1-9 سے ہرا کر جہانگیر خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے انگلینڈ کے ہدی جہان کو 1-9، 4-9، 0-9 سے شکست کا مزہ چکھایا۔ سیمی فائنل مقابلے میں جہانگیر خان کے حریف نیوزی لینڈ کے راس نارمن تھے جن کے خلاف 1-9، 1-9، 2-9 سے فتح خان کو فائنل میں لے گئی۔ 3 دسمبر 1984ء کو اپنی ہی سرزمین پر پاکستانی اسکواش کے دو روشن ستارے جہانگیر خان اور قمر زمان شہر قائد میں آٹھویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل کھیلنے کے لیے اترے تو کسی کی بھی جیت کی صورت میں میزبان پاکستان کے لیے چوتھی ٹائٹل فتح یقینی ہو چکی تھی۔ یہاں بھی میدان گزشتہ تین بار کے چیمپئن جہانگیر خان کے حق میں ہی رہا، جنہوں نے 4-9، 3-9، 0-9 سے کامیابی حاصل کر کے مسلسل چوتھی مرتبہ اسکواش کے فاتح عالم کا اعزاز اپنے نام کیا۔

نویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1985ء۔ مصر

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

18 سے 25 نومبر 1985ء تک مصر کے شہر قاہرہ میں کھیلی جانے والی نویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں ٹاپ سیڈ دفاعی چیمپئن جہانگیر خان نے اپنی فتوحات کا سلسلہ دراز کرتے ہوئے پانچ تک پہنچا دیا۔ ایونٹ کے پہلے راؤنڈ میں انگلینڈ کے مارٹن باڈیمیاڈ کو 6-9، 5-9، 5-9 سے ناک آؤٹ کرنے کے بعد دوسرے راؤنڈ میں اپنے ہم وطن سہیل قیصر کو بھی 2-9، 4-9، 2-9 سے ہری جھنڈی دکھانے والے جہانگیر خان کا کوارٹر فائنل مقابلہ آسٹریلیا کے راس تھورن سے ہوا، یہاں بھی 5-9، 2-9، 2-9 سے فتح خان کے حصے میں آئی۔ سیمی فائنل میں آسٹریلیا کے گلین برمیے کو 7-9، 0-9، 2-9 سے ہرا کر جہانگیر خان نے فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔ 25 نومبر 1985ء کو نیوزی لینڈ کے راس نارمن دفاعی چیمپئن جہانگیر خان کے خلاف قاہرہ میں نویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل کھیلنے کے لیے کورٹ میں اترے۔ فائنل کا پہلا گیم 4-9 سے جہانگیر خان کے نام رہا لیکن دوسرے گیم میں نارمن نے 9-4 سے کامیابی حاصل کر کے

مقابلہ برابر کر دیا۔ نارمن کی یہ مزاحمت عارضی ثابت ہوئی کیونکہ اگلے دونوں گیمز جہانگیر خان نے 1-9، 5-9 سے اپنے حق میں کر کے نہ صرف مسلسل پانچویں مرتبہ ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا بلکہ آسٹریلیا کے جیف ہنٹ کا چار فتوحات کا گزشتہ ریکارڈ بھی چکنا چور کر ڈالا۔

دسویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1985ء۔ مصر

نویں مینز ورلڈ اوپن کے فوراً بعد مصر میں ہی دسویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کا انعقاد بھی عمل میں آیا۔ 27 نومبر سے 5 دسمبر 1985ء تک قاہرہ میں کھیلے گئے ان مقابلوں میں پاکستان نے ایک بار پھر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے مسلسل تیسری اور مجموعی طور پر چوتھی ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ فتح حاصل کی۔ ایونٹ میں شامل بیس ٹیموں کو پانچ پانچ کے چار گروپس میں رکھا گیا۔ جہانگیر خان، عمر حیات خان اور سہیل قیصر پر مشتمل پاکستانی ٹیم کو گروپ 4 میں مغربی جرمنی، سویڈن، اسپین اور اسکاٹ لینڈ کے ساتھ شامل کیا گیا۔ گزشتہ دو ایڈیشنز کی طرح اس بار بھی پاکستان نے ابتدائی گروپ کے تمام حریفوں کو 0-3 کے مجموعے سے ہی شکست دی۔ تمام ٹیموں کے خلاف 0-3 کی یہ فتوحات پاکستان کو گروپ 4 کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے اگلے مرحلے میں لے گئیں جہاں مذکورہ گروپ میں سے دوسری ٹیم مغربی جرمنی آگے جانے میں کامیاب ہوئی۔ ہر گروپ سے آگے آنے والی دو دو ٹیموں کو ایک بار پھر چار چار کے دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان کے ساتھ فائنل گروپ B میں مصر، آسٹریلیا اور سنگاپور کی ٹیمیں جگہ بنانے میں کامیاب ہوئیں۔ اس مرحلے کے مقابلوں میں پاکستان مصر کو 0-3، آسٹریلیا کو 1-2 اور سنگاپور کو بھی 0-3 سے شکست دے کر سیمی فائنل میں پہنچا۔ سیمی فائنل میں پاکستانی ٹیم کا مقابلہ انگلینڈ سے ہوا، یہاں بھی 0-3 سے فتح پاکستان کے حصے میں آئی۔

5 دسمبر 1985ء کو پراسراریت کی تہوں میں لپٹے دیس مصر کے شہر قاہرہ میں نیوزی لینڈ کی ٹیم دفاعی چیمپئن پاکستان کے خلاف دسویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں مدمقابل ہوئی جہاں میچ کے پہلے انفرادی مقابلے میں پاکستان کے عمر حیات خان نیوزی لینڈ کے اسٹیورٹ ڈیونپورٹ کے خلاف کورٹ میں اترے۔ پہلے دو گیمز 9-4، 9-0 سے ہارنے کے بعد تیسرے گیم میں عمر حیات نے 7-9 سے کامیابی حاصل کی لیکن وہ اپنا مقابلہ بچانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور چوتھے گیم میں 9-2 سے شکست کھا کر پاکستان کو 1-0 کے خسارے میں دھکیل گئے۔ دوسرا انفرادی مقابلہ دس دن قبل اسی جگہ پر ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل کھیلنے والے جہانگیر خان اور راس نارمن کے مابین ہوا، یہاں بھی جہانگیر خان نے 2-9، 3-9، 1-9 سے فتح حاصل کر کے پاکستان کو واپس میچ میں لا کھڑا کیا۔ 1-1 سے برابری کے بعد فیصلہ کن معرکے میں پاکستان کی جانب سے سہیل قیصر اور نیوزی لینڈ کی جانب سے پال وِگرز کورٹ میں اترے جہاں سہیل قیصر نے 6-9، 2-9، 4-9 سے کامیابی حاصل کر کے چوتھی مرتبہ ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ ٹائٹل پاکستان درآمد کر لیا۔

گیارہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1987ء۔انگلینڈ

فاتح۔جان شیر خان (پاکستان)

1986ء میں فرانس کے شہر تولوز میں ہونے والی دسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن نے جہانگیر خان سے مسلسل تیس شکستوں کے بعد بالآخر پہلی فتح حاصل کرتے ہوئے نہ صرف جہانگیر خان کی ورلڈ اوپن فتوحات کے سلسلے میں دراڑ ڈال دی بلکہ کھیلوں کی تاریخ کی سب سے بڑی فتح کے سلسلے کو بھی ختم کر دیا کیونکہ یہ جہانگیر خان کی 555 میچوں میں مسلسل فتوحات کے بعد پہلی شکست تھی جس نے ثابت کیا کہ جہانگیر خان بھی ایک انسان ہیں جنھیں شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اگلے سال 1987ء میں انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں منعقدہ گیارہویں آئی سی آئی پرسپیکس ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ ایک بار پھر پاکستان کے حصے میں آئی لیکن یہ پہلا موقع تھا جب یہ ٹائٹل جہانگیر خان کی بجائے اس وقت کے جونیئر ورلڈ چیمپئن، ایک اور ابھرتے ہوئے کھلاڑی جان شیر خان پاکستان لے کر آئے۔

11 سے 20 اکتوبر 1987ء تک جاری رہنے والے مقابلوں کے مین ڈراز میں جان شیر خان نے آسٹریلیا کے بریٹ مارٹن کو 0-9، 5-9، 1-9 سے شکست دے کر اگلے راؤنڈ تک رسائی حاصل کی جہاں ان کا مقابلہ میزبان انگلینڈ کے ہدی جہان سے ہوا جنھیں 3-9، 6-9، 0-9 سے بے دخل کرنے کے بعد جان شیر خان نے کوارٹر فائنل کی ٹکٹ بک کروائی۔ کوارٹر فائنل مقابلے میں اپنے ہم وطن عمر حیات خان کے خلاف 7-9، 0-9، 9-7، 3-9 کی فتح جان شیر خان کو سیمی فائنل میں لے گئی جہاں ان کا مقابلہ پانچ بار کے ورلڈ اوپن چیمپئن جہانگیر خان سے تھا۔ ٹاپ سیڈ جہانگیر خان کے خلاف پہلا گیم 9-3 سے ہارنے کے بعد جان شیر خان نے اگلے تین گیمز 7-9، 7-9، 4-9 سے جیت کر فائنل میں جگہ بنا لی۔ 20 اکتوبر 1987ء کو انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں گیارہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان کے جان شیر خان اور آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار مدمقابل آئے۔ جان شیر خان نے پہلے دو گیمز 5-9، 5-9 سے جیت کر برتری حاصل کی جسے تیسرے گیم میں کرس ڈٹمار نے 9-4 سے جیت حاصل کر کے کم کرنے کی کوشش کی لیکن اگلا گیم 6-9 سے جان شیر نے ایک بار پھر اپنے حق میں کر کے نہ صرف فائنل مقابلہ جیت لیا بلکہ ریکارڈ آٹھ ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ فتوحات کا سنگِ بنیاد بھی رکھا۔

گیارہویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1987ء۔انگلینڈ

گیارہویں مینز ورلڈ اوپن کے ساتھ ہی 17 سے 31 اکتوبر 1987ء تک انگلینڈ کے شہر لندن میں گیارہویں ICI پرسپیکس ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ بھی کھیلی گئی جہاں پاکستان نے مسلسل چوتھی اور مجموعی طور پہ پانچویں مرتبہ اپنی حکمرانی ثابت کی۔ ایونٹ میں شامل ریکارڈ 28 میں سے 20 ٹیموں کو پہلے ہی پانچ پانچ کے چار گروپس میں تقسیم کر دیا گیا جبکہ دیگر آٹھ ٹیموں کو چار چار کے دو گروپس میں کوالیفائنگ راؤنڈ کھیلنا پڑا جہاں سے ٹاپ چار ٹیموں کو آگے چار مین پولز میں تقسیم کیا گیا۔ دفاعی چیمپئن پاکستان کے ساتھ پول A میں سویڈن، مغربی جرمنی، یونان، ملائیشیا اور کوالیفائنگ راؤنڈ کھیل کر آنے والی ناروے کی ٹیم شامل ہوئی۔

جان شیر خان، جہانگیر خان، عمر حیات خان اور قمر زمان پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے پول A کے اپنے تمام حریفوں کو 0-3 کے اسکور کے ساتھ کلین سویپ کرتے ہوئے کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں پول A سے سویڈن دوسری کوالیفائر ٹیم بنی۔ کوارٹر فائنل میں سنگاپور کو 0-3 سے ہرا کر سیمی فائنل میں پہنچنے والی ٹیم کا جوڑ آسٹریلیا سے پڑا جہاں 1-2 سے کامیابی شاہینوں کی پرواز فائنل تک دراز کر گئی۔ 31 اکتوبر 1987ء کو لندن کے رائل البرٹ ہال میں وفاعی چیمپئن پاکستان نے میزبان انگلینڈ کو سیمی فائنل میں ہرا کر آنے والی نیوزی لینڈ کی ٹیم کے خلاف کمر کسی۔ پہلے انفرادی مقابلے میں جہانگیر خان نے اسٹیورٹ ڈیوینپورٹ کو 0-9، 1-9، 5-9 سے ہرا کر پاکستان کو برتری دلا دی۔ دوسرے انفرادی مقابلے میں جان شیر، راس نارمن کے خلاف پہلا گیم 2-9 سے ہار کر دوسرے گیم میں 0-9 سے واپس پلٹے لیکن تیسرے گیم میں انہیں سخت مقابلے کے بعد ایک بار پھر 10-8 سے شکست ہوگئی۔ جان شیر نے خسارے کے باوجود اگلے دونوں گیمز میں بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے 6-9، 0-9 سے فتح حاصل کر کے مقابلہ 0-2 کر دیا۔ آخری انفرادی مقابلے میں عمر حیات خان نے سٹیفن کننگھم کو 2-9، 2-9، 5-9 سے شکست دے کر میچ 0-3 سے پاکستان کے نام کر دیا۔ یہ پاکستان کی ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں مسلسل چوتھی اور مجموعی طور پر پانچویں فتح تھی۔

بارہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1988ء۔ نیدرلینڈز

فاتح۔ جہانگیر خان (پاکستان)

پھولوں کے دیس نیدرلینڈز کے شہر ایمسٹرڈیم اور والکینسوارڈ میں منعقدہ 9 سے 13 مئی 1988ء تک بارہویں NCM مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں اسکواش کی دنیا کے سدابہار چیمپئن جہانگیر خان نے ایک مرتبہ پھر وکٹری اسٹینڈ تک رسائی حاصل کرتے ہوئے چھٹی اور آخری بار ورلڈ اوپن ٹائٹل اپنے نام کیا۔ مین ڈراز میں جہانگیر خان نے اپنی فتح کا آغاز اسپین کے آسٹن ادارا گا کو 2-9، 0-9، 1-9 سے ہرا کر کیا۔ اگلے مرحلے میں آسٹریلیا کے رکی ہِل کو 1-9، 1-9، 2-9 سے باہر کا رستہ دکھا کر جہانگیر خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطن عمر حیات خان سے تھا۔ عمر حیات کو 4-9، 1-9، 1-9 سے ناک آؤٹ کر کے جہانگیر نے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کو 5-9، 4-9، 7-9 سے سیمی فائنل میں زیر کر کے جہانگیر خان نے فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔ 13 مئی 1988ء کو بارہویں مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پانچ بار کے ورلڈ چیمپئن سیکنڈ سیڈ جہانگیر خان اپنے ہم وطن دفاعی چیمپئن ٹاپ سیڈ جان شیر خان کے مقابلے میں کورٹ میں اترے اور 2-9، 2-9، 6-9 سے سٹریٹ گیمز میں کامیابی حاصل کر کے چھٹی اور آخری بار اسکواش کا عالمی ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔

تیرہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1989ء۔ ملائیشیا

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

3 سے 7 اکتوبر 1989ء تک ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں منعقد ہونے والی تیرہویں

ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جان شیر خان نے دوسری مرتبہ ٹائٹل فتح کو گلے لگایا۔

پندرہ پوائنٹس پر مشتمل سیٹ کے مقابلوں میں جان شیر خان پہلے راؤنڈ میں ویلز کے ایڈرین ڈیویس کے خلاف پہلا گیم 15-13 سے ہارنے کے باوجود اگلے تین گیمز 15-6، 15-8، 15-14 سے جیت کر دوسرے راؤنڈ میں پہنچے۔ دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے فل کینیون کو 15-3، 15-2، 15-7 سے ہرا کر جان شیر کوارٹر فائنل مرحلے میں داخل ہوئے جہاں انگلینڈ ہی کے برائن بیسن کو 15-3، 15-2، 15-7 سے پچھاڑنے کے بعد انہوں نے سیمی فائنل کی ٹکٹ ٹک کروائی۔ آسٹریلیا کے کرس رابرٹسن سیمی فائنل میں جان شیر خان کے خلاف کھیلے، یہاں بھی فتح سٹریٹ گیمز میں 15-6، 15-2، 15-3 سے جان شیر کے حصے میں آئی۔

7 اکتوبر 1989ء کو کوالالمپور میں سیکنڈ سیڈ پاکستان کے جان شیر خان اور سیمی فائنل میں دفاعی چیمپئن ٹاپ سیڈ جہانگیر خان کو ہرا کر آنے والے تھرڈ سیڈ آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار تیرہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل مقابلے میں نبرد آزما ہوئے تو ایک سخت مقابلہ دیکھنے کو ملا۔ پہلے دونوں گیمز کرس ڈٹمار نے 15-6، 15-10 سے جیت کر جان شیر خان کے لیے مشکلات پیدا کر دیں لیکن اس موقع پر پاکستانی اسٹار نے اپنے اعصاب کو قابو میں رکھتے ہوئے اگلے تینوں گیمز 15-11، 15-11، 15-4 سے جیت کر دوسری مرتبہ ورلڈ اوپن چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

چودہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1990ء۔ فرانس

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

4 سے 11 نومبر 1990ء تک فرانس کے شہر تولوز میں کھیلی جانے والی چودہویں مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جان شیر خان نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے تیسری بار اسکواش کے فاتح عالم بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ابتدائی مرحلے میں انگلینڈ کے مارک کیئرنس کو 15-7، 15-1، 15-8 سے شکست دے کر دوسرے مرحلے میں پہنچنے والے جان شیر خان نے وہاں پر ویلز کے ایڈرین ڈیویس کو 15-9، 15-5، 15-7 سے بے دخل کر کے کوارٹر فائنل میں قدم رکھا۔ نیوزی لینڈ کے راس نارمن کوارٹر فائنل مقابلے میں جان شیر خان کے مدمقابل آئے جنہیں 15-8، 15-7، 15-12 سے زیر کر کے جان شیر سیمی فائنل میں پہنچے جہاں آسٹریلیا کے کرس رابرٹسن ان کے منتظر تھے۔ رابرٹسن کے خلاف پہلا گیم 15-10 سے ہارنے کے بعد اگلے تین گیمز 15-11، 15-13، 15-5 سے جیت کر جان شیر نے فائنل میں اپنی جگہ بنائی۔ 11 نومبر کو تولوز میں چودہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں سیکنڈ سیڈ دفاعی چیمپئن جان شیر خان اور اس سے قبل جان شیر خان سے دو ورلڈ اوپن فائنل ہارنے والے آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کورٹ میں اترے جہاں پہلے دو گیم 15-8، 17-15 سے جان شیر کے حق میں رہے۔ تیسرے گیم میں کرس ڈٹمار نے 15-13 سے کامیابی حاصل کر کے مزاحمت دکھائی لیکن چوتھا گیم ایک بار پھر جان شیر نے 15-5 سے اپنے نام کرتے ہوئے تیسری بار اسکواش کی دنیا پر اپنی حکمرانی ثابت کر دی۔

سولہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1992ء۔ جنوبی افریقہ

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

1991ء میں آسٹریلیا کے شہر ایڈیلیڈ میں میزبان ملک کے روڈنی مارٹن نے چھ بار کے ورلڈ چیمپئن جہانگیر خان کو فائنل میں شکست دے کر ورلڈ ٹائٹل ایک سال کے لیے پاکستان سے چھین لیا جسے 1992ء میں تاریک براعظم سے جان شیر خان ایک مرتبہ پھر واپس لانے میں کامیاب رہے۔

21 سے 26 ستمبر 1992ء تک جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں سولہویں مینز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا ایونٹ کھیلا گیا جس کے پہلے مرحلے میں جان شیر خان نے فرانس کے جولین بونیٹیٹ کو 15-10، 15-9، 15-9 سے شکست دے کر اپنے سفر کا آغاز کیا۔ دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے ٹونی ہینڈز کو 15-9، 16-17، 15-7، 15-7 سے ہرا کر جان شیر کوارٹر فائنل میں فن لینڈ کے سامی ایلو پیورو کے مدمقابل آئے جہاں 15-9، 15-5، 15-7 سے فتح ان کا مقدر بنی۔ سیمی فائنل مقابلے میں اسپین کے آسٹن ادارا گا کے خلاف پہلا گیم 15-5 سے جیتنے کے بعد دوسرا گیم جان شیر 15-13 سے ہار گئے مگر اگلے دو گیمز 15-8، 15-7 سے اپنے نام کر کے جان شیر خان فائنل تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

26 ستمبر 1992ء کو جوہانسبرگ میں سولہویں اسکواش ورلڈ چیمپئن شپ کا فائنل مقابلہ منعقد ہوا جہاں چوتھی بار آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار پاکستان کے جان شیر خان کے مدمقابل آئے اور ہمیشہ کی طرح نتیجہ اس بار بھی دفاعی چیمپئن پاکستانی ٹاپ سیڈ کے حق میں رہا۔ پہلے دو گیمز 15-9، 15-11 سے جیتنے کے بعد اگرچہ تیسرے گیم میں جان شیر خان کو 15-10 سے بارِ شکست اٹھانا پڑا لیکن چوتھے گیم میں 15-6 سے کامیابی حاصل کر کے کرس ڈٹمار کو چوتھی مرتبہ فائنل میں ہراتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر ورلڈ چیمپئن کا تاج اپنے سر پر سجا لیا۔

سترہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1993ء۔ پاکستان

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

18 سے 23 نومبر 1993ء تک اسکواش کی سترہویں ورلڈ اوپن چیمپئن شپ نے سرزمین پاک پر اپنے رنگ بکھیرے جس کی میزبانی ایک بار پھر پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کے حصے میں آئی۔ یہ ایونٹ اس حوالے سے یادگار رہا کہ یہ اسکواش کی دنیا کے سب سے عظیم پلیئر جہانگیر خان کا آخری انفرادی ایونٹ تھا جنھوں نے اس چیمپئن شپ کے فوراً بعد کراچی میں ہی منعقد ہونے والی ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ میں چھ سال بعد اپنی ٹیم کو چیمپئن بنوانے میں مدد کرنے کے بعد اسکواش کے کھیل سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور یوں اسکواش کے عظیم عہدِ جہانگیری کا خاتمہ ہو گیا۔ جان شیر خان نے اس ایونٹ میں مجموعی طور پر پانچویں ورلڈ اوپن چیمپئن شپ فتح اپنے نام کی۔ پہلے راؤنڈ میں انگلینڈ کے پال گریگوری کو 15-7، 15-7، 15-11 سے شکست دے کر جان شیر نے دوسرے راؤنڈ میں اسکاٹ لینڈ کے پیٹر نکل کو بھی 15-5، 15-11، 15-4 سے دیس نکالا دیا۔ اگلا مرحلہ کوارٹر فائنل کا تھا جہاں جان شیر کا مقابلہ آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس سے ہوا جن

کو سات سال قبل ورلڈ جونیئر اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں شکست دے کر جان شیر نے اسکواش کی دنیا میں اپنی کامیابیوں کے سفر کا آغاز کیا تھا۔ یہاں بھی فتح 7-15، 7-15، 7-15 سے میزبان دفاعی چیمپئن کے حصے میں ہی آئی، جنہوں نے سیمی فائنل میں بھی انگلینڈ کے پیٹر مارشل کو بآسانی 8-15، 6-15، 5-15 سے شکست دے کر فائنل مقابلے کے لیے اپنی جگہ پکی کر لی۔ 23 نومبر 1993ء کے تاریخی دن پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں اسکواش کے سب سے بڑے ایونٹ کے فائنل مقابلے کے لیے دنیائے اسکواش کے دو سب سے بڑے کھلاڑی، چار بار کے ورلڈ چیمپئن اور موجودہ دفاعی چیمپئن جان شیر خان اور اس وقت تک سب سے زیادہ چھ مرتبہ ورلڈ اوپن جیتنے والے جہانگیر خان کورٹ میں اترے۔ پہلا گیم اگرچہ سخت مقابلے کے بعد جان شیر، جہانگیر سے 15-14 سے ہار گئے لیکن اگلے تین گیمز 5-15، 5-15، 9-15 سے جان شیر خان نے اپنے نام کر کے پانچویں مرتبہ ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔

چودھویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1993ء۔ پاکستان

1987ء میں پانچویں بار ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ جیتنے والی پاکستانی ٹیم کو بالآخر 1989ء میں آسٹریلیا نے فائنل میں قابو کر کے ٹائٹل سے محروم کر دیا جبکہ 1991ء میں جہانگیر خان کی عدم موجودگی میں ٹیم اپنے گروپ میں ہی آخری نمبر سے اوپر نہ آسکی تو 1993ء میں ورلڈ اوپن کے فوراً بعد پاکستان میں ہی منعقد ہونے والی ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ، جو جہانگیر خان کے کیریئر کا آخری ایونٹ تھی، ہر پاکستانی کھیلوں کے شائق کی یہی خواہش تھی کہ پاکستانی ٹیم یہ ٹائٹل جیت کر جہانگیر خان جیسے عظیم کھلاڑی کو شایانِ شان طریقے سے رخصت کر سکے جو اس ایونٹ کے آغاز سے صرف ایک روز قبل اپنی ہی سرزمین پر اپنے ہی ہم وطن کے ہاتھوں ورلڈ اوپن چیمپئن شپ کے فائنل میں شکست کا صدمہ برداشت کر چکے تھے۔

24 سے 30 نومبر 1993ء تک جاری رہنے والی چودھویں مینز ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں میزبان پاکستان کی جان شیر خان، جہانگیر خان، زرک جہان خان اور میر زمان گل پر مشتمل ٹیم کو پول A میں آسٹریلیا، مصر اور نیوزی لینڈ کے ساتھ رکھا گیا جبکہ پول B میں انگلینڈ، فن لینڈ، نیدر لینڈز اور سویڈن شامل رہیں۔ گروپ مرحلے میں میزبان ٹیم کو اگرچہ دفاعی چیمپئن آسٹریلیا کے خلاف 2-1 سے شکست ہو گئی لیکن دیگر دونوں میچوں میں پاکستانی ٹیم نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے مصر کو 1-2 اور نیوزی لینڈ کو 0-3 سے ہرا کر اپنے پول سے آسٹریلیا کے ساتھ سیمی فائنل تک پہنچنے والی دوسری ٹیم کے طور پر جگہ بنالی۔ سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ انگلینڈ سے ہوا جہاں 1-2 کی فتح پاکستان کو فائنل تک لے گئی۔

30 نومبر 1993ء کے یادگار دن روشنیوں کے شہر کراچی میں چودھویں ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں میزبان پاکستان اور اسے ایونٹ میں واحد شکست سے دوچار کرنے والی دفاعی چیمپئن آسٹریلیا کی ٹیمیں مدمقابل آئیں۔ انفرادی مقابلوں میں سب سے پہلے جہانگیر خان، بریٹ مارٹن کے خلاف میدان میں اترے جنہیں پہلے گیم میں آسٹریلوی حریف سے 9-6 کی شکست کا بار سہنا پڑا لیکن آج پاکستان اور جہانگیر خان کا دِن تھا جنہوں نے 5-9، 3-9، 1-9 کے اسکور کے ساتھ اگلے تین گیمز جیت کر ایک فاتح

کی حیثیت سے کورٹ سے آخری مرتبہ قدم باہر رکھا۔

دوسرے انفرادی مقابلے میں زرک جہان خان، روڈنی آئیلس سے پہلے دوگیمز 2-9، 4-9 سے جیت کر پھر لڑکھڑا گئے اور اگلے دوگیمز 9-2، 9-6 سے ہار بیٹھےلیکن آخری گیم سخت مقابلے کے بعد 10-9 سے اپنے نام کر کے انہوں نے پاکستان کو فائنل میں 0-2 کی ناقابلِ شکست برتری دلا دی۔ تیسرا انفرادی مقابلہ محض رسمی کاروائی ثابت ہوا جہاں جان شیر خان نے روڈنی مارٹن کو 0-9، 0-9، 2-9 سے شکستِ فاش دے کر اپنی سرزمین پر فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ یہ پاکستان کی ورلڈ ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کی تاریخ میں چھٹی اور تادم تحریر آخری فتح تھی۔ جس کے ساتھ ہی اسکواش کی دنیا کا سب سے روشن ستارہ بھی غروب ہو گیا۔

اٹھارہویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1994ء۔ اسپین

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

9 سے 14 ستمبر 1994ء تک اسپین کے شہر بارسلونا میں کھیلی گئی اٹھارہویں بیلانٹائنز ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ میں جان شیر خان نے چھٹی کامیابی حاصل کر کے جہانگیر خان کی سب سے زیادہ چھ فتوحات کا ریکارڈ برابر کر دیا۔ ایونٹ کے پہلے راؤنڈ میں آسٹریلیا کے کریگ رولینڈ کو 9-15، 6-15، 7-15 سے شکست دے کر جان شیر دوسرے راؤنڈ میں پہنچے۔ دوسرے راؤنڈ میں انگلینڈ کے فِل وائٹلاک کو 8-15، 8-15، 9-15 سے پچھاڑ کر کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کرنے والے دفاعی چیمپئن نے وہاں انگلینڈ کے کرس والکر کو 10-15، 6-15، 11-15 سے ہرا کر سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ سیمی فائنل مقابلے میں آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس کو 13-15، 12-15، 7-15 کی شکست سے دوچار کر کے جان شیر خان نے فائنل مقابلے کے لیے اپنی انٹری کروائی۔ 14 ستمبر 1994ء کو کھیلے گئے 18ویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ فائنل میں ٹاپ سیڈ جان شیر خان، تھرڈ سیڈ انگلینڈ کے پیٹر مارشل سے پہلا گیم 15-10 سے ہارنے کے باوجود اگلے تین گیمز 5-15، 8-15، 11-15 سے اپنے حق میں کر کے اپنا چھٹا اور پاکستان کا بارہواں ورلڈ اوپن اسکواش ٹائٹل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

انیسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1995ء۔ سائپرس

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

1995ء مینز ڈَنجن ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ مَردوں کی ورلڈ اوپن اسکواش کا انیسواں ایڈیشن تھا جو 6 سے 11 نومبر تک سائپرس کے شہر نکوسیا میں کھیلا گیا۔ پاکستان کے جان شیر خان نے اس ایونٹ میں ساتویں بار ٹائٹل اپنے نام کر کے جہانگیر خان کی چھ ورلڈ اوپن فتوحات کا ریکارڈ توڑ دیا۔ دفاعی چیمپئن نے اپنے سفر کی ابتداء انگلینڈ کے جان ریَنسم کے خلاف 3-15، 14-15، 5-15، 11-15 سے فتح کے ساتھ کی۔ دوسرے راؤنڈ میں اپنے ہم وطن میر زمان گل کو 7-15، 6-15، 3-15 سے شکست دے کر جان شیر کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ انگلینڈ کے سائمن پارک سے ہوا۔ کوارٹر فائنل میں 9-15،

15-17، 5-15 کی فتح کے ساتھ سیمی فائنل تک رسائی حاصل کرنے والے ٹاپ سیڈ پاکستانی کا جوڑ وہاں آسٹریلیا کے انتھونی ہِل سے پڑا جنہیں 6-15، 12-15، 7-15 کی شکست سے دوچار کر کے جان شیر خان نے فائنل تک رسائی حاصل کرلی۔ 11 نومبر 1995ء کو نکوسیا میں کھیلے گئے انیسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل مقابلے میں دفاعی چیمپئن جان شیر خان نے انگلینڈ کے ڈیل ہیرس کو پہلے دوگیمز 14-17، 10-15 سے ہرا کر میچ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ تیسرا گیم اگرچہ جان شیر سخت مقابلے کے بعد 16-17 سے ہار گئے لیکن چوتھا گیم 8-15 سے اپنے نام کر کے جان شیر خان نے ساتویں مرتبہ ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا تاج اپنی پیشانی پر سجالیا۔

بیسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ 1996ء۔ پاکستان

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

بیسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کی میزبانی 16 سے 22 نومبر 1996ء تک ایک مرتبہ پھر شہرِ قائد کے حصے میں آئی جہاں جان شیر خان نے آٹھویں بار ورلڈ اوپن جیت کر سب سے زیادہ فتوحات کا ایسا ریکارڈ قائم کیا جو آج 25 سال گزرنے کے بعد بھی بدستور قائم و دائم ہے۔ یہ بحیثیت قوم پاکستان کی چودھویں ورلڈ اوپن ٹائٹل فتح بھی تھی جو بذاتِ خود ایک ریکارڈ کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن تصویر کا دوسرا رُخ بہت زیادہ کربناک بھی ہے کیونکہ یہ پاکستان کی آخری ورلڈ اوپن فتح ہی نہیں بلکہ 1976ء میں ورلڈ اوپن کے آغاز سے لے کر 1996ء تک کھیلے گئے بیس ایڈیشنز میں سے ہر ایڈیشن کا فائنل کم از کم ایک پاکستانی کھلاڑی کی موجودگی میں ہونے والے سلسلے کا خاتمہ بھی تھا۔ جس کے بعد گزشتہ پچیس برسوں سے کوئی پاکستانی کھلاڑی اس کے فائنل تک پہنچنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔

میزبان دفاعی چیمپئن جان شیر خان نے اپنی ریکارڈ آٹھویں فتح کے سفر کا آغاز پہلے راؤنڈ میں جنوبی افریقہ کے کریگ ویپنک کو 6-15، 10-15، 8-15 سے ہرا کر کیا۔ دوسرے راؤنڈ میں کینیڈا کے جوناتھن پاور کی طاقت 4-15، 13-15، 13-15 سے سَلب کر کے جان شیر خان کوارٹر فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ انگلینڈ کے سائمن پارک سے ہوا۔ پارک کو 8-15، 4-15، 3-15 سے سائیڈ لائن پر لگا کر جان شیر خان سیمی فائنل تک پہنچے۔ سیمی فائنل مرحلے سے اسکاٹ لینڈ کے پیٹر نکل کو 8-15، 9-15، 9-15 سے نکال کر جان شیر خود آخری بار ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پہنچے جہاں اتفاق سے ان کے مدمقابل آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس موجود تھے جنہیں دس سال قبل چوتھی ورلڈ جونیئر اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں جان شیر خان نے شکست دے کر اسکواش کی دنیا میں اپنے عہد ساز سفر کا آغاز کیا تھا۔ 22 نومبر 1996ء کے یادگار دِن کو پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں بیسویں ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل میلہ سجا۔ میزبان جان شیر خان نے آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس کے خلاف پہلے دوگیمز سخت مقابلے کے بعد 15-17، 13-15 سے جیت کر اپنے ارادے ظاہر کر دیئے۔ تیسرے گیم میں روڈنی آئیلس نے 15-11 سے کامیابی حاصل کر کے مزاحمت کی کوشش کی جو چوتھے گیم میں دم توڑ گئی جہاں جان

282

شیر خان نے 3-15 کی فتح کے ساتھ آٹھویں بار ورلڈ اوپن کا میدان مار لیا۔''عروس البلاد'' کراچی میں ورلڈ اوپن اسکواش کی تاریخ میں ملنے والی یہ خوشی میزبانوں کے لیے آخری خوشی ثابت ہوئی جس کے بعد مذکورہ ایونٹ میں سب سے زیادہ کامیاب رہنے والی پاکستانی قوم کی فتوحات کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور ایک عرصے تک اس کھیل کے کورٹس میں راج کرنے والے پاکستانی ستارے وقت کی کہکشاؤں میں کھو کر محض قصۂ پارینہ بن کے رہ گئے۔

ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ

اگرچہ انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن کے تحت آفیشل ورلڈ جونیئر ٹیم چیمپئن شپ کا آغاز 1980ء میں سویڈن میں منعقدہ ایونٹ سے ہوا لیکن اس سے قبل 1973ء سے اسکواش کی ایک اَن آفیشل ورلڈ جونیئر ٹیم چیمپئن شپ بھی کھیلی جا رہی تھی جس کے انعقاد کا فیصلہ انگلینڈ نے 1972ء میں برٹش جونیئر اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے ساتھ کیا جو بذاتِ خود انفرادی ایونٹ کے طور پر جونیئر کھلاڑیوں کی اَن آفیشل ورلڈ چیمپئن شپ سمجھی جاتی تھی۔ 1973ء سے 1979ء تک سالانہ بنیادوں پر اس ایونٹ کے سات ایڈیشنز کھیلے گئے جس کے بعد 1980ء میں پہلا آفیشل ٹیم ایونٹ کھیلا گیا جس میں ہر ٹیم تین کھلاڑیوں پر مشتمل تھی بعد میں یہ ایونٹ ہر دو سال کے وقفے سے جاری ہے۔ ان مقابلوں میں پاکستانی فتوحات کی تفصیلات پیشِ خدمت ہیں۔

ساتویں اَن آفیشل ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1979ء۔ انگلینڈ

1979ء میں انگلینڈ کے شہر ساؤتھمپٹن میں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کا آخری اَن آفیشل ایڈیشن منعقد ہوا۔ 1973ء سے 1977ء تک کھیلے گئے پانچ ایڈیشنز میں انگلینڈ کی ٹیم فاتح رہی۔ 1978ء میں آسٹریلیا کی جیت کے بعد بالآخر 1979ء میں کھیلے گئے اس آخری ایڈیشن میں فتح پاکستان کے حصے میں آئی۔ میزبان انگلینڈ دوسری، کینیڈا تیسری، سویڈن چوتھی، ویلز پانچویں، آئرلینڈ چھٹی، مصر ساتویں، اسکاٹ لینڈ آٹھویں اور نیدرلینڈز نویں پوزیشن پر رہی۔ ایونٹ میں پاکستان کی اس اکلوتی فتح کے ساتھ ہی اس چیمپئن شپ کو ختم کر کے 1980ء سے پہلی ISRF ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کا آغاز کر دیا گیا۔

دوسری ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 1982ء۔ سنگاپور

مارچ 1982ء میں سنگاپور میں کھیلی گئی دوسری ISRF ورلڈ جونیئر ٹیم چیمپئن شپ میں کل 14 ٹیموں نے شرکت کی جنہیں چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ سہیل قیصر، عمر حیات خان اور گل خان پر مشتمل پاکستانی ٹیم گروپ C میں کینیڈا اور سویڈن کے ساتھ براجمان ہوئی۔ ان دونوں حریفوں کو اپنے اپنے میچوں میں 0-3 سے شکست دے کر پاکستانی ٹیم دوسرے راؤنڈ میں پہنچی جسے انٹرمیڈیٹ پلے آفز کا نام دیا گیا۔ یہاں بھی آئرلینڈ کو 0-3، اسکاٹ لینڈ کو 0-3 اور نیوزی لینڈ کو بھی 0-3 سے کلین سوئیپ کرنے کے بعد پاکستانی ٹیم فائنل تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی جہاں افتتاحی ایڈیشن میں اسے فائنل ہرا کر ٹائٹل جیتنے والی

آسٹریلیا کی ٹیم پہلے سے موجود تھی۔ فائنل کے انفرادی مقابلوں میں پہلا مقابلہ احمد گل، گرانٹ پٹنگٹن کے خلاف 9-3، 9-1، 9-0 سے ہار گئے لیکن اگلے دونوں مقابلوں میں چند روز قبل ورلڈ جونیئر انڈیویجوئل چیمپئن شپ کا فائنل جیت کر آنے والے سہیل قیصر نے کرس ڈٹمار کو 5-9، 5-9، 5-9، 9-5 اور عمر حیات خان نے ٹرسٹن نائیکیروکو 6-9، 3-9، 4-9، 8-10 سے شکست دے کر 1-2 سے فتح کے ساتھ گزشتہ ایونٹ کے فائنل کا بدلہ لیتے ہوئے پہلی بار پاکستان کو ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کا فاتح بنا دیا۔

بارہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 2002ء۔ بھارت

1982ء میں پہلی فتح کے بعد پاکستان کو ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں دوسری فتح کے لیے بیس سال کا انتظار کرنا پڑا جب 2002ء میں بھارتی زمین پر خیال محمد، سفیر اللہ خان، خالد اطلس اور ماجد خان نے فتح کے جھنڈے گاڑ کر قوم کو چیمپئن بننے کی خوشخبری سنائی۔ 3 سے 14 دسمبر 2002ء تک چنائی میں منعقد ہونے والی بارہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں شامل انیس ٹیموں کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان کو پول B میں امریکہ، نیدرلینڈز، ہانگ کانگ اور زمبابوے کے ساتھ رکھا گیا جہاں پاکستان نے امریکہ کو 0-3، ہانگ کانگ کو 0-3، زمبابوے کو 1-2 اور نیدرلینڈز کو 0-3 سے شکست دے کر گروپ B کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے کوارٹر فائنل میں جگہ بنائی۔ کوارٹر فائنل میں پاکستان کا مقابلہ میکسیکو سے ہوا جہاں 0-3 سے فتح نوجوان قومی ٹیم کو سیمی فائنل میں لے گئی۔ سیمی فائنل میں آسٹریلیا کے خلاف پاکستان کی ٹیم 1-2 سے فاتح رہی جہاں خیال محمد نے پہلے انفرادی مقابلے میں جائے گف کو 3-9، 3-9، 2-9 سے شکست دی، دوسرے انفرادی مقابلے میں سفیر اللہ خان کو لیوک مارگن کے خلاف 9-7، 9-4، 10-8، 6-9، 9-10 سے ہار کا بوجھ جھیلنا پڑا لیکن فیصلہ کن مقابلے میں ماجد خان نے ایرون فرینکومب کو 0-9، 7-9، 0-9 سے شکست دے کر ٹیم کو فائنل میں پہنچا دیا۔ 14 دسمبر کو بارہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان اور انگلینڈ کی ٹیمیں آپس میں مدمقابل آئیں۔ پہلے انفرادی مقابلے میں خیال محمد، جیمز وِلسٹروپ کے سامنے 9-1، 9-0، 9-2 سے ہمت ہار گئے لیکن اگلے دونوں مقابلوں میں ماجد خان نے پیٹر بیکر کو 7-9، 3-9، 2-9 جبکہ خالد اطلس نے جان ہارفورڈ کو 5-9، 7-9، 4-9 سے شکست دے کر 1-2 سے فتح کے ساتھ دوسری مرتبہ ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ پاکستان کے نام کر دی۔

تیرہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 2004ء۔ پاکستان

2 سال قبل ہندوستانی سینے پر مونگ دلنے کے بعد 2004ء میں پاکستان نے اپنی سرزمین پر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے تیسری بار جونیئر ٹیموں کی عالمی اسکواش چیمپئن شپ فتح اپنے کھاتے میں درج کروائی۔ 23 سے 28 اگست تک پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں جاری رہنے والی تیرہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں شامل 22 ٹیموں کو چھ گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ خالد اطلس، یاسر بٹ اور فرحان محبوب پر مشتمل میزبان پاکستانی ٹیم کو پول A میں ویلز اور سوئٹزرلینڈ کی ٹیموں کے ساتھ رکھا گیا۔ پاکستان نے سوئٹزرلینڈ کو 0-3 اور ویلز کو بھی 0-3 سے شکست دے کر کوارٹر فائنل میں جگہ بنائی۔ کوارٹر

فائنل میں کینیڈا کو 0-3 سے شکست دے کر پاکستان نے سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی۔ سیمی فائنل میں میزبان ٹیم کا مقابلہ کویت سے ہوا جہاں انفرادی مقابلوں میں خالد اطلس نے علی الرمزی کو 5-9، 1-9، 4-9 یاسر بٹ نے سلیمان الخمیس کو 2-9، 0-9، 1-9 جبکہ فرحان محبوب نے سالم محمد کو 0-9، 7-9 سے شکست دے کر 0-3 کی فتح کے ساتھ فائنل کی نشست پکی کی۔ 28 اگست کو اسلام آباد میں کھیلے گئے تیرہویں مینز ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان اور مصر کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں جہاں پہلا مقابلہ خالد اطلس، رامی عاشور کے خلاف 9-7، 2-9، 6-9، 6-9 سے ہار گئے لیکن اگلے دو مقابلوں میں یاسر بٹ نے عمر ابوزید کو 1-9، 4-9، 3-9، 4-9 جبکہ فرحان محبوب نے محمود عادل کو 0-9، 4-9، 2-9 سے شکست دے کر 1-2 کے مجموعے کے ساتھ کامیابی سے ٹائٹل کا دفاع کرلیا۔

پندرہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 2008ء۔ سوئٹزرلینڈ

2 سے 7 اگست 2008ء تک سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ میں جاری رہنے والی پندرہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان نے مصر کو ہرا کر چوتھی مرتبہ ٹائٹل جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ٹورنامنٹ میں شامل کل اکتیس ٹیموں کو آٹھ گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ عامر اطلس، وقار محبوب، فرحان زمان اور محمد شعیب حسن پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے گروپ B میں چیک ریپبلک کو 0-3، کویت کو 0-3 اور برمودا کو بھی 0-3 سے شکست دے کر آخری سولہ ٹیموں میں جگہ بنائی جہاں اس کا مقابلہ فن لینڈ سے ہوا۔ یہاں بھی 0-3 سے فتح پاکستان کو کوارٹر فائنل میں لے گئی۔ کوارٹر فائنل میں جرمنی کو 0-3 سے ہرا کر پاکستان نے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ سیمی فائنل مقابلے میں پاکستان کا جوڑ بھارت سے پڑا جہاں وقار محبوب نے آدتیا جگتاپ کو 0-9، 8-10، 7-9، 0-9، 7-9 ، عامر اطلس نے وکرم ملہوترہ کو 0-9، 3-9، 0-9 جبکہ شعیب حسن نے روی ڈکشٹ کو 0-9، 1-9 سے مات دے کر 0-3 کی فتح کے ساتھ فائنل کے لیے کوالیفائی کرلیا۔ 7 اگست کو کھیلے گئے پندرہویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان کا مقابلہ گزشتہ ایونٹ میں پاکستان ہی سے فائنل میں ٹائٹل چھین کر لے جانے والی مصر کی ٹیم سے ہوا جہاں انفرادی مقابلوں میں عامر اطلس نے محمد الشوربگی کو 1-9، 1-9، 2-9، 7-9 جبکہ شعیب حسن نے کریم عبدالجواد کو 2-9، 6-9، 5-9 سے ہرا کر 0-2 کے مجموعے کے ساتھ گزشتہ حساب چکتا کرتے ہوئے چوتھی بار ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔

انیسویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ 2016ء۔ پولینڈ

12 سے 17 اگست 2016ء تک پولینڈ کے شہر بائیلسکو، بیالہ میں کھیلے گئے ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے انیسویں ایڈیشن میں پاکستان نے پانچویں بار ٹائٹل اپنے نام کرتے ہوئے وکٹری اسٹینڈ پر قدم رکھا۔ انیسویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ میں حصہ لینے والی مجموعی طور پر اکیس ٹیموں کو چھ گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ احسن ایاز، عباس شوکت اور اسرار احمد پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے پول B میں جرمنی کو 0-3 اور ہانگ کانگ کو بھی 0-3 سے شکست دے کر کوارٹر فائنل میں جگہ بنائی۔ کوارٹر فائنل مقابلہ آسٹریلیا کے خلاف 0-3 سے جیت کر پاکستان سیمی فائنل میں پہنچا جہاں اس کا مقابلہ امریکہ سے تھا۔ سیمی فائنل کے انفرادی مقابلوں

میں عباس شوکت نے سیموئیل شیرل کو 5-11، 4-11، 4-11، 10-12 سے جبکہ اسرار احمد نے اینڈریو ڈگلس کو 9-11، 9-11، 9-11 سے شکست دے کر اپنی ٹیم کو فائنل میں پہنچا دیا۔ 17 اگست کو کھیلے گئے انیسویں ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں گزشتہ چھ ایڈیشنز کے مسلسل فائنل کھیلنے والی پاکستان اور مصر کی ٹیمیں ایک بار پھر مدمقابل آئیں جہاں پہلے انفرادی مقابلے میں اسرار احمد نے سادیلدین ابویش کو 9-11، 9-11، 9-11 سے ہرا کر اپنی ٹیم کو برتری دلوائی جسے احسن ایاز، یوسف ابراہیم کے خلاف 6-11، 5-11، 11-13، 13-11 کی شکست سے دوچار ہو کر برقرار نہ رکھ سکے۔ فیصلہ کن انفرادی مقابلہ عباس شوکت اور طارق عبدالحمید کے درمیان ہوا جس میں عباس شوکت نے 8-11، 9-11، 7-11 سے کامیابی حاصل کر کے اپنی ٹیم کو پانچویں بار ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کا فاتح بنا دیا۔

اس فتح کے بعد میڈیا پر چلنے والی اکثر خبروں میں اسے پاکستان کی چھٹی ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ فتح بتایا گیا، لیکن 1979ء میں پاکستان کی جونیئر ٹیم نے جو چیمپئن شپ جیتی وہ اَن آفیشل تھی لہٰذا درست اعداد و شمار کے مطابق 2018ء میں منعقدہ ورلڈ جونیئر ٹیم اسکواش چیمپئن شپ کے بیسویں آفیشل ایڈیشن تک مصر چھ ٹائٹل فتوحات کے ساتھ پہلے جبکہ پاکستان اور آسٹریلیا مشترکہ طور پر پانچ پانچ فتوحات کے ساتھ دوسرے نمبر پر براجمان ہیں۔ چھ مرتبہ پاکستان، انگلینڈ اور مصر کی ٹیمیں فائنل مقابلوں میں رنر اپ رہیں اور چھ بار ہی پاکستانی ٹیم ایونٹ میں تیسرے نمبر پر آئی۔

ورلڈ جونیئر انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ

جس طرح 1973ء سے 1979ء تک اسکواش کی اَن آفیشل ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ کے بعد 1980ء میں ISRF کے تحت آفیشل طور پر اس کا آغاز ہوا اسی طرح 1980ء سے انفرادی مقابلوں کی ورلڈ جونیئر انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ بھی شروع کی گئی جس میں 19 سال سے کم عمر کھلاڑی حصہ لے سکتے تھے۔ اس سے قبل برٹش جونیئر اوپن کو ہی اَن آفیشل جونیئر ورلڈ چیمپئن شپ کا درجہ حاصل تھا۔ دو پاکستانی کھلاڑیوں نے اب تک اس ٹورنامنٹ میں فتح حاصل کی ہے جن کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

دوسری ورلڈ جونیئر انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ 1982ء۔ ملائیشیا

فاتح۔ سہیل قیصر (پاکستان)

مارچ 1982ء میں ملائیشیا کے شہر کوالالمپور میں منعقد ہونے والی دوسری ورلڈ جونیئر انڈیو یجوئیل اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے سہیل قیصر نے پہلا پاکستانی جونیئر ورلڈ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ سہیل قیصر نے ابتدائی مرحلے کے بعد کوارٹر فائنل میں انگلینڈ کے جیمی ہکاکس کو 9-5، 9-7، 5-9، 9-0 سے ہرا کر سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں آسٹریلیا کے ٹرسٹن نانکیرو ان کے مدمقابل آئے۔ نانکیرو کو 9-2، 9-6، 9-1 سے شکست دے کر سہیل قیصر فائنل میں پہنچے جہاں 6 مارچ کو آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کے خلاف 9-3، 9-4، 10-8، 3-9 سے کامیابی ان کو پاکستان کا پہلا ورلڈ جونیئر اسکواش چیمپئن بنا گئی۔

چوتھی ورلڈ جونیئر انڈیویجوئیل اسکواش چیمپئن شپ 1986ء۔آسٹریلیا

فاتح۔جان شیر خان(پاکستان)

اپریل 1986ء میں آسٹریلیا کے شہر برسبین میں منعقدہ چوتھی ورلڈ جونیئر اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جان شیر خان نے فتح حاصل کر کے اسکواش کی دنیا میں اپنے ریکارڈ ساز کیریئر کا آغاز کیا۔جان شیر خان نے ابتدائی مرحلے کے بعد کوارٹر فائنل میں انگلینڈ کے رابرٹ گراہم کو 5-9، 8-10، 9-10 سے شکست دے کر سیمی فائنل کی ٹکٹ بک کروائی۔سیمی فائنل میں میزبان آسٹریلیا کے انتھونی ہل کو 9-3، 9-3، 4-9 سے ہرا کر جان شیر فائنل میں پہنچے۔فائنل میں جان شیر خان کا مقابلہ آسٹریلیا کے روڈنی آئیلس سے ہوا جنہیں 9-2، 9-0، 9-3 سے شکست دے کر جان شیر خان نے انفرادی مقابلوں میں دوسرا اور ابھی تک کا آخری پاکستانی ورلڈ جونیئر اسکواش چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے نام کیا۔اس کے بعد دو مرتبہ 2004ء اور 2008ء میں یاسر بٹ اور عامر اطلس خان فائنل تک پہنچے لیکن کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

PSA ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز

1993ء میں پروفیشنل اسکواش ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز کے ایونٹ کا آغاز ہوا جس کا مقصد ہر سیزن کے اختتام پر PSA ورلڈ ٹور میں شامل تمام ایونٹس کے بعد آٹھ ٹاپ سیڈ پلیئرز کا آپس میں مقابلہ کروا کے ایک چیمپئن کا تعین کرنا تھا۔1993ء میں ایونٹ کے آغاز سے لے کر 1998ء تک کھیلے گئے پہلے پانچ میں سے چار ایڈیشنز میں فتح پاکستان کے نام رہی اور ہر بار اس فتح کے حصول کے پیچھے جان شیر خان ہی کا ہاتھ رہا۔

PSA ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز 1993ء۔سوئٹزرلینڈ

فاتح۔جان شیر خان(پاکستان)

17 سے 19 جنوری 1993ء تک سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ میں منعقدہ افتتاحی ورلڈ سیریز فائنلز میں ٹاپ سیڈ جان شیر خان نے ایونٹ کا پہلا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ابتدائی ناک آؤٹ مرحلے میں آسٹریلیا کے نمبر 5 ٹرسٹن نانکیر و کو 6-15، 6-15، 15-17 سے پچھاڑ کر جان شیر سیمی فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے آسٹریلیا ہی کے فورتھ سیڈ بریٹ مارٹن کو 11-15، 7-15، 8-15 سے ہرا کر فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔فائنل میں جان شیر کا مقابلہ ایک اور آسٹریلوی سیکنڈ سیڈ کرس ڈٹمار سے ہوا جنہیں 8-15، 3-15، 10-15، 15-10 شکست دے کر جان شیر خان ورلڈ سیریز فائنلز مقابلوں کے پہلے چیمپئن بنے۔

PSA ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز 1994ء۔سوئٹزرلینڈ

فاتح۔جان شیر خان(پاکستان)

4 سے 7 دسمبر 1993ء تک دوسرے ورلڈ سیریز مقابلوں کا میزبان ایک مرتبہ پھر سوئٹزرلینڈ کا شہر زیورخ ہی بنا جہاں ٹاپ سیڈ جان شیر خان نے اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کرتے ہوئے مسلسل

دوسری بار ٹائٹل اپنے نام کیا۔ اس مرتبہ ابتدائی مرحلہ ناک آؤٹ کی بجائے دو پولز پر مشتمل تھا جہاں چار چار کھلاڑیوں کو رکھا گیا۔ پولA میں جان شیر خان نے فن لینڈ کے سامی ایلو پیورو کو 5-15، 10-15، 6-15 سے شکست دے کر اپنے سفر کا آغاز کیا۔ دوسرے مقابلے میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن کو 5-15، 10-15، 15-12، 12-15 سے شکست دینے کے بعد تیسرے میچ میں انگلینڈ کے پیٹر مارشل کو 5-15، 15-13، 12-15، 11-15 سے ہرا کر جان شیر خان سیمی فائنل میں پہنچے۔ سیمی فائنل میں آسٹریلیا کے بریٹ مارٹن کو 6-15، 17-16، 14-17، 5-15 سے ہرا کر فائنل کی ٹکٹ بک کروانے والے جان شیر خان کا مقابلہ فائنل میں ایک بار پھر انگلینڈ کے پیٹر مارشل سے ہوا جہاں 9-15، 7-15، 8-15، 15-8 سے فتح جان شیر خان کو مسلسل دوسری مرتبہ ورلڈ سیریز مقابلوں کا چیمپئن بنا گئی۔

PSA ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز 1997ء۔ انگلینڈ

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

26 سے 29 مارچ 1997ء تک ہیٹفیلڈ، انگلینڈ میں جاری رہنے والے چوتھے ورلڈ سیریز فائنلز مقابلوں میں جان شیر خان نے تیسری مرتبہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ ابتدائی راؤنڈ میں اپنے ہم وطن زبیر جہان خان کو 4-9، 7-9، 5-9 مصر کے احمد برادہ کو 8-10، 4-9، 8-10، 8-10 اور اسکاٹ لینڈ کی نمائندگی کرنے والے پیٹر نکل کو 2-9، 3-9، 6-9 سے شکست دے کر جان شیر خان نے فائنل میں قدم رکھا جہاں آسٹریلیا کے بریٹ مارٹن کو 2-9، 5-9، 7-9 سے شکست دے کر انہوں نے تیسری مرتبہ ورلڈ سیریز فائنلز کا اعزاز پاکستان کے نام کیا۔

PSA ورلڈ سیریز اسکواش فائنلز 1998ء۔ انگلینڈ

فاتح۔ جان شیر خان (پاکستان)

1998ء میں ایک بار پھر ہیٹفیلڈ، انگلینڈ میں ورلڈ سیریز فائنلز کا انعقاد ہوا جہاں 26 فروری سے یکم مارچ تک جاری رہنے والے مقابلوں میں سیکنڈ سیڈ جان شیر خان نے چوتھی اور آخری مرتبہ ورلڈ سیریز فائنلز کا تاج اپنے سر پر سجایا۔ ابتدائی راؤنڈ کے تین میچز میں سے انگلینڈ کے مارک چالونر کو 11-15، 6-17، 15-10 اور پھر انگلینڈ ہی کے ڈیل ہیرس کو 7-15، 10-15 سے ہرانے کے بعد آخری میچ میں ویلز کے الیکس گوچ کے ہاتھوں 9-15، 12-15، 13-15 سے شکست کھانے کے باوجود جان شیر سیمی فائنل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں ٹاپ سیڈ اسکاٹ لینڈ کے پیٹر نکل کو 3-15، 4-15، 14-17 سے شکست دے کر انہوں نے فائنل میں قدم رکھا۔ فائنل میں میزبان انگلینڈ کے سائمن پارک کو 10-15، 11-15، 13-15، 12-15 سے پچھاڑ کر جان شیر خان نے چوتھی اور آخری مرتبہ ورلڈ سیریز فائنلز کا چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے نام کیا۔

ورلڈ ماسٹرز اسکواش چیمپئن شپ

1976ء میں جب ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا آغاز ہوا تو اس موقع پر انٹرنیشنل اسکواش ریکٹ فیڈریشن (موجودہ ورلڈ اسکواش فیڈریشن) نے عمر رسیدہ کھلاڑیوں کے لیے بھی ایک ورلڈ ماسٹرز چیمپئن

شپ کا انعقاد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ابتداء میں یہ ٹورنامنٹ 45اور 55 سال سے زیادہ عمر کے دو گروپس کی کیٹیگری میں کھیلا گیا، بعد میں آنے والے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں عمر کی مزید کیٹیگر یز کا اضافہ ہوتا رہا۔ اگرچہ پاکستان کا کوئی کھلاڑی اس ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکا لیکن پاکستان کی نمائندگی کرنے والے دو سابقہ کھلاڑیوں ہدی جہان اور محمد یاسین نے 1987ء میں انگلینڈ کی طرف سے کھیلتے ہوئے اوور 35 اور اوور45 کیٹیگر یز میں ٹائٹل اپنے نام کیا۔70ء اور80ء کی دہائی میں ورلڈ ماسٹرز کے نام سے چند اور اسکواش ٹورنامنٹس بھی منعقد ہوتے رہے جن میں عمر کی کوئی قید نہیں تھی۔ لہٰذا اس دور میں اسکواش کے کھیل پر راج کرنے والے پاکستانی کھلاڑیوں نے ان ایونٹس میں بھی کامیابیاں سمیٹیں جن کی مختصر تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

دسمبر 1978ء میں پاکستان کے شہر کراچی میں منعقد ہونے والے ورلڈ ماسٹرز اسکواش ٹورنامنٹ میں پاکستان کے قمر زمان نے اپنے ہم وطن گوگی علاؤالدین کو فائنل میں 0-9، 9-10، 1-9 سے شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔نومبر 1979ء میں انگلینڈ میں منعقدہ نارتھمپٹن ورلڈ ماسٹرز اسکواش ٹورنامنٹ کے فائنل میں پاکستان کے قمر زمان نے میزبان انگلینڈ کے جونا بیرنگٹن کو صرف 33 منٹ میں 0-9، 0-9، 1-9 سے پچھاڑ کر ٹائٹل پر قبضہ جمایا۔نومبر 1980ء میں انگلینڈ میں ہونے والی ورلڈ ماسٹرز اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے محب اللہ خان جونیئر نے سیمی فائنل میں اپنے ہم وطن قمر زمان کو 5-9، 7-9، 9-10 سے ہرانے کے بعد فائنل میں مصر کے جمال عواد کو شکست دیتے ہوئے ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ 2 سے 6نومبر 1981ء تک نیوکاسل، انگلینڈ میں منعقد ہونے والی تھورن ای ایم آئی ہیٹنگ ورلڈ ماسٹرز اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان کے جہانگیر خان نے کوارٹر فائنل میں آسٹریلیا کے ڈین ولیمز کو 1-9، 1-9، 9-4 سے ہرانے کے بعد سیمی فائنل میں ہدی جہان کو 0-9، 2-9، 1-9 سے مات دے کر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں انہوں نے اپنے ہم وطن قمر زمان کو 2-9، 2-9، 5-9، 9-4 سے شکست دے کر ٹائٹل حاصل کیا۔ یکم سے 4نومبر 1982ء تک انگلینڈ کے شہر لیسٹر میں کھیلی گئی آئی سی آئی پرسپیکس ورلڈ ماسٹرز چیمپئن شپ میں جہانگیر خان نے کوارٹر فائنل میں آسٹریلیا کے گلین برمبے کو 4-9، 5-9، 0-9 سے ہرانے کے بعد سیمی فائنل میں اپنے ہم وطن قمر زمان کو 8-10، 3-9، 1-9 سے پچھاڑ کر فائنل میں قدم رکھا جہاں مصر کے جمال عواد کو 2-9، 4-9، 0-9 سے شکست دے کر مسلسل دوسری مرتبہ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 26 سے 30اکتوبر 1983ء تک ویرنگٹن انگلینڈ میں جاری رہنے والی آئی سی آئی پرسپیکس ورلڈ ماسٹرز چیمپئن شپ کے سیمی فائنل میں انگلینڈ کے ہدی جہان کو 3-9، 0-9، 2-9 سے شکست دینے کے بعد فائنل میں اپنے ہم وطن قمر زمان کو 4-9، 0-9، 8-10، 6-9 سے مات دے کر جہانگیر خان نے اس ٹورنامنٹ میں اپنی فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔26 سے 30اکتوبر 1984ء تک ایک بار پھر ویرنگٹن ،انگلینڈ میں منعقدہ آئی سی آئی پرسپیکس ورلڈ ماسٹرز چیمپئن شپ کے آخری ایڈیشن میں جہانگیر خان نے سیمی فائنل میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کو 3-9، 8-10، 8-10 سے ہرا کر فائنل میں نیوزی لینڈ کے اسٹیورٹ ڈیونپورٹ کو 1-9، 0-9، 6-9، 5-9 سے شکست دیتے ہوئے مسلسل چوتھی مرتبہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔

نوے کی دہائی میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے کاشف شجاع نے 2017ء کی ورلڈ ماسٹرز گیمز میں اسکواش ایونٹ کی 35 سال سے زائد عمر کی کیٹیگری میں گولڈ میڈل حاصل کیا لیکن وہ ان مقابلوں میں پاکستان کی بجائے میزبان نیوزی لینڈ کی نمائندگی کر رہے تھے۔

برٹش جونیئر اوپن اسکواش چیمپئن شپ

1923ء میں اسکواش کے سب سے قدیم جونیئر ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا جہاں انڈر 16 کھلاڑیوں کو حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ 1926ء کے ایڈیشن میں اس ایونٹ میں انڈر 19 کیٹیگری کو بھی شامل کر لیا گیا جسے 1999ء تک ڈرایسڈیل کپ کے نام سے جانا جاتا رہا۔ 1982ء میں اس چیمپئن شپ میں انڈر 14 کیٹیگری کا اضافہ عمل میں آیا۔ 1999ء میں انڈر 14 اور 16 کیٹیگری کو ختم کر کے انڈر 13، 15 اور 17 کیٹیگر یز کو شامل کیا گیا جبکہ انڈر 19 کیٹیگری بدستور ایونٹ کا حصہ رہی۔ 1980ء میں ورلڈ جونیئر انڈیویجوئیل اسکواش چیمپئن شپ کے آغاز سے قبل اس ٹورنامنٹ کو اَن آفیشل جونیئر ورلڈ اسکواش چیمپئن شپ کا درجہ حاصل رہا۔ اس ایونٹ کی تمام کیٹیگر یز میں پاکستانی کھلاڑیوں کی کامیابیوں کا احوال درج ذیل ہے۔

انڈر۔16 برٹش جونیئر اوپن اسکواش

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ انڈر 16 کیٹیگری برٹش جونیئر اوپن اسکواش کی سب سے قدیم کیٹیگری ہے جو 1923ء سے 1999ء تک اس ٹورنامنٹ کا حصہ رہی لیکن اس پورے عرصے میں پاکستان کی طرف سے صرف ایک بار 1982ء میں اسد احمد نے اس کیٹیگری میں چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ اگرچہ پاکستان کے شریف خان بھی 1960ء میں اس کیٹیگری میں چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کر چکے تھے لیکن انہوں نے اس ایونٹ میں اسکول اسکالر شپ پر مِلفیلڈ اسکول کی طرف سے حصہ لیا۔ اسی طرح پاکستان کی نمائندگی کرنے والی خاتون کھلاڑی کارلا خان کے والد اور برٹش اوپن چیمپئن اعظم خان کے صاحبزادے واصل خان نے بھی مِلفیلڈ اسکول کی جانب سے 1968ء میں یہ ٹورنامنٹ جیتا لیکن انہوں نے خود کبھی کسی مقابلے میں پاکستان کی نمائندگی نہیں کی۔

انڈر۔19 برٹش جونیئر اوپن اسکواش (ڈرایسڈیل کپ)

1926ء سے اب تک بدستور برٹش جونیئر اوپن کا حصہ رہنے والی انڈر 19 کیٹیگری میں بھی شریف خان نے مِلفیلڈ کی طرف سے 1963ء میں ٹائٹل اپنے نام کیا مگر پاکستان کو پہلا ٹائٹل 1971ء میں محب اللہ خان جونیئر نے دلوایا۔ یاد رہے یہ محب اللہ خان پاکستان کے برٹش اوپن چیمپئن موخان نہیں بلکہ جان شیر خان کے بھائی محب اللہ خان تھے۔ دس سال بعد 1981ء میں سہیل قیصر نے پاکستان کو دوسرا انڈر 19 برٹش جونیئر اوپن ٹائٹل دِلوایا۔ تیسری کامیابی کے لیے پاکستان کو بائیس سال انتظار کرنا پڑا جب 2003ء میں سفیر اللہ خان نے نیدرلینڈز کے ڈیلان بینٹ کو 9-0، 9-0، 9-7، 10-8، 10-9 سے فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2005ء میں باسط اشفاق نے مصر کے طارق مومن کو فائنل میں 10-8، 9-5، 9-2، 9-1 سے ہرا کر چوتھی اور آخری مرتبہ ٹائٹل پاکستان کے کھاتے میں درج کروایا۔

انڈر۔13 برٹش جونیئر اوپن اسکواش

1999ء سے برٹش جونیئر اوپن کا حصہ بننے والی انڈر 13 کیٹیگری میں پاکستان کو پہلی کامیابی 2003ء میں عامر اطلس نے مصر کے احمد ہواس کو فائنل میں 9-1، 9-2، 9-1 سے ہرا کر فتح کی صورت میں دلوائی۔ 2004ء میں وقار محبوب نے بھی عامر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فائنل میں مصر ہی کے عادل الزر کا کو 9-0، 9-0، 9-3 سے ہرا کر دوسرا ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔ 2005ء میں فرحان زمان نے مصر کے فواد خلیفہ کو فائنل میں 9-0، 9-0، 9-2 سے زیر کر کے مذکورہ کیٹیگری میں پاکستانی ٹائٹلز کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ 2007ء میں انڈر 13 کیٹیگری سے آخری ٹائٹل پاکستان کے حصے میں آیا جب ناصر اقبال نے مصر کے فادی ثروات کو 9-5، 10-5، 9-4 سے فائنل میں شکست دے کر چوتھا ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔

انڈر۔ 15 برٹش جونیئر اوپن اسکواش

1999ء سے ہی برٹش جونیئر اوپن کا حصہ بننے والی انڈر 15 کیٹیگری میں فرحان محبوب نے 2002ء میں اپنے ہم وطن یاسر بٹ کو ایک سخت مقابلے کے بعد 4-9، 10-8، 4-9، 1-9، 9-7 سے فائنل ہرا کر پاکستان کو پہلی کامیابی دلوائی۔ 2004ء میں عامر اطلس خان نے مصر کے محمد ریدا کو 10-8، 8-10، 10-8، 9-2 سے ہرا کر ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔ اگلے سال 2005ء میں محمد شعیب حسن نے بھی مِصری حریف احمد ہواس کو 4-9، 6-9، 3-9، 5-9، 10-8 سے فائنل ہرا کر ٹائٹل پاکستان سے باہر نہ جانے دیا۔ 2012ء میں اسرار احمد نے مصر ہی کے یوسف سلیمان کو فائنل میں 8-11، 11-8، 8-11، 6-11، 11-4 سے شکست دے کر ایک مرتبہ پھر ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔ 2020ء میں منعقد شدہ اب تک کے آخری ایڈیشن میں پاکستان کے حمزہ خان نے میزبان انگلینڈ کے یوسف شیخ کو 7-11، 11-3، 11-4 سے فائنل ہرا کر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

انڈر۔ 17 برٹش جونیئر اوپن اسکواش

1999ء سے ہی برٹش جونیئر اوپن کی انڈر 17 کیٹیگری کا آغاز بھی ہوا جہاں 2002ء میں پاکستان کے سفیر اللہ خان اپنے ہم وطن خالد اطلس خان کو 9-2، 9-5، 9-6 سے فائنل ہرا کے پہلے پاکستانی فاتح بنے۔ اگلے سال 2003ء میں یاسر بٹ بھی اپنے ہم وطن فرحان محبوب کے خلاف 10-8، 9-2، 9-7 سے فائنل جیت کر مذکورہ کیٹیگری میں تادمِ تحریر آخری پاکستانی چیمپئن قرار پائے۔

برٹش امیچرز، برٹش ماسٹرز اوپن اسکواش چیمپئن شپ

1923ء سے 1980ء تک جاری رہنے والی مَردوں کی قدیم ترین برٹش امیچر اسکواش چیمپئن کے فاتح پاکستانی کھلاڑیوں کی فہرست میں تین بار 1963ء، 1964ء، 1965ء کے چیمپئن آفتاب جاوید، دو بار 1970ء، 1971ء کے چیمپئن گوگی علاؤالدین اور محب اللہ خان کے نام شامل ہیں۔

دوسری طرف عمر رسیدہ کھلاڑیوں پر مشتمل برٹش ماسٹرز اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا آغاز 1965ء میں 45 سال سے زیادہ عمر کے کھلاڑیوں کی کیٹیگری کے ساتھ ہوا۔ بعد میں منعقد ہونے

282

والے ایڈیشنز میں وقتاً فوقتاً عمر کی کیٹیگر یز میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس ایونٹ میں فاتح رہنے والے پاکستانی کھلاڑیوں کا مختصر تذکرہ کیا جائے تو 45 سال کی کیٹیگری میں 1966ء میں سب سے پہلے ناز خان نے اس ٹورنامنٹ میں پاکستانی فاتح بننے کا اعزاز حاصل کیا اور پھر بعد میں اگلے دو سال 1967ء اور 1968ء میں اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کرنے کے بعد 1970ء میں چوتھی مرتبہ یہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ 1985ء میں مو یاسین نے اس کیٹیگری میں کامیابی حاصل کی اور پھر 1987ء اور 1988ء میں مسلسل دو سال دوبارہ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1976ء میں 55 سال کی کیٹیگری کے آغاز کے بعد ہاشم خان نے یہاں اپنا تجربہ ثابت کرتے ہوئے 1978ء سے 1983ء تک مسلسل 6 سال ٹائٹل اپنے قبضے میں کئے رکھا۔ 1983ء میں 35 سال کی کیٹیگری کی شمولیت کے بعد 1987ء میں پاکستان کے قمر زمان نے اس میں کامیابی حاصل کی جبکہ 1991ء میں 50 سال کی کیٹیگری کا آغاز ہوا تو 1991ء سے 1994ء تک مسلسل چار سال مو یاسین نے یہاں فتوحات اپنے نام کیں۔ پاکستان کے ایک سابق کھلاڑی ہدی جہان نے بھی کئی ایج کیٹیگر یز میں ٹائٹل اپنے نام کیے لیکن اس دوران وہ انگلینڈ کی نمائندگی کرتے رہے۔

ھارڈبال (اسکواش)

انیسویں صدی میں جب اسکواش کا کھیل برطانیہ سے شروع ہونے کے بعد ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے عالمی سطح پر مقبولیت کا درجہ حاصل کر رہا تھا تو اسی دوران بیسویں صدی کے اوائل میں شمالی امریکہ کے علاقوں میں نسبتاً تیزی سے حرکت کرنے والی سخت ربڑ کی گیند کے ساتھ چھوٹے کورٹس میں ''ہارڈ بال'' اسکواش کا آغاز ہوا۔ سافٹ بال اسکواش جو کہ اسکواش کے انٹرنیشنل ورژن کے طور پر لیا جاتا ہے اسے اس دور میں کھیل کے برٹش ورژن اور ہارڈ بال اسکواش کو کھیل کے نارتھ امریکن ورژن کے طور پر جانا جاتا رہا۔ ہارڈ بال اسکواش کے سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ٹورنامنٹ یونائیٹڈ سٹیٹس اوپن چیمپئن شپ کی ابتداء 1954ء میں ہوئی جہاں امریکہ کے ہنری سیلاون نے پاکستان کے اسکواش لیجنڈ ہاشم خان کو فائنل میں شکست دے کر پہلا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1966ء میں اس ٹورنامنٹ کو کینیڈین اوپن کے ساتھ ضم کر کے اسے نارتھ امریکن اوپن کا نام دے دیا گیا۔ جس طرح اس دور میں برٹش اوپن کو اسکواش کی عالمی چیمپئن شپ کا درجہ حاصل تھا اسی طرح ہارڈ بال ورژن کے اس ٹورنامنٹ کو بھی ہارڈ بال اسکواش کی ورلڈ چیمپئن شپ کے طور پر گردانا جاتا رہا۔ 1984ء تک یہ چیمپئن شپ اسی طرح جاری رہنے کے بعد 1985ء میں یونائیٹڈ سٹیٹس اوپن چیمپئن شپ کو سافٹ بال کی طرف منتقل کر کے اس کا ٹورنامنٹ الگ سے شروع کیا گیا جبکہ نارتھ امریکن اوپن چیمپئن شپ 1995ء تک ہارڈ بال کے ساتھ ہی جاری رہی اور پھر 9 سال کے وقفے کے بعد 2004ء میں سافٹ بال کے ساتھ اس کا بھی دوبارہ آغاز کیا گیا۔ ذیل میں ان دونوں ٹورنامنٹس میں پاکستانی کھلاڑیوں کی فتوحات کا مختصر احوال پیشِ خدمت ہے۔

1954ء میں افتتاحی یو ایس اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا فائنل ہارنے والے ہاشم خان اور 1955ء میں دوسری یو ایس اوپن اسکواش کا فائنل ہارنے والے ان کے بھائی اعظم خان 1956ء کے فائنل

میں آمنے سامنے آئے جہاں ہاشم خان نے چھوٹے بھائی کو شکست دے کر پہلا یو ایس اوپن ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1957ء میں ایک بار پھر ہاشم خان نے اپنے کزن روشن خان کو فائنل میں ہرا کر اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کیا۔ 1958ء میں روشن خان نے ہنری سیلاون کو فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1959ء میں ہاشم خان کو فائنل میں شکست کے باعث کوئی پاکستانی یہ چیمپئن شپ نہ جیت سکا جس کے بعد 1960ء میں روشن خان نے اعظم خان کو فائنل میں شکست دے کر دوبارہ ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔ 1961ء میں ایک بار پھر روشن خان نے اعظم خان ہی کو فائنل میں شکست دے کر کامیابی سے اپنے ٹائٹل کا دفاع کیا۔ 1962ء میں بالآخر اعظم خان، روشن خان کو ہرا کر چیمپئن بننے میں کامیاب ہو گئے۔ 1963ء میں ہاشم خان نے اپنے بھتیجے محب اللہ خان کو فائنل میں شکست دے کر تیسری مرتبہ ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا لیکن اگلے سال 1964ء میں محب اللہ عرف موخان نے ان کا لحاظ نہ کرتے ہوئے فائنل جیت کر ان سے یہ ٹائٹل چھین لیا۔ 1965ء میں ایک بار پھر گزشتہ سال کا ری پلے کھیلا گیا جہاں موخان نے ہاشم خان کو دوبارہ شکست دے کر اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کیا۔

1966ء میں یو ایس اوپن اور کینیڈین اوپن کے آپس میں ضم ہونے کے بعد نارتھ امریکن اوپن کا آغاز ہوا تو یہاں بھی ڈیٹرائٹ کے مقام پر محب اللہ خان نے وکٹر نائیدر ہافر کو شکست دے کر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1967ء میں مونٹریال کے مقام پر دو بھائی رالف اور سیموئیل فائنل کے لیے مدمقابل آئے تو 1954ء میں یو ایس اوپن کے آغاز کے بعد 14 سال میں یہ پہلا موقع تھا جب کوئی پاکستانی کھلاڑی چیمپئن شپ کے فائنل میں نہ پہنچ سکا۔ 1968ء میں انڈیانا پولس کے مقام پر محب اللہ خان نے اپنے چچا اور سابقہ حریف ہاشم خان کے بیٹے شریف خان کو فائنل میں شکست دے کر ایک بار پھر ٹائٹل اپنے نام کیا جس کے بعد 1969ء سے شریف خان کی فتوحات کے اس دور کا آغاز ہوا جو آج بھی ہارڈ بال اسکواش چیمپئن شپ کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے اور انہی فتوحات کی بناء پر شریف خان کو ہارڈ بال اسکواش کی تاریخ کا سب سے بہترین کھلاڑی تصور کیا جاتا ہے۔ 1969ء میں شریف خان نے سنسناٹی میں موخان کو ہرا کر گزشتہ سال کے فائنل کی شکست کا بدلہ لیتے ہوئے پہلی بار نارتھ امریکن چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا جس کے بعد اگلے سال 1970ء میں شکاگو کے مقام پر ایک بار پھر یہی کہانی دہرائی گئی اور شریف خان، موخان کو شکست دے کر فاتح ٹھہرے۔ 1971ء میں ٹورنٹو کے مقام پر شریف نے کین بینس کو فائنل ہرا کر فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ 1972ء میں لوئی ویل کے مقام پر شریف خان نے وکٹر نائیدر ہافر کو فائنل ہرا کر مسلسل چوتھی مرتبہ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1973ء میں پیٹر برگ کے مقام پر موخان ایک بار پھر فائنل میں شریف خان کے مدمقابل آئے مگر یہاں بھی شریف خان نے فتح اپنے نام کی۔ 1974ء میں ٹورنٹو میں شریف خان نے رنیر ریٹینگ کو ہرا کر مسلسل چھٹی مرتبہ چیمپئن شپ اپنے نام کی۔ 1975ء میں میکسیکو سٹی میں وکٹر نائیدر ہافر نے شریف خان کو ہرا کر بالآخر ان کی فتوحات کو بریک لگائی جس کا بدلہ اگلے سال 1976ء میں نیویارک میں شریف خان نے وکٹر نائیدر ہافر کو فائنل ہرا کر چکا لیا۔ 1977ء میں فلاڈیلفیا کے مقام پر شریف

خان نے سافٹ بال کی دنیا کے پہلے ورلڈ اوپن چیمپئن جیف ہنٹ کو فائنل میں شکست دے کر ہارڈ بال کی گیم میں اپنی برتری ثابت کی۔ 1978ء میں ٹورنٹو میں کلائیو کالڈویل کو فائنل میں شکست دے کر شریف خان نے نویں بار ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ 1979ء میں نیویارک کے مقام پر گورڈون اینڈرسن کو شکست دے کر شریف خان نے اپنی فتوحات کی تعداد دوہرے ہندسے تک پہنچا دی۔ 1980ء میں مائیکل ڈیسالنیرز بھی سالٹ لیک سٹی میں کھیلے گئے ٹورنامنٹ کے فائنل میں شریف خان کی فتوحات کے راستے میں ٹمک کی دیوار ثابت ہوئے۔ 1981ء میں ٹورنٹو کے مقام پر شریف خان نے اپنے بھائی عزیز خان کو فائنل میں شکست دے کر بارہویں اور آخری مرتبہ نارتھ امریکن اوپن اسکواش چیمپئن شپ کا اعزاز اپنے قبضے میں کیا جس کے بعد اگلے سال کلیولینڈ میں مائیکل ڈیسالنیرز سے فائنل میں شکست شریف خان کے سنہری دور کا اختتام ثابت ہوئی۔ 1984ء میں سافٹ بال اسکواش کی دنیا کے بے تاج بادشاہ جہانگیر خان نے ہارڈ بال اسکواش کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے شریف خان کے بعد ہارڈ بال اسکواش کے ابھرتے ہوئے نام مارک ٹالبوٹ کو شکست دے کر اپنی آمد کا اعلان کیا۔ اگلے سال 1985ء میں نارتھ امریکن اوپن تو ہارڈ بال کے ساتھ جاری رہی لیکن یونائیٹڈ سٹیٹس اوپن کا الگ سے آغاز سافٹ بال کے ساتھ ہوا، یہاں دونوں جگہوں پر کامیابی جہانگیر خان کا مقدر بنی جنہوں نے نارتھ امریکن اوپن کے فائنل میں مارک ٹالبوٹ اور یو ایس اوپن کے فائنل میں راس نارمن کو شکست دی۔ نارتھ امریکن اوپن میں جہانگیر خان کی یہ کامیابی کسی بھی پاکستانی کھلاڑی کی آخری کامیابی ثابت ہوئی۔ 1995ء تک یہ چیمپئن شپ ہارڈ بال کے ساتھ کھیلی جاتی رہی اور پھر نو سال کے توقف کے بعد 2004ء میں سافٹ بال کے ساتھ اس کا دوبارہ آغاز ہوا۔ اگرچہ کچھ جگہوں پر 2005ء میں پاکستانی کھلاڑی شاہد زمان کی نارتھ امریکن اوپن میں کامیابی کا ذکر ملتا ہے لیکن معلومات کے مطابق یہ فتح نارتھ امریکن اوپن نہیں بلکہ ورجینیا پروفیشنل اسکواش چیمپئن شپ میں تھی جہاں شاہد زمان نے فائنل میں انگلینڈ کے بریڈلے بال کو شکست دی جبکہ اسی سال ہونے والی نارتھ امریکن اوپن چیمپئن شپ کے فاتح کینیڈا کے شاہیر رازک تھے۔ دوسری طرف یو ایس اوپن سافٹ بال پر منتقل ہونے کے بعد 1985ء میں جہانگیر خان کی کامیابی کے ساتھ دوبارہ شروع ہوئی جس کے بعد 1987ء میں جان شیر خان نے کرس ڈٹمار کو فائنل میں ہرا کر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ اگلے سال 1988ء میں جہانگیر خان نے بھی کرس ڈٹمار ہی کو فائنل میں شکست دے کر فتح سمیٹی جس کے بعد 1989ء کے فائنل میں روڈنی مارٹن سے شکست کھانے والے جان شیر خان نے 1990ء میں آسٹریلیا کے کرس رابرٹسن کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1995ء میں جان شیر خان فائنل میں انگلینڈ کے سائمن پارک کو شکست دے کر تادمِ تحریر آخری مرتبہ یونائیٹڈ سٹیٹس اوپن چیمپئن شپ جیتنے والے پاکستانی کھلاڑی بنے۔

ورلڈ اسکواش ڈبلز چیمپئن شپ (ہارڈ بال)

1981ء میں آئی ایس آر ایف کی منظوری سے نارتھ امریکہ میں ورلڈ اسکواش ڈبلز چیمپئن شپ

کا آغاز ہوا۔ ابتداء میں یہ ٹورنامنٹ صرف مینز اوپن کیٹیگری میں کھیلا گیا، بعد میں وقت کے ساتھ اس میں ویمنز، مکسڈ اور دیگر ایج کیٹیگریز کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ 1997ء سے ورلڈ اسکواش فیڈریشن کے تحت سافٹ بال ورژن کی ورلڈ انٹرنیشنل ڈبلز اسکواش چیمپئن شپ بھی کھیلی جا رہی ہے۔ سافٹ بال ڈبلز میں تو کوئی پاکستانی کھلاڑی خاطر خواہ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکا کیونکہ 1997ء تک پہنچتے پہنچتے پاکستان اسکواش کی تاریخ میں اپنا اچھا وقت پیچھے چھوڑ چکا تھا اور جان شیر خان کا عہد بھی اب بجھتے چراغ کی لَو ہی رہ گیا تھا لیکن ہارڈ بال اسکواش میں جو چند ایک کامیابیاں پاکستانی کھلاڑیوں کے حصے میں آئیں ان کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

1981ء میں ورلڈ اسکواش ڈبلز چیمپئن شپ کے افتتاحی ایونٹ میں پاکستان کے موخان نے کلائیو کالڈویل کے ساتھ مل کر ٹائٹل اپنے نام کیا تو یہ واحد موقع تھا جب مینز اوپن ٹائٹل جیتنے والی جوڑی میں کوئی پاکستانی کھلاڑی شامل تھا جس کے بعد دیگر ایج کیٹیگریز میں تو چند کامیابیاں پاکستان کے حصے میں آئیں لیکن مین ایونٹ میں کوئی فتح حاصل نہ کی جا سکی۔ 1994ء میں ٹورنٹو میں منعقدہ مقابلوں میں پاکستانی اسکواش لیجنڈ ہاشم خان نے 70+ کی کیٹیگری میں جان ووڈ کے ساتھ مل کر آرتھر بوڈنگٹن اور تھامس فریسر کو سیمی فائنل میں 3-0 سے اور پھر کینیتھ لین اور پال بیری کو فائنل میں 3-1 سے شکست دے کر عمر رسیدہ کھلاڑیوں کا چیمپئن شپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ اسی سال 50+ کی کیٹیگری میں ہاشم خان کے سب سے بڑے صاحبزادے اور ہارڈ بال اسکواش کی تاریخ کے کامیاب ترین کھلاڑی شریف خان نے کریگ ویلس کے ساتھ مل کر کوارٹر فائنل میں ڈیوڈ سکارلٹ اور کٹ ٹاٹم کو 3-0، سیمی فائنل میں تھامس پُوور اور لیونارڈ برنھائمر کو 3-2 اور پھر فائنل میں پیٹر ہیچر اور ڈیوڈ بوگرٹ کو 3-1 سے شکست دے کر ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ اسی ایونٹ کی 45+ کیٹیگری میں گُل خان نے مائیکل ڈاوَنر کے ساتھ مل کر کوارٹر فائنل میں برائن ڈیلانے اور راس ویونڈ کو 3-0، سیمی فائنل میں اینڈریو مولزیر اور ٹام نیڈرپیل کو 3-2 اور پھر فائنل میں ڈیوڈ ہیتھرنگٹن اور مائیکل مینلے کو 3-0 سے ہرا کر چیمپئن شپ اپنے نام کی۔ 1996ء میں ہاشم خان کے دو صاحبزادوں لیاقت عرف چارلی خان اور سلیم عرف سیم خان کی جوڑی نے 40+ کی کیٹیگری میں فلاڈیلفیا میں ڈیوڈ پیج اور پالمر پیج کو 3-0 سے کوارٹر فائنل، کرس سورانو اور جان لُو کو ایک سخت مقابلے کے بعد 3-2 سے سیمی فائنل اور پھر تھامس بولڈٹ اور ڈریو متیر کو فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔ 2004ء میں گُل خان نے ولیم سمپسن کے ساتھ مل کر فِلاڈیلفیا میں منعقدہ مقابلوں کی 55+ کیٹیگری میں پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ 2006ء میں ہاشم خان کے ایک اور صاحبزادے عزیز خان نے ٹورنٹو میں برائن مرے کے ساتھ مل کر 55+ ہی کی کیٹیگری میں مائیکل ڈاوَنر اور ٹام نیڈرپیل کو کوارٹر فائنل، مائیکل پائیرس اور گورڈن اینڈرسن کو 3-1 سے سیمی فائنل اور پھر ٹموتھی گرفن اور جان بوئنٹن کو 3-1 سے فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔

یونائیٹڈ سٹیٹس جونیئر اوپن اسکواش چیمپئن شپ

یونائیٹڈ سٹیٹس جونیئر اوپن اسکواش چیمپئن شپ بھی جونیئر لیول پر انفرادی مقابلوں کا ایک بڑا اور اہمیت کا حامل ٹورنامنٹ ہے جس میں لڑکوں کے مقابلوں میں پاکستان کے عادل مقبول نے 2000ء میں

282

انڈر 13، جہانزیب خان نے 2002ء میں انڈر 17، اسرار احمد نے 2015ء میں انڈر 19 اور حذیفہ ابراہیم نے 2019ء میں انڈر 15 کیٹیگری میں چیمپئن شپ ٹائٹل جیتنے کا اعزاز حاصل کر رکھا ہے۔

دیگر فتوحات

اسکواش میں پاکستانی فتوحات کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اسے چند صفحات پر سمیٹنا ناممکن ہے۔ یہاں تک پہنچتے ہوئے اس کھیل کے چند بڑے ٹورنامنٹس میں فتوحات کی تفصیل کے باوجود بہت سے اہمیت کے حامل ٹورنامنٹ اب بھی ایسے ہیں جہاں حاصل کی گئی پاکستانی کھلاڑیوں کی کامیابیوں کا تذکرہ ضروری ہے

ہانگ کانگ اوپن PSA ورلڈ سیریز کی پلاٹینیم کیٹیگری کا حامل اسکواش کا ایک میجر ٹورنامنٹ ہے جہاں پاکستان کے جان شیر خان نے آٹھ ٹائٹلز اپنے نام کر رکھے ہیں۔ ان فتوحات میں انہوں نے 1987ء کے ہانگ کانگ اوپن فائنل میں آسٹریلیا کے کرس ڈٹمار کو 5-9، 2-9، 6-9 سے شکست دے کر پہلا ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1988ء میں ایک بار پھر فائنل میں جان شیر خان نے کرس ڈٹمار کو 1-15، 12-15، 6-15، 15-6، 15-11، 9-15 سے شکست دی اور پھر 1989ء میں بھی کرس ڈٹمار کو ہی 6-15، 2-15، 17-16، 8-15 سے فائنل ہرا کر فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ 1990ء میں جان شیر خان نے آسٹریلیا کے کرس رابرٹسن کو 5-15، 10-15، 14-15، 6-15 سے جبکہ 1991ء میں آسٹریلیا ہی کے ٹرسٹن نانکیرو کو 5-15، 4-15، 17-15، 6-15، 17-16 سے فائنل میں شکست دے کر اپنی فتوحات کے سلسلے کو طول دیا۔ 1991ء کے بعد اگلا ہانگ کانگ اوپن جان شیر خان نے 1994ء میں اسکاٹ لینڈ کے پیٹر نکل کو 6-15، 10-15، 7-15 سے فائنل پچھاڑ کر جیتا۔ 1995ء میں آسٹریلیا کے بریٹ مارٹن کو 3-15، 7-15، 12-15 سے فائنل ہرا کر ساتویں بار ایونٹ کا فاتح قرار پانے کے بعد جان شیر خان نے آخری بار 1997ء میں کینیڈا کے جوناتھن پاور کو 2-15، 7-15، 12-15، 15-14 سے شکست دے کر یہ ٹائٹل اپنے نام کیا۔

ہانگ کانگ اوپن کی طرح PSA ورلڈ سیریز کا حصہ رہنے والے ایک اور بڑے ٹورنامنٹ یوایس پروفیشنل اسکواش چیمپئن شپ یا ٹورنامنٹ آف چیمپئنز میں بھی پاکستانی کھلاڑیوں نے مجموعی طور پر بائیس ٹائٹلز اپنے قبضے میں کیے ہیں۔ ان فتوحات کے سلسلے کی ابتداء 1955ء میں ہاشم خان نے کی، جنہوں نے 1963ء اور 1964ء میں دو مزید ٹائٹلز اپنے نام کیے۔ 1965ء سے 1969ء تک موخان نے پانچ مرتبہ مسلسل اس ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کی جس کے بعد شریف خان کا دور آیا جنہوں نے 1970ء سے 1977ء تک مسلسل آٹھ سال چیمپئن رہنے کے بعد 1979ء میں نویں اور آخری ٹائٹل فتح حاصل کی۔ 1984ء اور 1985ء میں جہانگیر خان جبکہ 1992ء، 1993ء اور 1995ء میں جان شیر خان نے اس ٹورنامنٹ کے فاتحین کی فہرست میں اپنا اندراج کروایا۔

پاکستان میں منعقدہ پاکستان انٹرنیشنل اسکواش چیمپئن شپ کے 1982ء سے 2020ء تک کل ستائیس ایڈیشنز میں سے بیس میں میزبان کھلاڑی فاتح رہے جن میں دس فتوحات جہانگیر خان، چھ جان شیر، ایک ایک امجد خان اور عامر اطلس جبکہ تادمِ تحریر آخری دو ایڈیشنز میں فتوحات طیب اسلم کے حصے آئیں

1982ء میں جہانگیر خان نے آسٹریلین اوپن میں واحد کامیابی حاصل کی۔ 1994ء میں جان شیر خان نے گراس ہوپر کپ سوئٹزر لینڈ کا ٹائٹل اور 1996ء میں مصر میں منعقدہ الاہرام انٹرنیشنل کا افتتاحی ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 1984ء سے 1988ء تک عُمان میں الفلج ورلڈ گرینڈ پری نامی ٹورنامنٹ کے پانچ ایڈیشنز کھیلے گئے جن میں سے چار میں جہانگیر خان اور 1987ء میں ایک بار جان شیر خان فاتح رہے۔

1976ء میں انگلینڈ میں منعقدہ افتتاحی ورلڈ اوپن اسکواش چیمپئن شپ کے دو ماہ بعد پاکستانی کھیلوں کے محسن ایئر مارشل نور خان کی کاوشوں سے پاکستان کے شہر کراچی میں اسکواش کی دنیا کے بہترین کھلاڑیوں کا ایک عالمی میلہ منعقد ہوا۔ نئے تعمیر شدہ پی آئی اے اسکواش کمپلیکس میں کھیلے گئے اس ٹورنامنٹ کی حکمرانی بھی مکمل طور پر پاکستان کے نام رہی جہاں ٹیم ایونٹ کے فائنل میں پاکستان پروفیشنلز کے قمر زمان، گوگی علاؤالدین اور محب اللہ نے اپنے ہم وطنوں پر مشتمل پاکستان امیچرز کی ٹیم کو کلین سوئیپ کیا۔ ٹیم ایونٹ کے بعد کھیلے گئے انفرادی ایونٹ میں بھی ٹیم ایونٹ کے یہ تینوں فاتح ارکان سیمی فائنل میں پہنچے جن کے ساتھ ٹاپ فور میں جگہ بنانے والے چوتھے کھلاڑی عالمی چیمپئن جیف ہنٹ تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ دو ماہ قبل افتتاحی عالمی اسکواش چیمپئن شپ کے سیمی فائنل میں بھی یہی چاروں کھلاڑی ٹاپ فور میں جگہ بنانے میں کامیاب رہے تھے جہاں پر محب اللہ نے قمر زمان اور جیف ہنٹ نے گوگی کو شکست دی تھی۔ یہاں کھیلے گئے سیمی فائنل مقابلوں میں بھی محب اللہ تو ایک مرتبہ پھر قمر زمان کو شکست دے کر فائنل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب رہے لیکن گوگی نے آسٹریلوی حریف جیف ہنٹ کو نہ صرف سیمی فائنل میں شکست دی بلکہ 22 اپریل 1976ء کو منعقدہ فائنل مقابلے میں محب اللہ کو بھی 0-3 سے ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ ورلڈ اوپن فائنل کے بعد یہاں بھی شکست کھانے والے محب اللہ نے البتہ 1979ء میں انگلینڈ میں منعقدہ پی آئی اے ورلڈ سیریز میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے مہمان خصوصی ملکہ الزابتھ دوم سے ٹرافی وصول کی۔

ایشیائی سطح پر مردوں کے انفرادی اور ٹیم ایونٹس میں بھی سب سے زیادہ ٹائٹل پاکستانی کھلاڑیوں نے حاصل کر رکھے ہیں۔ انفرادی مقابلوں میں 1981ء اور 1988ء میں جہانگیر خان، 1984ء اور 1986ء میں قمر زمان، 1990ء اور 1996ء میں میر زمان گل، 1994ء اور 1998ء میں زرک جہان خان اور 2013ء میں عامر اطلس خان کی کامیابی کے ساتھ مجموعی طور پر نو ٹائٹلز پاکستان کے کھاتے میں درج ہیں جبکہ ٹیم ایونٹ کے اب تک منعقدہ کل بیس میں سے پندرہ ایڈیشنز 1981ء، 1984ء، 1986ء، 1988ء، 1990ء، 1992ء، 1994ء، 1996ء، 1998ء، 2002ء، 2004ء، 2010ء، 2012ء، 2014ء اور 2016ء میں پاکستان کے نام رہے۔

اسکواش کے کھیل میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والی خواتین کھلاڑیوں میں سرِ فہرست نام واصل خان کی صاحبزادی اور اعظم خان کی پوتی کارلا خان کا ہے جو 2005ء میں پاکستان اوپن جیتنے والی پہلی خاتون کھلاڑی بنیں۔ کارلا خان کی دیگر کامیابیوں میں 2002ء میں ایل سلواڈور اوپن، 2003ء میں اوٹاوہ اوپن، 2007ء میں ایرانین اوپن اور 2008ء میں آسٹرین اوپن کی ٹائٹل فتوحات شامل ہیں۔ ❁❁❁

فیلڈ ہاکی

ہاکی صرف پاکستان کا قومی کھیل ہی نہیں بلکہ کھیل کے میدان میں پاکستانی کارناموں کی ایک تاریخ بھی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج جب یہ سطریں لکھی جارہی ہیں تو پاکستان کا یہ قومی کھیل پستیوں کی اس آخری سطح تک پہنچ چکا ہے جسے دیکھ کر شائقینِ ہاکی کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ اس کھیل کے چار بڑے ایونٹس کے منعقد شدہ آخری چند ایڈیشنز میں سے پاکستان تاریخ میں پہلی مرتبہ ورلڈ کپ 2014ء کے بعد اولمپکس 2016ء اور پھر اولمپکس 2020ء کے لئے بھی کوالیفائی کرنے میں ہی ناکام رہا۔ ورلڈ کپ 2018ء میں بغیر کسی فتح کے اپنے گروپ میں اور ورلڈ کپ 2010ء میں شریک کل بارہ ٹیموں میں مجموعی طور پر پاکستان کی آخری پوزیشن رہی۔ چیمپئنز ٹرافی 2016ء میں فنڈز کی کمی اور شکست کا خوف قومی ٹیم کو شمولیت سے محروم کر گیا اور 2018ء کے ایڈیشن میں پاکستان کی چھ ٹیموں میں چھٹی پوزیشن رہی، جبکہ جونیئر عالمی کپ 2016ء میں میزبان بھارت نے پڑوسیوں کو بلانا ہی مناسب نہ سمجھا۔ اسی طرح دورِ حاضر کے ایک اور بڑے ایونٹ ہاکی پرولیگ کے پہلے سیزن میں پاکستان اپنے پہلے مرحلے کے میچ کروانے کے قابل ہی نہ ہوسکا اور معطل ہوکر ایونٹ سے باہر ہونے کا تمغہ ماتھے پر سجالیا۔ لیکن آج سے نصف صدی قبل پاکستان ہاکی کا منظر نامہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ پاکستان نہ صرف دنیائے ہاکی کے دو بڑے مقابلوں عالمی کپ اور چیمپئنز ٹرافی کا بانی ہے بلکہ اپنے قیام کے بعد منعقد ہونے والے ایونٹس میں عالمی سطح پر ورلڈ کپ، چیمپئنز ٹرافی اور جونیئر ورلڈ کپ جبکہ ایشیائی سطح پر ایشین گیمز اور ایشیاء کپ کے افتتاحی ایڈیشنز کا فاتح ہونے کا اعزاز بھی رکھتا ہے۔ اولمپک مقابلوں میں ہندوستان کی 32 سالہ ناقابل شکست اجارہ داری کا خاتمہ بھی 1960ء میں پاکستان کے ہاتھوں ہی ہوا جس کے بعد وہ مزید دو میں سے ایک مرتبہ 1980ء میں اس وقت گولڈ میڈل جیت سکا جب پاکستان سمیت بیشتر ممالک نے میزبان سوویت یونین کی افغانستان کے ساتھ جنگ کے خلاف امریکی احتجاج کا ساتھ دیتے ہوئے ماسکو اولمپکس میں شمولیت سے انکار کر دیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ 1947ء میں برصغیر کی تقسیم سے قبل موجودہ پاکستانی خطے سے جنم لینے والے کھلاڑیوں کا بھی برٹش انڈیا کی فتوحات میں اہم کردار رہا۔ 1980ء کے ایام میں پاکستان ہاکی پر ایک وقت ایسا بھی تھا جب پاکستان بیک وقت ہاکی عالمی کپ، چیمپئنز ٹرافی، جونیئر ورلڈ کپ اور ایشین گیمز کا حکمران تھا۔ اگر پاکستان 1980ء کے ماسکو اولمپکس کا بائیکاٹ نہ کرتا تو یقیناً پاکستانی ٹیم اس وقت اتنی مضبوط تھی کہ وہاں بھی وکٹری اسٹینڈ پر شاہینوں کا راج ہوسکتا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو پاکستان ہاکی کی تاریخ کے اس وقت کے تمام ٹائٹل ایک ساتھ اپنے قبضے میں کر لیتا۔ اگرچہ 1984ء میں پاکستان نے لاس اینجلس اولمپکس میں فتح حاصل کر کے اپنی واپسی کا ثبوت بھی دیا لیکن تب تک چیمپئنز ٹرافی اور جونیئر ورلڈ کپ کا اعزاز پاکستان

سے چھن چکا تھا۔ اگر عالمی سطح کے مقابلوں میں پاکستانی فتوحات کی بات کی جائے تو مَردوں کے ہاکی ورلڈ کپ کی تاریخ میں پاکستان کو آخری بار فائنل کھیلے 26 سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن پاکستان اب بھی ہاکی ورلڈ کپ کی تاریخ کی کامیاب ترین ٹیم ہے جس نے سب سے زیادہ چار مرتبہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ اولمپک مقابلوں میں پاکستان نے تین مرتبہ سونے کا تمغہ حاصل کیا ہے جبکہ تین مرتبہ ہی چیمپئنز ٹرافی کی فتوحات بھی پاکستان کے کھاتے میں درج ہیں۔ اگر جونیئر لیول پر دیکھا جائے تو یہاں پاکستان نے ایک عالمی ٹائٹل اپنے شوکیس میں سجا رکھا ہے۔ دیگر تسلسل سے منعقد ہونے والے بڑے بین الاقوامی مقابلوں میں پاکستان نے سلطان اذلان شاہ کپ تین مرتبہ 1999ء، 2000ء اور 2003ء میں، ایشیاء کپ تین مرتبہ 1982، 1985ء اور 1989 میں، ایشین چیمپئنز ٹرافی تین مرتبہ 2012ء، 2013ء اور 2018ء میں، ایشین گیمز ہاکی ایونٹ آٹھ مرتبہ 1958، 1962ء، 1970ء، 1974ء 1978ء، 1982ء، 1990ء اور 2010ء میں جبکہ سیف گیمز میں ہاکی ایونٹ تین مرتبہ 2006ء، 2010ء اور 2016ء میں اپنے نام کر رکھا ہے۔

ھاکی ورلڈ کپ

دُنیائے ہاکی کا سب سے بڑا عالمی ایونٹ ہاکی ورلڈ کپ ہر چار سال کے وقفے کے بعد انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن کے زیرِ انتظام منعقد ہوتا ہے۔ ہاکی ورلڈ کپ کا آغاز 1971ء میں ہوا جس کے بانی ہونے کا سہرا بھی پاکستان کے سر جاتا ہے۔ اس کا خیال سب سے پہلے کرنل علی اقتدار شاہ دارا کے ذہن میں آیا۔ علی اقتدار شاہ دارا 1936ء میں برلن اولمپکس کے ہاکی ایونٹ کی اُس فاتح برٹش انڈین ٹیم کا ہنگامی بنیاد اور خصوصی درخواست پر بننے والا حصہ تھے جس نے فائنل میں ہٹلر کے سامنے میزبان ٹیم کو پچھاڑ کر سونے کا تمغہ حاصل کیا تھا۔ 1936ء کے بعد دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعطل کے باعث جب اگلے اولمپک مقابلے بارہ سالہ توقف کے بعد 1948ء میں لندن میں منعقد ہوئے تو یہی اولمپیئن گولڈ میڈلسٹ پہلی مرتبہ اولمپک مقابلوں میں شریک ہونے والے پاکستانی دستے کی ہاکی ٹیم کی قیادت کر رہے تھے۔ بہرحال عملی طور پر سب سے پہلے ہاکی ورلڈ کپ کے انعقاد کی تجویز پاکستان ہی کے ائیر مارشل نور خان نے پیش کی جو 26 اکتوبر 1969ء کو منظور کر لی گئی اور 12 اپریل 1970ء کو انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن کونسل نے باضابطہ طور پر اسے عملی جامہ پہناتے ہوئے افتتاحی ہاکی ورلڈ کپ کا انعقاد 1971ء میں پاکستانی سرزمین پر کروانے کا فیصلہ کیا۔ بدقسمتی سے یہ موقع 1971ء میں پاکستان کے دِگرگوں سیاسی حالات اور بھارت سے کشیدہ تعلقات کی نذر ہو گیا جہاں سے انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن نے اسے اسپین منتقل کر دیا۔ 1971ء سے 1975ء تک پہلے تین عالمی کپ دو سال کے عرصے کے بعد منعقد ہوتے رہے جبکہ چوتھا عالمی کپ 1978ء میں تین سال کے عرصے کے بعد منعقد ہوا جس کے بعد اب تک ہر چار سال بعد گرمائی اولمپکس کے درمیانی عرصے میں ان کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ 1986ء سے یہ مقابلے آسٹروٹرف پر منعقد ہو رہے ہیں۔ ہاکی ورلڈ کپ ٹرافی کی اگر بات کی جائے تو اس کی تخلیق کا اعزاز بھی پاکستان کو حاصل ہے جس کا ڈیزائن بشیر موجد نے بنایا اور تیاری پاکستان آرمی کے زیرِ انتظام عمل میں لائی گئی۔ 27 مارچ 1971ء کو برسلز میں یہ ٹرافی باضابطہ طور پر بیلجیم میں

موجود پاکستانی سفیر ایم ای مسعود کے ذریعے انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن کے صدر رینی فرینک کو پیش کی گئی۔

اگر مینز ہاکی ورلڈ کپ مقابلوں میں پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو قومی ٹیم نے اب تک کھیلے گئے 14 ایڈیشنز میں سے 13 میں شرکت کر کے چھ کے فائنل تک رسائی حاصل کرتے ہوئے سب سے زیادہ چار مرتبہ ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا ہے۔ دو فائنلز میں پاکستان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا جن میں 1975ء میں کوالالمپور میں بھارت کے خلاف فائنل میں امپائر کا ایک متنازعہ فیصلہ پاکستان کو لے ڈوبا اور 1990ء میں ہوم گراؤنڈ پر منعقدہ اکلوتے عالمی کپ میں پاکستان نیدر لینڈز کے خلاف 1-3 سے ہار گیا جہاں پاکستانی کپتان قاضی مُحب نے ایک پنالٹی اسٹروک مس کر کے پاکستان کی میچ میں واپسی کا موقع بھی ضائع کیا۔ چار عالمی کپ فتوحات کے حوالے سے پاکستان کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ پاکستان نے اب تک ہاکی ورلڈ کپ کی میزبانی کرنے والے چار براعظموں میں سے تمام پر فتوحات کا پرچم سربلند کیا ہے۔ 1971ء میں یورپی ریاست اسپین، 1978ء میں جنوبی امریکہ کے ملک ارجنٹائن، 1982ء میں ایشیائی میزبان بھارت اور 1994ء میں اوقیانوسیہ کے آسٹریلوی میدانوں پر پاکستان نے فتوحات کے جھنڈے گاڑ کر حقیقی معنوں میں ہاکی کے کھیل میں دنیا فتح کرنے کا کارنامہ سرانجام دے رکھا ہے۔

پہلا ہاکی ورلڈ کپ 1971ء۔ بارسلونا، اسپین

فیلڈ ہاکی مقابلوں کا افتتاحی عالمی کپ 15 سے 24 اکتوبر 1971ء تک اسپین کے شہر بارسلونا میں رئیل پولو کلب گراؤنڈ پر کھیلا گیا۔ اگرچہ اس ورلڈ کپ کا انعقاد پاکستان میں کروایا جانا طے پایا تھا لیکن مشرقی پاکستان کی بگڑتی صورتحال اور بھارت کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہونے کے ساتھ ساتھ ایونٹ میں بھارتی شرکت کے خلاف سابق پاکستانی کرکٹر عبدالحفیظ کاردار کی سرپرستی میں کیے جانے والے احتجاج کو دیکھتے ہوئے یہ ایونٹ اسپین منتقل کر دیا گیا جہاں دس ٹیموں نے اس میں شرکت کی جو ہاکی ورلڈ کپ میں شرکت کرنے والی ٹیموں کی کم ترین تعداد ہے۔ ٹورنامنٹ میں حصہ لینے والی دس ٹیموں کو دو پولز میں تقسیم کیا گیا پول A میں بھارت، مغربی جرمنی، کینیا، فرانس اور ارجنٹینا جبکہ پول B میں اسپین، پاکستان، نیدرلینڈز، آسٹریلیا اور جاپان کو رکھا گیا۔ پاکستان نے روایتی حریف بھارت اور اسپین نے کینیا کو سیمی فائنلز میں شکست دے کر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں پاکستان نے میزبانوں کو ہرا کر پہلا ہاکی عالمی ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ تنویر ڈار اس ٹورنامنٹ میں دو ہیٹ ٹرکس کے ساتھ سب سے زیادہ 8 گولز اسکور کرنے والے کھلاڑی بنے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

خالد محمود (کپتان)، محمد اسلم، اختر الاسلام، منور الزمان، جہانگیر بٹ، ریاض محمد، فضل الرحمٰن، اشفاق احمد، عبدالرشید جونیئر، اصلاح الدین صدیقی، محمد شہناز شیخ، تنویر ڈار، اسد ملک، ارشد علی چوہدری، سلیم شیروانی، بیزاد کر۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

15 اکتوبر 1971ء کو اسپین میں پاکستانی ٹیم ہاکی کے افتتاحی عالمی کپ میں پول B کے دوسرے

اور اپنے پہلے مقابلے کے لیے آسٹریلیا کے خلاف میدان میں اتری تو تنویر ڈار نے ورلڈ کپ کی اولین ہیٹ ٹرک اسکور کر کے پاکستان کی آمد کا اعلان کیا۔ پاکستان نے آسٹریلیا کو اس میچ میں دو کے مقابلے میں پانچ گولز سے شکست دے کر دوسری ٹیموں کو یہ پیغام دے دیا کہ وہ اس ٹورنامنٹ کا بانی ہی نہیں بلکہ چیمپئن بننے کا حقدار بھی ہے۔ پاکستان کی طرف سے تنویر ڈار نے تین جبکہ اسد ملک اور عبدالرشید جونیئر نے ایک، ایک گول اسکور کیا۔ دوسری طرف آسٹریلیا کی جانب سے رچرڈ پیری اور ڈان سمارٹ ایک، ایک گول کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ جاپان

16 اکتوبر کو پاکستان اپنے دوسرے اور پول B کے چوتھے میچ میں جاپان کے خلاف نبرد آزما ہوا تو 0-1 سے فتح کے لیے تنویر ڈار ایک مرتبہ پھر ہیرو ثابت ہوئے جن کی ہاکی اسٹک سے آنے والے واحد گول نے پاکستان کو 2 میچوں میں 2 فتوحات کے ساتھ پوائنٹس ٹیبل پر سرفہرست جگہ دلوا دی کیونکہ اسی دن اسی پول کی دو مضبوط ترین ٹیموں اسپین اور نیدرلینڈز کا میچ بغیر کسی گول کے برابر رہا تھا۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ نیدرلینڈز

17 اکتوبر کو پاکستانی ٹیم اپنے تیسرے اور گروپ B کے پانچویں میچ میں مضبوط ڈچ حریفوں کے خلاف معرکہ آراء ہوئی تو اس بار بھی تنویر ڈار کو روکنا ناممکن تھا۔ جنہوں نے صرف تین دن میں ورلڈ کپ کی دوسری ہیٹ ٹرک اسکور کر دی۔ لیکن تنویر ڈار کے علاوہ کوئی دوسرا پاکستانی کھلاڑی گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسری طرف نیدرلینڈز نائیکو سپٹس کے دو اور پال لجنس کے ایک گول کی بدولت یہ مقابلہ 3-3 سے برابری پر ختم کرنے میں کامیاب رہا۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

18 اکتوبر کو پول B کے آٹھویں اور پاکستان کے چوتھے اور آخری گروپ میچ میں گرین شرٹس کو ورلڈ کپ کی تاریخ کی اولین ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا جب میزبان اسپین نے خوان امات کے دو اور ہوزے سیلیس کے ایک گول کی بدولت پاکستان کو 3-2 سے شکست دے دی۔ پاکستان کی طرف سے تنویر ڈار اور عبدالرشید جونیئر نے ایک ایک گول اسکور کیا۔ اس شکست کے ساتھ ہی پاکستانی ٹیم پر سیمی فائنل تک رسائی کے لیے خطرات کے بادل بھی منڈلانے لگے کیونکہ پاکستان کے پول B میں چاروں میچز کھیل لینے کے بعد 2 فتوحات 1 برابری اور 1 شکست کے نتیجے میں 5 پوائنٹس تھے جبکہ اسپین کے 3 میچز کے بعد 2 فتوحات اور 1 ڈرا کے نتیجے میں اتنے ہی پوائنٹس تھے۔ دوسری طرف نیدرلینڈز کی ٹیم کے بھی 3 میچز میں ایک فتح اور 2 ڈراز کے بعد 4 پوائنٹس تھے۔

گروپ میچز کے آخری روز ایونٹ میں اب تک کوئی میچ نہ ہارنے والی نیدرلینڈز کا مقابلہ ایونٹ میں اب تک کوئی میچ جیت نہ پانے والی جاپانی ٹیم کے خلاف جبکہ گروپ کی دوسری ناقابلِ شکست ٹیم اسپین کا

مقابلہ آسٹریلیا کے ساتھ تھا۔ نیدر لینڈز کے لئے اپنے میچ میں فتح کی صورت میں اور اسپین کے لئے فتح یا ڈرا دونوں صورتوں میں سیمی فائنل تک رسائی یقینی ہوجاتی اور پاکستان ایونٹ سے باہر ہوجاتا،لیکن ایک اپ سیٹ کی صورت میں ایونٹ میں پہلی فتح کی متلاشی جاپان کی کمزور ٹیم نے توشیا کی اشینوز کے گول کی بدولت ڈچ ٹیم کو 0-1 سے ٹورنامنٹ میں پہلی شکست سے دوچار کرکے پاکستان پر سیمی فائنل تک رسائی کے دروازے کھول دیئے جہاں دوسری طرف نیدر لینڈز کی طرح آسٹریلیا کے خلاف 1-0 سے ایونٹ میں اولین شکست کا منہ دیکھنے کے باوجود اسپین کی ٹیم پاکستان کے ساتھ جگہ بنانے میں کامیاب رہی۔ سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ اب روایتی حریف بھارت سے تھا۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

22اکتوبر 1971ء کو پہلے ہاکی ورلڈ کپ کا فائنل سے پہلے فائنل تھا۔ بھارت کی ٹیم اب تک 4 میچوں میں 4 فتوحات کے ساتھ ٹورنامنٹ کی واحد ناقابلِ شکست ٹیم تھی جبکہ دوسری طرف پاکستان کی گروپ کے آخری دو میچوں میں کارکردگی لمحہ فکریہ تھی۔ بھارتی ہاکی ٹیم کے گول کیپر چارلس کورنیلئس کے مطابق گروپ اسٹیج میں جب پاکستانی ٹیم ٹورنامنٹ سے تقریباً آؤٹ ہوچکی تھی تو گرین شرٹس کے کپتان خالد محمود نے ان کی ٹیم کی طرف پیغام بھجوایا کہ پاکستانی کھلاڑی بھارت کو یہ ورلڈ کپ جیتتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں،لیکن جب جاپان کے ہاتھوں نیدر لینڈز کی اپ سیٹ شکست کے بعد معجزاتی طور پر پاکستان کی ٹورنامنٹ میں واپسی ہوئی تو پاکستان نے کہا کہ اب یہ ورلڈ کپ ہمارا ہے۔ پاک بھارت میچ کی روایتی سنسنی خیزی کے ساتھ پہلے ہاف میں دونوں ٹیموں کے ایک دوسرے کے گول پوسٹ پر کئی حملے ناکام ہوئے لیکن بالآخر 31ویں منٹ میں راجیوندر سنگھ نے گیند کو جال کے اندر پہنچا کر بھارت کو صفر کے مقابلے میں ایک گول کی برتری دلا دی۔ ہاف ٹائم تک پاکستان ایک گول کے خسارے میں جاچکا تھا۔ دوسرا ہاف شروع ہوا تو میچ کے مجموعی طور پر 44ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے پاکستان کی طرف سے گول اسکور کر کے حساب چکتا کر دیا۔ یوں مقابلہ 1-1 سے برابر ہوگیا۔ 59ویں منٹ میں منورالزمان نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول اسکور کر کے اپنی ٹیم کو بھارت پر 1-2 کی برتری دلوا دی جو میچ کے اختتام تک برقرار رہی اور پاکستان کی پہلے ہاکی ورلڈ کپ فائنل تک رسائی کی ضمانت بنی۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

24 اکتوبر 1971ء کو رئیل پولو کلب بارسلونا کے میدان پر پاکستانی ٹیم کینیا کو سیمی فائنل میں 1-0 سے شکست دے کر آنے والی میزبان ٹیم اسپین کے مدمقابل آئی تو یہی وہ واحد ٹیم تھی جس کے خلاف اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کو اکلوتی شکست کا صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا،لیکن پاکستانی شاہین اس بار تاریخ دہرانے کے موڈ میں بالکل نہیں تھے لہٰذا انہوں نے سابقہ حساب سود سمیت بے باق کرتے ہوئے میزبانوں کو انہی کے میدانوں پر ورلڈ کپ کی فتح کے سپنے سے محروم کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے اختر الاسلام نے 26ویں منٹ میں پنالٹی کارنر پر گول اسکور کر کے اپنی ٹیم کو برتری دلوائی جس کے بعد مضبوط دفاعی کھیل نے

اسی گول کو فیصلہ کن گول میں بدل دیا اور یوں پاکستان 0-1 سے یہ فائنل جیت کر اپنے قومی کھیل کی تاریخ کا پہلا عالمی چیمپئن بننے میں کامیاب ہو گیا۔

چوتھا ہاکی ورلڈ کپ 1978ء ۔ بیونس آئرس، ارجنٹائن

چوتھے ہاکی عالمی کپ کا میلہ 19 مارچ 1978ء سے لے کر 2 اپریل 1978ء تک ارجنٹینا کے شہر بیونس آئرس میں ارجنٹینا پولو گراؤنڈ پر سجا جس میں 14 ٹیموں نے شرکت کی۔ پول A میں آسٹریلیا، مغربی جرمنی، بھارت، انگلینڈ، پولینڈ، کینیڈا اور بیلجیم کی ٹیمیں شامل تھیں جبکہ پول B میں پاکستان، نیدر لینڈز، اسپین، ارجنٹینا، ملائیشیا، آئرلینڈ اور اٹلی کی ٹیموں کو رکھا گیا۔ نیدر لینڈز نے آسٹریلیا جبکہ پاکستان نے مغربی جرمنی کو سیمی فائنل میں شکست دی۔ فائنل میں پاکستان نے پورے ٹورنامنٹ میں ناقابلِ شکست رہنے کا ریکارڈ برقرار رکھتے ہوئے نیدر لینڈز کو ہرا کر نہ صرف دوسری مرتبہ ہاکی عالمی چیمپئن بننے والی پہلی ٹیم ہونے کا اعزاز حاصل کیا بلکہ گزشتہ ورلڈ کپ کے فائنل میں بھارت سے ہونے والی متنازعہ شکست کا غم بھی کچھ کم کر دیا۔ نیدر لینڈز کے پال لٹجنس نے ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ 15 گولز اسکور کیے۔ اس ورلڈ کپ کے دو ماہ بعد ارجنٹینا میں ہی فٹبال کے عالمی کپ کا انعقاد بھی طے تھا جس کے لیے میزبان ٹیم کے ہیڈ کوچ سیزار مینوٹی نے خاص طور پر پاکستانی ہاکی ٹیم کے ٹریننگ سیشن کا دورہ کیا اور مخالف ٹیموں کے مضبوط دفاع کو توڑنے کے حوالے سے ٹپس حاصل کیں۔ بعد میں ان کی ٹیم پہلی مرتبہ فٹبال کا یہ ورلڈ کپ جیتنے میں کامیاب رہی۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

اصلاح الدین صدیقی (کپتان)، سلیم شیروانی، منور الزمان، سعید احمد، محمد شفیق، اختر رسول، حنیف خان، رانا احسان اللہ، منظور حسین جونیئر، شہناز شیخ، سمیع اللہ خان، منیر بھٹی، نسیم مرزا، سلیم ناظم، محمد سعید، قمر ضیاء

پول B ۔ پاکستان بمقابلہ آئرلینڈ

21 مارچ 1978ء کو ارجنٹینا کے شہر بیونس آئرس میں پاکستان نے پول B کے تیسرے اور اپنے پہلے میچ میں آئرلینڈ کو 0-9 سے روندتے ہوئے چوتھے ہاکی عالمی کپ میں اپنے ناقابل شکست سفر کا آغاز کیا۔ پاکستان کی طرف سے شہناز شیخ نے اس میچ میں ہیٹ ٹرک اسکور کی۔ پہلے ہاف کے 8 ویں منٹ میں اصلاح الدین نے میچ کا پہلا گول داغا۔ 14 ویں منٹ میں شہناز شیخ نے گول کر کے اسکور 0-2 کر دیا۔ 19 ویں منٹ میں اصلاح الدین نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا تیسرا گول رجسٹرڈ کروایا۔ 24 ویں منٹ میں حنیف خان نے گول کر کے پاکستان کی برتری 0-4 تک پہنچا دی جسے 27 ویں منٹ میں سمیع اللہ نے 0-5 کر دیا۔ 30 ویں منٹ میں شہناز شیخ نے میچ میں اپنا دوسرا گول اسکور کر کے پاکستان کی برتری 0-6 کر دی جو پہلے ہاف کے اختتام تک کا اسکور تھا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 42 ویں منٹ میں احسان اللہ نے پاکستان کی طرف سے ساتواں گول اسکور کر دیا جبکہ 63 ویں منٹ میں شہناز شیخ نے اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے مجموعہ 0-8 تک پہنچا دیا۔ میچ کے آخری منٹ میں سمیع اللہ نے اپنا دوسرا گول اسکور کر کے

0-9 سے ایونٹ کی پہلی فتح پاکستان کے نام درج کرا دی۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ اٹلی

22مارچ کو پول B کے چھٹے اور اپنے دوسرے میچ میں اٹلی کی ٹیم پاکستان کے خلاف میدان میں اتری تو گزشتہ روز کی طرح اس میچ میں بھی پاکستانی شاہینوں نے اپنے حریفوں کو تگنی کا ناچ نچا دیا۔ اس مرتبہ منور الزمان نے پاکستان کی طرف سے ہیٹ ٹرک اسکور کی۔ ہاف ٹائم تک پاکستان کو اطالوی ٹیم کے خلاف صفر کے مقابلے میں دو گولز کی برتری حاصل تھی جو منور الزمان نے میچ کے 5ویں اور 24ویں منٹ میں پنالٹی کارنرز پر اسکور کیے۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 48ویں منٹ میں منور الزمان نے ہی پنالٹی کارنر پر اپنا اور ٹیم کا تیسرا گول اسکور کر کے ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ 57ویں منٹ میں اصلاح الدین نے گول کر کے پاکستانی برتری 0-4 کر دی جسے تین منٹ کے وقفے سے شہناز شیخ نے 0-5 تک پہنچا دیا۔ میچ ختم ہونے سے تین منٹ قبل احسان اللہ نے پنالٹی کارنر پر پاکستان کا چھٹا گول اسکور کر دیا۔ جاتے جاتے حنیف خان نے بھی گولز کی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا مناسب سمجھا اور میچ کے اختتام سے ایک منٹ پہلے پاکستان کا مجموعہ 0-7 تک پہنچا دیا جو حتمی ثابت ہوا۔ یہ دو دنوں میں پاکستان کی مسلسل دوسری بڑے مارجن سے فتح تھی۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ نیدر لینڈز

25مارچ کو پول B کے دسویں اور اپنے تیسرے میچ میں گروپ کی دو ناقابلِ شکست ٹیمیں پاکستان اور نیدر لینڈز آپس میں ٹکرائیں تو ایک متوازن مقابلے کی توقع تھی جو پہلے ہاف کے اختتام تک درست ثابت ہوئی، لیکن دوسرے ہاف میں پاکستانی ٹیم نے بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے 1-3 سے فتح کو گلے لگا لیا۔ میچ کا پہلا گول 16ویں منٹ میں پنالٹی کارنر پر ہوا جب منور الزمان نے گیند کو جال میں پہنچا کر ٹیم کو برتری دلوائی مگر یہ برتری زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور صرف تین منٹ کے فرق سے پال لختبس نے پنالٹی کارنر پر ہی حساب برابر کر دیا۔ یہ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان ٹیم کے خلاف پہلا گول تھا جو تیسرے میچ میں سامنے آیا۔ ہاف ٹائم تک مقابلہ 1۔1 سے برابر رہا جس کے بعد دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 42ویں منٹ میں منظور حسین نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول کر کے ایک مرتبہ پھر اپنی ٹیم کو برتری دلا دی۔ 59ویں منٹ میں اختر رسول نے گیند کو گول کی راہ دکھا کر یہ برتری 1-3 کر دی جو میچ کے اختتام تک برقرار رہی۔ پاکستان نے ٹورنامنٹ میں مسلسل تیسری فتح کو گلے لگاتے ہوئے پول B کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ ملائیشیا

26مارچ 1978ء کو پول B کے تیرہویں اور اپنے چوتھے میچ میں ملائیشیا کو ہراتے ہوئے پاکستانی ٹیم نے مسلسل چوتھی فتح اپنے نام کی۔ پاکستان کی طرف سے پہلا گول پہلے ہاف کے 34ویں منٹ میں سامنے آیا جب حنیف خان نے گیند کو گول میں پہنچا کر ٹیم کو ہاف ٹائم تک 0-1 کی برتری دِلوائی۔

دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 47ویں منٹ میں پہلے اصلاح الدین اور پھر حنیف خان نے اوپر تلے دو گول کر کے پاکستان کو 0-3 کی واضح برتری دلا دی جو میچ کے آخر تک برقرار رہی۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

28 مارچ کو اپنے پانچویں اور پول B کے سولھویں میچ میں پاکستان کی ٹیم ہسپانوی حریفوں کے خلاف معرکہ آراء ہوئی تو شاہینوں نے اس بار بھی مایوس نہیں کیا اور ایک بھرپور مقابلے کے بعد فتح اپنے نام کر لی۔ پہلے ہاف کے 12ویں منٹ میں شہناز شیخ نے گول کر کے پاکستان کو برتری دلائی جسے میغیل شاویز نے 34ویں منٹ میں برابر تو کر دیا لیکن اگلے ہی منٹ میں منظور حسین نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول کر کے ٹیم کو ایک بار پھر برتری دلا دی۔ میچ کے دوسرے ہاف میں دونوں ٹیمیں ایک دوسرے کے خلاف گول کرنے میں ناکام رہیں یوں فتح 1-2 سے پاکستان کا مقدر بنی جس نے اس فتح کے ساتھ ہی ورلڈ کپ سیمی فائنل میں اپنی نشست بھی پکی کر لی۔

پول B۔ پاکستان بمقابلہ ارجنٹائن

29 مارچ کو پاکستان اور ارجنٹینا کی ٹیمیں اپنے آخری گروپ میچ میں ایک دوسرے کے مدمقابل آئیں تو مہمانوں نے میزبانوں کا بالکل بھی لحاظ نہ کرتے ہوئے انہیں 0-7 سے شکست کا تحفہ تھما دیا۔ منور الزمان نے پاکستان کی طرف سے ٹورنامنٹ میں اپنی دوسری ہیٹ ٹرک اسکور کی۔ میچ کا پہلا گول 13ویں منٹ میں منظور حسین نے کیا جنہوں نے 24ویں منٹ میں اپنی ہی دلائی ہوئی برتری کو دوگنا کر دیا۔ اس کے بعد 28ویں 30ویں اور 31ویں منٹ میں منور الزمان نے اوپر تلے تین گول داغ کر میزبانوں کی کمر توڑ ڈالی۔ ہاف ٹائم تک پاکستان کی برتری 0-5 تھی۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 47ویں منٹ میں شہناز شیخ نے پنالٹی کارنر پر پاکستان کی طرف سے چھٹا گول کر دیا جبکہ 53ویں منٹ میں حنیف خان نے پاکستان کی طرف سے ساتواں اور آخری گول کر کے چھ میچوں میں مسلسل چھٹی فتح پاکستان کے کھاتے میں درج کروا دی۔ پول B سے پاکستان 6 میچز میں 12 پوائنٹس کے ساتھ پہلی اور نیدر لینڈز 6 میچز میں 10 پوائنٹس کے ساتھ دوسری سیمی فائنلسٹ قرار پائی۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

31 مارچ 1978ء کو چوتھے ہاکی ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں پاکستانی ٹیم مغربی جرمنی کے مدِمقابل آئی جہاں مقررہ وقت کے اختتام تک دونوں ٹیمیں کوئی گول کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ پاکستان کی جانب سے چند یقینی حملے بھی جرمن دفاعی لائن بچانے میں کامیاب رہی اور میچ ایکسٹرا ٹائم پر چلا گیا۔ اضافی وقت میں مجموعی طور پر میچ کے 83ویں منٹ میں بالآخر منظور جونیئر نے جرمن دفاع کو چکما دیتے ہوئے گیند کپتان اصلاح الدین کو پاس کی جنہوں نے ڈی کے اندر پہنچ کر انتہائی خوبصورت انداز میں اسے گول کیپر کے سر کے اوپر سے گول پوسٹ کے اندر پہنچاتے ہوئے اپنی ٹیم پر فائنل تک رسائی کا دروازہ کھول دیا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ نیدر لینڈز

2 اپریل 1978ء کے تاریخی دن ارجنٹینا کے شہر بیونس آئرس کے پولو گراؤنڈ پر پاکستانی شاہینوں نے ڈچ حریفوں کو ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد 2-3 سے شکست دے کر دوسری بار ورلڈ کپ جیتنے کا اعزاز اپنے نام کیا۔ میچ کا آغاز نہایت جارحانہ انداز میں ہوا جب کھیل کے صرف دوسرے منٹ میں اختر رسول نے پنالٹی اسٹروک پر گول کر کے ٹیم کو برتری دلائی جو زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور 9ویں منٹ میں ٹائیز کرویزے نے پنالٹی اسٹروک پر ہی گول کر کے حساب برابر کر دیا۔ پہلے ہاف کے اختتام تک مقابلہ 1-1 گول سے برابر تھا لیکن دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 40ویں منٹ میں پال لٹجنس نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے نیدر لینڈز کو ایک کے مقابلے میں دو گولز کی برتری دِلوا دی۔ یہ اس ٹورنامنٹ میں پہلا موقع نہیں تھا جب نیدر لینڈز کی ٹیم نے خسارے میں جانے کے بعد میچ میں واپس آتے ہوئے برتری حاصل کی ہو بلکہ اس سے قبل اسپین اور ارجنٹینا کے خلاف میچوں میں بھی خسارے میں جانے کے بعد ڈچ ٹیم نے فتح حاصل کی تھی۔ لیکن یہاں پاکستانی ٹیم نے نیدر لینڈز کی برتری کا زیادہ پریشر نہیں لیا اور صرف چھ منٹ بعد ہی شہناز شیخ نے گیند کو گول پوسٹ کے اندر پھینک کر مقابلہ 2-2 سے برابر کر دیا۔ میچ کے اختتام میں سات منٹ باقی تھے جب احسان اللہ نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے مجموعہ 2-3 کر دیا۔ متبادل کھلاڑی کے طور پر آخری لمحات میں ٹیم کا حصہ بننے والے احسان اللہ کا یہی گول پاکستانی ٹیم کی فتح کی ضمانت ثابت ہوا جو اس پورے ٹورنامنٹ میں ناقابل شکست رہتے ہوئے دوسری مرتبہ ہاکی کے عالمی فاتح کا تاج سر پر سجانے والی دنیا کی پہلی ٹیم بنی۔

پانچواں ہاکی ورلڈ کپ 1982ء۔ بمبئی، بھارت

29 دسمبر 1981ء سے 12 جنوری 1982ء تک دنیائے ہاکی کے 12 ملکوں کے سورما بھارت کی بمبئی (ممبئی) نگری میں اکٹھے ہوئے جہاں میدانِ جنگ بمبئی ہاکی ایسوسی ایشن اسٹیڈیم بنا۔ گزشتہ ورلڈ کپ کی طرح اس بار بھی پاکستان نے تمام حریفوں کو چاروں شانے چت کرتے ہوئے مسلسل دوسری اور مجموعی طور پر تیسری مرتبہ ہاکی کا عالمی قلعہ فتح کیا۔ پول A میں پاکستان، مغربی جرمنی، پولینڈ، نیوزی لینڈ، اسپین اور ارجنٹینا کی ٹیموں کو رکھا گیا جبکہ پول B میں آسٹریلیا، نیدر لینڈز، بھارت، سوویت یونین، انگلینڈ اور ملائیشیا کی ٹیمیں شامل رہیں۔ پاکستان نے نیدر لینڈز اور مغربی جرمنی نے آسٹریلیا کو سیمی فائنل ہرا کر فائنل میں قدم رکھا جہاں فتح پاکستان کا مقدر بنی۔ پاکستان کے کلیم اللہ 12 گولز کے ساتھ ٹورنامنٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔ یہ ہاکی کی تاریخ کا آخری عالمی کپ تھا جو نیچرل گراس پر کھیلا گیا۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

اختر رسول (کپتان)، شاہد علی خان (گول کیپر)، غلام معین الدین (گول کیپر)، قاسم ضیاء، منظور الحسن سینئر، عبدالرشید الحسن، اشتیاق احمد، کلیم اللہ خان، منظور حسین جونیئر، حسن سردار، سمیع اللہ خان، حنیف خان، سلیم شیروانی، سعید احمد، محمد سعید خان، ناصر نصیر۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ ارجنٹائن

30دسمبر 1981ء کو پاکستانی شاہینوں نے پول A کے دوسرے اور اپنے پہلے میچ میں بھارتی سرزمین پر ارجنٹینا کے خلاف ورلڈ کپ کی اڑان وہیں سے بھری جہاں چار سال قبل ارجنٹینا ہی کے میدانوں پر فتوحات کی منزلوں کو چھوا تھا۔ میچ کے 14ویں منٹ میں حسن سردار نے پاکستان کے لیے ٹورنامنٹ کا پہلا گول اسکور کیا جسے 25ویں منٹ میں مارسلونا ماشیرونی نے برابر کر دیا۔ پہلے ہاف کے آخری منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر گول کر کے ایک مرتبہ پھر پاکستان کو برتری دلا دی۔ دوسرے ہاف کے آغاز کو ابھی دو منٹ ہی ہوئے تھے جب منظور سینئر نے پنالٹی کارنر پر پاکستان کے لیے تیسرا گول بھی کر دیا۔ میچ کے 48ویں منٹ میں محمد سعید نے گول کر کے مجموعہ 1-4 کر دیا۔ 66ویں منٹ میں عبدالرشید الحسن نے ٹیم کا پانچواں جبکہ آخری منٹ میں سلیم شیروانی نے چھٹا گول اسکور کر کے 1-6 سے فتح پاکستان کے کھاتے میں درج کروا دی۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

یکم جنوری 1982ء کو پول A کے پانچویں اور اپنے دوسرے میچ میں پاکستان نے اسپین کے خلاف 1-4 کی فتح کے ساتھ نئے سال کا جشن منایا۔ میچ کے 13ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر اپنی ٹیم کی طرف سے سال کا پہلا گول اسکور کیا۔ اگلے ہی منٹ میں منظور سینئر نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے پاکستان کی برتری دوگنی کر دی۔ پاکستان کی طرف سے تیسرا گول دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 55ویں منٹ میں ایک مرتبہ پھر کلیم اللہ کی ہاکی سے سامنے آیا۔ سات منٹ بعد حسن سردار نے گیند کو گول پوسٹ کا رستہ دکھا کر ٹیم کو صفر کے مقابلے میں 4 گولز کی برتری دلا دی۔ میچ کے 68ویں منٹ میں کارلوس روکا نے اسپین کی طرف سے پہلا گول اسکور کیا لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ مقررہ وقت کے اختتام پر پاکستان نے 1 کے مقابلے میں 4 گول سے نئے سال کی پہلی فتح اپنے نام کر لی۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ

2جنوری کو پول A کے ساتویں میچ میں کیویز کی ٹیم شاہینوں کے مدمقابل آئی تو یہ مقابلہ 1976ء کی اولمپک چیمپئن نیوزی لینڈ کے لیے ایک بھیانک خواب ثابت ہوا جس میں گرین مشینز نے بلیک اسٹکس کے دفاع کے پرخچے اڑاتے ہوئے ایک ٹیم کی طرف سے ایک ورلڈ کپ میچ میں سب سے زیادہ 12 گول اسکور کر دیئے۔ میچ کا پہلا گول سمیع اللہ نے 11ویں منٹ میں پنالٹی کارنر پر کیا۔ اگلے 2منٹوں میں منظور سینئر اور حنیف خان نے پنالٹی کارنرز پر ہی مزید 2 گول اسکور کر کے ٹوٹل اسکور 3 تک پہنچا دیا۔ 26ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر چوتھا گول اسکور کیا۔ 28ویں منٹ میں منظور سینئر نے اپنا دوسرا اور مجموعی طور پر پانچواں گول اسکور کر دیا۔ پہلے ہاف کے آخری تین منٹوں میں حنیف خان نے اوپر تلے 2 گول کر کے نہ صرف اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کی بلکہ پاکستان کے گولز کی تعداد بھی 7 تک پہنچا دی۔ میچ کا

دوسرا ہاف مکمل طور پر حسن سردار کے نام رہا جنھوں نے 41ویں، 51ویں، 60ویں اور 64ویں منٹ میں اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے مسلسل 4 گول کر کے پاکستان کا مجموعہ 11 گولز تک پہنچا دیا۔ میچ کے اختتام میں ایک منٹ باقی تھا جب منظور سینئر نے پنالٹی کارنر پر اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے پاکستان کے ایک درجن گول پورے کر دیئے۔ نیوزی لینڈ کی ٹیم پورے میچ میں 3 گولز کرنے میں کامیاب ہوسکی۔ البرٹ پارکن کے حصے میں دو جبکہ پیٹر ڈاجی کے حصے میں ایک گول آیا۔

پولA۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

5 جنوری کو پول A کے دسویں اور اپنے چوتھے میچ میں پاکستان نے مغربی جرمنی کو 3۔5 سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں مسلسل چوتھی فتح حاصل کرتے ہوئے سیمی فائنل کی نشست بھی پکی کر لی۔ میچ کا پہلا گول کلیم اللہ کی جانب سے پنالٹی اسٹروک پر سامنے آیا تو یہ پہلے ہاف کا 32واں منٹ تھا۔ دو منٹ کے مزید وقفے سے سمیع اللہ نے گول کر کے پاکستان کی برتری 0-2 کر دی۔ میچ کے دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 41واں منٹ تھا جب مائیکل پیٹر نے جرمنی کی جانب سے پہلا گول اسکور کیا۔لیکن دو منٹ بعد ہی منظور جونیئر نے گول کر کے مجموعہ 1-3 کر دیا۔ 47ویں منٹ میں مائیکل پیٹر نے ایک مرتبہ پھر پنالٹی کارنر پر گول کے ذریعے خسارہ کم کرنے کی کوشش کی لیکن 60ویں منٹ میں حسن سردار نے گیند کو گول پوسٹ کے اندر پھینک کر پاکستان کی برتری 2-4 کر دی۔ دوسری جانب مائیکل پیٹر کی طرف سے مزاحمت کا سلسلہ جاری رہا جنھوں نے ایک منٹ ہی کے وقفے سے اپنا اور جرمنی کا تیسرا گول اسکور کر کے خسارہ پھر کم کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوشش ناکافی ثابت ہوئی کیونکہ آخری منٹ میں سمیع اللہ نے پنالٹی کارنر پر اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں گول اسکور کر کے پاکستان کی فتح اور سیمی فائنل تک رسائی یقینی بنا دی۔

پولA۔ پاکستان بمقابلہ پولینڈ

7 جنوری کو اپنے آخری گروپ میچ میں پاکستان نے پولینڈ کو شکست دے کر ہاکی ورلڈ کپ مقابلوں میں مسلسل تیرہویں فتح اپنے نام کی۔ میچ کا پہلا گول سمیع اللہ نے 17ویں منٹ میں اسکور کیا جسے ہاف ٹائم سے پہلے مارک کروس نے برابر کر دیا۔دوسرے ہاف میں میچ کے 41ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر گول کر کے پاکستان کو ایک مرتبہ پھر برتری دلا دی جسے دو منٹ بعد حسن سردار نے دوگنا کر دیا۔ 57ویں منٹ میں سعید احمد نے پاکستان کی طرف سے چوتھا گول اسکور کر کے مجموعہ 1-4 کر دیا جو میچ کے اختتام تک برقرار رہا، یوں پاکستان نے گزشتہ ورلڈ کپ کی طرح اس مرتبہ بھی گروپ میچوں میں ناقابل شکست رہتے ہوئے 5 میچز میں 10 پوائنٹس کے ساتھ سیمی فائنل میں قدم رکھا جبکہ جرمنی 5 میچوں میں ایک شکست اور ایک ڈرا سمیت 7 پوائنٹس کے ساتھ پول A سے سیمی فائنل میں پہنچنے والی دوسری ٹیم بنی۔

پہلا سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ نیدرلینڈز

10 جنوری کو ہاکی ورلڈ کپ 1982ء کے پہلے سیمی فائنل میں گزشتہ ورلڈ کپ کی فائنلسٹ ٹیمیں

282

پاکستان اور نیدرلینڈز آمنے سامنے آئیں تو نتیجہ اس بار بھی مختلف نہ رہا جہاں پاکستان نے اس معرکے میں 4-2 سے فتح حاصل کر کے فائنل کے لیے کوالیفائی کر لیا۔ اس مقابلے کی سب سے یادگار بات پاکستان کی جانب سے ورلڈ کپ میں اپنا دوسرا اور مجموعی طور پر تیسرا انٹرنیشنل میچ کھیلنے والے سترہ سالہ گول کیپر شاہد علی خان کی کارکردگی تھی جو محض زمبابوے اور پولینڈ کے خلاف میچوں کا تجربہ لیے ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں نیدرلینڈز جیسی ٹیم کے خلاف میدان میں اُترے اور میچ کے چھٹے ہی منٹ میں ڈچ ٹیم کی جانب سے پانچواں ورلڈ کپ کھیلنے والے ٹائیز کرویزے، جو اس مقابلے سے قبل بنا کسی ناکامی کے چالیس سے زائد پنالٹی اسٹروک داغ چکے تھے، ان کا پنالٹی اسٹروک انتہائی چابکدستی سے ناکام بنا کر دنیائے ہاکی کو دم بخود کر کے رکھ دیا۔ یہی نہیں بلکہ شاہد نے ڈچ ٹیم کو ملنے والے چھ پنالٹی کارنرز میں سے بھی صرف ایک کو گول پوسٹ تک رسائی حاصل کرنے دی۔ میچ کا پہلا گول پہلے ہاف کے 23ویں منٹ میں حنیف خان کی طرف سے سامنے آیا جسے چار منٹ کے وقفے سے پال لٹجنس نے پنالٹی کارنر پر برابر کیا۔ مزید دو منٹ کے بعد پاکستان کو ایک پنالٹی اسٹروک ملا جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کلیم اللہ نے ایک مرتبہ پھر پاکستان کو 1-2 سے برتری دلا دی۔ 32ویں منٹ میں حسن سردار نے گول کر کے مجموعہ 1-3 کر دیا جو ہاف ٹائم تک کا اسکور تھا۔ دوسرے ہاف میں میچ کے 46ویں منٹ میں پال لٹجنس نے پنالٹی اسٹروک پر اپنا اور نیدرلینڈز کا دوسرا گول اسکور کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے 59ویں منٹ میں پنالٹی کارنر پر منظور سینئر کی طرف سے چوتھا گول سامنے آیا۔ 2-4 کا یہ مجموعہ میچ کے خاتمے تک برقرار رہا جس کے ساتھ ہی پاکستان نے مجموعی طور پر چوتھی اور مسلسل تیسری مرتبہ ہاکی ورلڈ کپ کے فائنل تک رسائی حاصل کر لی۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

12 جنوری 1982ء کو بمبئی ہاکی ایسوسی ایشن اسٹیڈیم کے اندر پانچویں ہاکی ورلڈ کپ کے فائنل میں پاکستانی شاہینوں نے مغربی جرمنی کے خلاف قومی کھیل کا عالمی قلعہ تیسری مرتبہ فتح کرتے ہوئے ہندوستان کے سینے پر سبز ہلالی پرچم سربلند کیا۔ میچ کے آغاز کو ابھی پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب ہینز ڈوپ نے مغربی جرمنی کی طرف سے پہلا گول اسکور کر کے اپنی ٹیم کو برتری دِلا دی۔ مغربی جرمنی کی یہ برتری بیس منٹ تک برقرار رہی جس کا خاتمہ میچ کے 25ویں منٹ میں حسن سردار نے ری باؤنڈ پر گول کے ذریعے کیا۔ اگلے ہی منٹ میں منظور جونیئر نے تمام جرمن ڈیفنس کو پیچھے چھوڑتے ہوئے پاکستان کے لیے دوسرا گول بھی اسکور کر دیا، یوں دو منٹ قبل ایک گول کے خسارے میں جانے والی پاکستانی ٹیم کو اب ایک گول کی برتری حاصل ہو چکی تھی۔ 1-2 کا یہ مجموعہ ہاف ٹائم تک برقرار رہا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 40ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر پاکستان کی طرف سے تیسرا گول بھی اسکور کر دیا۔ میچ ختم ہونے میں سات منٹ سے زائد کا وقت باقی تھا جب پاکستان کو پنالٹی اسٹروک کی صورت میں اپنی فتح یقینی بنانے کا موقع ملا۔ ایک طرف کلیم اللہ یہ پنالٹی اسٹروک لگانے کے لئے جا رہے تھے تو دوسری طرف جرمن کھلاڑیوں نے حسبِ روایت اس فیصلے کے خلاف امپائر سے الجھنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر اختر رسول نے کمال

جرأتمندی اور اسپورٹس مین شپ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنالٹی اسٹروک سے دستبردار ہونے پر رضامندی ظاہر کردی۔ یہ یورپی اور آسٹریلوی ٹیموں کے فاؤل پلے سے بھرپور دور میں بھی قومی کھیل کے میدان کے اندر گرین شرٹس کی خوداعتمادی اور بالادستی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ مقررہ وقت کے اختتام پر 1-3 کی فتح کے ساتھ پاکستان نے ورلڈ کپ مقابلوں میں مسلسل دوسری جبکہ مجموعی طور پر تیسری ٹائٹل کامیابی اپنے نام کی۔ پاکستانی کپتان اختر رسول نے ٹرافی وصول کی تو ہندوستانی زمین پر سبز ہلالی پرچم فاتح کی حیثیت سے لہرایا جا چکا تھا۔

آٹھواں ہاکی ورلڈکپ 1994۔ سڈنی، آسٹریلیا

آٹھویں ہاکی عالمی کپ نے 23 نومبر سے 4 دسمبر 1994ء تک آسٹریلوی خطے کو رونق بخشی تو سڈنی کا ہوم بُش اسٹیڈیم 12 ٹیموں کے مابین مقابلوں کا میزبان قرار پایا۔ پاکستان نے نیدرلینڈز سے گزشتہ ورلڈکپ کے فائنل میں ہوم گراؤنڈ پر شکست کا بدلہ لیتے ہوئے ریکارڈ چوتھی مرتبہ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ یہ ورلڈ کپ مقابلوں میں آسٹروٹرف پر پاکستان کی واحد کامیابی ہے۔

پول A میں پاکستان کے ساتھ میزبان آسٹریلیا، برطانیہ، ارجنٹینا، اسپین اور بیلاروس کی ٹیموں کو رکھا گیا جبکہ پول B میں نیدرلینڈز، جرمنی، بھارت، جنوبی کوریا، جنوبی افریقہ اور بیلجیم کی ٹیمیں شامل رہیں۔ سیمی فائنل مقابلوں میں نیدرلینڈز نے آسٹریلیا جبکہ پاکستان نے جرمنی کو شکست دے کر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں پاکستان نے نیدرلینڈز کے خلاف پنالٹی اسٹروکس پر چار سال پرانا حساب بے باق کردیا۔ یہ اب تک پاکستان کی ہاکی ورلڈکپ میں آخری فتح ہی نہیں بلکہ فائنل تک آخری رسائی بھی تھی۔ نیدرلینڈز کے پنالٹی کارنر سپیشلسٹ وین ہانیرٹ 10 گولز کے ساتھ ٹورنامنٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔ پاکستان کی طرف سے سب سے زیادہ گولز کامران اشرف کے حصے میں آئے۔ پاکستانی کپتان شہباز احمد سینئر کو مسلسل دوسری مرتبہ ہاکی کے عالمی مقابلوں کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

شہباز احمد (کپتان)، منصور احمد، احمد عالم، نوید عالم، کامران اشرف، آصف باجوہ، وسیم فیروز، محمد جنید، رحیم خان، رانا مجاہد، محمد شہباز، محمد شفقت، محمد عثمان، طاہر زمان، محمد عرفان، دانش کلیم، عبدالرشید (کوچ)

پول A۔ پاکستان بمقابلہ ارجنٹائن

23 نومبر 1994ء کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں پاکستان نے ارجنٹینا کے خلاف پول A میں آسٹروٹرف پر اپنی اکلوتی ورلڈ کپ فتح کے سفر کا آغاز کیا۔ پاکستان نے اس مقابلے میں 0-3 سے فتح اپنے نام کی۔ ہاف ٹائم تک پاکستان کو ارجنٹینا پر صفر کے مقابلے میں ایک گول کی سبقت حاصل تھی جو 30 ویں منٹ میں کامران اشرف کی طرف سے سامنے آیا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 60 ویں منٹ میں طاہر زمان اور 64 ویں منٹ میں وسیم فیروز نے ایک ایک مرتبہ گیند کو گول کی راہ دکھا کر پاکستان کی برتری 0-3 کردی جو حتمی ثابت ہوئی۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

25 نومبر کو پاکستانی اور ہسپانوی ٹیمیں پول A میں اپنے دوسرے مقابلے کے لیے نبرد آزما ہوئیں تو یہاں 1-3 سے فتح پاکستان کے حصے میں آئی۔ پہلے ہاف کے 26 ویں منٹ میں کامران اشرف نے گول کر کے پاکستان کو برتری دلوائی جسے دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 41 ویں منٹ میں گارسیا ماؤرینو نے برابر کر دیا۔ 51 ویں منٹ میں ایک مرتبہ پھر کامران اشرف نے گیند کو جال میں پہنچا کر پاکستان کو دوبارہ ایک گول کی برتری دلوا دی جسے 62ویں منٹ میں وسیم فیروز نے 1-3 تک دراز کر دیا اور یہی مقررہ وقت کے اختتام پر فیصلہ کُن اسکور ثابت ہوا۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

26 نومبر کو پول A کی دو ناقابلِ شکست ٹیمیں پاکستان اور میزبان آسٹریلیا گروپ میں پہلی پوزیشن کے حصول کے لیے تماشائیوں کے ایک جمِ غفیر کے سامنے صف آراء ہوئیں تو ایک بھرپور مقابلہ دیکھنے کو ملا۔ آسٹریلوی ٹیم نے ابتدائی لمحات میں ہی یکے بعد دیگرے پنالٹی کارنرز حاصل کر کے مہمانوں پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی لیکن گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ پانچویں منٹ میں پاکستانی کپتان شہباز سینئر نے بھی جوابی حملے میں پنالٹی کارنر حاصل کیا لیکن اس سے بھی فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ میچ کا پہلا گول پاکستان کے حصے میں آیا جب 23ویں منٹ میں پنالٹی اسٹروک پر طاہر زمان نے گیند کو جال کے اندر پھینک کر ٹیم کو برتری دلوا دی۔ یہ ہاف ٹائم تک اسکور ہونے والا میچ کا واحد گول تھا۔ دوسرے ہاف میں میچ کا 41واں منٹ تھا جب شہباز سینئر نے ایک خوبصورت موو بنائی اور پورے آسٹریلوی دفاع کو ناکارہ بناتے ہوئے گیند میزبانوں کی ڈی میں لے جا کر کامران اشرف کو دی جنہوں نے اسے گول پوسٹ کے اندر پہنچانے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اس گول کے ساتھ پاکستان کی برتری تو 0-2 ہوگئی مگر اس کوشش میں شہباز ہیمسٹرنگ انجری کا شکار ہو کر گراؤنڈ سے باہر چلے گئے۔ 49ویں منٹ میں آسٹریلیا کو ایک پنالٹی اسٹروک ملا جس پر کپتان برننگھم نے گول کر کے اسکور 1-2 کر دیا مگر اُن کی یہ کاوش میزبان ٹیم کے لیے ناکافی ثابت ہوئی کیونکہ اس کے بعد مقررہ وقت کے اختتام تک کوئی ٹیم گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی اور 1-2 سے فتح کے ساتھ پاکستان پول A میں پہلے نمبر پر براجمان ہو گیا۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ

28 نومبر کو پول A کے گیارہویں اور اپنے چوتھے میچ میں پاکستان کو انگریزوں کے خلاف ٹورنامنٹ کی واحد شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انگلینڈ نے اس میچ میں پاکستان کے خلاف صفر کے مقابلے میں دو گولز سے کامیابی حاصل کی۔ یہ دونوں گول نِک تھامپسن کے حصے میں آئے جنہوں نے دونوں ہاف میں ایک ایک مرتبہ 28ویں اور 49 ویں منٹ میں گیند کو گول پوسٹ کا راستہ دکھایا۔ پاکستان کی طرف سے کوئی کھلاڑی بھی گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کا واحد میچ تھا جس میں کامران اشرف کو بغیر کوئی گول کیے خالی ہاتھ ہی واپس لوٹنا پڑا۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ بیلا روس

انگلینڈ کے خلاف گزشتہ میچ میں شکست بھی پاکستانی ٹیم کی پول A میں ٹاپ پوزیشن پر اثر انداز نہ ہوسکی کیونکہ 30 نومبر کو اپنے آخری گروپ میچ میں پاکستان نے بیلا روس کو 0-2 سے شکست دے کر بہتر گول اوسط کی بنیاد پر پول A کی نمبر ون ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں جگہ بنا لی۔ اس میچ کے ہیرو ایک بار پھر کامران اشرف رہے جنہوں نے دونوں ہاف میں میچ کے 16 ویں اور 64 ویں منٹ میں ایک ایک گول کر کے نہ صرف اپنی ٹیم کو فتح دِلائی بلکہ گول اوسط بھی پول A سے سیمی فائنل کے لیے کوالیفائی کرنے والی دوسری ٹیم آسٹریلیا سے بہتر کر دی۔ گروپ میچز کے بعد پاکستان کے 5 میچوں میں 4 فتوحات اور ایک شکست کے ساتھ 8 پوائنٹس تھے جبکہ آسٹریلیا کا بھی فتح اور شکست کا تناسب یہی تھا لیکن پاکستان نے گروپ میچز میں چار کے مقابلے میں دس گولز اسکور کئے جبکہ آسٹریلیا کی ٹیم چار کے مقابلے میں نو گول کرنے میں کامیاب ہوسکی۔

دوسرا سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ جرمنی

آٹھ ماہ قبل لاہور میں چیمپئنز ٹرافی کا اعصاب شکن فائنل جیتنے والی پاکستان اور دو سال قبل بارسلونا اولمپکس کے سیمی فائنل میں اضافی وقت پر اسے اکلوتی شکست کا صدمہ دے کر اس کا گولڈ میڈل کا خواب چکنا چور کرنے والی جرمنی کی ٹیمیں 2 دسمبر 1994ء کو ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں پھر سے صف آراء ہوئیں تو اس مرتبہ بھی ایک شاندار مقابلہ دیکھنے کو ملا۔ میچ کی ابتداء میں جرمنی کو دو پنالٹی کارنرز ملے جن سے جرمن ٹیم فائدہ نہ اٹھاسکی۔ میچ کے 18 ویں منٹ میں پاکستان کو پہلی کامیابی حاصل ہوئی جب کامران اشرف نے گول کیپر کو بیٹ کرتے ہوئے ایک خوبصورت گول اسکور کیا، لیکن یہ برتری زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ جرمنی نے چار منٹ بعد ہی دس کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پنالٹی کارنر حاصل کیا جس پر مائن ہارٹ نے میچ برابر کر دیا۔ ہاف ٹائم تک میچ 1-1 گول سے برابر تھا۔ دوسرے ہاف میں دونوں ٹیمیں کوئی گول کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں، اگرچہ آخری لمحات میں بیکر نے ایک خطرناک ٹرائی کی لیکن منصور نے یقینی گول بچا لیا۔
مقررہ وقت تک مقابلہ 1-1 سے برابر ہونے کے بعد پنالٹی اسٹروکس کا مرحلہ شروع ہوا تو اس سے قبل چیمپئنز ٹرافی کے فائنل میں بھی دونوں ٹیمیں اس مرحلے سے گزر چکی تھیں، جہاں فتح سڈن ڈیتھ پر پاکستان کا مقدر بنی تھی۔ پنالٹی اسٹروک لگانے کی پہلی باری پاکستان کی تھی۔ کپتان شہباز سینئر چیلنج قبول کرتے ہوئے خود اسٹروک لگانے کیلئے آئے۔ یہ شہباز کی خوش قسمتی رہی کہ صحیح طرح سے پُش نہ کر سکنے کے باوجود گیند صرف اس لیے گول پوسٹ کے اندر چلی گئی کیونکہ جرمن گول کیپر کرسٹوفر ریٹز پہلے ہی دائیں جانب جست لگا چکے تھے۔ بہرحال جرمنی کی طرف سے مائن ہارٹ نے جوابی اسٹروک پر گول کر کے مقابلہ 1(1)-1(1) سے برابر کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے دوسرا پنالٹی اسٹروک لگانے کیلئے شہباز جونیئر آئے جو چیمپئنز ٹرافی کے فائنل میں جرمنی کے خلاف لاہور میں اپنا اسٹروک مِس کر چکے تھے، لیکن یہاں انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ جرمنی کی طرف سے بیکر نے گول کر کے مقابلہ ایک مرتبہ پھر 2(2)-2(2) سے برابر کر دیا۔ طاہر زمان نے پاکستان کی طرف سے تیسرا اسٹروک بھی جال کے اندر پھینکا تو دوسری طرف باری جرمن کپتان کرسٹن بلنک کی

تھی۔ بلنک چیمپئنز ٹرافی میں اپنا اسٹروک مِس کر چکے تھے اور اس روز بھی قسمت نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ منصور ان کا اسٹروک بھانپتے ہوئے اپنی بائیں جانب لپکے اور گیند کو روک کر مقابلہ (3)2-(3)3 کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے عثمان نے چوتھا پنالٹی اسٹروک بھی گول میں تبدیل کیا تو جرمنی کی طرف سے جوابی اسٹروک لینے کیلئے لاہور میں فیصلہ کن اسٹروک مِس کرنے والے مائر ہافر آئے جنہوں نے اس مرتبہ گیند کو گول کے اندر پہنچا کر مجموعہ (4)3-(4)4 کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے آخری پنالٹی اسٹروک شفقت کے حصے میں آیا جو اگر گول کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو پاکستان فائنل میں پہنچ جاتا اور ایسا ہی ہوا۔ جونہی شفقت کا اسٹروک گول پوسٹ کے اندر گیا، پاکستان چھٹی مرتبہ ہاکی ورلڈ کپ کے فائنل کیلئے کوالیفائی کر چکا تھا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ نیدر لینڈز

4 دسمبر 1994ء کے ایک خوشگوار دن کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے ہوم بش اسٹیڈیم میں آٹھویں ہاکی ورلڈ کپ کے فائنل کیلئے گزشتہ ہاکی ورلڈ کپ کی دونوں فائنلسٹ ٹیمیں ایک مرتبہ پھر نبرد آزما ہوئیں تو 1990ء میں لاہور کے مقام پر ڈچ ٹیم کے خلاف گھر میں شکست کا غم ابھی پاکستانی ہاکی شائقین کو بھولا نہیں تھا، لیکن اس بار شاہینوں کی اڑان ولندیزی حریفوں سے بڑھ کر رہی جنہوں نے سیمی فائنل کی طرح فائنل بھی پنالٹی اسٹروکس پر اپنے نام کرتے ہوئے یورپ، ایشیاء اور امریکہ کے بعد براعظم آسٹریلیا میں بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ میچ کے آغاز میں نیدر لینڈز کی ٹیم نے جارحانہ کھیل پیش کرتے ہوئے پاکستانی ڈیفنس پر نہ صرف کئی حملے کیے بلکہ متواتر پنالٹی کارنرز کے حصول میں بھی کامیاب رہی جس کا نتیجہ 17ویں منٹ میں پنالٹی کارنر پر گزشتہ ورلڈ کپ فائنل کے ہیرو بوولینڈر کے گول کی صورت میں نکلا۔ ایک گول کے خسارے میں جاتے ہی پاکستانی ٹیم زخمی شیر کی طرح پلٹی اور صرف چار منٹ کے وقفے سے کپتان شہباز سینئر نے چار دفاعی کھلاڑیوں کے حصار سے گیند نکال کر طاہر زمان تک پہنچائی جن سے ملنے والے پاس کو آصف باجوہ نے کامران اشرف کے ذریعے گول پوسٹ کے اندر بھجوا کر میچ 1-1 گول سے برابر کر دیا۔ پہلا ہاف اسی برابری پر ختم ہونے کے بعد دوسرے ہاف میں پاکستانی حملوں کی تعداد نسبتاً زیادہ رہی لیکن کئی بہترین مواقعوں سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ میچ کے 39ویں منٹ میں شہباز سینئر کی ایک اور بہترین موو پر طاہر زمان کے پاس کو کامران اشرف نے گول پوسٹ کے اندر پہنچایا لیکن اس کوشش میں وہ آف سائیڈ قرار پا گئے۔ 44ویں منٹ میں دوسری طرف بھی ڈرامائی صورتحال پیدا ہوئی جب بوولینڈر کی کارنر سے لگائی گئی ہٹ پاکستانی گول پوسٹ کے اندر چلی گئی، ڈچ کیپٹن ڈیلیسن نے اس دعوے کے ساتھ گول کا جشن منانا شروع کر دیا کہ گیند ڈی کے اندر ان کی ہاکی سے لگ کر گئی ہے لیکن پاکستانی کھلاڑیوں کے احتجاج پر امپائر نے ساتھی امپائر سے مشورہ کرتے ہوئے گول کا مطالبہ رَد کر دیا، بعد میں ری پلے میں بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ ڈچ کھلاڑی ڈی میں گیند اور ہاکی کی ملاقات کروانے سے قاصر رہے لہٰذا گول قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ فُل ٹائم تک 1-1 گول سے برابر رہنے کے بعد مقابلہ سیمی فائنل کی طرح یہاں بھی پنالٹی اسٹروکس پر چلا گیا تو یہ ٹورنامنٹ کے بہترین گول کیپر منصور کے لیے ایک بار پھر اپنی ٹیم کا ہیرو ثابت ہونے کا وقت تھا۔ پاکستان کی طرف سے پہلا اسٹروک ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی قرار دیئے جانے والے کپتان شہباز سینئر نے لیا جنہوں نے اس دفعہ

نسبتاً ایک بہتر پُش کے ساتھ ڈچ کیپر یانسن کو بیٹ کرتے ہوئے گول اسکور کیا جسے نیدر لینڈز کی طرف سے ٹورنامنٹ کے ٹاپ اسکورر ہانیرٹ نے برابر کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے دوسرا پنالٹی اسٹروک شہباز جونیئر نے گول میں تبدیل کیا تو دوسری طرف باری نیدر لینڈز کے ہاکی لیجنڈ تصور کیے جانے والے بوولینڈر کی تھی۔ بوولینڈر اس دور میں سب سے اچھے فلِک کرنے والے کھلاڑیوں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے جنھوں نے نہ صرف اس میچ میں پنالٹی کارنر پر نیدر لینڈز کا اکلوتا گول اسکور کیا تھا بلکہ گزشتہ ورلڈ کپ کے فائنل میں بھی پاکستان کے خلاف ایک گول کے خسارے میں جانے والی اپنی ٹیم کو پنالٹی کارنرز پر یکے بعد دیگرے 2 گولز کر کے برتری دلوائی تھی جو نیدر لینڈز کی فتح کی ضمانت بنی تھی۔ لیکن یہاں قسمت بوولینڈر کے ساتھ ہاتھ کر گئی جن کا ڈریگ کیا ہوا اسٹروک گول پوسٹ سے باہر گیا تو مایوسی کے ساتھ واپس لوٹتے ہوئے ان کے چہرے پر (2)1-(2)2 کے خسارے کی خِفت عیاں ہو رہی تھی۔ پاکستان کی طرف سے چند روز قبل والد کی وفات کا صدمہ جھیلنے والے طاہر زمان نے تیسرے پنالٹی اسٹروک پر بھی کوئی غلطی نہیں کی جس کے جواب میں ڈچ کپتان ڈیلیسن نے مجموعہ (3)2-(3)3 کر کے اپنی ٹیم کی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ چوتھے پنالٹی اسٹروک پر پاکستان کی طرف سے عثمان اور نیدر لینڈز کی طرف سے برنکمین نے گول کر کے اسکور (4)3-(4)4 کیا تو اب پاکستانی جیت کا سنہری موقع شفقت کے پاس آ گیا جو اگر گول کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو پاکستان عالمی چیمپئن بن جاتا۔ لیکن یہ کارنامہ شاید شفقت کی بجائے منصور کے ہاتھوں انجام پانا طے ہو چکا تھا کیونکہ شفقت بال کو پُش کرتے وقت تھوڑے سے ہچکچائے جس کی وجہ سے ہاکی اور گیند کی صحیح طور پر ملاقات نہ ہو سکی اور گیند لڑھکتی ہوئی گول پوسٹ کی جانب گئی جسے ڈچ کیپر نے بآسانی روک کر اپنی ٹیم کی میچ میں واپسی کروا دی۔ قسمت کی اس مہربانی پر ایک طرف ولندیزی کیمپ میں خوشی کی لہر دوڑ چکی تھی تو دوسری طرف اتنا نادر موقع کھو جانے پر کفِ افسوس ملتے پاکستانی دستے کے پاس اب بھی ایک پتا منصور کی صورت میں باقی تھا جو اگر آخری اسٹروک بچا لیتے تو پاکستان پھر بھی عالمی چیمپئن بن جاتا ورنہ دوسری صورت میں مقابلہ سڈن ڈیتھ پر چلا جاتا۔ نیدر لینڈز کی طرف سے نئے کھلاڑی یرون ڈیلمی آخری پنالٹی اسٹروک لگانے کیلئے آئے۔ امپائر نے اسٹرائیکر اور کیپر کو آخری ہدایت دے کر اپنی اپنی پوزیشن سنبھالنے کا کہا تو دونوں ٹیموں اور ان کے شائقین کے دِلوں کی دھڑکنیں اپنے عروج پر تھیں۔ جونہی امپائر نے سیٹی بجائی، ڈیلمی نے گیند کو پُش کیا، منصور چھلاوے کی طرح اپنی جگہ سے اچھل کر دائیں جانب کو لپکے اور گیند کو گول پوسٹ سے باہر دھکیل کر چوتھی مرتبہ عالمی کپ پاکستان کی جھولی میں ڈال دیا۔ تمام کھلاڑیوں نے فرطِ جذبات سے سجدہ شکر ادا کیا تو یہ تادمِ تحریر آخری موقع تھا جب پاکستانی شائقین نے ہاکی کے عالمی مقابلوں میں یہ منظر دیکھا۔

اولمپکس

اولمپک مقابلے دُنیائے کھیل کے سب سے قدیم اور اعلیٰ ترین اجتماعی مقابلے مانے جاتے ہیں جہاں کسی بھی میڈل کا حصول نہ صرف کھلاڑیوں کا خواب ہوتا ہے بلکہ اس میں شرکت کرنے والے کھلاڑیوں کو اولمپین کے ٹائٹل سے یاد کیا جاتا ہے۔ اولمپک مقابلوں میں طلائی تمغے کی اہمیت بھی اس کھیل کے عالمی ٹائٹل جتنی ہی ہوتی ہے۔ پاکستان نے اپنے قیام کے بعد لندن اولمپکس 1948ء سے لے کر ٹوکیو اولمپکس 2020ء

تک سولہ اولمپک مقابلوں میں شرکت کی ہے۔صرف ایک بار 1980ء کے ماسکو اولمپکس میں پاکستان نے سوویت یونین کی افغان جنگ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے شرکت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ 16 مقابلوں میں پاکستان نے 10 اولمپک میڈلز جیتے ہیں جن میں تین طلائی، تین چاندی اور دو کانسی سمیت آٹھ میڈل ہاکی جبکہ ایک ایک کانسی کا تمغہ ریسلنگ اور باکسنگ میں حاصل کیا ہے۔

ہاکی کا کھیل جدید اولمپک مقابلوں میں 1908ء کے لندن اولمپکس میں پہلی بار شامل کیا گیا جہاں برطانیہ نے وکٹری اسٹینڈ پر قبضہ جمایا۔دوسری بار 1920ء میں اینٹورپ اولمپکس میں ہاکی مقابلے شامل ہوئے یہاں بھی فاتح برطانیہ ہی رہا۔ تیسری بار 1928ء میں ایمسٹرڈیم اولمپکس میں ہاکی کا ایونٹ رکھا گیا جس کے بعد بدستور ہر اولمپک مقابلے میں ہاکی ایونٹ شامل چلا آ رہا ہے۔1928ء کے ان مقابلوں میں برٹش انڈیا کی ٹیم نے اولمپکس کے ہاکی ایونٹ میں اپنے طویل ناقابلِ شکست سفر کا آغاز کیا۔ 1928ء، 1932ء اور 1936ء کے اولمپکس میں جس برٹش انڈیا کی ٹیم نے فتح حاصل کی اس کے بارے میں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ تقسیم سے قبل ہندوستان میں مقیم انگریزوں کے ساتھ ساتھ موجودہ پاکستان اور بھارت دونوں خطوں کے کھلاڑی اس کے اسکواڈ میں شامل رہے۔ 1940ء اور 1944ء میں دوسری جنگ عظیم کے باعث اولمپک مقابلوں کا انعقاد نہ ہو سکا۔ 1948ء کے لندن اولمپکس میں برطانیہ، پاکستان اور بھارت کے کھلاڑی اپنی اپنی ٹیموں میں اپنے اپنے ممالک کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک ہوئے۔1956ء کے میلبورن اولمپکس تک بھارت نے تین مزید گولڈ میڈلز اپنے نام کر کے اپنی فتوحات کی تعداد چھ تک پہنچا دی۔ اس سلسلے کا اتم سنسکار 1960ء کے روم اولمپکس میں بالآخر پاکستان ہی کے ہاتھوں ہوا جس کے بعد بھارت مزید دو میں سے ایک مرتبہ 1980ء کے ماسکو اولمپکس میں اس وقت گولڈ میڈل جیتا جب پاکستان ان مقابلوں میں شریک نہیں تھا۔

اگر اولمپکس کے ہاکی ایونٹ میں پاکستان کی کارکردگی پر نگاہ دوڑائی جائے تو یہی وہ واحد کھیل ہے جس میں پاکستان نے اولمپک مقابلوں میں سونے کا تمغہ حاصل کر رکھا ہے۔ 1948ء کے لندن اولمپکس میں شمولیت کے آغاز سے لے کر 2016ء کے ریوڈی جنیرو اور پھر 2020ء کے ٹوکیو اولمپکس تک آخر الذکر دو ایڈیشنز میں ہی ایسا ہوا جب پاکستانی ہاکی ٹیم ان مقابلوں کے لیے کوالیفائی نہیں کر سکی۔ تین گولڈ میڈلز میں سے پاکستان نے پہلا روم اولمپکس 1960ء، دوسرا میکسیکو اولمپکس 1968ء اور تیسرا لاس اینجلس اولمپکس 1984ء میں جیتا۔1956ء میں پاکستان میلبورن اولمپکس میں بھارت سے فائنل میں پنالٹی کارنر پر دیئے جانے والے متنازعہ گول کے باعث شکست کھا کر سلور میڈل ہی حاصل کر سکا، یہ پاکستان کی تاریخ کا پہلا اولمپک میڈل تھا۔1960ء میں بھارت سے گزشتہ حساب برابر کرنے کے بعد ٹوکیو اولمپکس 1964ء میں پاکستان ایک مرتبہ پھر بھارت سے فائنل ہار کر سلور میڈل ہی پا سکا، اس مقابلے کے بعد منعقدہ انعامی تقریب میں اس وقت دلچسپ صورتحال بھی پیدا ہوئی جب انتظامیہ کی جانب سے فاتح کی حیثیت سے وکٹری اسٹینڈ پر موجود بھارت کی بجائے پاکستان کا قومی ترانہ چلا دیا گیا۔1968ء میں دوسری بار گولڈ میڈل کے حصول میں کامیاب دفاعی چیمپئنز کو 1972ء کے میونخ اولمپکس میں میزبان مغربی جرمنی نے ایک تنازعات سے بھرپور

فائنل کے بعد سلور میڈل تک محدود رہنے پر مجبور کر دیا تو اس مقابلے کے اختتام پر ہونے والی انعامی تقریب میں پاکستانی ٹیم نے میزبان فاتح ٹیم کا ترانہ بجتے وقت نہ صرف ان کے پرچم کی طرف پشت پھیر لی بلکہ کچھ کھلاڑیوں نے سلور میڈلز کو جوتوں پر رکھ کر ان کی نمائش بھی کی جو اس بات کی علامت تھی کہ پاکستان اس سے کہیں بہتر کا حقدار تھا۔ 1976ء کے مونٹریال اولمپکس میں پاکستان نے پہلی بار ہاکی میں کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ 1980ء کے اولمپکس سے دستبرداری کے بعد 1984ء میں پاکستان نے لاس اینجلس میں آخری گولڈ میڈل جیتا۔ 1988ء کے سیول اولمپکس میں ہاکی ایونٹ سے خالی ہاتھ لوٹنے کے بعد 1992ء میں بارسلونا میں پاکستان نے آخری بار برانز میڈل حاصل کیا، یہ اولمپکس میں پاکستان کی تاریخ کا اب تک کا آخری میڈل تھا۔

روم اولمپکس 1960۔ اٹلی

اٹلی کے شہر روم میں منعقدہ XVII اولمپک گیمز 1960ء میں فیلڈ ہاکی کے مقابلے 26 اگست سے 9 ستمبر تک کھیلے گئے جہاں فائنل میں پاکستان نے روایتی حریفوں کی طویل اجارہ داری کا خاتمہ کرتے ہوئے بھارتی خیموں میں صفِ ماتم بچھا دی۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا پہلا اولمپک گولڈ میڈل تھا۔ ایونٹ میں شامل کُل سولہ ٹیموں کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ A میں بھارت، نیوزی لینڈ، نیدر لینڈز اور ڈنمارک، گروپ B میں پاکستان، آسٹریلیا، پولینڈ اور جاپان ،گروپ C میں کینیا، مغربی جرمنی، فرانس اور اٹلی جبکہ گروپ D میں اسپین، برطانیہ، بیلجیم اور سوئٹزرلینڈ کی ٹیمیں شامل تھیں۔ پاکستان نے کوارٹر فائنل میں مغربی جرمنی جبکہ سیمی فائنل میں اسپین کو شکست دے کر فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں برطانیہ کو سیمی فائنل میں ہرا کر آنے والی بھارتی ٹیم سے نہ صرف گزشتہ اولمپکس کے فائنل کی متنازعہ شکست کا حساب برابر کیا بلکہ اولمپکس کی تاریخ میں پہلی اعلیٰ ترین کامیابی بھی حاصل کر لی۔ پاکستانی ٹیم کے قائد عبدالحمید 8 گولز کے ساتھ ایونٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

عبدالحمید (کپتان)، غلام رسول (نائب کپتان)، عبدالرشید (گول کیپر)، رونی گارڈنر (گول کیپر)، منیر ڈار، منظور حسین عاطف، خورشید اسلم، بشیر احمد، انور احمد خان، ظفر حیات، حبیب علی، نور عالم، خواجہ ذکاء الدین، عبدالوحید، ظفر علی خان، نصیر بندہ، مطیع اللہ، مشتاق احمد، اے آئی ایس دارا (منیجر)، نیاز خان (اسسٹنٹ منیجر)۔

گروپ B ۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

26 اگست 1960ء کو سٹاڈیو ڈی مارمی پر گروپ B کے اپنے پہلے میچ میں پاکستان نے آسٹریلیا کو 0-3 سے شکست دے کر روم اولمپکس میں گولڈ میڈل کے حصول کے لیے رختِ سفر باندھا۔ میچ کے پہلے ہاف کے اختتام تک مقابلہ بغیر کسی گول کے برابر رہا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 48ویں منٹ

میں کپتان عبدالحمید نے پاکستان کی طرف سے پہلا گول اسکور کر کے ٹیم کو برتری دلا دی۔53 ویں منٹ میں نور عالم نے گیند کو گول پوسٹ کی راہ دکھا کر یہ برتری دوگنی کر دی جبکہ مزید 3 منٹ کے فرق سے مشتاق احمد نے پاکستان کی طرف سے ایک اور گول کر کے مجموعہ 0-3 کر دیا جو حتمی ثابت ہوا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ پولینڈ

29 اگست کو گروپ B کے تیسرے اور اپنے اپنے دوسرے میچ میں پاکستان اور پولینڈ کی ٹیمیں سٹاڈیوڈی مارمی پر معرکہ آراء ہوئیں تو پولش دفاع پاکستانی اٹیک کے آگے ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ پاکستانی ٹیم نے شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے دونوں ہاف میں 4,4 گول اسکور کر کے 0-8 کے مارجن سے فتح اپنے نام کی۔ میچ کے چھٹے منٹ میں عبدالحمید نے پاکستان کی طرف سے پہلا گول اسکور کیا۔18 ویں منٹ میں نور عالم نے گول کر کے برتری 0-2 کر دی جسے 4 منٹ کے وقفے سے مطیع اللہ نے 0-3 تک پہنچا دیا۔ مزید 2 منٹ کے فرق سے عبدالحمید نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا چوتھا گول اسکور کر دیا۔ ہاف ٹائم تک مجموعہ 0-4 تھا۔ دوسرے ہاف میں میچ کا 45 واں منٹ تھا جب عبدالوحید نے گیند کو گول پوسٹ کے اندر بھیج کر پاکستان کی طرف سے پانچواں گول داغ دیا۔ 10 منٹ بعد عبدالحمید نے اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے اسکور 0-6 کر دیا۔ میچ کے 60 ویں منٹ میں پاکستان کا ساتواں گول نصیر بُندہ کی کاوش سے سامنے آیا۔ میچ ختم ہونے میں صرف ایک منٹ باقی تھا جب عبدالوحید نے پاکستان کی طرف سے آٹھویں بار گیند کو گول کی راہ دکھا کر پولش شکست کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ دو میچوں میں مسلسل دو فتوحات کے ساتھ پاکستان نے کوارٹر فائنل تک رسائی بھی حاصل کر لی۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ جاپان

یکم ستمبر 1960ء کو اولمپک ویلوڈروم کے وینیو پر پاکستان نے اپنے آخری گروپ میچ میں جاپان کے خلاف مار دھاڑ کا آغاز وہیں سے کیا جہاں تین روز قبل پولینڈ کے خلاف اسٹاڈیوڈی مارمی میں اختتام ہوا تھا۔ جاپان کی تباہی کی داستان پولینڈ سے بھی زیادہ بھیانک رہی جس کے دفاع کا پاکستان نے 10 گول کر کے بھرکس نکال دیا۔ میچ کا پہلا گول اگرچہ قدرے تاخیر سے 21 ویں منٹ میں عبدالوحید کی جانب سے سامنے آیا لیکن اس کے بعد گولز کا اِک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 24 ویں منٹ میں عبدالحمید نے پاکستان کا دوسرا جبکہ 30 ویں منٹ میں عبدالوحید نے اپنا دوسرا اور پاکستان کا تیسرا گول اسکور کر دیا۔ پہلے ہاف کے خاتمے سے دو منٹ قبل نصیر بُندہ کے گول کی بدولت پاکستان نے ہاف ٹائم تک 0-4 کی برتری حاصل کر لی۔ دوسرے ہاف میں بھی پاکستانی گولز کا سلسلہ وہیں سے شروع ہوا جہاں پہلے ہاف میں رکا تھا۔ 37 ویں منٹ میں عبدالحمید نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں جبکہ 45 ویں منٹ میں نصیر بُندہ نے بھی اپنا دوسرا اور ٹیم کا چھٹا گول اسکور کر دیا۔ 50 ویں منٹ میں عبدالحمید نے اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے پاکستان کا ساتواں گول اسکور کر دیا اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اگلے ہی منٹ میں اپنا چوتھا گول اسکور کر کے مجموعہ 0-8 تک پہنچا دیا۔ میچ کے 59 ویں منٹ میں انور احمد خان نے پاکستان کا نواں گول بھی اسکور کر دیا۔

مزید ایک منٹ بعد نصیر بندہ نے اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے پاکستان کا اسکور دوہرے ہندسے تک پہنچا دیا۔ جاپان کی پوری ٹیم اس میچ میں بے بس نظر آئی اور کوئی گول کرنے میں بھی کامیاب نہ ہوسکی۔ اس میچ میں فتح کے ساتھ ہی پاکستان نے گروپ B کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے کوارٹر فائنل میں قدم رکھا۔ آسٹریلیا گروپ B سے کوارٹر فائنل میں پہنچنے والی دوسری ٹیم تھی۔

تیسرا کوارٹر فائنل۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

5 ستمبر کو روم اولمپکس کے ہاکی ایونٹ کے تیسرے کوارٹر فائنل میں اولمپک ویلوڈ روم پر پاکستان اور مغربی جرمنی کی ٹیمیں مدمقابل آئیں تو قدرے سخت مقابلہ دیکھنے کو ملا۔ اس میچ میں پاکستان کے ہیرو نصیر بُندہ رہے جنھوں نے 22ویں منٹ میں میچ کا پہلا گول اسکور کر کے ٹیم کو برتری دلائی جو ہاف ٹائم تک برقرار رہی۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 52ویں منٹ میں ورنر ڈیلمس نے گول کر کے مقابلہ 1-1 گول سے برابر کر دیا۔ یہ اس ایونٹ میں پاکستان کے خلاف اسکور ہونے والا واحد گول تھا۔ میچ کے 62ویں منٹ میں نصیر بُندہ نے ایک مرتبہ پھر گیند کو گول پوسٹ کی راہ دکھا کر اپنا اور پاکستان کا دوسرا گول اسکور کر دیا۔ 2-1 کی یہ برتری فل ٹائم تک برقرار رہی جو پاکستان کو سیمی فائنل تک پہنچانے کے لیے کافی تھی۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ اسپین

7 ستمبر کو اولمپک ویلوڈروم کے مقام پر ہاکی ایونٹ کے سیمی فائنل مرحلے میں پاکستان کا مقابلہ اسپین سے ہوا جہاں فتح 0-1 سے پاکستان کا مقدر بنی۔ میچ کا واحد گول پاکستان کی طرف سے 12ویں منٹ میں منظور عاطف نے اسکور کیا جس کے بعد دونوں طرف سے کوئی کھلاڑی مزید گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ 0-1 کی فتح کے ساتھ پاکستان نے روم اولمپکس کے فائنل تک رسائی حاصل کر لی۔ جہاں اب اس کا مقابلہ بھارت اور برطانیہ کے سیمی فائنل میچ کی فاتح ٹیم بھارت سے ہونا تھا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

9 ستمبر 1960ء کو اٹلی کے شہر روم میں منعقدہ اولمپک مقابلوں کے ہاکی ایونٹ میں اولمپک ویلوڈروم پر گولڈ میڈل کے حصول کا فائنل مقابلہ روایتی حریفوں پاکستان اور بھارت کے درمیان سجا تو اولمپک مقابلوں میں اپنی شرکت کے آغاز سے لے کر اس وقت تک 30 میچوں میں مسلسل ناقابلِ تسخیر رہنے والی چھ بار کی اولمپک چیمپئن بھارت کو پاکستان پر نفسیاتی برتری حاصل تھی۔ لیکن گزشتہ اولمپکس کے فائنل میں بھارت سے شکست کھانے والی ٹیم پاکستان کے حوصلے بھی کسی صورت کمتر نہ تھے جو اس بار سابقہ شکست کا حساب بے باق کرنے کے موڈ میں تھے اور اس بات کا ثبوت نصیر بُندہ نے میچ کے چھٹے ہی منٹ میں گول اسکور کر کے دے دیا۔ بعد میں 0-1 کی یہی برتری دونوں ٹیموں کے مابین فیصلہ کن فرق ثابت ہوئی جس کی بناء پر پاکستان نے نہ صرف میلبورن اولمپکس کے فائنل کی شکست کا بدلہ لے لیا بلکہ بھارتی ہاکی کے اولمپک مقابلوں میں فتوحات کے سلسلے کو بریک لگاتے ہوئے پہلی مرتبہ اولمپک کھیلوں کی تاریخ میں گولڈ میڈل جیتنے کا اعزاز بھی حاصل کر لیا۔

میکسیکو اولمپکس 1968ء۔ میکسیکو

1968ء میں میکسیکو سٹی میں منعقدہ XIX اولمپک کھیلوں میں پاکستان نے ہاکی ایونٹ میں دوسری بار سونے کا تمغہ اپنے نام کیا۔ 13 سے 26 اکتوبر تک جاری رہنے والے اس ایونٹ میں کل سولہ ممالک کی ٹیموں نے شرکت کی۔ بھارت، مغربی جرمنی، نیوزی لینڈ، بیلجیم، اسپین، مشرقی جرمنی، جاپان اور میزبان میکسیکو کو گروپ A جبکہ پاکستان، آسٹریلیا، کینیا، نیدر لینڈز، برطانیہ، فرانس، ارجنٹینا اور ملائیشیا کو گروپ B میں جگہ ملی۔ پاکستان نے اس پورے ایونٹ میں ناقابلِ شکست رہتے ہوئے سیمی فائنل میں مغربی جرمنی اور فائنل میں آسٹریلیا کو شکست دی۔ دفاعی چیمپئن بھارت اپنی شرکت کے آغاز کے بعد پہلی مرتبہ ہاکی ایونٹ کے فائنل تک نہ پہنچ سکا اور آسٹریلیا سے سیمی فائنل میں شکست کھا گیا۔ عبدالرشید جونیئر، برائن گلین کراس اور پرتھیپال سنگھ 7،7 گولز کے ساتھ مشترکہ طور پر ایونٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

طارق عزیز (کپتان)، اسد ملک (نائب کپتان)، ذاکر حسین (گول کیپر)، قاضی صلاح الدین (گول کیپر)، تنویر ڈار، ریاض الدین، سعید انور، ریاض احمد، گلریز اختر، فضل الرحمٰن، انور شاہ، خالد محمود، اشفاق احمد، عبدالرشید جونیئر، جہانگیر بٹ، فاروق خان، لئیق احمد، طارق نیازی، منظور حسین عاطف (منیجر)، شاہ جہان (اسسٹنٹ منیجر)۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ نیدر لینڈز

13 اکتوبر 1968ء کو گروپ B کے تیسرے میچ میں پاکستانی دستے نے میکسیکو اولمپکس کے ہاکی ایونٹ میں نیدر لینڈز کی ٹیم کے خلاف آدھا درجن گولز کے ساتھ اپنی ناقابلِ شکست مہم کا آغاز کیا۔ میچ کا پہلا گول چھٹے منٹ میں تنویر ڈار نے اسکور کیا۔ 13 ویں منٹ میں اسد ملک نے گول کر کے پاکستان کی برتری 0-2 کر دی جسے مزید دو منٹ کے وقفے سے اشفاق احمد نے 0-3 تک پہنچا دیا۔ پہلے ہاف میں 0-3 کی برتری رکھنے والی پاکستانی ٹیم نے دوسرے ہاف میں بھی ایسا ہی کھیل پیش کیا۔ 50 ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے اپنا پہلا اور ٹیم کا چوتھا جبکہ 58 ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے ہی اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں گول اسکور کر دیا۔ میچ کے چھٹے منٹ میں ٹیم کا پہلا گول اسکور کرنے والے تنویر ڈار نے میچ کے اختتام سے چھ منٹ قبل ٹیم کا چھٹا اور آخری گول کر کے ولندیزی تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ نیدر لینڈز کی طرف سے کوئی کھلاڑی بھی گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ فرانس

14 اکتوبر کو گروپ B کے پانچویں اور اپنے اپنے دوسرے میچ میں پاکستان اور فرانس کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں تو فتح یہاں بھی 0-1 سے پاکستان کا مقدر ٹھہری۔ پہلے ہاف کے اختتام پر مقابلہ بغیر کسی گول کے برابر تھا، لیکن دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کے 52 ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے میچ کا

اکلوتا گول کر کے اپنی ٹیم کو فرانس پر برتری دلوائی جو مقررہ وقت کے خاتمے تک برقرار رہی۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

16 اکتوبر کو گروپ B میں پاکستان کا تیسرا معرکہ آسٹریلیا کے خلاف تھا جہاں ایک زبردست مقابلے کے بعد کامیابی پاکستان کے حصے میں آئی۔ پاکستان ایک وقت میں اس میچ کے دوران خسارے میں بھی چلا گیا لیکن کپتان طارق عزیز کے شاندار کھیل نے بالآخر اپنی ٹیم کو فتح سے ہمکنار کروا دیا۔ پاکستان کو میچ کے دوسرے منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے گول کر کے سبقت دلوائی جسے 23 ویں منٹ میں برائن گلبین کراس نے برابر کر دیا۔ ہاف ٹائم سے دو منٹ قبل رونالڈ ریلے نے آسٹریلیا کی طرف سے دوسرا گول اسکور کر کے پاکستان کو ہاف ٹائم تک ایک گول کے خسارے میں دھکیل دیا۔ایک گول کے خسارے سے دوسرا ہاف شروع کرنے والی پاکستانی ٹیم کے کپتان طارق عزیز نے 40 ویں منٹ میں گیند کو گول پوسٹ کی راہ دِکھا کر مجموعہ 2-2 سے برابر کیا۔ 54 ویں منٹ میں طارق عزیز نے ایک مرتبہ پھر آسٹریلوی گول پوسٹ پر حملہ کرتے ہوئے فیصلہ کن گول بھی اسکور کر دیا۔ مقررہ وقت کے اختتام پر 2-3 سے فتح کے ساتھ پاکستان کی اپنے گروپ سے ٹاپ ٹیم کے طور پر سیمی فائنل تک رسائی کے امکانات روشن ہو چکے تھے۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ ارجنٹائن

17 اکتوبر کو اپنے چوتھے گروپ میچ میں پاکستان نے ارجنٹینا کو صفر کے مقابلے میں پانچ گولز سے زیر کرتے ہوئے سیمی فائنل کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔تنویر ڈار نے تیسرے منٹ میں پہلا گول اسکور کر کے ٹیم کو برتری دلوائی جسے 12 ویں منٹ میں اسد ملک نے گول کر کے دوگنا کر دیا۔ 15 ویں اور 29 ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر نے دو مرتبہ گیند کو گول پوسٹ کی راہ دِکھا کر ہاف ٹائم تک اسکور 0-4 کر دیا۔ دوسرے ہاف میں تنویر ڈار نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں گول 52 ویں منٹ میں اسکور کیا جو مذکورہ ہاف میں اسکور ہونے والا واحد گول تھا۔ارجنٹینا کی طرف سے کوئی کھلاڑی بھی گول نہ کر سکا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ برطانیہ

19 اکتوبر کو اپنے پانچویں گروپ میچ میں پاکستان کا مقابلہ برطانیہ سے تھا۔ یہاں بھی 1-2 سے کامیابی پاکستان کے کھاتے میں درج ہوئی۔ میچ کا پہلا گول 10 ویں منٹ میں تنویر ڈار نے اسکور کیا جو پہلے ہاف کا اکلوتا گول ثابت ہوا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 53 ویں منٹ میں اشفاق احمد نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول اسکور کر دیا۔ 60 ویں منٹ میں برطانیہ کے جان نیل نے گول کر کے خسارہ کم کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوشش ان کی ٹیم کے لیے ناکافی ثابت ہوئی۔ 1-2 سے فتح کے ساتھ پاکستان کی سیمی فائنل میں نشست بھی پکی ہو گئی۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ ملائیشیا

20 اکتوبر کو ایونٹ کے اپنے چھٹے میچ میں پاکستان نے ملائیشیا کو 0-4 سے زیر کیا۔میچ کا پہلا

گول 9ویں منٹ میں اسد ملک نے اسکور کیا جو اس ہاف کے دوران سامنے آنے والا واحد گول رہا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 46ویں منٹ میں گلریز اختر نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول اسکور کیا۔ 52ویں منٹ میں طارق نیازی نے پاکستان کے کھاتے میں تیسرا گول رجسٹرڈ کروایا جس میں مزید اضافہ میچ کے اختتام سے ایک منٹ قبل اسد ملک نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا چوتھا گول اسکور کر کے کیا۔ ملائیشیا کی ٹیم کا کوئی کھلاڑی بھی گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ کینیا

21 اکتوبر کو افریقی حریفوں کے خلاف اپنا آخری گروپ مقابلہ پاکستان کے لیے تو خاطر خواہ اہمیت کا حامل نہیں تھا مگر کینیا اور اسی روز نیدرلینڈز کے خلاف میدان میں اترنے والی ٹیم آسٹریلیا کے لیے اس مقابلے کے نتائج بہت زیادہ اہم تھے۔ کینیا کی اس میچ میں فتح یا ڈرا کی صورت میں کینیا کی ٹیم پاکستان کے ساتھ گروپ B سے سیمی فائنل میں پہنچنے والی دوسری ٹیم بن جاتی۔ لیکن اگر کینیا یہ میچ ہار جاتا اور دوسری طرف آسٹریلیا اپنا میچ جیت جاتا تو سات میچوں میں نو، نو پوائنٹس کے ساتھ دونوں ٹیموں کو سیمی فائنل تک رسائی کے لیے پلے آف میچ کھیلنا پڑتا۔ کینیا کی یہ بدقسمتی رہی کہ ایک طرف یہاں انہیں پاکستان کے خلاف ایک کے مقابلے میں دو گولز سے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو دوسری طرف آسٹریلیا نے بھی نیدرلینڈز کو 0-2 سے ہرا کر پوائنٹس ٹیبل پر کینیا کی برابری کر لی۔ اس میچ میں پاکستان کی طرف سے 9ویں منٹ میں تنویر ڈار جبکہ 21ویں منٹ میں طارق نیازی نے گول کر کے ٹیم کو 0-2 سے برتری دلوائی جسے میچ کے اختتام سے ایک منٹ قبل کینیا کے دویندر دیگن نے گول کر کے 1-2 تو کر دیا لیکن تب تک کینیا کے لیے بہت دیر ہو چکی تھی جنہیں اگلے روز پلے آف میں آسٹریلیا کے خلاف بھی 3-2 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو گروپ B سے پاکستان کی ناقابل شکست ٹیم 7 میچوں میں 14 پوائنٹس کے ساتھ پہلے اور آسٹریلیا پلے آف سمیت 8 میچوں میں 11 پوائنٹس کے ساتھ دوسرے نمبر پر سیمی فائنل میں قدم رکھنے والی ٹیمیں بنیں، جن کا آگے جا کر آپس میں ہی فائنل کے لیے بھی جوڑ پڑا۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

24 اکتوبر 1968ء کو میکسیکو اولمپکس کے ہاکی ایونٹ کے سیمی فائنل مقابلے میں پاکستان اور مغربی جرمنی کی ٹیموں کے مابین معرکہ آرائی کا آغاز ہوا جہاں مقررہ ستر منٹ کے اختتام تک کوئی ٹیم گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ پاکستانی ٹیم کی جانب سے میچ میں گیارہ پنالٹی کارنرز کے ساتھ ساتھ سعید انور کے ہاتھوں ایک پنالٹی اسٹروک بھی ضائع ہوا۔ مقررہ وقت کے اختتام کے بعد ایکسٹرا ٹائم میں بھی نتیجہ سامنے نہ آنے پر مقابلہ سڈن ڈیتھ مرحلے میں چلا گیا جہاں بالآخر رائٹ آؤٹ خالد محمود نے جرمن ہاف کے دائیں جانب سے دھاوا بولتے ہوئے تین دفاعی کھلاڑیوں کو چکما دے کر گیند کو گول اور پاکستان کو فائنل میں پہنچا دیا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

26اکتوبر 1968ء کو میونسپل اسٹیڈیم میں میکسیکو اولمپکس کے ہاکی ایونٹ کے فائنل کے لیے گزشتہ اولمپکس کی سلور اور برانز میڈلسٹ، پاکستان اور آسٹریلیا کی ٹیموں کے مابین مقابلے کا طبلِ جنگ بجا تو یہ 1928ء میں ہندوستان کی اولمپک مقابلوں کے ہاکی ایونٹ میں اولین شرکت کے بعد پہلا موقع تھا جب بھارتی ٹیم فائنل میں موجود نہیں تھی۔ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان یہ فائنل ایک بہترین مقابلہ ثابت ہوا۔ پاکستان نے میچ کے 15ویں منٹ میں عبدالرشید جونیئر کے گول کی بدولت برتری حاصل کی جو ہاف ٹائم تک برقرار رہی۔ دوسرے ہاف میں میچ کا 46واں منٹ تھا جب برائن گلین کراس کا گول آسٹریلیا کو میچ میں واپس لے آیا۔ 1-1 کی یہ برابری دس منٹ تک قائم رہی لیکن 56ویں منٹ میں اسد ملک نے گول کر کے ایک بار پھر پاکستان کو ایک کے مقابلے میں دو گولز کی برتری دلا دی جو کھیل کے اختتام تک برقرار رہی۔ پاکستان نے اولمپک کھیلوں کی تاریخ کا دوسرا گولڈ میڈل اپنے نام کیا تو اس بار بھی وکٹری اسٹینڈ پر ہاکی ٹیم ہی براجمان تھی۔

لاس اینجلس اولمپکس 1984۔ کیلیفورنیا، امریکا

امریکی ریاست کیلیفورنیا کے شہر لاس اینجلس میں 1984ء میں کھیلی گئی XXIII اولمپک گیمز کے ہاکی ایونٹ میں کل 12 ٹیموں نے حصہ لیا جنہیں دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ 29 جولائی سے 11 اگست تک جاری رہنے والے ان مقابلوں کے ہاکی ایونٹ میں پاکستان نے تیسری بار اولمپک گولڈ میڈل اپنے نام کیا۔ گروپ A میں آسٹریلیا، مغربی جرمنی، بھارت، اسپین، ملائیشیا اور امریکہ جبکہ گروپ B میں برطانیہ، پاکستان، نیدرلینڈز، نیوزی لینڈ، کینیا اور کینیڈا کی ٹیموں کو رکھا گیا۔ پاکستان نے سیمی فائنل میں آسٹریلیا کو شکست دی۔ دوسری طرف سے جرمنی، برطانیہ کو ہرا کر فائنل میں پہنچا جہاں فتح پاکستان کے حصے میں آئی۔ حسن سردار اس ایونٹ میں 10 گولز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے۔ لاس اینجلس اولمپکس کے حوالے سے ایک دلچسپ اتفاق یہ بھی ہے کہ اس سے قبل 1932ء میں جب یہ شہر دسویں اولمپک کھیلوں کا میزبان بنا تب بھی ہاکی ایونٹ کی گولڈ میڈلسٹ ٹیم کا وکٹری اسٹینڈ پر موجود کپتان ایک ''پاکستانی'' تھا۔ یہ لائل پور (فیصل آباد) میں پیدا ہونے والے لعل شاہ بخاری تھے جو باون سال قبل ان مقابلوں میں برٹش انڈین ہاکی ٹیم کے کپتان اور دستے کے علم بردار تھے اور آزادی کے بعد بطور پاکستانی سفارت کار اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

منظور حسین جونیئر (کپتان)، حنیف خان (نائب کپتان)، غلام معین الدین (گول کیپر)، شاہد علی خان (گول کیپر)، مشتاق احمد، اشتیاق احمد، نعیم اختر، ناصر علی، توقیر ڈار، خالد حمید، کلیم اللہ، ایاز محمود، عبدالرشید الحسن، حسن سردار، قاسم ضیاء، سلیم شیروانی، منظور حسین عاطف (منیجر)، ذکاء الدین (کوچ)۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ

30 جولائی 1984ء کو لاس اینجلس میں منعقدہ 23ویں اولمپک مقابلوں کے ہاکی ایونٹ میں

پاکستان کی ٹیم گروپ B میں اپنا پہلا میچ کھیلنے کے لیے نیوزی لینڈ کے مدِ مقابل آئی۔ یہ میچ حسن سردار بمقابلہ پیٹر ڈاجی ثابت ہوا جنہوں نے دونوں اطراف سے ہیٹ ٹرکس اسکور کر کے مقابلہ 3۔3 سے برابری پر ختم کیا۔ میچ کا پہلا گول پانچویں منٹ میں پیٹر ڈاجی نے اسکور کیا جسے 14ویں منٹ میں پاکستان کی طرف سے حسن سردار نے برابر کر دیا۔ ہاف ٹائم تک مقابلہ 1۔1 سے برابر رہنے کے بعد دوسرے ہاف کے 45ویں منٹ میں حسن سردار نے اپنا اور پاکستان کا دوسرا گول اسکور کر کے ٹیم کو برتری دلا دی۔ مزید پانچ منٹ گزرے تو حسن سردار نے گیند کو تیسری بار گول پوسٹ کے اندر پھینک کر اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے مجموعہ 1۔3 تک پہنچا دیا۔ کھیل کے اختتام سے تین منٹ قبل تک پاکستان کی میچ پر گرفت مضبوط نظر آ رہی تھی مگر پیٹر ڈاجی کسی اور ہی موڈ میں تھے جنہوں نے 68ویں منٹ میں دوسرا اور اختتامی لمحات میں تیسرا گول اسکور کر کے نہ صرف اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کر لی بلکہ ایک ہارے ہوئے مقابلے کو برابری پر لا کر ختم کر دیا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ کینیا

یکم اگست 1984ء کو گروپ B کے پانچویں اور اپنے دوسرے میچ میں پاکستان نے کینیا کو 0۔3 سے شکست دے کر ایونٹ میں پہلی فتح کا مزہ چکھا۔ پہلے ہاف کے 15ویں منٹ میں حنیف خان نے پاکستان کی طرف سے پہلا گول اسکور کیا۔ 30ویں منٹ میں کپتان منظور جونیئر نے گول کر کے پاکستان کی برتری 0-2 کر دی۔ مزید دو منٹ کے وقفے سے حسن سردار نے گیند کو پوسٹ پار کروا کر مجموعہ 0-3 تک پہنچا دیا۔ دوسرے ہاف میں دونوں ٹیمیں کوئی گول کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ لہٰذا فل ٹائم تک صفر کے مقابلے میں تین گول کی برتری پاکستان کو دو پوائنٹس سے نوازنے کے لیے کافی تھی۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ نیدرلینڈز

3 اگست کو گروپ بی کے نویں میچ میں ایشین چیمپئن پاکستان اور یورپین چیمپئن نیدرلینڈز پنجہ آزمائی کے لیے اتریں تو ایک شاندار مقابلہ دیکھنے کو ملا۔ میچ کا پہلا گول نیدرلینڈز کی جانب سے 17ویں منٹ میں ٹائز کرویزے نے پنالٹی اسٹروک پر کیا۔ 29ویں منٹ میں وانٹ ہیک نے گیند کو گول کے اندر پہنچا کر پاکستان کو صفر کے مقابلے میں دو گولز کے خسارے تک پہنچا دیا۔ پہلے ہاف کے اختتامی لمحات میں پاکستان کی طرف سے خالد حمید نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے یہ خسارہ آدھا کر دیا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 47ویں منٹ میں حسن سردار نے پاکستان کی طرف سے دوسرا گول کر کے میچ برابر کر دیا۔ 60ویں منٹ میں جان کرویزے نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے ایک بار پھر اورنج شرٹس کو برتری دلا دی لیکن تین منٹ بعد ہی پاکستانی کپتان منظور جونیئر نے ولندیزی پوسٹ پر حملہ کرتے ہوئے مقابلہ دوبارہ برابر کر دیا۔ فل ٹائم تک 3۔3 کا مجموعہ دونوں ٹیموں کو ایک ،ایک پوائنٹ کا حقدار بنا چکا تھا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ کینیڈا

پاکستان کو اگر ایونٹ میں اپنی بقاء قائم رکھنی تھی تو 5 اگست کو کینیڈا کے خلاف اس مقابلے میں

بڑے مارجن سے فتح ناگزیر تھی اور میچ کے اختتام پر 1-7 کا مجموعہ اس بات کا غماز تھا کہ پاکستانی ٹیم نے موقع سے فائدہ اٹھانے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ کھیل کے ابتدائی سیکنڈز میں ہی حسن سردار نے گیند کو گول کے اندر پہنچاتے ہوئے پاکستانی ٹیم کا کھاتہ کھول کر اپنے ارادے ظاہر کر دیئے۔ 13ویں اور 14ویں منٹ میں کپتان منظور جونیئر نے مسلسل دو گول اسکور کر کے پاکستان کی برتری 0-3 کر دی۔ 22ویں منٹ میں حنیف خان نے پاکستان کی طرف سے چوتھا گول بھی اسکور کر دیا۔ میچ کے پہلے منٹ میں گول کرنے والے حسن سردار نے ہاف ٹائم سے ایک منٹ قبل اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں گول کر کے ہاف ٹائم کا اسکور 0-5 تک پہنچا دیا۔ دوسرے ہاف میں مار دھاڑ پہلے ہاف کی نسبت کچھ کم رہی۔ میچ کے 46ویں منٹ میں ساندھو نیکی نے پنالٹی اسٹروک پر کینیڈا کی طرف سے واحد گول اسکور کیا لیکن ان کی یہ کوشش آٹے میں نمک کے برابر ثابت ہوئی کیونکہ اگلے پانچ منٹ کے اندر پہلے 48ویں منٹ میں حسن سردار نے اور پھر 50ویں منٹ میں منظور جونیئر نے اپنی اپنی ہیٹ ٹرکس مکمل کرتے ہوئے مجموعی اسکور 1-7 تک پہنچا دیا جو حتمی ثابت ہوا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ برطانیہ

7اگست کو پاکستان اور برطانیہ کی ٹیمیں اپنا آخری گروپ میچ کھیلنے کے لیے میدان میں اتریں۔ اس سے قبل اپنے تمام گروپ میچز جیت کر آنے والی برطانوی ٹیم کو اس میچ کے کسی بھی نتیجے سے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا کیونکہ ان کی گروپ B سے سیمی فائنل کی نشست پکی ہو چکی تھی۔ لیکن پاکستان کے لیے اس میچ میں فتح شکست اور ڈرا تینوں نتائج اہمیت کے حامل تھے۔ فتح کی صورت میں پاکستان کی بھی سیمی فائنل تک رسائی یقینی ہو جاتی لیکن ڈرا یا شکست کے نتیجے میں پاکستان کو اسی دن گروپ مرحلے کے آخری میچ کا انتظار کرنا پڑتا جو نیدر لینڈز اور کینیا کے مابین شیڈول تھا جس سے پاکستان یا نیدر لینڈز میں سے کسی ایک سیمی فائنلسٹ کا تعین ہوتا۔ برطانیہ اور پاکستان کی ٹیموں کے درمیان یہ میچ مقررہ وقت کے اختتام تک بغیر کسی گول کے برابر رہا تو 9پوائنٹس کے ساتھ برطانیہ نے گروپ B کی ٹاپ ٹیم کے طور پر سیمی فائنل میں قدم رکھ لیا۔ لیکن اب دوسری ٹیم کا تعین نیدر لینڈز اور کینیا کے مابین میچ پر ہونا تھا جہاں اگر نیدر لینڈز شکست کھا جاتی یا میچ ڈرا ہو جاتا تو پاکستان سیمی فائنل میں پہنچ جاتا۔ نیدر لینڈز کی فتح کی صورت میں بھی اگر فتح کا مارجن پانچ گولز سے کم ہوتا تو پاکستان کی سیمی فائنل تک رسائی ممکن ہو جاتی۔ اس میچ کے پہلے ہاف میں کینیا کے بہترین دفاعی کھیل کی بدولت کوئی گول اسکور نہ ہو سکا۔ دوسرے ہاف میں نیدر لینڈز نے تین گولز کر کے فتح تو حاصل کر لی لیکن یہ فتح انہیں سیمی فائنل تک پہنچانے کے لیے ناکافی رہی۔ پاکستان نے 5 میچوں میں 2 فتوحات اور 3 ڈراز کے ساتھ 7 پوائنٹس لے کر بہتر گول ایوریج کے ساتھ گروپ B کی دوسری سیمی فائنلسٹ ٹیم بننے کا ٹکٹ حاصل کیا۔

پہلا سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

9اگست 1984ء کو لاس اینجلس اولمپکس کے پہلے سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ اب تک ایونٹ میں اپنے تمام میچز جیت کر آنے والی آسٹریلیا کی ٹیم سے ہوا جس کے خلاف خود پاکستان کو بھی گزشتہ چند ٹورنامنٹس میں متواتر شکستوں کا سامنا کرنا پڑ چکا تھا، لیکن یہاں شاہینوں نے کوکابوراز کی فتوحات کے

سلسلے کو نہ صرف بریک لگا دی بلکہ اس شکست کا اثر یہ ہوا کہ آسٹریلیا بعد میں برانز میڈل کا میچ بھی ہار کر مذکورہ ایونٹ سے خالی ہاتھ ہی لوٹ گیا۔ میچ کا واحد فیصلہ کن گول 22ویں منٹ میں ایونٹ کے ٹاپ اسکورر حسن سردار نے کیا جو چھٹی مرتبہ پاکستان کی اولمپک مقابلوں میں ہاکی ایونٹ کے فائنل تک رسائی کی ضمانت بنا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

11 اگست 1984ء کو اپنے 38ویں یومِ آزادی سے تین روز قبل 23ویں اولمپک مقابلوں کے ہاکی ایونٹ کے فائنل میں پاکستانی ٹیم لاس اینجلس کے وینگارٹ اسٹیڈیم میں اتری تو اس کے مدمقابل مغربی جرمنی کی ٹیم تھی جسے ڈیڑھ سال قبل بمبئی میں پانچویں ہاکی عالمی کپ کے فائنل میں پاکستان کے ہاتھوں ایک کے مقابلے میں تین گولز سے شکست کا سامنا کرنا پڑ چکا تھا۔ لیکن اولمپک مقابلوں میں بارہ سال قبل میونخ اولمپکس 1972ء میں جب آخری بار پاکستان نے ہاکی ایونٹ کا فائنل کھیلا تھا تو وہاں امپائروں کی کرم نوازیوں کی بدولت میزبانوں نے صفر کے مقابلے میں ایک گول سے فتح حاصل کر کے دفاعی چیمپئنز کے ارمان خاک میں ملائے تھے۔ اس میچ میں بھی دونوں ٹیموں کے درمیان ایک زوردار مقابلے کی توقع تھی جو درست ثابت ہوئی۔ پہلے ہاف میں دونوں ٹیموں نے ایک دوسرے کے خلاف روایتی گرما گرمی سے بھرپور کئی حملے کیے لیکن گول کرنے میں کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ میچ کا پہلا گول دوسرے ہاف میں کھیل کے 44ویں منٹ میں مغربی جرمنی کے کپتان مائیکل پیٹر کی جانب سے پنالٹی کارنر پر سامنے آیا جو پاکستان کو 1-0 کے خسارے میں دھکیل گیا۔ اس موقع پر حسن سردار پاکستان کی طرف سے ہیرو ثابت ہوئے جنہوں نے چھ منٹ بعد ہی نعیم اختر کی کاوش سے حاصل ہونے والے پاکستانی ٹیم کے چھٹے پنالٹی کارنر پر ٹورنامنٹ میں اپنا دسواں گول اسکور کر کے میچ 1-1 سے برابر کر دیا۔ اس کے بعد فُل ٹائم تک دونوں ٹیمیں مزید کوئی گول کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں جس کے نتیجے میں میچ ایکسٹرا ٹائم پر چلا گیا۔ ایکسٹرا ٹائم کے پہلے پیریڈ کے دوران مجموعی طور پر 82ویں منٹ میں پاکستان کو میچ کا دسواں پنالٹی کارنر ملا جس کے پھینکے جانے کے بعد ری باؤنڈ پر کلیم اللہ نے فیصلہ کن گول اسکور کرتے ہوئے گولڈ میڈل پہ پاکستان کے نام کی مہر ثبت کر کے قوم کو جشنِ آزادی کا تحفہ دے دیا۔ یہ تادمِ تحریر پاکستان کی آخری اولمپک گولڈ میڈل فتح ہی نہیں بلکہ فائنل تک آخری رسائی بھی تھی۔

ھاکی چیمپئنز ٹرافی

ہاکی ورلڈ کپ کی طرح ہاکی چیمپئنز ٹرافی بھی پاکستان کے ایئر مارشل نور خان کی تجویز تھی جسے پاکستان ہاکی فیڈریشن نے 1978ء میں عملی جامہ پہنایا۔ یہ ٹورنامنٹ دنیا کی ٹاپ رینک ٹیموں کے مابین راؤنڈ رابن فارمیٹ کی بنیاد پر شروع کیا گیا۔ ابتداء میں پوائنٹس ٹیبل پر سرفہرست ٹیم کو ٹورنامنٹ کا فاتح قرار دیا جاتا رہا۔ 1992ء کے ایڈیشن سے اس میں پلے آف مرحلے کو بھی شامل کر لیا گیا۔ 1978ء سے 1982ء تک ایونٹ کے پہلے تین ایڈیشن ہر دو سال کے بعد پاکستان میں کھیلے گئے۔ 1983ء سے 2012ء تک یہ مقابلے سالانہ بنیادوں پر منعقد ہوتے رہے۔ 2012ء کے بعد دوبارہ ان مقابلوں کو دو سال

کا وقفہ دے دیا گیا۔ 2018ء کو چیمپئنز ٹرافی کا آخری ایڈیشن قرار دے کر اس کی جگہ ہاکی پرو لیگ کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ 1978ء سے 2018ء تک کل 37 ایڈیشنز میں سے سب سے زیادہ گیارہ موقعوں کی میزبانی پاکستان کے حصے میں آئی جبکہ سب سے زیادہ پندرہ ٹائٹلز آسٹریلیا کے نام رہے۔ پاکستان نے 1978ء اور 1980ء میں ایونٹ کے پہلے دو ایڈیشنز جیتنے کے بعد 1994ء میں تیسری اور آخری بار فاتح کی حیثیت سے وکٹری اسٹینڈ پر قدم رکھا۔

پہلی ہاکی چیمپئنز ٹرافی 1978ء۔ لاہور، پاکستان

17 سے 24 نومبر 1978ء تک لاہور کے نیشنل ہاکی اسٹیڈیم میں افتتاحی ہاکی چیمپئنز ٹرافی ٹورنامنٹ کھیلا گیا جس میں کل پانچ ٹیموں نے شرکت کی۔ راؤنڈ رابن مقابلوں میں تمام ٹیموں کے ایک دوسرے کے خلاف میچوں کے بعد ٹاپ ٹیبل ٹیم کو فاتح قرار دیا گیا جہاں میزبان پاکستان نے تمام میچز میں ناقابلِ شکست رہتے ہوئے قبضہ جمایا۔ آسٹریلیا دوسری، برطانیہ تیسری، نیوزی لینڈ چوتھی جبکہ اسپین کی ٹیم پانچویں پوزیشن پر رہی۔ حنیف خان 5 گولز کے ساتھ ایونٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

اصلاح الدین (کپتان)، سعید احمد، منیر بھٹی، احسان اللہ، منظور الحسن، منظور حسین، حنیف خان، سمیع اللہ، سعید خان، نسیم مرزا، ضیاء قمر، اختر رسول، محمد شفیق، شہناز شیخ، سلیم شیروانی (گول کیپر)، منور الزماں۔

پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ

17 نومبر 1978ء کو دنیائے ہاکی کے سب سے زیادہ گنجائش والے نیشنل ہاکی اسٹیڈیم لاہور میں عالمی ہاکی چیمپئنز ٹرافی کے افتتاحی میچ میں میزبان پاکستان اور نیوزی لینڈ کی ٹیمیں مدمقابل آئیں۔ پاکستان نے اس میچ میں کیویز کو بآسانی 2-6 سے پچھاڑ کر ایونٹ کی تاریخ میں پہلی فتح درج کروائی۔ پاکستان کے شہناز شیخ ٹورنامنٹ کی تاریخ کا پہلا گول اسکور کرنے والے کھلاڑی بنے۔ پہلے ہاف میں 0-2 کی برتری کے ساتھ پاکستان نے فل ٹائم پر 2-6 سے فتح اپنے نام کی۔

پاکستان بمقابلہ اسپین

20 نومبر کو ایونٹ کے چوتھے اور اپنے دوسرے معرکے میں پاکستان نے ہسپانوی حریفوں کے خلاف کمر کسی تو یہاں بھی فتح میزبانوں کا مقدر بنی۔ پہلے ہاف میں پاکستان کو اسپین پر صفر کے مقابلے میں ایک گول کی برتری حاصل تھی۔ دوسرے ہاف میں پاکستانی ٹیم مزید دو گول کرنے میں کامیاب رہی جبکہ اسپین کی ٹیم جواب میں صرف ایک گول ہی کر سکی۔ مقررہ وقت کے اختتام پر مقابلہ 1-3 سے پاکستان کے نام رہا۔

پاکستان بمقابلہ برطانیہ

21 نومبر کو ٹورنامنٹ کے چھٹے اور اپنے تیسرے میچ میں پاکستان نے برطانیہ کو زیر کر کے مسلسل

تیسری فتح کو گلے لگایا۔ہاف ٹائم تک پاکستان برطانیہ پر 0-2 سے حاوی رہا۔ دوسرے ہاف میں پاکستان کی طرف سے مزید دو گولز اسکور کیے گئے اور ایک گول برطانیہ کے حصے میں آیا۔فل ٹائم تک 1-4 کا اسکور میزبانوں کو فتح سے ہمکنار کروا چکا تھا۔

پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

24 نومبر 1978ء کو افتتاحی عالمی ہاکی چیمپئنز ٹرافی کا آخری راؤنڈ رابن میچ درحقیقت فائنل مقابلہ ہی تھا جس کے نتیجے میں ٹاپ ٹیبل ٹیم کا فیصلہ ہونا تھا اور وہی ٹیم ٹورنامنٹ کی فاتح تسلیم ہوتی۔ پاکستان کے اس سے قبل ایونٹ کے تین میچز میں تین فتوحات کے ساتھ چھ پوائنٹس تھے جبکہ دوسری طرف آسٹریلیا تین میچز میں دو فتوحات اور ایک ڈرا کے ساتھ پانچ پوائنٹس حاصل کر کے آ رہا تھا لہٰذا جو ٹیم اس میچ میں کامیابی حاصل کرتی وہی ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کہلانے کی حقدار ہوتی۔ میچ بلا نتیجہ ہونے کی صورت میں دونوں ٹیموں کو ایک ایک پوائنٹ ملتا تو بھی چیمپئنز ٹرافی کی تاریخ کا پہلا سردار ہونے کا ہُما پاکستان کے سر پر ہی بیٹھتا۔ بہرحال اس میچ میں بھی پاکستانی ٹیم نے سخت مقابلے کے بعد 1-2 سے کامیابی حاصل کر کے اپنے حقیقی چیمپئن ہونے کا ثبوت دیا۔ ہاف ٹائم تک مقابلہ بغیر کسی گول کے برابر تھا لیکن دوسرے ہاف میں پاکستان نے آسٹریلیا کے ایک کے مقابلے میں دو گول اسکور کر کے عالمی کپ کے بعد چیمپئنز ٹرافی کی تاریخ کا بھی اولین فاتح ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا۔

دوسری ہاکی چیمپئنز ٹرافی 1980ء۔کراچی، پاکستان

3 سے 11 جنوری 1980ء تک ہاکی چیمپئنز ٹرافی کا دوسرا ایڈیشن بھی پاکستان میں کھیلا گیا لیکن اس بار میزبانی روشنیوں کے شہر کراچی کے حصے میں آئی جہاں سات ٹیموں کے گروپ میں دفاعی چیمپئن پاکستان ایک مرتبہ پھر ناقابل شکست رہتے ہوئے پوائنٹس ٹیبل پر پہلی پوزیشن پہ براجمان رہا اور چیمپئن قرار پایا۔ یہاں بھی راؤنڈ رابن مقابلوں میں تمام ٹیموں نے ایک دوسرے کے خلاف ایک ایک میچ کھیلا۔ میزبان فاتح ٹیم کے بعد مغربی جرمنی دوسرے، آسٹریلیا تیسرے، نیدرلینڈز چوتھے، بھارت پانچویں، اسپین چھٹے اور برطانیہ کی ٹیم ساتویں نمبر پر اپنی جگہ بنا سکی۔ ڈچ کھلاڑی پال لٹجنس 14 گولز کے ساتھ ایونٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

منور الزمان (کپتان)، سلیم احمد، محمد اصغر، منظور الحسن، رشید الحسن، منظور حسین، قیصر اقبال، حنیف خان، سمیع اللہ خان، کلیم اللہ خان، غلام معین الدین، جان محمد، ضیاء قمر، محمد رشید، اختر رسول۔

پاکستان بمقابلہ بھارت

3 جنوری 1980ء کو دوسری ہاکی چیمپئنز ٹرافی کے افتتاحی روز ہاکی کلب آف پاکستان کراچی میں روایتی حریفوں پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں ایونٹ کے پہلے میچ کے لیے صف آراء ہوئیں۔ پاکستان اس سے قبل 1978ء میں اولین ہاکی چیمپئنز ٹرافی ٹورنامنٹ میں اپنے تمام میچز جیتتے ہوئے پہلا چیمپئن بننے کا اعزاز

حاصل کر چکا تھا جبکہ بھارت کی چیمپئنز ٹرافی میں یہ پہلی شرکت تھی جو اس کے لیے ایک ڈراؤنا خواب ثابت ہوئی کیونکہ دفاعی چیمپئنز نے مہمانوں کا سواگت 1-7 سے شکست کے تحفے کے ساتھ کیا۔ بھارت کی طرف سے اگرچہ دیویندر سنگھ نے چھٹے منٹ میں پنالٹی کارنر پر گول کر کے اپنی ٹیم کو برتری دلوائی مگر مہمانوں کی یہ خوشی میچ میں پہلی اور آخری خوشی ثابت ہوئی جس کے بعد میزبانوں کی طرف سے خاطر مدارات کا سلسلہ ایک بار شروع ہوا تو پھر میچ کے اختتام تک جاری رہا۔ 13ویں منٹ میں پاکستان کی طرف سے میچ برابر کرنے کے بعد صفدر عباس نے 17ویں منٹ میں اپنی ٹیم کو ایک گول کی برتری بھی دلوادی جو پہلے ہاف کے اختتام تک برقرار رہی۔ دوسرے ہاف میں پاکستان نے بھارتی دفاع کا مکمل قلع قمع کرتے ہوئے مزید پانچ گول داغ دیئے جن میں سے آخری تین گول میچ کے اختتامی آٹھ منٹ میں اسکور ہوئے۔ حنیف خان اور صفدر عباس کی ہیٹ ٹرکس سمیت منظور الحسن کے پنالٹی کارنر پر گول کی بدولت پاکستان روایتی حریفوں کے خلاف سب سے بڑے مارجن کی فتح حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

پاکستان بمقابلہ اسپین

4جنوری کو پاکستان کی ٹیم ٹورنامنٹ میں اپنے دوسرے معرکے کے لیے اسپین کے خلاف نبرد آزما ہوئی اور 1-5 سے مقابلہ اپنے نام کرنے میں کامیاب رہی۔ پہلے ہاف کے چھٹے منٹ میں منظور جونیئر نے گول کر کے پاکستان کو 0-1 کی برتری دلوائی جسے 17ویں منٹ میں اختر رسول اور 25ویں منٹ میں سمیع اللہ کے گول نے ہاف ٹائم پر 0-3 تک پہنچا دیا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 56ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر پاکستان کی طرف سے چوتھا جبکہ 62ویں منٹ میں سمیع اللہ نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا پانچواں گول اسکور کر کے پاکستان کی فتح یقینی بنا دی۔ 67ویں منٹ میں خوان امات نے پنالٹی کارنر پر اسپین کی طرف سے پہلا گول اسکور کیا لیکن تب تک پانی سر سے گزر چکا تھا کیونکہ مقررہ وقت کے اختتام تک 1-5 کا مجموعہ ہسپانوی ٹیم کی شکست کی داستان سنا رہا تھا۔

پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

6جنوری کو ایونٹ کے نویں اور اپنے تیسرے میچ میں پاکستان کی ٹیم آسٹریلیا سے ٹکرائی تو شاہینوں نے کوکابوراز کے ساتھ بھی بھارت والا حشر کرتے ہوئے انہیں بھی تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا۔ میچ کے چھٹے منٹ میں سمیع اللہ نے پاکستان کی طرف سے پہلا گول اسکور کیا۔ مزید برآں 16ویں اور پھر 35ویں منٹ میں منور الزماں نے پنالٹی کارنرز کے ذریعے دو گول کر کے ہاف ٹائم پر اسکور 0-3 تک پہنچا دیا۔ دوسرے ہاف میں میچ کے 45ویں منٹ میں سمیع اللہ نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا چوتھا گول اسکور کر دیا۔ 47ویں منٹ میں والش ٹیری نے آسٹریلیا کی طرف سے میچ کا اکلوتا گول اسکور کیا۔ 61ویں منٹ میں سمیع اللہ کی ہیٹ ٹرک جبکہ 63ویں منٹ میں منظور الحسن کے پنالٹی کارنر اور 67ویں منٹ میں حنیف خان کے فیلڈ گول کی بدولت پاکستان نے میچ کے اختتام پر 1-7 کے مجموعے تک رسائی حاصل کر لی۔

پاکستان بمقابلہ مغربی جرمنی

8 جنوری کو ٹورنامنٹ کی دو ناقابلِ شکست ٹیمیں پاکستان اور مغربی جرمنی اپنے چوتھے معرکے کیلئے میدان میں اتریں تو دلچسپ مقابلے کے بعد فتح پاکستان کے حصے میں آئی۔ میچ کے 11 ویں منٹ میں بلوشر کے گول نے جرمنی کو برتری دلوائی جسے 27 ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر پہلا اور 29 ویں منٹ میں حنیف خان نے پنالٹی کارنر پر دوسرا گول کر کے پاکستان کی طرف منتقل کر دیا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 42 ویں منٹ میں کلیم اللہ نے پنالٹی اسٹروک پر اپنا دوسرا اور ٹیم کا تیسرا جبکہ 56 ویں منٹ میں منظور الحسن نے پاکستان کا چوتھا گول اسکور کیا۔ تین گولز کے خسارے میں جاتی جرمن ٹیم کی طرف سے 63 ویں اور 64 ویں منٹ میں سٹروڈٹر نے پہلے فیلڈ اور پھر پنالٹی کارنر پر اوپر تلے دو گولز داغ کر ہلچل ضرور مچا دی لیکن ان کی یہ کوشش اپنی ٹیم کو میچ میں 3-4 کی شکست سے بچانے کیلئے ناکافی ثابت ہوئی۔

پاکستان بمقابلہ برطانیہ

9 جنوری کو پاکستان نے تاج برطانیہ کو 1-6 کے بھاری مارجن سے بے دخل کرتے ہوئے چیمپئنز ٹرافی مقابلوں میں مسلسل نویں اور مذکورہ ایونٹ میں پانچویں کامیابی حاصل کی۔ ابتداء میں برطانیہ کی طرف سے 7 ویں منٹ میں کیٹرال نے پنالٹی کارنر پر گول کر کے اپنی ٹیم کو برتری دلائی جو صرف دو منٹ تک قائم رہ سکی جس کے بعد صفدر عباس، منظور جونیئر اور کلیم اللہ کے سامنے برطانوی دفاعی لائن ریت کی دیوار ثابت ہوئی جنہوں نے فل ٹائم تک 1-6 کی فتح کے ساتھ پاکستان کی ایونٹ میں پہلی پوزیشن یقینی بنا دی۔

پاکستان بمقابلہ نیدرلینڈز

11 جنوری 1980ء کو ہاکی کلب آف پاکستان کراچی کے میدان پر راؤنڈ رابن کے آخری میچ میں نیدرلینڈز کو ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد شکست دے کر پاکستان تمام میچوں میں فتوحات کے ساتھ اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ چیمپئنز ٹرافی کا فاتح بنا۔ پاکستان کی طرف سے حنیف خان نے 10 ویں منٹ میں گول اسکور کر کے ٹیم کو برتری دلوائی جسے 30 ویں منٹ میں پال لجنس نے پنالٹی کارنر پر برابر کر دیا۔ ہاف ٹائم تک 1-1 کی برابری کے بعد دوسرے ہاف میں میچ کے 40 ویں منٹ میں منظور الحسن نے پنالٹی کارنر پر ایک مرتبہ پھر پاکستان کو برتری دلوائی جسے ایک منٹ بعد ہی پال لجنس نے پنالٹی کارنر پر دوبارہ برابر کر دیا۔ میچ کے ختم ہونے میں صرف تین منٹ باقی تھے جب صفدر عباس نے پاکستان کی طرف سے تیسرا اور فیصلہ کُن گول اسکور کر کے فتح 2-3 سے گرین شرٹس کے نام کر دی۔ پاکستان 6 میچز میں 6 فتوحات کے ساتھ 12 پوائنٹس لے کر ٹیبل پر سرفہرست پوزیشن کے ساتھ ایونٹ کا فاتح قرار پایا۔ جرمنی کی ٹیم 6 میچز میں 9 پوائنٹس حاصل کر کے دوسرے نمبر پر رہی۔

سولہویں ہاکی چیمپئنز ٹرافی 1994ء۔ لاہور، پاکستان

17 سے 25 مارچ 1994ء تک سولہویں ہاکی چیمپئنز ٹرافی کی میزبانی زندہ دِلانِ لاہور کے حصے

میں آئی تو یہاں پر ہی اس ایونٹ کا افتتاحی ٹائٹل جیتنے والا میزبان ملک پاکستان ایک مرتبہ پھر کامیاب رہا۔ یہ پاکستان کی چیمپئنز ٹرافی میں آخری ٹائٹل فتح تھی۔ اس بار راؤنڈ میچز کے بعد پلے آف کا مرحلہ بھی کھیلا گیا جہاں پہلی پوزیشن کے لیے چھ میں سے پوائنٹس ٹیبل کی دو ٹاپ ٹیموں پاکستان اور جرمنی کے مابین ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد پاکستان سڈن ڈیتھ پر فاتح قرار پایا۔ اسپین کے خاویئر ارناؤ 9 گولز کے ساتھ ٹورنامنٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

شہباز احمد (کپتان) ،منصور احمد، احمد عالم، نوید عالم، عرفان محمود، طاہر زمان، کامران اشرف، شمیم پال، محمد عثمان، آصف باجوہ، رانا مجاہد، آصف احمد، محمد شہباز، خواجہ جنید، رحیم خان، محمد شفقت۔

پاکستان بمقابلہ برطانیہ

17 مارچ 1994ء کو نیشنل ہاکی اسٹیڈیم لاہور میں 16 ویں مینز ہاکی چیمپئنز ٹرافی کے افتتاحی روز پاکستان نے برطانیہ کے خلاف 1-4 کی فتح کے ساتھ اپنا رختِ سفر باندھا۔ پاکستان کی طرف سے کامران اشرف نے دوسرے ہی منٹ میں گول کر کے ٹیم کو برتری دلوائی جسے 21 ویں منٹ میں شہباز جونیئر نے دوگنا کر دیا۔ 25 ویں منٹ میں برطانیہ کی جانب سے رسل گارسیا نے گول کر کے خسارہ کم کیا۔ ہاف ٹائم تک پاکستان کو برطانیہ پر 1-2 سے برتری حاصل تھی۔ دوسرے ہاف میں میچ کے 58 ویں منٹ میں شہباز جونیئر نے اپنا دوسرا اور ٹیم کا تیسرا گول اسکور کیا جس کے بعد 67 ویں منٹ میں کامران اشرف نے بھی اپنا دوسرا گول کر کے مجموعہ 1-4 تک پہنچا دیا جو حتمی ثابت ہوا۔

پاکستان بمقابلہ اسپین

18 مارچ کو ایونٹ کے پانچویں اور اپنے دوسرے معرکے میں پاکستان اسپین کے خلاف 1-3 سے سرخرو رہا۔ میچ کے 12 ویں منٹ میں کامران اشرف نے گیند کو گول پوسٹ کی راہ دکھا کر پاکستان کو برتری دلوائی جو پہلے ہاف کے اختتام تک برقرار رہی۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 40 ویں منٹ میں گارسیا ماڈرینو نے اسپین کی طرف سے گول کر کے مقابلہ برابر کر دیا۔ 55 ویں منٹ میں طاہر زمان نے پاکستان کی طرف سے گول کر کے دوبارہ اپنی ٹیم کو برتری دِلا دی جسے میچ کے اختتام سے تین منٹ قبل شہباز جونیئر کے گول نے فیصلہ کن برتری میں بدل کر 1-3 سے فتح پاکستان کے نام کر دی۔

پاکستان بمقابلہ نیدر لینڈز

20 مارچ کو ٹورنامنٹ کے ساتویں مقابلے میں میزبانوں نے ڈچ مہمانوں کو زیر کر کے ایونٹ میں اپنی مسلسل تیسری فتح رجسٹرڈ کروائی۔ پاکستان کی طرف سے 17 ویں منٹ میں کامران اشرف نے مسلسل تیسری مرتبہ ٹیم کا کھاتہ کھولا جو ہاف ٹائم تک اسکور ہونے والا واحد گول ثابت ہوا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر میچ کا 60 واں منٹ تھا جب رانا مجاہد نے گیند کو گول میں پہنچا کر پاکستان کی برتری 0-2 کر دی

جسے میچ کے اختتام سے چار منٹ قبل بوولینڈر کے گول نے کم تو کر دیا لیکن ان کی یہ کوشش فتح 1-2 سے پاکستان کی جھولی میں جانے سے نہ روک سکی۔

پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

21مارچ کو دن کے اکلوتے میچ میں پاکستان نے آسٹریلیا کے خلاف ٹورنامنٹ میں مسلسل چوتھی فتح اپنے نام کرتے ہوئے فائنل تک رسائی بھی یقینی بنالی۔ میچ کے 31ویں منٹ میں کپتان شہباز سینئر نے گول کر کے اپنی ٹیم کو برتری دلوائی جسے دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 49ویں منٹ میں طاہر زمان نے گیند کو گول پوسٹ کے اندر پھینک کر دوگنا کر دیا۔ اسی برتری کو میچ کے اختتام تک برقرار رکھتے ہوئے پاکستان نے 0-2 سے کامیابی کو گلے لگا کر ایک میچ قبل ہی فائنل کی ٹکٹ بک کروالی۔

پاکستان بمقابلہ جرمنی

23مارچ کو یومِ پاکستان کے موقع پر ٹورنامنٹ کے آخری راؤنڈ میچ میں پاکستان اور جرمنی کی ٹیمیں مدمقابل آئیں تو کوئی بھی نتیجہ دونوں کی فائنل تک رسائی پر اثر انداز نہیں ہوسکتا تھا جن کی نشست پہلے ہی وہاں کے لیے پکی ہو چکی تھی۔ جرمنی کی طرف سے فلورین کنز نے 20ویں منٹ میں گول کر کے ٹورنامنٹ میں پہلی مرتبہ پاکستان کو خسارے کے صدمے سے دوچار کیا جو پہلے ہاف کے اختتام تک برقرار رہا۔ دوسرے ہاف میں میچ کے 45ویں منٹ میں طاہر زمان نے پاکستان کی طرف سے گول کر کے میچ برابر کر دیا لیکن اس کے بعد دونوں ٹیموں کی جانب سے مزید کوئی گول اسکور نہ ہو سکا یوں میچ کے 1-1 سے بلانتیجہ خاتمے پر پاکستان 5 میچوں میں 4 فتوحات اور ایک ڈرا کے ساتھ 9 پوائنٹس لے کر پہلی جبکہ جرمنی 5 میچوں میں 3 فتوحات اور 2 ڈراز کے ساتھ 8 پوائنٹس لے کر دوسری فائنلسٹ ٹیم بنی۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ جرمنی

25مارچ 1994ء کو تماشائیوں سے کھچا کھچ بھرے دنیائے ہاکی کے سب سے زیادہ گنجائش والے نیشنل ہاکی اسٹیڈیم لاہور میں میزبان پاکستان اور ڈیڑھ سال قبل بارسلونا اولمپکس میں اس کا گولڈ میڈل کے حصول کا سپنا توڑنے والی جرمنی کی ٹیم چیمپئنز ٹرافی کے حصول کے لیے میدان میں اتری تو ایک انتہائی سنسنی خیز مقابلہ دیکھنے کو ملا جس کا اختتام بالآخر سڈن ڈیتھ پر ہوا۔ راؤنڈ میچ کی طرح اس مرتبہ بھی میچ کا پہلا گول جرمنی کی جانب سے سامنے آیا جب ٹیوبس نے 15ویں منٹ میں گیند گول کے اندر پہنچائی۔ جرمنی کی یہ برتری 33ویں منٹ تک برقرار رہی جسے شفقت نے گول کر کے ختم کرتے ہوئے مقابلہ ہاف ٹائم تک 1-1 سے برابر کر دیا۔ دوسرے ہاف کے آغاز کو چار منٹ ہوئے تھے جب پاکستانی کپتان شہباز سینئر نے گیند کو گول یا ترا کروا کر اپنی ٹیم کو برتری دلوا دی جسے 60ویں منٹ میں فلورین کنز نے جرمنی کی جانب سے برابر کر دیا۔ فُل ٹائم تک مقابلہ 2-2 سے برابر رہنے پر فیصلہ پنالٹی اسٹروکس پہ چلا گیا جہاں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ جرمنی کی طرف سے فریڈرک نے پنالٹی اسٹروک کے مرحلے کا آغاز گول کے ساتھ کیا جسے پاکستان کی طرف سے عثمان نے جوابی کاروائی میں برابر کر دیا۔ جرمنی کا دوسرا اسٹروک بلنک لینے آئے جن کی

کوشش منصور نے خوبصورتی سے ناکام بنا دی۔ پاکستان کی جانب سے عرفان نے دوسرا اسٹروک گول میں تبدیل کر کے اسکور 2(2)-1(2) کر دیا۔تیسرے اسٹروک پر مائر ہافر نے منصور کو بیٹ کرتے ہوئے جرمنی کا دوسرا گول اسکور کیا تو دوسری طرف شہباز جونیئر کا اسٹروک جرمن کیپر ریٹز نے بچا کر مقابلہ 2(3)-2(3) سے برابر کر دیا۔ چوتھے پنالٹی اسٹروک پر بیکر اور شفقت نے اپنی اپنی ٹیموں کی جانب سے گول اسکور کئے جبکہ آخری اسٹروک پر جرمنی کے مائن ہارٹ اور پاکستان کے طاہر زمان نے بھی گیند کو جال کے اندر پھینک کر پانچ پانچ اسٹروکس کے بعد مجموعہ 4۔4 کر دیا۔اب باری سڈن ڈیتھ مرحلے کی تھی جہاں آغاز پاکستان کی طرف سے عثمان نے گول کے ساتھ کیا۔ دوسری جانب سے مائن ہارٹ نے بھی اسٹروک کو گول میں تبدیل کر کے ہار ماننے سے انکار کر دیا۔ اگلا اسٹروک پاکستان کی طرف سے عرفان نے گول پوسٹ کے اندر پہنچایا تو جرمنی کی طرف سے فریڈرک بھی منصور سے تھوڑے تیز ثابت ہوئے۔ آٹھواں پنالٹی اسٹروک پاکستان کی طرف سے طاہر زمان نے گول پوسٹ کے اندر روانہ کیا تو اسکور 7(8)-6(7) ہو چکا تھا۔ جرمنی کی طرف سے مائر ہافر جوابی پنالٹی اسٹروک لینے کے لیے آئے تو منصور نے بالآخر گیند کو جال میں جانے سے روک کر اس اعصاب شکن مقابلے کا خاتمہ کرتے ہوئے پاکستان کو چودہ سال بعد تیسری مرتبہ چیمپئنز ٹرافی کے فائنل میں فتح سے ہمکنار کروا دیا۔

جونیئر ہاکی ورلڈ کپ

1979ء میں انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن نے 21 سال سے کم عمر کھلاڑیوں کے لیے جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کا آغاز کیا۔ ابتداء میں پہلے تین ایڈیشنز ہر تین سال کے بعد کھیلے جاتے رہے جس کے بعد ان کا درمیانی وقفہ چار سال کر دیا گیا۔2016ء میں بھارت میں منعقدہ گیارہواں ایڈیشن ایک مرتبہ پھر گزشتہ ایونٹ کے تین سال بعد کھیلا گیا۔ جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کے گیارہ ایڈیشنز میں سے جرمنی نے سب سے زیادہ چھ مرتبہ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ پاکستان ایک مرتبہ اس ٹورنامنٹ کا چیمپئن بننے میں کامیاب رہا۔

پہلا جونیئر ہاکی ورلڈ کپ 1979ء ۔ ویرسائی، فرانس

23 اگست سے 2 ستمبر 1979ء تک فرانس کے شہر ویرسائی میں جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کا افتتاحی ایڈیشن کھیلا گیا جہاں منظور جونیئر کی قیادت میں پاکستان نے تمام میچز میں ناقابل شکست رہتے ہوئے ٹائٹل اپنے نام کر کے عالمی مقابلوں کے افتتاحی ایڈیشنز پر قبضہ جمانے کی روایت کو برقرار رکھا۔ٹورنامنٹ میں شریک کل بارہ ٹیمز کو دو پولز میں تقسیم کیا گیا۔ پول A میں نیدرلینڈز، ملائیشیا، بھارت، فرانس، اسپین اور چلی جبکہ پول B میں پاکستان، مغربی جرمنی، ارجنٹینا، آئرلینڈ، گھانا اور سنگاپور کو شامل کیا گیا۔ پاکستان نے سیمی فائنل میں ملائیشیا جبکہ مغربی جرمنی نے نیدرلینڈز کو شکست دے کر فائنل میں قدم رکھا جہاں فتح پاکستان کے نام رہی۔

پول B ۔ پاکستان U-21 بمقابلہ آئرلینڈ U-21

23 اگست 1979ء کو فرانس کے شہر ویرسائی میں پہلے جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کے افتتاحی روز پاکستانی نوجوانوں نے پول B کے اپنے پہلے میچ میں آئرش حریفوں کو ناکوں چنے چبوا کر اپنی پہلی فتح کا اندراج

کروایا۔ پاکستان کی طرف سے میچ کا پہلا گول 21ویں منٹ میں ثناء اللہ نے اسکور کیا۔ ہاف ٹائم سے تین منٹ قبل قیصر اقبال نے گول کر کے اسکور 0-2 کر دیا۔ دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 41ویں منٹ میں عبدالرشید الحسن نے پاکستان کی طرف سے تیسرا جبکہ چھ منٹ بعد افضل چوہدری نے چوتھا گول کرتے ہوئے ٹیم کی میچ پر گرفت مضبوط کر دی۔ 61ویں اور 64ویں منٹ میں قیصر اقبال نے مسلسل دو گول کر کے نہ صرف اپنی ہیٹ ٹرک مکمل کی بلکہ پاکستان کا مجموعہ بھی صفر کے مقابلے میں چھ گولز تک پہنچا دیا جو حتمی ثابت ہوا۔

پول B۔ پاکستان U-21 بمقابلہ سنگاپور U-21

26 اگست کو سنگاپور کے خلاف نوجوان پاکستانی ٹیم ایونٹ میں اپنے دوسرے مقابلے کے لیے میدان میں اُتری اور 0-5 سے ایک اور آسان فتح اپنے کھاتے میں درج کروانے میں کامیاب رہی۔

پول B۔ پاکستان U-21 بمقابلہ ارجنٹائن U-21

27 اگست کو پاکستان نے ایونٹ کے اپنے تیسرے میچ میں ارجنٹینا کا حشر بھی کم وبیش وہی کیا جو اس سے قبل دو ٹیموں کا کر چکا تھا بس فرق صرف یہ تھا کہ اس میچ میں پاکستان کے خلاف ٹورنامنٹ میں پہلی بار کوئی گول اسکور ہوا لیکن اس کے باوجود فتح ایک کے مقابلے میں پانچ گولز سے پاکستان کے نام رہی۔

پول B۔ پاکستان U-21 بمقابلہ مغربی جرمنی U-21

28 اگست کو پول B کی دو ناقابلِ شکست ٹیمیں آپس میں ٹکرائیں تو پاکستانی طوفان کے آگے مضبوط جرمن ٹیم بھی بند نہ باندھ سکی اور گروپ میچز کی واحد شکست سے دوچار ہوگئی۔ پاکستان نے ایک مرتبہ پھر شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے میچ میں چار گول اسکور کیے جس کے مقابلے میں مغربی جرمنی کی ٹیم صرف ایک گول ہی کرنے میں کامیاب ہوسکی۔

پول B۔ پاکستان U-21 بمقابلہ گھانا U-21

30 اگست کو اپنے آخری گروپ میچ میں گھانا کو 0-3 سے شکست دے کر پاکستان نے پول B کی ناقابلِ شکست ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ پاکستان نے 5 گروپ میچز میں مجموعی طور پر 23 گول اسکور کیے جبکہ مقابلے میں صرف 2 گول اسکور ہوئے۔ پوائنٹس کے لحاظ سے پاکستان 5 میچز میں 5 فتوحات کے ساتھ 10 پوائنٹس لے کر پول B کی پہلی جبکہ مغربی جرمنی 4 فتوحات کے ساتھ 8 پوائنٹس لے کر دوسری پوزیشن پر براجمان ہوئی۔

سیمی فائنل۔ پاکستان U-21 بمقابلہ ملائیشیا U-21

31 اگست کو پہلے جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں پول B کی ٹاپ ٹیم پاکستان کا مقابلہ پول A میں ایک شکست کے ساتھ گول ایوریج کے حساب سے دوسری بہترین ٹیم ملائیشیا کے خلاف ہوا جہاں پاکستان 2-4 سے کامیابی حاصل کر کے جونیئر ورلڈ کپ کے فائنل میں قدم رکھنے والی ٹیم بنی۔ پاکستان کی طرف سے کپتان منظور حسین نے دو جبکہ قیصر اقبال اور کلیم اللہ نے ایک ایک گول اسکور کیا۔ ملائیشیا کی طرف

سے فوکیٹ اور کولن سیٹا ماریا ایک ایک گول کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

فائنل۔ پاکستان U-21 بمقابلہ مغربی جرمنی U-21

2 ستمبر 1979ء کو فرانس کے شہر ویرسائی میں پہلے جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کے فائنل میں مغربی جرمنی کا سامنا ایک بار پھر اسے ایونٹ میں واحد شکست سے دوچار کرنے والی ناقابلِ شکست پاکستانی ٹیم سے ہوا تو نتیجہ اس بار بھی مختلف نہیں تھا۔ کھیل کے آغاز کے دوسرے ہی منٹ میں جان محمد نے گول کر کے پاکستان کو جرمنی پر حاوی کر دیا۔ 0-1 کی برتری کے ساتھ پہلا ہاف ختم کرنے والی پاکستانی ٹیم کی طرف سے میچ کے دوسرے ہاف میں مجموعی طور پر 46 ویں منٹ میں عبدالرشید الحسن کی طرف سے دوسرا گول اسکور ہوا تو پاکستان فائنل پر اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا۔ فل ٹائم تک 0-2 کا مجموعہ پہلے جونیئر ہاکی ورلڈ کپ کے مالکانہ حقوق پاکستان کے نام کروانے کیلئے کافی ثابت ہوا جو بیک وقت سینئر اور جونیئر لیول پر ہاکی کا فاتح عالم بن چکا تھا۔

متفرقات

قیامِ پاکستان سے ہی پاکستانی ہاکی ٹیم نے کامیابیوں کی ایک تاریخ رقم کرتے ہوئے دنیا کے ہر کونے میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔ اولمپکس، عالمی کپ، چیمپئنز ٹرافی یا دیگر تسلسل سے منعقد ہونے والے مقابلوں کے علاوہ بہت سے ایسے ٹورنامنٹ بھی وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے رہے جو اپنی اہمیت اور ٹیموں کی تعداد کے حوالے سے اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں۔ ایسے چند ٹورنامنٹس میں پاکستان کی 1950ء میں چار ملکی ورلڈ ہاکی چیمپئن شپ بارسلونا، 1966ء میں انٹرنیشنل فیسٹیول ہیمبرگ، 1968ء میں انٹرنیشنل ٹورنامنٹ لاہور اور پھر انٹرنیشنل ٹورنامنٹ نیروبی، 1969ء میں ایک مرتبہ پھر انٹرنیشنل ٹورنامنٹ لاہور، 1974ء میں انٹرنیشنل ٹورنامنٹ کرائسٹ چرچ، 1976ء میں قائداعظم کپ کراچی، 1979ء میں ایسینڈا کپ پرتھ، 1981ء میں انٹرنیشنل ٹورنامنٹ سنگاپور، 1988ء اور 1989ء میں مسلسل دو سال اندرا گاندھی میموریل کپ لکھنؤ، 1992ء میں BMW ٹرافی ایمسٹرڈیم، 2002ء میں چھ ملکی ٹورنامنٹ کوالالمپور اور 2005ء میں رابو بینک ٹرافی ایمسٹرڈیم میں فتوحات قابلِ ذکر ہیں۔ جونیئر سطح پر 1987ء میں جونیئر BMW ٹرافی ایمسٹرڈیم میں فتح کے علاوہ 1987ء، 1992ء اور 1996ء کے جونیئر ایشیاء کپ کے پہلے تینوں ایڈیشنز میں فاتح رہنے والی پاکستانی ٹیم نے افتتاحی ایڈیشن میں مکاؤ کے خلاف 0-55 کی ریکارڈ فتح کا اندراج کروایا۔ 1995ء میں انڈر 18 ورلڈ چیمپئن شپ کی میزبانی اور فتح بھی پاکستان کے نام رہی جبکہ 2010ء میں چوتھی کلب ہاکی ایشین چیمپئن شپ میں پاکستان واپڈا کی ٹیم فاتح رہی۔ ذیل میں ان ٹورنامنٹس میں آفیشل ورلڈ کپ نہ ہونے کے باوجود اہمیت کے اعتبار سے منی ورلڈ کپ کا درجہ رکھنے والے چند ٹورنامنٹس میں پاکستانی فتوحات کی مختصر تفصیلات پیش خدمت ہیں۔

ایسینڈا (Essenda) ورلڈ ہاکی ٹورنامنٹ۔ 1979ء۔ پرتھ، آسٹریلیا

1979ء اور 1982ء میں آسٹریلیا کے شہروں پرتھ اور میلبورن میں ایسینڈا ورلڈ ہاکی کی نامی دو ٹورنامنٹس کھیلے گئے جن میں دس دس ٹیموں نے شرکت کی۔ 20 سے 29 اپریل 1979ء تک ویسٹرن

آسٹریلیا، پرتھ میں کھیلے گئے اس سلسلے کے پہلے ایونٹ میں پاکستانی ٹیم فاتح رہی۔ٹورنامنٹ میں شریک دس ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا جہاں گروپ B میں پاکستان نے ملائیشیا کو 0-9 ، برطانیہ کو 3-5 ، کینیا کو 0-5 اور نیوزی لینڈ کو 1-5 سے ہرا کر سیمی فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔28 اپریل کو نیدر لینڈز کے خلاف سیمی فائنل میں 2-5 سے کامیابی پاکستان کو فائنل میں لے گئی جہاں میزبان آسٹریلیا کو 2-4 سے پچھاڑتے ہوئے پاکستان نے ٹورنامنٹ کا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

رابو بینک 8 نیشنز منی ورلڈ کپ 2005ء۔ایمسٹرڈیم، نیدر لینڈز

اگست 2005ء میں نیدر لینڈز کے شہر ایمسٹرڈیم میں منی ورلڈ کپ کے نام سے جانا جانے والا ایک اور ایونٹ رابو بینک 8 نیشنز ہاکی ٹورنامنٹ منعقد ہوا جہاں پاکستانی ٹیم نے شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے فتح اپنے نام کی۔ چار چار ٹیموں پر مشتمل دو گروپس میں پاکستانی ٹیم نے اپنا پہلا گروپ میچ اسپین کے خلاف بلانتیجہ کھیلنے کے بعد دوسرے میچ میں روایتی حریف بھارت کے خلاف کمر کسی جہاں محمد ثقلین، محمد عمران اور شکیل عباسی کے گولز کی بدولت 1-3 سے کامیابی گرین شرٹس کے حصے میں آئی۔ اپنے آخری گروپ میچ میں ورلڈ چیمپئن جرمنی کو 0-5 سے روندنے کے بعد پاکستانی ٹیم سیمی فائنل میں پہنچی جہاں جنوبی کوریا کے خلاف فتح نے اسے فائنل کا ٹکٹ دلوا دیا۔ 21 اگست 2005ء کو آسٹریلیا کے خلاف فائنل مقابلے میں اگرچہ پاکستان کو 9ویں منٹ میں بروکس کے گول کے باعث خسارے میں جانا پڑا لیکن 17ویں منٹ میں شکیل عباسی نے گول کر کے میچ برابر کر دیا۔24ویں منٹ میں شوبرٹ نے ایک مرتبہ پھر اپنی ٹیم کو برتری دلوائی جسے 32ویں منٹ میں ذاکر نے دوبارہ برابر کر دیا۔ دو منٹ بعد بشپ نے آسٹریلیا کی طرف سے گول کرتے ہوئے ہاف ٹائم پر ایک مرتبہ پھر اپنی ٹیم کو گرین شرٹس پہ حاوی کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے اس بار ریحان بٹ نے 42ویں منٹ میں گول کر کے مقابلہ 3۔3 سے برابر کیا۔50ویں منٹ میں مدثر علی خان کی طرف سے اسکور ہونے والے گول نے میچ میں پہلی مرتبہ پاکستان کو برتری دلوائی اور آخر کار یہی برتری فیصلہ کن ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں 3-4 کی فتح کے ساتھ یہ منی ورلڈ کپ ٹائٹل پاکستان نے اپنے قبضے میں کر لیا۔

ایف آئی ایچ ورلڈ یوتھ انڈر۔18 فیسٹیول 96-1995ء۔راولپنڈی، پاکستان

یوں تو نوجوان کھلاڑیوں کو عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے فیڈریشن آف انٹرنیشنل ہاکی ہر چار سال کے وقفے کے بعد اکیس سال سے کم عمر کھلاڑیوں کا جونیئر ہاکی ورلڈ کپ منعقد کرواتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ 96-1995ء میں راولپنڈی میں اٹھارہ سال سے کم عمر کھلاڑیوں کا ایک ایف آئی ایچ ورلڈ یوتھ انڈر 18 فیسٹیول منعقد ہوا جس میں شریک دس ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان انڈر 18 ٹیم نے اپنے گروپ میں بیلجیم انڈر 18 کو 0-9، کینیا انڈر 18 کو 0-7، روس انڈر 18 کو 0-10 اور اٹلی انڈر 18 کو 0-5 سے ہرا کر سیمی فائنل کے لیے کوالیفائی کیا۔سیمی فائنل میں جاپان انڈر 18 کو 0-3 سے ہرا کر پاکستانی ٹیم فائنل میں پہنچی جہاں نیدر لینڈز انڈر 18 کے خلاف 0-2 کی فتح کے ساتھ اس نے ایونٹ کا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

۞۞۞

کرکٹ

کرکٹ کا کھیل پاکستان کی تاریخ کا سب سے زیادہ دیکھا اور پسند کیا جانے والا ایسا کھیل ہے جس کے ساتھ تقریباً پوری قوم کی جذباتی وابستگی ہے اور یہ کھیل ان جذبات کے ساتھ کھیلنا بھی خوب جانتا ہے۔1952ء میں اپنے پہلے ہی دورے پر لکھنؤ میں بھارت کے خلاف دوسرے ٹیسٹ میں فتح کا مزہ چکھنے والی پاکستانی ٹیم اپنی غیر مستقل مزاجی کی وجہ سے سب سے زیادہ مشہور ہے جس کا ثبوت اعلیٰ درجے کی کرکٹ میں جیتے گئے ٹورنامنٹس میں پاکستانی ٹیم کی کارکردگی بھی ہے۔ اس کے باوجود اگر فتوحات کے حوالے سے بات کی جائے تو پاکستانی ٹیم عالمی سطح پر کرکٹ کے تینوں بڑے ٹائٹلز ورلڈ کپ، ورلڈ ٹی ٹوئنٹی اور آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی جیتنے کا اعزاز رکھتی ہے۔ دیگر بڑے بین الاقوامی مقابلوں میں ایشیائی خطے پر حکمرانی کی علامت سمجھا جانے والا ایشیا کپ2000ء اور2012ء میں دو مرتبہ جیتنے کے علاوہ1986ء،1990 اور 1994ء میں براعظم آسٹریلیا اور ایشیاء کی ٹیموں پر مبنی آسٹریلیشیا کپ کے تینوں منعقدہ ایڈیشنز پاکستانی ٹیم نے بلا شرکت غیرے اپنے قبضے میں کر رکھے ہیں ۔طویل عرصے تک آسٹریلیا میں منعقد ہونے والی روایتی سہ ملکی سیریز بھی1997ء میں پاکستان کے نام رہی جبکہ 1989ء میں بھارت میں منعقدہ منی ورلڈ کپ کے طور پر مشہور نہرو کپ میں بھی فتح پاکستان کے حصّے میں آئی۔ٹیسٹ کرکٹ کی تاریخ میں پاکستانی ٹیم1999ء میں سہ ملکی ایشین ٹیسٹ چیمپئن شپ جیت کر1912ء میں انگلینڈ کے بعد دوسری ٹیم بنی جس نے دو سے زیادہ ممالک کی ٹیسٹ چیمپئن شپ میں کامیابی حاصل کی ہو۔ جونیئر سطح پر پاکستانی انڈر19 ٹیم نے 2002ء اور2004ء میں دو عالمی کپ اپنے نام کیے جبکہ خواتین کی کرکٹ ٹیم نے اپنی سب سے بڑی کامیابی ایشین گیمز میں دو بار 2010ء اور 2014ء میں سونے کا تمغہ جیت کر حاصل کی۔ یہاں کرکٹ کے تمام فارمیٹس میں عالمی سطح پر منعقد ہونے والے بڑے ٹورنامنٹس میں پاکستانی فتوحات کا تفصیلی تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔

کرکٹ ورلڈ کپ

آئی سی سی ورلڈ کپ کرکٹ کے کھیل کا سب سے بڑا ایونٹ ہے جس کا انعقاد ہر چار سال کے وقفے سے کیا جاتا ہے۔ مَردوں کے کرکٹ ورلڈ کپ کا آغاز1975ء میں کرکٹ کی جنم بھومی سمجھے جانے والے ملک انگلینڈ سے ہوا، اگرچہ ٹیسٹ کرکٹ کی ابتداء1877 میں آسٹریلیا اور انگلینڈ کی ٹیموں کے مابین آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں منعقدہ مقابلے سے ہوئی لیکن کرکٹ کے کھیل کا آغاز اس سے کئی صدیاں پہلے انگلینڈ میں ہو چکا تھا۔ ابتداء میں کرکٹ کا کھیل شرطوں اور انعامی رقوم کے لیے کھیلا جاتا رہا۔1733ء میں سرے اور مڈل سیکس کی مشترکہ ٹیم نے کینٹ کو ایک مقابلے میں شکست دی تو اس دور میں کرکٹ کے کھیل کے دلدادہ پرنس فریڈرک نے فاتح ٹیم کو ایک چاندی کے کپ سے نوازا جو کرکٹ کی تاریخ میں کسی ٹیم کو دی جانے

والی پہلی ٹرافی تھی۔ کرکٹ کی تاریخ کا اولین انٹرنیشنل مقابلہ بھی ٹیسٹ کرکٹ کی ابتداء سے تقریباً سینتیس سال قبل نیو یارک میں کینیڈا اور امریکہ کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا جہاں کینیڈا نے میزبانوں کو23 رنز سے شکست دی۔ یہ مقابلہ کھیلوں کی تاریخ کی سب سے پرانی رقابت کے طور پر جانا جاتا ہے جو کچھ سال توقف کا شکار رہنے کے باوجود اب بھی کے، اے اوٹے کپ کے نام سے سالانہ بنیادوں پر جاری ہے۔ 1877ء میں میلبورن کرکٹ گراؤنڈ پر آسٹریلیا اور انگلینڈ کی کرکٹ ٹیموں کے مابین 15 سے 19 مارچ تک کرکٹ کی تاریخ کا پہلا ٹیسٹ میچ کھیلا گیا جو آگے چل کر پانچ سال بعد دنیائے کرکٹ کی سب سے بڑی رقابت ''ایشیز سیریز'' کی بنیاد بنا جس کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ اس مقابلے میں میزبان آسٹریلیا کی ٹیم 45 رنز سے فاتح رہی۔

1900ء کے پیرس اولمپکس میں پہلی اور تادمِ تحریر آخری بار کرکٹ کے کھیل کو اولمپک مقابلوں کا حصہ بنایا گیا جہاں انگلینڈ اور میزبان فرانس کی ٹیمیں اس ایونٹ میں شامل ہوئیں۔ انگلینڈ نے فرانس کو 158 رنز سے شکست دے کر کرکٹ کی تاریخ کا اکلوتا اولمپک گولڈ میڈل اپنے نام کیا۔ 1912ء میں انگلینڈ میں مئی سے اگست تک کرکٹ کی تاریخ میں پہلی بار دو سے زیادہ انٹرنیشنل ٹیموں کا کوئی ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ یہ اس وقت تک کی ٹیسٹ کرکٹ کھیلنے والی تینوں ٹیموں انگلینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے مابین ٹیسٹ میچوں پر مشتمل ایک سہ فریقی ٹورنامنٹ تھا، یہ اس نوعیت کی پہلی کاوش تھی جو موسم کی خرابی، بہت زیادہ طوالت اور چند دیگر مسائل کی بناء پر ناکام ثابت ہوئی یوں یہ سلسلہ انگلینڈ کی چھ میں سے چار فتوحات کے بعد پوائنٹس ٹیبل پر سرفہرست رہنے والے میزبانوں کی ''عالمی'' ٹیسٹ فتح کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بیسویں صدی کے اواخر میں ایشین ٹیسٹ کرکٹ چیمپئن شپ بھی تین ٹیموں پر مشتمل ایک ٹیسٹ ٹورنامنٹ تھا لیکن تب تک ٹیسٹ کرکٹ کھیلنے والی ٹیموں کی تعداد نو اور پھر دوسرے اور آخری ایڈیشن میں دس تک پہنچ چکی تھی لہٰذا یہ محض ایشیائی خطے کی حکمرانی کا ٹورنامنٹ تھا۔ اب 2021ء میں نیوزی لینڈ کی اولین فتح کے ساتھ باضابطہ طور پر آئی سی سی کی عالمی ٹیسٹ چیمپئن شپ کا آغاز ہو چکا ہے۔ ساٹھ کی دہائی میں کرکٹ کے کھیل کو مختصر اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے انگلش سیزن میں محدود اوورز کی کرکٹ کا آغاز ہوا جہاں 1962ء میں مِڈ لینڈز ناک آؤٹ کپ کے نام سے چار ٹیموں پر مشتمل ایک ایونٹ اس سلسلے کی پہلی کڑی تھا۔ 1963ء میں جیلٹ کپ نامی محدود اوورز کا ٹورنامنٹ باقاعدہ طور پر انگلش کرکٹ سیزن کا حصہ بنا۔ اگرچہ باقاعدہ طور پر پہلا تسلیم شدہ ون ڈے انٹرنیشنل میچ 1971ء میں آسٹریلیا اور انگلینڈ کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا لیکن یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ون ڈے انٹرنیشنل کے آغاز سے کئی سال قبل ہی کرکٹ کی تاریخ کے ایک ون ڈے ''ورلڈ کپ'' کا انعقاد بھی عمل میں آ چکا تھا۔ 1966ء کے سیزن میں ویسٹ انڈیز کی ٹیم انگلینڈ کے دورے پر تھی جہاں اسی دوران جولائی کے مہینے میں انگلینڈ میں ہی فٹبال کا عالمی کپ منعقد ہونا تھا جس کے باعث ویسٹ انڈیز اور انگلینڈ کی ٹیموں کے تیسرے اور چوتھے ٹیسٹ کے درمیان تقریباً ایک ماہ کا وقفہ تھا۔ فٹ بال ورلڈ کپ کی مقبولیت کے پیشِ نظر اس ٹیسٹ سیریز کے اختتام پر ویسٹ انڈیز، انگلینڈ الیون اور ریسٹ آف دی ورلڈ الیون کی ٹیموں کے مابین 10 سے 13 ستمبر 1966ء تک 50 اوورز فی اننگز پر مشتمل رُتھمینز ورلڈ کرکٹ کپ نامی ایک سیریز کا انعقاد ہوا۔ یاد رہے کہ یہ مقابلے ون ڈے انٹرنیشنل اسٹیٹس کے حامل نہیں تھے کیونکہ ابھی

ون ڈے انٹرنیشنل کرکٹ کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا۔ اولمپکس اور ٹیسٹ ٹورنامنٹ کی طرح یہاں بھی انگلینڈ کی ٹیم اپنے دونوں مقابلوں میں فتوحات حاصل کرتے ہوئے چیمپئن قرار پائی۔ اگلے سال 1967ء میں ایک بار پھر ان مقابلوں کا ایک اور ایڈیشن منعقد ہوا جہاں انگلینڈ الیون اور ریسٹ آف دی ورلڈ الیون کے ساتھ تیسری شریک ٹیم پاکستان کی تھی۔ اس بار فتح ریسٹ آف دی ورلڈ الیون کے حصے میں آئی۔ 5 جنوری 1971ء کو بالآخر کرکٹ کی تاریخ کا پہلا تسلیم شدہ ون ڈے انٹرنیشنل انگلینڈ اور آسٹریلیا کی ٹیموں کے مابین اس وقت کھیلا گیا جب میلبورن کرکٹ گراؤنڈ پر منعقدہ تیسرے ٹیسٹ کے پہلے تین روز بارش کے باعث ضائع ہو چکے تھے۔ لہٰذا آفیشلز نے ٹیسٹ میچ کو بلانتیجہ قرار دے کر اس کی جگہ چالیس اوورز فی اننگز پر مشتمل ایک ون ڈے مقابلہ منعقد کروانے کا فیصلہ کیا جس میں ہر اوور آٹھ گیندوں پر مشتمل تھا۔ یہ کرکٹ کی تاریخ کا پہلا ون ڈے انٹرنیشنل مقابلہ تھا۔ اولین ٹیسٹ کی طرح یہاں بھی آسٹریلیا کی ٹیم ہی فاتح رہی جس نے مہمانوں کو پانچ وکٹوں سے پچھاڑا۔ 1973ء میں کرکٹ کی تاریخ کا اولین عالمی کپ 20 جون سے 28 جولائی تک انگلینڈ میں منعقد ہوا جہاں تمام میچز 60 اوورز فی اننگز پر مشتمل تھے۔ یہاں بھی میزبان انگلینڈ کی ٹیم فاتح رہی لیکن یہ ورلڈ کپ خواتین کرکٹرز کا عالمی کپ تھا۔ مرد کھلاڑیوں کا کرکٹ ورلڈ کپ اس کے دو سال بعد 1975ء میں انگلینڈ میں ہی منعقد ہوا۔ 7 سے 21 جون تک منعقدہ افتتاحی پروڈنشل کرکٹ ورلڈ کپ ٹورنامنٹ میں کل آٹھ ٹیمیں شریک ہوئیں جن میں اُس وقت کی چھ ٹیسٹ ٹیموں کے ساتھ سری لنکا اور ایسٹ افریقہ کی ٹیمیں شامل تھیں، جنوبی افریقہ کی ٹیم اس وقت پابندیوں کی زد میں ہونے کے باعث اس ٹورنامنٹ میں شریک نہ ہو سکی۔ ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے ان مقابلوں کے فائنل میں لارڈز کے میدان پر آسٹریلیا کو 17 رنز سے شکست دے کر کرکٹ کی تاریخ کا پہلا ورلڈ کپ اپنے نام کیا۔ 1979ء میں اسی میدان پر میزبان انگلینڈ کے خلاف دوسرے ورلڈ کپ کے فائنل میں ایک بار پھر ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے 92 رنز سے کامیابی کے ساتھ اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔ لیکن 1983ء میں منعقدہ تیسرے ورلڈ کپ ایڈیشن میں بھارت نے لارڈز پر ہی ویسٹ انڈیز کو فائنل میں 43 رنز سے شکست دے کر کالی آندھی کا فتوحات کی ہیٹ ٹرک کا خواب چکنا چور کر دیا۔ 1987ء میں پہلی بار ورلڈ کپ مقابلوں نے انگلینڈ سے نکل کر برصغیر کا رُخ کیا جہاں مشترکہ میزبانی پاکستان اور بھارت کے حصے میں آئی، اس بار اوورز کی تعداد بھی ساٹھ سے کم کر کے پچاس کر دی گئی۔ کلکتہ میں کھیلے گئے اس ورلڈ کپ کے فائنل میں آسٹریلیا نے انگلینڈ کو 7 رنز سے شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا، مذکورہ دونوں ٹیموں نے سیمی فائنل میں دونوں میزبان ٹیموں کو شکست دی جو اس ورلڈ کپ کے لیے فیورٹ سمجھی جا رہی تھیں۔ 1992ء میں پانچویں کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں کا میزبان براعظم آسٹریلیا بنا جہاں پہلی بار روایتی سفید لباس اور سُرخ گیند کی بجائے رنگین ملبوسات، سفید گیندیں، سیاہ سائٹ اسکرینیں، مصنوعی روشنیاں اور دیگر کئی جدید اصلاحات اس ایونٹ کا حصہ بنیں۔ یہ ورلڈ کپ پاکستان کے لیے خوش بختی کی علامت ثابت ہوا جس نے انگلینڈ کو فائنل میں 22 رنز سے شکست دے کر عالمی ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔ 1996ء کا وِلز کرکٹ ورلڈ کپ ایک بار پھر پاکستان، بھارت اور سری لنکا کی میزبانی میں منعقد ہوا جو خصوصاً پاکستان کے لیے اس حوالے سے یادگار رہا کہ اس کا فائنل قذافی اسٹیڈیم لاہور میں کھیلا گیا جو پاکستانی تاریخ کا اولین فلڈ لائٹ

کرکٹ مقابلہ تھا۔ یہاں سری لنکا کی ٹیم نے آسٹریلیا کو 7 وکٹوں سے شکست دے کر عالمی چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1999ء میں کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں نے ایک بار پھر اپنے آبائی وطن انگلینڈ کا رُخ کیا جہاں چند دیگر چھوٹے یورپی ممالک بھی مشترکہ میزبان کے طور پر انگلینڈ کے ساتھ شامل تھے۔ پاکستانی ٹیم نے یہاں پورے ٹورنامنٹ میں بہترین کارکردگی دکھائی لیکن فائنل میں آسٹریلیا کے خلاف بالکل یکطرفہ مقابلے میں شکست کھا گئی۔ یہ پاکستان کی دوسری اور اب تک کی آخری ورلڈ کپ فائنل رسائی تھی۔ دوسری طرف آسٹریلیا کے لیے یہ فتح ایک ایسے دور کا آغاز ثابت ہوئی جس نے آنے والے عرصے میں کینگروز کو ایک ناقابلِ تسخیر طاقت بنا دیا۔ 2003ء میں جنوبی افریقہ اور 2007ء میں ویسٹ انڈیز میں منعقدہ ورلڈ کپ مقابلوں میں بھی آسٹریلیا کی ٹیم نے تمام میچوں میں ناقابلِ شکست رہتے ہوئے فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ پاکستان کے لیے مذکورہ دونوں ایڈیشنز کچھ خاص خوشگوار ثابت نہ ہوئے جہاں 2003ء میں پاکستان 1975ء کے افتتاحی ورلڈ کپ مقابلوں کے بعد دوسری بار پہلے مرحلے سے آگے نہ بڑھ پایا جبکہ 2007ء کے ورلڈ کپ کا تجربہ اس سے بھی زیادہ بھیانک ثابت ہوا جہاں افتتاحی میچ میں میزبان ویسٹ انڈیز کے خلاف شکست سے دوچار ہونے والی پاکستانی ٹیم تین روز کے وقفے سے آئرلینڈ کی نووارد ٹیم کے خلاف بھی تین وکٹوں سے شکست کے بعد محض چوتھے روز، جبکہ ابھی عالمی کپ مقابلوں کا اصل مرحلہ شروع بھی نہیں ہوا تھا، ایونٹ سے باہر ہوگئی، اسی رات پاکستانی کوچ باب وولمر بھی صدمے کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسے۔ یوں پاکستان کے لیے یہ ورلڈ کپ صرف ایک دردناک یاد بن کر رہ گیا۔ 2011ء میں دسویں آئی سی سی ورلڈ کپ کی میزبانی مشترکہ طور پر پاکستان، بھارت، سری لنکا اور بنگلہ دیش کے حصے میں آئی لیکن کچھ بھارتی سازشوں اور کچھ اپنی نااہلیوں کے باعث پاکستان اس میزبانی سے محروم ہوگیا، اس کے باوجود اس ایڈیشن میں پاکستان کی کارکردگی گزشتہ دو ایڈیشنز سے بہتر رہی جہاں آسٹریلیا کے ورلڈ کپ مقابلوں میں بارہ سالہ ناقابلِ تسخیر سفر کا خاتمہ بھی پاکستان کے ہاتھوں ہی ہوا۔ صرف نیوزی لینڈ کے خلاف ایک گروپ میچ ہارنے والی پاکستانی ٹیم سیمی فائنل میں بھارت سے شکست کھا گئی جس کے بعد ممبئی میں منعقدہ فائنل میں بھی گھر کے شیروں نے سری لنکا کو چھ وکٹوں سے شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2015ء میں گیارہویں آئی سی سی ورلڈ کپ مقابلے مشترکہ طور پر نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میں منعقد ہوئے جہاں دونوں میزبان ٹیمیں ہی فائنل میں پہنچیں۔ میلبورن کرکٹ گراؤنڈ پر آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ کو سات وکٹوں سے شکست دے کر مجموعی طور پر پانچواں کرکٹ ورلڈ کپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2019ء میں برطانوی میدانوں پر منعقد ہونے والے بارہویں کرکٹ ورلڈ کپ کا فارمیٹ 1992ء کے ورلڈ کپ جیسا ہی تھا جہاں حیرت انگیز طور پر راؤنڈ رابن اسٹیج کے دوران پاکستان کے تمام میچوں کے نتائج ہوبہو 1992ء کے ورلڈ کپ جیسے ہی رہے لیکن وہاں جو راہ آسٹریلیا نے ویسٹ انڈیز کو شکست دے کر پاکستان کے لئے سیمی فائنل تک ہموار کی تھی یہاں وہ معجزہ نہ ہوسکا۔ لارڈز کرکٹ گراؤنڈ پر کھیلا جانے والا اس ورلڈ کپ کا فائنل بھی انتہائی سنسنی خیز رہا جہاں میزبان انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کے درمیان پہلے میچ اور پھر سپر اوور بھی ٹائی ہوگیا جس کے بعد میزبانوں کو باؤنڈریز کی تعداد پر پہلی بار ورلڈ چیمپئن بننے کا حقدار قرار دیا گیا۔ یہاں ان کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں میں پاکستان کی

اکلوتی فتح کا تفصیلی احوال پیشِ خدمت ہے۔

پانچواں بینسن اینڈ ہیجز کرکٹ ورلڈ کپ 1992ء۔ آسٹریلیا/ نیوزی لینڈ

پانچویں بینسن اینڈ ہیجز کرکٹ ورلڈ کپ مقابلے 22 فروری سے 25 مارچ 1992ء تک آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں منعقد ہوئے جو اپنی جدت کے حوالے سے کرکٹ ورلڈ کپ کی تاریخ کے سب سے یادگار مقابلے ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ 1978ء میں کرکٹ آسٹریلیا اور معروف بزنس مین کیری پیکر کے درمیان نشریاتی حقوق کے تنازعے نے ''کیری پیکر سیریز'' کو جنم دیا جس کا آگے چل کر تفصیلی ذکر آئے گا۔ اس سیریز نے کرکٹ کا رنگ بالکل بدل کر رکھ دیا جہاں روایتی سفید لباس کی جگہ رنگین کِٹ نے لے لی جبکہ سُرخ گیندوں کی جگہ سفید گیندیں، سیاہ سائٹ اسکرینیں اور مصنوعی روشنیاں بھی کرکٹ کے کھیل کا حصہ بنیں۔ آسٹریلیا میں تو ان تبدیلیوں کا اثر فوری طور پر نظر آنا شروع ہو گیا لیکن دنیا کے دیگر ممالک میں ہونے والے کرکٹ مقابلے کافی عرصے تک روایتی ماحول میں ہی منعقد ہوتے رہے۔ بالآخر جب کرکٹ ورلڈ کپ کا قافلہ 1992ء میں آسٹریلوی میدانوں سے گزرا تو جدت کا یہ رنگ ان مقابلوں پر بھی چڑھ گیا اور پھر رنگ و نور کا یہ سیلاب دیکھنے والوں کے دِلوں کو اس قدر بھایا کہ مستقل طور پر کرکٹ کی اس صنف کا حصہ بن گیا۔ فارمیٹ کے اعتبار سے بھی یہ ورلڈ کپ پہلے منعقدہ مقابلوں سے منفرد تھا جہاں جنوبی افریقہ کی پابندیوں کے خاتمے کے بعد پہلی شرکت کے ساتھ آٹھ ٹیسٹ ٹیموں پاکستان، آسٹریلیا، انگلینڈ، ویسٹ انڈیز، نیوزی لینڈ، سری لنکا، بھارت، جنوبی افریقہ اور ایک کوالیفائر ٹورنامنٹ جیت کر آنے والی زمبابوے سمیت کل نو ٹیمیں اس ایونٹ کا حصہ بنیں جو اُس وقت ورلڈ کپ مقابلوں میں شریک ٹیموں کی سب سے بڑی تعداد تھی۔ اس ایڈیشن میں پہلی بار تمام ٹیموں کو گروپس میں تقسیم ہونے کی بجائے راؤنڈ رابن مرحلے میں ایک دوسرے کے مدِ مقابل ایک مرتبہ ضرور آنا تھا جہاں سے ٹاپ پوزیشن پہ رہنے والی چار ٹیمیں سیمی فائنل کے لیے کوالیفائی کرتیں۔

پاکستان کی ورلڈ کپ 1992ء مقابلوں میں کارکردگی کی بات کی جائے تو ایونٹ کے ابتدائی مرحلے میں ٹیم کی کارکردگی انتہائی مایوس کن رہی۔ کپتان عمران خان سمیت کئی دیگر کھلاڑی انجری مسائل کے باعث فٹنس کی مشکلات سے دوچار تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آدھا ٹورنامنٹ گزرنے کے بعد بھی پاکستانی ٹیم پوائنٹس ٹیبل پر ٹیسٹ ٹیموں میں سب سے نچلے نمبر پہ موجود تھی جس کے بعد آخری نمبر نان ٹیسٹ پلیئنگ زمبابوے کا تھا۔ مارو یا مرجاؤ کی کیفیت سے دوچار ہو کر جب پاکستان کے پاس بچاؤ کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے تب عمران خان کے ''کارنرڈ ٹائیگرز'' نے اچانک پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ تہس نہس ہوتی چلی گئی۔ اس موقعے پر پاکستان کی بہترین کارکردگی تو سامنے آئی ہی لیکن رمضان کے مقدس مہینے میں کچھ ایسے معجزات بھی ہوئے جنہیں دیکھ کر لگتا تھا کہ خدا کی طرف سے نصرت کے بغیر یہ فتح کبھی ممکن ہی نہ ہو سکتی۔ انگلینڈ کے خلاف بارش زدہ میچ میں ایک یقینی شکست سے بچ جانے والی پاکستانی ٹیم کو ملنے والا ایک قیمتی پوائنٹ ٹورنامنٹ میں پاکستان کی بقاء ثابت ہوا جسے اسی پوائنٹ کے بل بوتے پر ٹورنامنٹ کی ناقابلِ شکست ٹیم نیوزی لینڈ کو پچھاڑ کر سیمی فائنل تک رسائی کی امید زندہ رکھنی تھی اور

صرف یہی نہیں بلکہ آخری دِن تک دیگر ٹیموں کے نتائج بھی پاکستان کی اگلے مرحلے تک رسائی یا خروج کا باعث بننے تھے۔لیکن جب معجزات شروع ہوئے تو پھر وکٹری اسٹینڈ تک کے راستے میں آنے والی ہر چیز پاکستان کے حق میں ہوتی چلی گئی۔ پاکستان کے وسیم اکرم 18 وکٹوں کے ساتھ ٹورنامنٹ کے سرفہرست باؤلر رہے جبکہ کیوی کپتان مارٹن کرو456رنز بنا کرٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔ پاکستان کے جاوید میانداد 437رنز کے ساتھ ٹاپ اسکوررز کی فہرست میں دوسرے نمبر پر رہے جن کا کردار پاکستانی فتح کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل رہالیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ ابتدائی طور پر پاکستان کے ورلڈ کپ اسکواڈ میں شامل ہی نہیں تھے۔ گزشتہ ورلڈکپ میں فیورٹ ہونے کے باوجود فتح نہ حاصل کر سکنے کے بعد ریٹائرمنٹ لینے والے عمران خان عوامی اصرار اور صدر ضیاء الحق کے کہنے پر اس ورلڈ کپ تک کھیلے اور اپنا نام کھیل کے میدان میں امر کر گئے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

عمران خان (کپتان)، عامر سہیل، عاقب جاوید، اعجاز احمد، انضمام الحق، اقبال سکندر، جاوید میانداد، معین خان (وکٹ کیپر)، مشتاق احمد، رمیز راجہ، سلیم ملک، وسیم اکرم، وسیم حیدر، زاہد فضل، انتخاب عالم (کوچ)

چوتھا میچ۔ پاکستان بمقابلہ ویسٹ انڈیز

23فروری1992ء کو پانچویں کرکٹ ورلڈ کپ کے دوسرے روز میلبورن کے میدان پر پاکستان اور ویسٹ انڈیز کی ٹیمیں ایونٹ کے چوتھے اور اپنے پہلے میچ کے لیے مدِمقابل آئیں جہاں پاکستانی شاہین اڑان بھرنے سے قبل ہی بے بس ہو کر دس وکٹوں کی شکست سے دوچار ہو گئے۔ پاکستانی کپتان عمران خان کندھے کی تکلیف کی وجہ سے میچ میں شرکت نہ کر سکے۔

ویسٹ انڈین کپتان رچی رچرڈسن نے ٹاس جیت کر جاوید میانداد کو پہلے بیٹنگ کرنے کی دعوت دی تو پاکستانی اوپنرز رمیز راجہ اور عامر سہیل نے محتاط انداز میں اننگز کا آغاز کیا۔ پندرہویں اوور میں پاکستان کا اسکور45رنز تھا جب عامر سہیل رنز کی رفتار میں تیزی لانے کی کوشش میں 44 گیندوں پر 3چوکوں کی مدد سے 23رنز بنانے کے بعد ونسٹن بینجمن کو مڈ وکٹ کے اوپر سے پُل کرتے ہوئے آگس لوگی کے ہاتھوں کیچ ہو کر ویسٹ انڈیز کی پہلی کامیابی بنے۔ نئے آنے والے بیٹسمین انضمام الحق نے رمیز راجہ کے ساتھ مل کر پاکستانی اننگز کو آگے بڑھایا اور تیسویں اوور تک ٹیم کا اسکور 97رنز تک پہنچانے کے بعد 39 گیندوں پر بغیر کسی باؤنڈری کے 27رنز بنا کر راجر ہارپر کی چینج آف پیس کو سمجھنے میں ناکام ہونے کے جرم میں کارل ہوپر کے ہاتھوں پاکستان کا دوسرا نقصان بن گئے۔ اکتیسویں اوور میں100 کا ہندسہ پار کرنے والی پاکستانی ٹیم نے رمیز راجہ اور جاوید میانداد کی سنچری پارٹنرشپ کی بدولت انچاسویں اوور میں200 کے مجموعے تک رسائی حاصل کی تو اِسی اوور میں جاوید میانداد نے56 گیندوں پر 4چوکوں کی مدد سے سجی اپنی 41ویں ایک روزہ ففٹی بھی مکمل کر لی۔ اننگز کے آخری اوور میں رمیز راجہ نے 157 گیندوں پر 4چوکوں کی مدد سے 100رنز مکمل کر کے ویسٹ انڈیز کے خلاف کسی بھی ورلڈ کپ مقابلے میں سنچری بنانے والے پہلے کھلاڑی بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ رمیز راجہ کے 158 گیندوں پر 4چوکوں کی مدد سے *102ناٹ آؤٹ جبکہ جاوید میانداد

282

کے 61 گیندوں پر 5 چوکوں سے سجے *57 ناٹ آؤٹ رنز کی بدولت پاکستان نے مقررہ 50 اوورز میں 2 وکٹوں کے نقصان پر 220 رنز تک رسائی حاصل کی جن میں 11 اضافی رنز کی مدد بھی شامل تھی۔ راجر ہارپر نے 10 اوورز میں 33 جبکہ ونسٹن بینجمن نے 10 اوورز میں 49 رنز دے کر ایک ایک وکٹ حاصل کی۔ امبروز 10 اوورز میں 40، کارل ہوپر 10 اوورز میں 41 اور میلکم مارشل 10 اوورز میں 53 رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل نہ کر سکے۔

221 رنز کا ہدف حاصل کرنے کے لیے ویسٹ انڈیز کی طرف سے ڈیسمنڈ ہینز اور برائن لارا میدان میں اترے تو 23 ویں اوور میں عامر سہیل کی گیند پر ہینز کی صورت میں ملنے والا پہلا موقع بھی وکٹوں کے پیچھے معین خان نے ضائع کر دیا۔ اسی اوور میں ہینز نے چوکے کی مدد سے اپنی ٹیم کو 100 کا ہندسہ پار کروایا تو ویسٹ انڈیز کی گرفت میچ پر مضبوط ہو چکی تھی۔ چوبیسویں اوور میں برائن لارا نے 63 گیندوں پر اپنی ففٹی مکمل کی اور پھر اگلے اوور میں عامر سہیل کی گیند پر اس بار انہی کے ہاتھوں ڈراپ ہونے والے ڈیسمنڈ ہینز نے بھی اپنے پچاس رنز مکمل کر لیے۔ 37 ویں اوور میں ویسٹ انڈیز کا اسکور بغیر کسی نقصان کے 175 رنز تھا جب وسیم اکرم کی ایک ینچے توڑ گیند نے لارا کو زمین بوس ہونے پر مجبور کر دیا۔ اگرچہ امپائر کی جانب سے LBW کی اپیل مسترد کر دی گئی لیکن لارا اپنے پاؤں پر کھڑے رہنے کے قابل نہ رہے اور 101 گیندوں پر 11 چوکوں کی مدد سے *88 رنز بنانے کے بعد تکلیف کے عالم میں لنگڑاتے ہوئے میدان سے باہر چلے گئے، جس کے بعد کریز پر آنے والے ویسٹ انڈین کپتان رچی رچرڈسن نے 40 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *20 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر ڈیسمنڈ ہینز کے 144 گیندوں پر 7 چوکوں سے سجے *93 ناٹ آؤٹ کا ساتھ دیتے ہوئے 20 ایکسٹراز کی مدد سے 19 گیندیں قبل ہی 221 رنز کا مطلوبہ ہدف حاصل کر لیا تو پاکستانی ٹیم ورلڈ کپ 92ء کے سفر کی پہلی سیڑھی پر 10 وکٹوں کی بھاری بھرکم ناکامی سے دوچار ہو چکی تھی۔ وسیم اکرم 10 اوورز میں 37، عاقب جاوید 8.5 اوورز میں 42، وسیم حیدر 8 اوورز میں 42، اعجاز احمد 6 اوورز میں 29، اقبال سکندر 8 اوورز میں 26 اور عامر سہیل 6 اوورز میں 35 رنز دے کر خالی ہاتھ واپس آئے۔ برائن لارا کو شاندار اننگز پر مردِ میدان قرار دیا گیا۔

ساتواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ زمبابوے

27 فروری کو ہوبارٹ کے مقام پر پاکستانی ٹیم ایونٹ کا ساتواں اور اپنا دوسرا میچ کھیلنے کے لیے اس وقت کی نان ٹیسٹ ٹیم زمبابوے کے خلاف میدان میں اتری جہاں 53 رنز کی فتح کے ساتھ پاکستان نے ٹورنامنٹ میں اپنی پہلی کامیابی کا ذائقہ بھی چکھ لیا۔

زمبابوے کے کپتان ڈیوڈ ہاؤٹن نے ٹاس جیت کر پلیئنگ الیون میں موجود پاکستانی کپتان عمران خان کو پہلے بیٹنگ کرنے کی دعوت دی تو گزشتہ میچ کے سینچورین رمیز راجہ اس بار 16 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے صرف 9 رنز بنانے کے بعد آٹھویں اوور میں 29 کے مجموعی اسکور پر میلکم جرویس کی گیند کو وکٹ کیپر اینڈی فلاور کے ہاتھوں میں محفوظ کروا کے پاکستان کا پہلا نقصان بن گئے۔ 63 کے مجموعی اسکور پر

پاکستان کو دوسرا جھٹکا لگا جب 43 گیندوں پر بغیر کسی باؤنڈری کے 14 رنز بنانے والے انضام الحق آئن بوچارٹ کی بال پر ایڈو برانڈیز کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ اکتیسویں اوور میں جاوید میانداد کے ساتھ مل کر ٹیم کو 100 کا ہندسہ عبور کروانے والے عامر سہیل نے خود اپنی سینچری اور پھر میانداد کے ساتھ سینچری شراکت کی مدد سے پاکستان کو 200 کا ہندسہ بھی پار کروا دیا۔ 208 کے مجموعی اسکور پر عامر سہیل کی 136 گیندوں پر 12 چوکوں کی مدد سے سجی 114 رنز کی اننگز کا خاتمہ بوچارٹ کی گیند پر اینڈی پائیکرافٹ کے کیچ کے ذریعے ہوا۔ 94 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 89 رنز بنانے والے جاوید میانداد اننگز کے آخری اوور میں بوچارٹ کے ہاتھوں LBW ہو کر پاکستان کا چوتھا نقصان بنے تو پاکستان کا اسکور 253 رنز تک پہنچ چکا تھا۔ سلیم ملک کے 12 گیندوں پر *14 ناٹ آؤٹ اور وسیم اکرم کے ایک گیند پر *1 ناٹ آؤٹ کے ساتھ 13 ایکسٹراز نے مل کر مقررہ 50 اوورز میں پاکستان کا اسکور 254 تک پہنچاتے ہوئے زمبابوے کے لیے 255 رنز کا ہدف کھڑا کیا۔ بوچارٹ 10 اوورز میں 57 رنز دے کر 3 جبکہ جرویس 10 اوورز میں 52 رنز دے کر ایک وکٹ کے حقدار ٹھہرے، جان ٹرائیکوس 10 اوورز میں 63، ایڈو برانڈیز 10 اوورز میں 49 اور علی شاہ 10 اوورز میں 24 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

255 رنز کے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی زمبابوین ٹیم کو 14 کے مجموعی اسکور پر اپنے سب سے بہترین بیٹسمین اینڈی فلاور سے محروم ہونا پڑا جو 21 گیندوں پر 6 رنز بنا کر وسیم اکرم کی بال پر سلپ میں انضام کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ اسی اسکور پر وسیم اکرم نے 4 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے اینڈی پائی کرافٹ کی وکٹیں بکھیر کر ایک روزہ میچوں میں اپنے 150 شکار بھی مکمل کر لیے۔ 61 گیندوں پر کیون آرنوٹ کے 7 رنز کی بیزار کن مزاحمت کا خاتمہ اقبال سکندر کی گیند پر وسیم اکرم کے کیچ کی صورت میں ہوا تو زمبابوے کی ٹیم 33 رنز پر 3 وکٹوں سے محروم ہو چکی تھی۔ کپتان ڈیوڈ ہاؤٹن کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کو 100 کا آنکڑہ پار کروانے والے علی شاہ 58 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے کے بعد 103 کے مجموعی اسکور پر داغ مفارقت دے گئے جنہیں عامر سہیل نے بولڈ کیا۔ ہاؤٹن بھی زیادہ دیر اپنے ساتھی کی جدائی برداشت نہ کر سکے اور صرف پانچ رنز کے فرق سے اپنی ٹیم کا پانچواں نقصان بن گئے۔ ان کی اننگز میں 82 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 44 رنز شامل تھے جس کا خاتمہ عامر سہیل ہی کی گیند پر رمیز راجہ کے ہاتھوں میں ہوا۔ پاکستان کو اگلی کامیابی کے لیے 79 مزید رنز کا انتظار کرنا پڑا جب 187 کے مجموعی اسکور پر عاقب جاوید نے میچ زمبابوے کے ہاتھوں سے نکلتا دیکھ کر اسکور کی رفتار میں تیزی لانے کی کوشش کرنے والے آئن بوچارٹ سے جاوید میانداد کے ہاتھوں پیچھا چھڑوا دیا۔ بوچارٹ نے 27 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنائے۔ ایڈو برانڈیز کے 3 گیندوں پر *2 ناٹ آؤٹ جبکہ جان ٹرائیکوس کے 7 گیندوں پر *8 ناٹ آؤٹ رنز کی مدد سے زمبابوے کی ٹیم مقررہ 50 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر صرف 201 رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی جن میں 24 ایکسٹراز کا حصہ بھی شامل تھا۔ وسیم اکرم نے 10 اوورز میں 21 رنز دے کر 3، عامر سہیل نے 6 اوورز میں 26 رنز دے کر 2 جبکہ اقبال سکندر نے 10 اوورز میں 35 اور عاقب

جاوید نے 10اوورز میں 49رنز دے کر ایک ایک وکٹ کا سودا کیا۔ مشتاق احمد 10اوورز میں 34اور سلیم ملک 4اوورز میں 18رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ میچ کے بہترین کھلاڑی کا اعزاز عامر سہیل کے حصے میں آیا۔

تیرہواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ

یکم مارچ1992ءکو ایڈیلیڈ کے بادلوں سے گھرے آسمان تلے ورلڈ کپ کے تیرہویں اور اپنے تیسرے معرکے کے لیے پاکستانی ٹیم انگلینڈ کے خلاف میدان میں اتری تو یہ میچ اس ایونٹ میں پاکستان کے لیے بیک وقت ایک بھیانک خواب کے ساتھ ساتھ خوش قسمتی کی علامت بھی ثابت ہوا کیونکہ 74 کے اسکور پر تمام پاکستانی ٹیم آؤٹ ہونے کے بعد بارش کی مداخلت نے میچ کو بے نتیجہ بنا کر نہ صرف پاکستان کو ایک بھاری بھرکم شکست سے بچا لیا بلکہ ایک ایسا قیمتی پوائنٹ بھی فراہم کر دیا جو آگے چل کر پاکستان کی سیمی فائنل تک رسائی کا باعث بنا۔ پاکستانی کپتان عمران خان ایک بار پھر کندھے کی تکلیف کے باعث پلیئنگ الیون میں شامل نہ ہوئے جن کی جگہ دوبارہ جاوید میانداد کو ٹیم کی کمان سنبھالنا پڑی۔

برطانوی کپتان گراہم گوچ نے ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے بیٹنگ کے لیے میدان میں اتارا تو 5 کے مجموعی اسکور پر رمیز راجہ 10 گیندوں پر ایک رن بنانے کے بعد فلپ ڈیفریٹس کی بال پر ڈرمٹ ریو کے ہاتھوں پوائنٹ پر کیچ آؤٹ ہو گئے۔ نئے آنے والے انضمام الحق بھی پہلی ہی گیند پر بغیر کوئی رن بنائے ڈیفریٹس کا نشانہ بن گئے جن کا کیچ دوسری سلپ پر بوتھم کے ہاتھوں سے نکلنے کے بعد وکٹ کیپر ایلک اسٹیورٹ نے ڈائیو لگا کر پکڑ لیا۔ 14 کے مجموعی اسکور پر ڈیرک پرنگل نے 22 گیندیں کھیل کر 3رنز بنانے والے پاکستانی کپتان جاوید میانداد کی وکٹیں بکھیریں تو بارش سے قبل ہی پاکستانی بیٹنگ کے طوفان میں اجڑنے کی پیشن گوئی ہو چکی تھی۔ تیرہویں اوور میں پاکستان کا اسکور 20 تک پہنچا تو 39 گیندوں پر 9رنز بنانے والے عامر سہیل بھی دغا دے گئے جن کی چھٹی ڈیرک پرنگل نے اپنی ہی گیند پر شاندار کیچ کے ذریعے کی۔ زخمی عمران خان کی جگہ ٹیم میں آنے والے اعجاز احمد 15 گیندیں کھیل کر بھی اپنا کھاتہ نہ کھول سکے اور بالآخر 16ویں اوور میں گلیڈ سٹون سمال کی باہر نکلتی بال کو چھیڑنے کے جرم میں کیپر ایلک اسٹیورٹ کے ہاتھوں کیچ ہو کر 32رنز پر پاکستان کا پانچواں نقصان بن گئے۔ مجموعی اسکور میں تین رنز کے اضافے سے 13 گیندوں پر ایک رن بنانے والے وسیم اکرم بھی انیسویں اوور میں بوتھم کی گیند پر ان سائیڈ ایج کے ذریعے بولڈ ہو کر واپسی کی راہ پا گئے۔ سلیم ملک کی 20 گیندوں پر 3چوکوں کی مدد سے 17 رنز کی مزاحمت بھی 42 کے مجموعی اسکور پر اس وقت دم توڑ گئی جب اکیسویں اوور میں بوتھم کی گیند پر ریو نے سلپ میں ان کا کیچ لیا۔ 47رنز تک پہنچتے پہنچتے پاکستان کو معین خان کی صورت میں آٹھواں جھٹکا بھی سہنا پڑا جو ستائیسویں اوور میں 14 گیندوں پر 2رنز بنا کر گریم ہک کے کیچ کی بدولت سمال کی وکٹ بنے۔ میچ میں پاکستانی اننگز کی سب سے بڑی 15رنز کی پارٹنرشپ 62 کے مجموعی اسکور پر اختتام کو پہنچی جب 46 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 13رنز بنانے والے وسیم حیدر، مشتاق احمد کا ساتھ چھوڑ گئے، جن کو ریو نے چونتیسویں اوور میں وکٹوں کے

پیچھے ایلک اسٹیورٹ کے ہاتھوں کیچ آؤٹ کروا دیا۔ پاکستان کی آخری گرنے والی وکٹ مشتاق احمد کی تھی جو42 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 17 رنز بنانے کے بعد پرنگل کی گیند پر ریو کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے، یوں پوری پاکستانی بیٹنگ لائن انگلش باؤلنگ کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہوئے 40.2اوورز میں74 کے اسکور پر زمین بوس ہو چکی تھی۔ پاکستان کے واحد ناقابلِ شکست بیٹسمین عاقب جاوید رہے جنھوں نے21 گیندوں پر ایک رن بنایا۔10 ایکسٹراز کی مدد بھی پاکستان کی تباہ حالی کا خاطرخواہ مداوا نہ کر سکی اور پاکستان نہ صرف اس وقت اپنی ون ڈے تاریخ کے کم ترین اسکور پر ڈھیر ہو گیا بلکہ یہ ورلڈ کپ میں کسی ٹیسٹ ٹیم کا کم ترین اسکور بھی تھا۔ پاکستان کے صرف تین کھلاڑی دوہرے ہندسے میں داخل ہو سکے۔ انگلینڈ کی طرف سے ڈیرک پرنگل نے 8.2 اوورز میں 5 میڈن کرتے ہوئے8 رنز دے کر 3 وکٹیں حاصل کیں جبکہ آئن بوتھم10 اوورز میں4 میڈن سمیت 12، گلیڈسٹون سمال10 اوورز میں29 اور فلپ ڈیفریٹس 7اوورز میں 22 رنز دے کر 2,2 وکٹوں کے ساتھ نمایاں رہے۔ ڈرمٹ ریو 5اوورز میں 3 میڈن سمیت2 رنز دے کر1 وکٹ کے حقدار ٹھہرے۔

75 رنز کے آسان ہدف کے لیے انگلینڈ نے اپنے اوپنرز میدان میں اتارے تو بارش ہی وہ واحد امید تھی جو پاکستان کی شکست کو ٹال سکتی تھی۔ میچ کے پانچویں اوور میں وسیم اکرم نے برطانوی کپتان گراہم گوچ کو14 گیندوں پر3 رنز بنانے کے بعد معین خان کے ہاتھوں کیچ کروا کے 14 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو پہلی کامیابی دلوائی۔ انگلینڈ کا اسکور 6اوورز میں 1 وکٹ کے نقصان پر 17 رنز تھا جب بارش کی مداخلت کے سبب کھیل کو روکنا پڑا۔ وقفے کی طوالت کے باعث لنچ کے بعد کھیل کے دوبارہ آغاز پر انگلینڈ کو ڈک ورتھ اینڈ لوئس سسٹم کے تحت16 اوورز میں64 رنز کا نظرثانی شدہ ٹارگٹ ملا جس کا مطلب تھا کہ انگلینڈ کو اب جیت کے لیے 10 اوورز میں47 رنز مزید درکار تھے۔8اوورز کے اختتام پر جب انگلینڈ کا اسکور ایک وکٹ کے نقصان پر 24 رنز تھا اور آئن بوتھم22 گیندوں پر *6 جبکہ رابن سمتھ13 گیندوں پر *5 ناقابلِ شکست رنز کے ساتھ وکٹ پر موجود تھے تو ایک مرتبہ پھر بارش پاکستان کے لیے رحمت بن کر آئی جس کی وجہ سے کھیل رُکا تو پھر دوبارہ شروع نہ ہو سکا اور میچ کو بِلانتیجہ قرار دے کر دونوں ٹیموں کو ایک ایک پوائنٹ دے دیا گیا۔ یہی ایک پوائنٹ آگے چل کر پاکستان کے لیے سیمی فائنل تک رسائی کی کنجی ثابت ہوا۔ پاکستان کی طرف سے وسیم اکرم نے3اوورز میں 7 رنز دے کر اکلوتی وکٹ حاصل کی جبکہ عاقب جاوید 3اوورز میں7 اعجاز احمد ایک اوور میں5 اور وسیم حیدر ایک اوور میں ایک رن دے کر خالی ہاتھ رہے۔ انگلینڈ کے 24 رنز میں سے 10 پاکستانی باؤلرز کی طرف سے ایکسٹراز کی مد میں دیئے گئے۔

سولھواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

4 مارچ1992ء کو سڈنی میں ٹورنامنٹ کے سولھویں میچ کے لیے روایتی حریف پاکستان اور بھارت میدان میں اترے تو یہ ورلڈ کپ کی تاریخ کا پہلا موقع تھا جب دونوں ٹیمیں اس ایونٹ میں آمنے سامنے آئیں۔ بھارت نے اس میچ میں43 رنز سے کامیابی حاصل کر کے مذکورہ ایڈیشن میں کسی بھی ٹیسٹ ٹیم

کے خلاف اپنی اکلوتی فتح کا اندراج کروایا۔عمران خان کندھے کی انجری کے بعد ایک مرتبہ پھر ٹیم میں واپس آئے۔ پاکستان کے سلو اوور ریٹ کی وجہ سے دونوں ٹیموں کی اننگز کو 49 اوورز تک محدود کر دیا گیا۔

بھارتی کپتان محمد اظہر الدین نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا تو تیسرے اوور میں 8 کے مجموعی اسکور پر معین خان، وسیم اکرم کی گیند پر سری کانت کا کیچ کرنے میں چُوک گئے، لیکن سری کانت اس کا خاطرخواہ فائدہ نہ اٹھا سکے اور دسویں اوور میں جب بھارت کا اسکور 25 رنز تھا تب 39 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے بھارتی اوپنر کے بلے سے لگتی ہوئی عاقب جاوید کی بال معین ہی کے ہاتھوں میں محفوظ ہوگئی۔ عادت سے مجبور سری کانت نے وکٹ چھوڑنے میں حیل و حجت سے کام لیا لیکن امپائر کی فضاء میں بلند انگلی ان کو باہر کا راستہ دکھا چکی تھی۔ انیسویں اوور میں 50 رنز پورے کرنے والی بھارتی ٹیم کو پچیسویں اوور میں 86 کے مجموعی اسکور پر دوسرا نقصان اٹھانا پڑا جب 48 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 32 رنز بنانے والے بھارتی کپتان محمد اظہر الدین، مشتاق احمد کی بال پر وکٹوں کے پیچھے معین خان کے ہاتھوں قابو آ گئے۔ اٹھائیسویں اوور میں تہرا ہندسہ عبور کرنے والی بھارتی ٹیم کو اسی اوور میں 101 کے مجموعی اسکور پر اپنی تیسری وکٹ سے بھی ہاتھ دھونا پڑے جب وسیم حیدر کی بال پر 77 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 46 رنز بنانے والے اجے جدیجا کا ایک نسبتاً نیچے رہ جانے والا شاٹ زاہد فضل نے مڈ وکٹ پر نہایت خوبصورت انداز میں کیچ کرلیا، جدیجا نے بھی ساتھی اوپنر کی طرح وکٹ چھوڑنے سے قبل اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن دونوں امپائرز کی باہمی مشاورت کے بعد انہیں بھی واپسی کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ بھارتی اننگز کے چالیسویں اوور میں 41 گیندیں کھیل کر 24 رنز بنانے والے ونود کامبلی، انضمام الحق کے کیچ کے ذریعے مشتاق احمد کی وکٹ بنے اور پھر ایک رن کے اضافے سے نئے آنے والے سنجے منجریکر بھی مشتاق کے ہاتھوں بولڈ ہو کر گولڈن ڈک کا تحفہ لے بیٹھے تو 148 کے اسکور پر بھارت کی پانچ وکٹیں گر چکی تھیں۔ ٹنڈولکر ایک اینڈ سنبھال کر کھیل رہے تھے جن کا ساتھ دینے کے لیے کپیل دیو کریز پر آئے اور نسبتاً تیز بیٹنگ کرتے ہوئے اپنی ٹیم کا مجموعہ 200 سے پار کروا دیا۔ سینتالیسویں اوور میں سچن ٹنڈولکر کی ففٹی 57 گیندوں پر مکمل ہوئی اور پھر اگلے اوور میں 208 کے اسکور پر بھارت کو چھٹا نقصان اٹھانا پڑا جب 26 گیندوں پر 2 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 35 رنز بنانے والے کپیل دیو، عاقب جاوید کی بال پر عمران خان کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ انچاسویں اور آخری اوور میں وسیم اکرم کے ایک یارکر نے کرن مورے کو گھٹنوں کے بل جانے پر مجبور کیا تو اس دوران دوسری طرف موجود ٹنڈولکر اسٹرائیک لینے کے چکر میں تھے لیکن اس سے قبل کہ مورے سنبھل کر دوسرے اینڈ تک پہنچتے وسیم کی ڈائریکٹ تھرو نے 4 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے بھارتی کیپر کو واپسی کا راستہ دکھا کر اسکور 213 پر 7 کر دیا۔ سچن ٹنڈولکر کے 62 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے ناقابلِ شکست *54 رنز کی بدولت بھارت نے مقررہ 49 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 216 رنز تک رسائی حاصل کی جن میں 14 ایکسٹراز کا حصہ بھی شامل تھا۔ منوج پربھاکر ایک گیند پر *2 رنز بنا کر ناٹ آؤٹ واپس آئے۔ پاکستان کی طرف سے مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 59 رنز دے کر 3 وکٹیں، عاقب جاوید نے 8 اوورز میں 28 رنز دے کر 2 وکٹیں جبکہ وسیم

حیدر نے 10 اوورز میں 36 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ وسیم اکرم 10 اوورز میں 45، عمران خان 8 اوورز میں 25 اور عامر سہیل 3 اوورز میں 20 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

49 اوورز میں 217 رنز کے حصول کی خاطر نکلنے والی پاکستانی ٹیم کا زخمی رمیز راجہ کی جگہ انضمام الحق سے اوپننگ کروانے کا تجربہ تیسرے ہی اوور میں ناکام ثابت ہو گیا جب کپیل دیو نے 8 کے مجموعی اسکور پر 6 گیندیں کھیل کر 2 رنز بنانے والے اِنضی کو ایل بی ڈبلیو کر دیا۔ ورلڈ کپ میں اپنا پہلا میچ کھیلنے والے زاہد فضل بھی کوئی خاطر خواہ کارکردگی دکھائے بغیر 9 گیندوں پر 2 رنز بنانے کے بعد پربھاکر کی آؤٹ سوئنگر کو چھیڑنے کے جرم میں کرن مورے کے ہاتھوں کیچ ہو کر 17 کے اسکور پر پاکستان کا دوسرا نقصان بن گئے۔ تیسری وکٹ پر جاوید میانداد، عامر سہیل کا ساتھ دینے کے لیے آئے تو دونوں کھلاڑیوں نے ابتدائی زخموں کی مرہم پٹی کرتے ہوئے سولہویں اوور میں پاکستان کو پچاس اور انتیسویں اوور میں سو کا ہندسہ عبور کروا دیا۔ اکتیسویں اوور میں 105 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو تیسرا نقصان برداشت کرنا پڑا جب 95 گیندوں پر 6 چوکوں کی مدد سے 62 رنز بنانے والے عامر سہیل، ٹنڈولکر کی گیند کو مڈ وکٹ پر کھڑے سری کانت کے ہاتھوں میں تھما گئے۔ چونتیسویں اوور میں 127 کے مجموعی اسکور پر 9 گیندوں پہ 2 چوکوں کی مدد سے 12 رنز بنانے والے سلیم ملک بھی پربھاکر کی باہر جاتی ہوئی گیند کو چھیڑنے کے جرم میں مورے کے ہاتھوں کیچ ہو کر پاکستان کا چوتھا نقصان بن گئے جنہیں درحقیقت اسکور میں تیزی لانے کی کوشش مہنگی پڑ گئی۔ سینتیسویں اوور میں عمران خان نے راجو کی بال کو دفاعی انداز میں کھیلا تو جاوید میانداد سنگل لینے کے لیے دوڑ چکے تھے۔ عمران ایک لمحے کے لیے ہچکچائے اور پھر نان اسٹرائیکر اینڈ کی طرف بھاگے لیکن اس دوران کرن مورے اور راجو کا گٹھ جوڑ اپنا کام دکھا چکا تھا۔ 5 گیندوں پر بِنا کوئی رن بنائے پاکستانی کپتان کی واپسی کے ساتھ 130 رنز پر پاکستان کی آدھی ٹیم واپس ڈریسنگ روم میں پہنچ چکی تھی۔ انتالیسویں اوور میں راجو کی بال پر نئی زندگی پانے والے وسیم اکرم ملنے والے موقع کا خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکے اور اسی اوور میں 8 گیندوں پر 4 رنز بنانے کے بعد مورے کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہو کر 141 کے اسکور پر پاکستان کی گرنے والی چھٹی وکٹ بن گئے۔ اگلے اوور میں اسی اسکور پر سری ناتھ کا یارکر 110 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 40 رنز بنانے والے جاوید میانداد کی وکٹیں اڑا گیا تو پاکستان کی میچ میں فتح کی امیدیں بھی دم توڑ چکی تھیں۔ تینتالیسویں اوور میں 161 کے مجموعی اسکور پر 12 گیندیں کھیل کر 12 رنز بنانے والے معین خان، کپیل دیو کو پوائنٹ کے اوپر سے کھیلنے کی کوشش میں منجریکر کو کیچ دے بیٹھے اور پھر پینتالیسویں اوور میں 166 کے اسکور پر 4 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے مشتاق احمد بھی اظہر الدین اور کپیل دیو کی کاوش سے رن آؤٹ ہو گئے تو بھارت جیت سے صرف ایک وکٹ کے فاصلے پر تھا جو انچاسویں اوور کی پہلی بال پر سری ناتھ نے 24 گیندوں پر 13 رنز بنانے والے وسیم حیدر کو بولڈ کر کے اپنی ٹیم کی جھولی میں ڈال دی۔ 48.1 اوورز میں 173 رنز پر آل آؤٹ ہونے والی پاکستانی ٹیم نے 43 رنز کی شکست کے ساتھ ورلڈ کپ میں بھارت کے خلاف شکستوں کے اس سفر کا آغاز کیا جو ایک روزہ کرکٹ کے عالمی کپ مقابلوں میں تادمِ تحریر 29 سال گزرنے کے بعد بھی جاری

ہے۔عاقب جاوید 12 گیندوں پر ایک ناٹ آؤٹ رن بنا کر واپس آئے جبکہ 22 ایکسٹراز بھی پاکستان کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ پربھاکر نے 10 اوورز میں 22، کپیل دیو نے 10 اوورز میں 30 جبکہ سری ناتھ نے 8.1 اوورز میں 37 رنز دے کر 2،2 وکٹیں حاصل کیں۔ ٹنڈولکر 10 اوورز میں 37 اور راجو 10 اوورز میں 41 رنز دے کر ایک ایک وکٹ لینے میں کامیاب رہے۔ سچن ٹنڈولکر کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

بائیسواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ جنوبی افریقہ

8 مارچ کو برسبین میں پاکستان اور جنوبی افریقہ کی ٹیمیں اپنے پانچویں اور ورلڈ کپ کے بائیسویں میچ کے لیے مدِ مقابل آئیں تو انگلینڈ کے خلاف پاکستان کو واضح شکست سے بچانے والی بارش یہاں پاکستان کا کام تمام کر گئی۔ ٹاس جیت کر پہلے فیلڈنگ کرنے کا فیصلہ پاکستانی کپتان عمران خان کو مہنگا پڑ گیا جنہوں نے پوسٹ میچ میں بارش کے قانون پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا۔ پاکستان کے اِن فارم بیٹسمین جاوید میانداد تیز بخار کی وجہ سے اس میچ میں شرکت نہ کر سکے جن کی جگہ اعجاز احمد کو ٹیم میں شامل کیا گیا۔

دعوت ملنے کے بعد پہلے بیٹنگ کے لیے اترنے والی جنوبی افریقی ٹیم کو 31 کے مجموعی اسکور پر آٹھویں اوور میں اپنے کپتان کیپلر ویسلز سے محروم ہونا پڑا جو 24 گیندوں پر 7 رنز بنانے کے بعد عاقب جاوید کی بال پر وکٹوں کے پیچھے معین خان کے ہاتھوں کیچ ہوئے۔ پہلی وکٹ کھونے کے بعد اینڈریو ہڈسن اور مارک رشمیر نے محتاط انداز میں اننگز کو آگے بڑھایا اور پندرہویں اوور میں ٹیم کو پچاس کا ہندسہ عبور کروانے کے بعد ہڈسن نے چوبیسویں اوور میں اپنی ففٹی بھی 72 گیندوں پر مکمل کر لی۔ چھبیسویں اوور میں 98 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو دوسری کامیابی میسر ہوئی جب 77 گیندوں پر 8 چوکوں کی مدد سے 54 رنز بنانے والے اینڈریو ہڈسن مڈ وکٹ پر اعجاز احمد کے ہاتھوں کیچ ہو کر عمران خان کی وکٹ بن گئے۔ ستائیسویں اوور میں تہرا ہندسہ عبور کرنے والی جنوبی افریقی ٹیم کو 110 کے مجموعی اسکور پر تیسویں اوور میں 12 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ایڈرین کوپر سے محروم ہونا پڑا جن کا کیچ عمران خان کی بال پر معین خان نے اسکوائر لیگ کی طرف دوڑتے ہوئے کیا۔ اگلے اوور میں ایک رن کے اضافے سے 70 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 35 رنز بنانے والے رشمیر کی بھی چھٹی ہو گئی جو مشتاق احمد کی بال کو مڈ وکٹ پر عامر سہیل کے ہاتھوں میں دے کر اپنی ٹیم کا چوتھا نقصان بنے۔ چھتیسویں اوور میں 127 کے اسکور پر پاکستان کو پانچویں کامیابی اقبال سکندر کے ہاتھوں نصیب ہوئی جنہوں نے 17 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے جونٹی رہوڈز کو ایل بی ڈبلیو کر دیا۔ چھٹی وکٹ پر ہینسی کرونیے اور برائن میک مِلن کی جوڑی یکجاء ہوئی جس نے گرتی ہوئی وکٹوں کے سلسلے میں تعطل پیدا کرتے ہوئے رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھایا، اس دوران سینتیسویں اوور میں وسیم اکرم کی مس فیلڈ پر میک ملن کا ایک چوکا نکلا پھر پینتالیسویں اوور میں انضمام کے ہاتھوں کرونیے کا ڈراپ کیچ بھی باؤنڈری سے باہر چلا گیا اور اگلے اوور میں وسیم کی نو بال پر بولڈ ہونے والے میک ملن نے اعجاز کی مس فیلڈ پر دو رنز بھی بنا لئے تو کپتان عمران خان کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ اڑتالیسویں اوور میں 198 کے مجموعی اسکور پر

بالآخر پاکستان کو چھٹی کامیابی نصیب ہوئی جب وسیم اکرم نے 42 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 33 رنز بنانے والے میک ملن کو بولڈ کر دیا۔ انچاسویں اوور میں پاکستان کی ایک اور وکٹ نو بال کی بھینٹ چڑھ گئی جب عاقب کی گیند پر رچرڈسن کا کیچ اعجاز احمد کے ہاتھوں میں جا چکا تھا۔ آخری اوور میں وسیم اکرم نے 10 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ڈیوڈ رچرڈسن کو 207 کے مجموعی اسکور پر بولڈ کیا جس کے بعد 53 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے *47 ناقابلِ شکست رنز بنانے والے ہینسی کرونیے اور ایک گیند پر ایک ناٹ آؤٹ رن بنانے والے رچرڈ سنیل نے 19 ایکسٹراز کی مدد سے جنوبی افریقہ کو مقررہ 50 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 211 رنز تک رسائی دِلوا دی جس میں بہت بڑا ہاتھ ناقص پاکستانی فیلڈنگ کا بھی تھا۔ عمران خان نے 10 اوورز میں 34 اور وسیم اکرم نے 10 اوور میں 42 رنز دے کر 2، 2 جبکہ اقبال سکندر نے 8 اوورز میں 30، مشتاق احمد نے 8 اوورز میں 35 اور عاقب جاوید نے 7 اوورز میں 36 رنز دے کر ایک ایک وکٹ حاصل کی۔ اعجاز احمد 7 اوورز میں 26 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

212 رنز کے ہدف کے تعاقب میں پاکستان کی طرف سے عامر سہیل اور زاہد فضل اننگز کا آغاز کرنے کے لیے اترے جنھوں نے محتاط انداز میں کھیلتے ہوئے چودھویں اوور میں 84 گیندوں پر ففٹی پارٹنر شپ مکمل کر لی، لیکن ففٹی کی یہ خوشی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ اگلی ہی بال پر 47 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 23 رنز بنانے والے عامر سہیل کو رچرڈ سنیل نے بولڈ کر کے پاکستان کو پہلا جھٹکا دے دیا۔ اگلے اوور میں اسی اسکور پر دوسرے اوپنر زاہد فضل کی بھی چھٹی ہو گئی جو 41 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 11 رنز بنانے کے بعد میک ملن کی بال کو دفاعی انداز میں کھیلتے ہوئے وکٹ کیپر رچرڈسن کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ تیسری وکٹ پر انضمام الحق اور کپتان عمران خان یکجا ہوئے تو بارش کے منڈلاتے ہوئے خطرات کے پیشِ نظر رنز کی رفتار میں تیزی لانے کا فیصلہ کیا گیا مگر 21.3 اوورز کے بعد جب پاکستان کا اسکور 2 وکٹوں کے نقصان پر 74 رنز تک پہنچا تھا تو تیز بارش نے آن لیا جس کے بعد امپائرز نے مزید کھیل جاری رکھنے سے انکار کر دیا۔ عمران خان اگرچہ امپائرز کے فیصلے سے ناخوش بیٹنگ جاری رکھنا چاہتے تھے لیکن امپائرز کے نزدیک اتنی تیز بارش میں کھیل کا جاری رہنا ناممکن تھا۔ ایک گھنٹے کے تعطل کے بعد جب کھیل دوبارہ شروع ہوا تو نظرثانی شدہ ٹارگٹ میں عمران خان کا خدشہ حقیقت بن کر سامنے آ گیا کیونکہ اب پاکستان کو 36 اوورز میں 194 رنز کا نیا ٹارگٹ ملا تھا یعنی صرف 18 رنز کا فرق پاکستان کو 14 اوورز کی قربانی کے ساتھ نصیب ہوا۔ یوں 21.3 اوورز میں 74 رنز پر کھیلنے والی ٹیم کو اب مزید 87 گیندوں پر فتح کے لیے 120 رنز درکار تھے جب انضمام اور عمران خان دوبارہ بیٹنگ کرنے کے لیے میدان میں اترے۔ ستائیسویں اوور میں انضمام الحق نے چوکے کے ساتھ ففٹی پارٹنر شپ اور ٹیم کے سو رنز بھی مکمل کر لیے۔ انتیسویں اوور میں 119 کے مجموعی اسکور پر انضمام کو ایک بڑا شاٹ کھیلنے کی کوشش میں رچرڈ سنیل کے ہاتھوں نئی زندگی ملی لیکن اکتیسویں اوور میں جب پاکستان کا اسکور بڑھتا ہوا 135 تک پہنچ چکا تھا، میک ملن کی بال انضمام الحق کے پیڈز سے لگ کر پوائنٹ کی طرف گئی، انضمام سنگل لینا چاہتے تھے لیکن عمران خان نے منع کر دیا، جونہی

انضمام واپس پلٹے گیند کو فیلڈ کرنے والے جونٹی رہوڈز نے سپرنٹ لگانے کے بعد ہوا میں تیرتے ہوئے رن آؤٹ کا ایک ایسا شاندار مظاہرہ پیش کیا جس نے نہ صرف رہوڈز کو کرکٹ کی تاریخ میں امر کر دیا بلکہ کرکٹ کے کھیل میں فیلڈنگ کی اہمیت کے اس دور کا آغاز بھی کیا جو آج بیٹنگ اور باؤلنگ کے ساتھ کسی ٹیم کی طاقت کا لازمی حصہ سمجھی جاتی ہے۔ 44 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 48 رنز بنانے والے انضمام الحق کی جدائی عمران خان سے بھی برداشت نہ ہوسکی جو ایک گیند اور ایک رن کے فرق سے وکٹ کیپر رچرڈسن کے ہاتھوں میک مِلن کی وکٹ بن کر 136 کے اسکور پر پاکستان کا چوتھا نقصان بن گئے۔ کپتان نے 52 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 34 رنز اسکور کئے۔ تینتیسویں اوور میں وسیم اکرم نے ڈونالڈ کو چوکا مار کر 150 رنز کا ہندسہ عبور کروایا تو پاکستان فتح سے اب بھی 44 رنز دور تھا۔ چونتیسویں اوور میں کوپَر کی بال پر 11 گیندیں کھیل کر 12 رنز بنانے والے سلیم ملک کی ڈیپ مِڈ وکٹ پر ڈونالڈ کے ہاتھوں اور پھر اسی اوور میں 7 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 9 رنز بنانے والے وسیم اکرم کی مڈ آن پر سنیل کے ہاتھوں واپسی کے ساتھ 157 رنز پر 6 وکٹیں کھوکر پاکستان کی میچ میں شکست یقینی ہوچکی تھی۔ کوپَر نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اسی اوور میں 3 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 6 رنز بنانے والے اعجاز احمد کی بھی جونٹی رہوڈز کے ہاتھوں چھٹی کروا کر پاکستان کا مجموعہ 163 پر 7 کر دیا۔ چھتیسویں اور اننگز کے آخری اوور میں 4 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے مشتاق احمد میک مِلن اور رچرڈسن کے گٹھ جوڑ کا شکار ہوکر 171 رنز پر پاکستان کا آٹھواں نقصان بنے۔ معین خان کے 5 گیندوں پر *5 ناٹ آؤٹ ،اقبال سکندر کے 3 گیندوں پر *1 ناٹ آؤٹ اور 20 ایکسٹراز کی مدد سے پاکستان کی ٹیم مقررہ 36 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر صرف 173 رنز تک ہی رسائی حاصل کر پائی اور 20 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ کوپَر نے 6 اوورز میں 40 رنز دے کر 3، میک مِلن نے 7 اوورز میں 34 رنز دے کر 2 جبکہ رچرڈ سنیل نے 8 اوورز میں 26 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ ڈونالڈ اور میرک پرنگل 7,7 اوورز میں 31,31 اور ہینسی کرونیے ایک اوور میں 9 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ اینڈریو ہڈسن کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔ اس شکست کے بعد اب پاکستانی ٹیم کے لیے یہ ٹورنامنٹ ناک آؤٹ مرحلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ آدھے سے زیادہ میچ گزر جانے کے بعد بھی پاکستانی ٹیم پوائنٹس ٹیبل پر تمام ٹیسٹ ٹیموں سے نیچے موجود تھی جس کے بعد آخری نمبر زمبابوے کا تھا۔ اب پاکستان کو آنے والے تینوں میچوں میں نہ صرف ہر صورت فتح یاب ہونا تھا بلکہ دوسری ٹیموں کے میچوں کے نتائج پر بھی نظر رکھنی تھی۔

چھبیسواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

11 مارچ 1992ء کو پرتھ کے مقام پر ٹورنامنٹ کے چھبیسویں میچ میں پاکستان کا مقابلہ دفاعی چیمپئن اور ٹورنامنٹ کی میزبان آسٹریلیا کی ٹیم سے ہوا تو اس سے قبل پورے ٹورنامنٹ میں دونوں ٹیموں کی مایوس کن کارکردگی کا سلسلہ جاری تھا۔ آدھے سے زیادہ میچز گزر جانے کے بعد بھی پاکستان کی پوائنٹس ٹیبل پر اس وقت تک کی نان ٹیسٹ پلیئنگ ٹیم زمبابوے سے اوپر پوزیشن بھی صرف زمبابوے ہی کے خلاف کامیابی

کے دو اور انگلینڈ کے خلاف یقینی شکست سے بچا لانے والی بارش کے ایک پوائنٹ کی مرہونِ منت تھی۔ دوسری طرف آسٹریلوی ٹیم بھی پاکستان سے اوپر ساتویں نمبر پر براجمان تھی جسے پانچ میچز میں اس وقت تک کی کمزور سمجھی جانے والی سری لنکن ٹیم کے علاوہ صرف بھارت کے خلاف کسی حد تک بارش کی مہربانی سے حاصل ہوئی ایک رن کی فتح نے چار پوائنٹس کے ساتھ یہ پوزیشن دِلا رکھی تھی۔ پاکستان کے لیے یہ مقابلہ خصوصاً ناک آؤٹ کی حیثیت رکھتا تھا جہاں فتح سیمی فائنل تک رسائی کی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری تھی اور یہیں سے عمران کے دیوار سے لگے شیروں نے پلٹ کر وار کرتے ہوئے نہ صرف کینگروز سے چار سال قبل لاہور میں ہونے والی ورلڈ کپ سیمی فائنل کی شکست کا بدلہ لے لیا بلکہ فتوحات کے اس سفر کی ابتداء بھی کی جس کی انتہاء ورلڈ چیمپئن کے ٹائٹل تک رسائی تھی۔

ٹاس جیت کر عمران خان نے پہلے خود بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ جاوید میانداد بیماری اور رمیز راجہ کندھے کی انجری کے بعد دوبارہ پلیئنگ الیون کا حصہ بنے۔ پاکستانی اوپنرز عامر سہیل اور رمیز راجہ نے کپتان کے فیصلے کی لاج رکھتے ہوئے پندرہویں اوور میں بغیر کسی نقصان کے ٹیم کو پچاس رنز تک رسائی دِلا دی۔ بیسویں اوور میں 78 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو پہلا نقصان برداشت کرنا پڑا جب 63 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 34 رنز بنانے والے رمیز راجہ، مائیک وہٹنی کی بال پر مڈ وکٹ پہ کھڑے ایلن بارڈر کے خوبصورت کیچ کی نذر ہو گئے۔ اگلے اوور میں ٹام موڈی نے 6 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے سلیم ملک کی وکٹیں اڑا کر مجموعہ 80 پر 2 کر دیا، جس کے بعد جاوید میانداد کی کریز پر آمد ہوئی جنہوں نے عامر سہیل کے ساتھ مل کر انتیسویں اوور میں اپنی ٹیم کو تہرا ہندسہ پار کروا دیا۔ بتیسویں اوور میں عامر سہیل نے 85 گیندوں پر اپنی ففٹی مکمل کرنے کے بعد رنز کی رفتار میں تیزی لانی شروع کی تو اس دوران پاکستان 150 رنز کا ہندسہ بھی عبور کر گیا۔ سینتیسویں اوور میں 104 گیندوں پر 8 چوکوں کی مدد سے 76 رنز بنانے والے عامر سہیل نے ٹام موڈی کو مڈ وکٹ کے اوپر سے پُل کرنے کی کوشش کی لیکن گیند بلے کا اوپری کنارہ لے کر وکٹ کیپر ایان ہیلی کے دستانوں میں محفوظ ہو گئی۔ 157 رنز پر تیسری وکٹ کھونے کے بعد کپتان عمران خان کریز پر وارد ہوئے جہاں ایک طرف جاوید میانداد پہلے سے موجود تھے۔ چوالیسویں اوور میں عمران نے وہٹنی کو لانگ آن کے اوپر سے میچ کا اکلوتا چھکا رسید کیا مگر اگلے اوور میں اسٹیو واگ نے ان دونوں بیٹسمینوں کی چھٹی کروا دی۔ واگ کا پہلا نشانہ جاوید میانداد تھے جو 75 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 46 رنز بنانے کے بعد روم لینے کی کوشش میں ایج لگنے کے بعد ہیلی کے ہاتھوں کیچ ہوئے جبکہ مزید ایک رن کے اضافے سے عمران خان بھی 22 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے 13 رنز بنا کر ایک مِس ہٹ کے نتیجے میں لانگ آف پر ٹام موڈی کے ہاتھوں کیچ ہو گئے تو پاکستان 194 رنز پر آدھی ٹیم سے محروم ہو چکا تھا۔ سینتالیسویں اوور میں 205 کے مجموعی اسکور پر ہیلی نے اعجاز احمد کا کیچ ڈراپ کیا، اعجاز اس دوران رن لینا چاہتے تھے لیکن انضمام الحق بھاگنے کو تیار نہیں تھے جس کے نتیجے میں ہیلی کی ڈائریکٹ ہٹ 2 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے اعجاز احمد کا کام تمام کر گئی۔ اگلی ہی گیند پر وسیم اکرم بھی اسٹیو واگ کی سلو لیگ کٹر کو سمجھنے میں ناکام ہو کر چھوٹے بھائی مارک واگ

کے ہاتھوں کیچ ہوتے ہوئے گولڈن ڈک کا تحفہ لے گئے تو پاکستان 205 رنز پر 7 وکٹوں سے محروم ہو چکا تھا۔ انچاسویں اوور میں 16 گیندوں پر 16 رنز بنانے والے انضمام الحق دوسرا رن لینے کی کوشش میں ریڈ اور ہیلی کے گٹھ جوڑ سے لیگ امپائر کے غلط فیصلے کا شکار ہو کر رن آؤٹ قرار پا گئے۔ اننگ کی آخری بال پر 8 گیندیں کھیل کر 5 رنز بنانے والے معین خان، ایان ہیلی کے ہاتھوں میکڈرموٹ کی وکٹ بنے تو پاکستان مقررہ 50 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 220 رنز تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ مشتاق احمد 6 گیندوں پر *3 رنز بنا کر ناٹ آؤٹ رہے جبکہ 27 اضافی رنز آسٹریلوی باؤلنگ کی جانب سے دیئے گئے۔ اسٹیو واگ نے 10 اوورز میں 36 رنز دے کر 3، ٹام موڈی نے 10 اوورز میں 42 رنز دے کر 2 جبکہ میکڈرموٹ نے 10 اوورز میں 33 اور وٹنی نے 10 اوورز میں 50 رنز دے کر ایک ایک وکٹ اپنے نام کی۔ بروس ریڈ 9 اوورز میں 37 اور مارک واگ ایک اوور میں 13 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

220 رنز کے دفاع کے لیے باؤلنگ کرنے والی پاکستانی ٹیم کو 13 کے مجموعی اسکور پر چھٹے اوور میں عاقب جاوید نے 18 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے ٹام موڈی کی صورت میں سلپ پر سلیم ملک کے کیچ کی بدولت پہلی کامیابی اور پھر دسویں اوور میں 31 کے مجموعی اسکور پر 15 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنانے والے ڈیوڈ بون کو تیسری سلپ میں مشتاق کے ہاتھوں پھانس کر دوسری کامیابی دِلوا دی۔ تیسری وکٹ کی شراکت میں جیف مارش اور ڈین جونز نے اپنی ٹیم کو سنبھالا دیتے ہوئے سترہویں اوور میں پچاس اور انتیسویں اوور میں سو کا ہندسہ پار کروایا تو محسوس ہو رہا تھا کہ شاید میچ پاکستان کے ہاتھوں سے نکل جائے لیکن تینتیسویں اوور میں 116 کے مجموعی اسکور پر مشتاق احمد ہیرو بن کر سامنے آئے جنہوں نے 79 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 47 رنز بنانے والے ڈین جونز کو مِڈ آف پر عاقب جاوید کے ہاتھوں کیچ کروا کے پاکستان کو تیسری کامیابی دلا دی۔ اس کے بعد پاکستانی باؤلرز نے آسٹریلوی بیٹسمینوں کو جم کر کوئی پارٹنر شپ لگانے کا موقع نہ دیا اور پے در پے وار کر کے ایک ایک کھلاڑی کو ٹھکانے لگاتے گئے۔ پینتیسویں اوور میں عمران خان نے 91 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 39 رنز بنانے والے جیف مارش کو معین خان کے ہاتھوں اور پھر اگلے اوور میں 4 گیندوں پر مجموعی اسکور میں ایک رن کا اضافہ کرنے والے آسٹریلوی کپتان ایلن بارڈر کو مشتاق احمد نے اسکوائر لیگ پر اعجاز احمد کے ہاتھوں واپسی کی راہ دِکھا کر 123 پر 5 کے مجموعے کے ساتھ اپنی ٹیم کی میچ میں واپسی کروا دی۔ سینتیسویں اوور میں 130 کے مجموعی اسکور پر 6 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنانے والے اسٹیو واگ، عمران خان کی لیگ اسٹمپ سے باہر جاتی ہوئی گیند کو چھیڑنے کے جرم میں معین خان کے ہاتھوں جکڑے گئے۔ تینتالیسویں اوور میں ٹیم کو 150 رنز کا ہندسہ عبور کروانے کے بعد 15 گیندوں پر 8 رنز بنانے والے ایان ہیلی بھی اسی اوور میں عاقب جاوید کو مڈ وکٹ کے اوپر سے کھیلنے کی کوشش میں اعجاز احمد کے ہاتھوں کیچ ہو کر آسٹریلیا کا ساتواں نقصان بن گئے۔ 162 کے مجموعی اسکور پر چوالیسویں اوور میں وسیم اکرم نے کریگ میکڈرموٹ کو 2 گیندوں پر ڈک کا تحفہ دے کر چلتا کیا اور پھر اگلے اوور میں 167 کے اسکور پر مشتاق احمد نے ڈیپ مڈ وکٹ پر چھکا مارنے کی کوشش کرنے

والے مارک واگ کو 42 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 30 رنز بنانے کے بعد اعجاز احمد کے ہاتھوں کیچ کروا کے آسٹریلوی تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ چھیالیسویں اوور میں وسیم اکرم نے 9 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے وہٹنی کی وکٹیں بکھیریں تو پوری آسٹریلوی ٹیم 45.2 اوورز میں 172 رنز پر ڈھیر ہو کر 48 رنز کی شکست سے دوچار ہو چکی تھی۔ بروس ریڈ کریز پر آنے کے باوجود کسی بال کا سامنا نہ کر سکے جبکہ 28 ایکسٹراز بھی آسٹریلیا کے کسی کام نہ آسکے۔ عاقب جاوید نے 8 اوورز میں 21 رنز دے کر 3، مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 41 رنز دے کر 3، وسیم اکرم نے 7.2 اوورز میں 28 رنز دے کر 2 جبکہ عمران خان نے 10 اوورز میں 32 رنز دے کر 2 وکٹیں حاصل کیں۔ اعجاز احمد 10 اوورز میں 43 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ عامر سہیل کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔ اس فتح کے ساتھ ہی پاکستان کی سیمی فائنل تک رسائی کی امیدیں بھی زندہ ہو گئیں جس کا اگلا مقابلہ اب اسی میدان پر سری لنکا سے تھا۔

تینتیسواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ سری لنکا

15 مارچ 1992ء کو پرتھ کے مقام پر پاکستان نے سری لنکا کو اپنے ساتویں راؤنڈ میچ میں 4 وکٹوں سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں تیسری فتح کا اندراج کروایا۔

سری لنکن کپتان اروندا ڈی سلوا نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ 29 کے مجموعی اسکور پر وسیم اکرم نے 36 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 12 رنز بنانے والے روشن ماہنامہ کو بولڈ کر کے پاکستان کو پہلی کامیابی دلوائی۔ 48 کے اسکور پر مشتاق احمد نے 29 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ہتھورو سنگھے کو بھی بولڈ کر کے واپسی کی راہ دکھا دی۔ تیسری وکٹ پر سمارا سکیرا اور اروندا ڈی سلوا کی ففٹی پارٹنرشپ کا خاتمہ بھی 99 کے مجموعی اسکور پر مشتاق احمد کے ذریعے عمل میں آیا جن کی بال پر معین خان نے 59 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 38 رنز بنانے والے اتھلا سمارا سکیرا کو اسٹمپڈ کر کے پاکستان کو تیسری کامیابی دلوائی۔ 132 کے مجموعی اسکور پر 56 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 43 رنز بنانے والے سری لنکن کپتان اروندا ڈی سلوا، اعجاز احمد کی بال پر عامر سہیل کو کیچ دے کر اپنی ٹیم کا چوتھا نقصان بن گئے۔ 158 رنز پر سری لنکا کو ارجنا رانا ٹنگا کی صورت میں پانچویں وکٹ سے محروم ہونا پڑا جو 19 گیندوں پر 7 رنز بنا کر متبادل فیلڈر زاہد فضل کے ہاتھوں عامر سہیل کی وکٹ بنے۔ 187 کے مجموعی اسکور پر عمران خان نے 54 گیندوں پر 2 چوکوں سمیت 37 رنز بنانے والے گروسنہا کی باری سلیم ملک کی مدد سے سمیٹ کر پاکستان کو چھٹی کامیابی دلوائی جس کے بعد ہشان تلکر تنے نے 34 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے ناقابلِ شکست *25 جبکہ رووان کلپگے نے 14 گیندوں پر ناٹ آؤٹ *13 رنز بنا کر 32 ایکسٹراز کی مدد سے سری لنکا کو مقررہ 50 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 212 رنز تک رسائی دلوا دی۔ مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 43 رنز دے کر 2، وسیم اکرم نے 10 اوورز میں 37، اعجاز احمد نے 8 اوورز میں 28، عمران خان نے 8 اوورز میں 36 اور عامر سہیل نے 4 اوورز میں 14 رنز دے کر ایک ایک وکٹ حاصل کی۔ عاقب جاوید 10 اوورز میں 39 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

213 رنز کے تعاقب میں پاکستان کو 7 رنز پر ہی عامر سہیل کا نقصان اٹھانا پڑ گیا جو 10 گیندوں

پر ایک رن بنا کر رمانائیکے کی بال پر ماہنامہ کو کیچ دے گئے۔ دوسری وکٹ پر رمیز راجہ اور عمران خان کے درمیان 61 رنز کی شراکت 56 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 32 رنز بنانے والے رمیز راجہ کی صورت میں ختم ہوئی جنہیں 68 کے مجموعی اسکور پر وِکرماسنگھے نے گروسنہا کے ہاتھوں کیچ کروایا۔ 84 کے مجموعی اسکور پر 69 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 22 رنز بنانے والے پاکستانی کپتان عمران خان ہتھوروسنگھے کی بال کو ڈی سِلوا کے ہاتھوں میں پہنچا کر اپنی ٹیم کا تیسرا نقصان بن گئے۔ چوتھی وکٹ کی شراکت میں جاوید میانداد اور سلیم ملک یکجاء ہوئے جنہوں نے محتاط انداز میں کھیلتے ہوئے سینچری پارٹنر شپ کے ساتھ اپنی ٹیم کو ایک محفوظ مقام پر لاکھڑا کیا۔ 101 رنز کی اس پارٹنر شپ کا خاتمہ 185 کے مجموعی اسکور پر ہوا جب 84 گیندیں کھیل کر 3 چوکوں کی مدد سے 57 رنز بنانے والے جاوید میانداد، گروسنہا کی بال پر وِکرماسنگھے کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ 201 کے اسکور پر پاکستان کی پانچویں وکٹ سلیم ملک کی صورت میں گری جو 66 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 51 رنز بنا کر کلپگے کے ہاتھوں رمانائیکے کی وکٹ بنے۔ 205 کے مجموعی اسکور پر 11 گیندیں کھیل کر 11 رنز بنانے والے انضمام الحق مسلسل تیسرے میچ میں رن آؤٹ ہو کر پاکستان کا چھٹا نقصان بن گئے جس کے بعد 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *8 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے اعجاز احمد اور 5 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *5 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے وسیم اکرم نے مل کر مزید کسی نقصان کے بغیر 49.1 اوورز میں 6 وکٹوں پر اپنی ٹیم کو 216 رنز تک رسائی دِلوا کر 2 قیمتی پوائنٹس سے فیضیاب کروا دیا۔ 29 ایکسٹراز کی مدد بھی پاکستانی اننگز میں شامل رہی۔ رمانائیکے نے 10 اوورز میں 37 رنز دے کر 2، وِکرماسنگھے نے 9.1 اوورز میں 41، گروسنہا نے 9 اوورز میں 38 اور ہتھوروسنگھے نے 9 اوورز میں 40 رنز دے کر ایک ایک وکٹ اپنے نام کی۔ ویجیگوناورد نے 10 اوورز میں 34 اور رووان کلپگے 2 اوورز میں 14 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ مین آف دی میچ کا اعزاز جاوید میانداد کے حصے میں آیا۔ اس فتح کے بعد پاکستان سات پوائنٹس کے ساتھ پوائنٹس ٹیبل پہ پانچویں نمبر پر آ گیا جسے ٹاپ فور میں جگہ بنانے کیلئے اب نہ صرف اپنا آخری میچ ہر صورت میں جیتنا تھا بلکہ ویسٹ انڈیز کی آسٹریلیا سے شکست کا انتظار بھی کرنا تھا۔

چونتیسواں میچ۔ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ

18 مارچ 1992ء کو پانچویں کرکٹ ورلڈ کپ کے راؤنڈ رابن مقابلوں کا آخری دن اپنے نتائج کے اعتبار سے ایک یادگارترین دن ثابت ہوا جس میں کھیلے گئے تینوں میچز میں ماہرینِ کرکٹ کی فیورٹ قرار دی جانے والی ٹیمیں شکست سے دوچار ہو گئیں۔ دِن کا پہلا مقابلہ کرائسٹ چرچ میں کیوی کپتان مارٹن کرو کی اب تک ٹورنامنٹ کے ساتوں میچوں میں ناقابلِ شکست رہنے والی میزبان نیوزی لینڈ اور پاکستانی کپتان عمران خان کے کارنرڈ ٹائیگرز کے مابین تھا جہاں ایک طرف مارٹن کرو کی نئی اصلاحات جن میں اننگز کا آغاز مارک گریٹ بیچ سے دائرے کے اوورز میں مار دھاڑ کے ساتھ اور پھر نئی گیند کا آغاز اسپنر دیپک پٹیل کے ذریعے کروانا کیویز کے سامنے آنے والی ہر رکاوٹ کو بہا لے جا رہی تھیں تو دوسری طرف ٹورنامنٹ میں مایوس

کُن کارکردگی سے اپنے سفر کا آغاز کرنے والے عمران خان کے شیر بھی آسٹریلیا کے خلاف مارو یا مر جاؤ کی صورتحال میں پلٹ کر حملہ کرنے کے بعد اب پیچھے مڑ کر دیکھنے کے موڈ میں نہیں تھے۔ نیوزی لینڈ کی ٹیم تو اب تک تمام میچوں میں فتوحات کے ساتھ پوائنٹس ٹیبل پر پہلی پوزیشن پہ قابض تھی لیکن پاکستان کو سیمی فائنل تک رسائی کے لیے نہ صرف اس میچ میں فتح کے حصول کو یقینی بنانا تھا بلکہ فتح کے حصول کے بعد بھی اسی روز آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز کے مابین ہونے والے مقابلے کے نتیجے کا انتظار بھی کرنا تھا جہاں اگر ویسٹ انڈیز کی ٹیم فتح حاصل کر لیتی تو دس پوائنٹس کے ساتھ اسکی سیمی فائنل تک رسائی اور پاکستان کی اس میچ میں فتح کے باوجود نو پوائنٹس کے ساتھ ٹورنامنٹ سے چھٹی یقینی ہو جاتی۔ لیکن اگر میزبان آسٹریلیا ویسٹ انڈیز کو ہرا دیتا جس کی امید اس ٹورنامنٹ میں آسٹریلیا کی گزشتہ پرفارمنس کو دیکھتے ہوئے بہت کم تھی کیونکہ سات میں سے اب تک صرف تین میچوں میں فتح زمبابوے، سری لنکا اور بھارت جیسی ٹیموں کے خلاف حاصل ہوئی تھی لیکن اگر معجزہ ہو جاتا اور آسٹریلیا جیت جاتا تو آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز دونوں آٹھ آٹھ پوائنٹس کے ساتھ ٹورنامنٹ سے آؤٹ ہو جاتے جبکہ پاکستان کو نو پوائنٹس کے ساتھ سیمی فائنل کا ٹکٹ مل جاتا۔ یہ ایک پوائنٹ کی برتری بھی اس بارش کی مہربانی تھی جس نے پاکستان کو انگلینڈ کے خلاف یقینی شکست سے بچایا تھا ورنہ اُس میچ میں شکست کی صورت میں پاکستان کا رن ریٹ شاید اتنا نہ ہوتا کہ وہ پوائنٹس ٹیبل پر آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز کو بہتر اوسط کی بنیاد پر پچھاڑ سکتا۔ بہرحال رمضان کے دن تھے اور معجزے جاری تھے۔

بیٹنگ کے لیے سازگار قرار دی جانے والی وکٹ پر پاکستانی کپتان عمران خان نے ٹاس جیت کر بہترین حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس لیے باؤلنگ کا فیصلہ کیا کیونکہ ٹورنامنٹ کے سات میں سے پانچ میچ نیوزی لینڈ بعد میں بیٹنگ کر کے بآسانی جیتتا ہوا آ رہا تھا۔ پاکستانی باؤلرز نے بھی اپنے کپتان کے فیصلے کی لاج رکھتے ہوئے ابتدائی دس اوورز میں کیوی کپتان سمیت تین کھلاڑیوں کو ٹھکانے لگا کر اپنی ٹیم کو ایک بہترین آغاز فراہم کر دیا۔ 23 رنز پر نیوزی لینڈ کی پہلی وکٹ گری جب 9 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 6 رنز بنانے والے راڈ لیتھم چوتھے اوور میں عاقب جاوید کی بال پر سلپ میں انضمام الحق کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ اگلے اوور میں وسیم اکرم نے ایک اِن سوئنگنگ یارکر کے ذریعے 3 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے اینڈریو جونز کو ایل بی ڈبلیو کر کے مجموعہ 26 پر 2 کر دیا۔ نویں اوور میں وسیم اکرم نے ایک بار پھر وار کرتے ہوئے 39 کے مجموعی اسکور پر 20 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے کیوی کپتان مارٹن کرو کو بھی بیک ورڈ شارٹ لیگ پر کھڑے عامر سہیل کی مدد سے پھانس لیا۔ مارک گریٹ بیچ ایک اینڈ سے کُھل کر اپنی روایتی گیم کھیل رہے تھے جنہوں نے بارہویں اوور میں اپنی ٹیم کو پچاس کا ہندسہ پار کروایا۔ سترہویں اوور میں عمران خان کی گیند پر معین کے ہاتھوں ڈراپ ہونے والے کین ردرفورڈ 35 گیندوں پر 8 رنز بنانے کے بعد بیسویں اوور میں 85 کے مجموعی اسکور پر ایک سنگل لینے کی کوشش میں گریٹ بیچ کی عدم دلچسپی کے باعث وسیم اور معین کے گٹھ جوڑ کا شکار ہو کر نیوزی لینڈ کا چوتھا نقصان بن گئے۔ 88 کے مجموعی اسکور پر بائیسویں اوور میں 6 گیندوں پر ایک رن بنانے والے کرس ہیرس، مشتاق احمد کو کریز سے باہر نکل کر کھیلنا چاہتے تھے لیکن

گوگلی گیند مخالف سمت میں گھوم گئی اور معین نے اسٹمپڈ کرنے کا موقع ضائع نہیں کیا۔ اسی اوور میں مشتاق احمد نے 67 گیندوں پر 5 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 42 رنز بنانے والے مارک گریٹ بیچ کو بھی اسکوائر لیگ پر موجود سلیم ملک کے ہاتھوں ٹھنڈا کر کے 93 کے اسکور پر پاکستان کو چھٹی کامیابی دلوا دی۔ پچیسویں اوور میں عمران کی ایک اندر آنے والی بال نے 4 گیندوں پر ایک رن بنانے والے آئن سمتھ کا اِن سائیڈ ایج پر قلعہ فتح کیا تو ساتویں وکٹ کھونے والی میزبان ٹیم تہرے ہندسے سے ابھی بھی چار رنز دور تھی۔ ستائیسویں اوور میں سو رنز پورے کرنے والی نیوزی لینڈ کی ٹیم کو اگلے اوور میں 106 کے اسکور پر آٹھواں نقصان بھی اٹھانا پڑ گیا جب 13 گیندوں پر 7 رنز بنانے والے دیپک پٹیل، عامر سہیل کی بال پر کوور میں مشتاق احمد کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ خزاں رسیدہ پتوں کی طرح بکھرتی ہوئی نیوزی لینڈ کی ٹیم کو نویں وکٹ پر گیون لارسن اور ڈینی موریسن نے سہارا دیا تو پینتالیسویں اوور میں کیویز 150 کا ہندسہ بھی پار کر گئے جس میں ایک بار اسٹمپڈ ہونے والے موریسن کو امپائر کے فیصلے کی بدولت ملنے والا دوسرا موقع بھی شامل تھا۔ اسی اوور میں وسیم اکرم نے 45 گیندوں پر ایک چوکے سمیت 12 رنز بنانے والے ڈینی موریسن کو سلپ میں انضمام الحق کے ہاتھوں کیچ کروا کے مجموعہ 150 پر 9 کر دیا۔ انچاسویں اوور میں وسیم اکرم نے 80 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 37 رنز بنانے والے گیون لارسن کی مزاحمت وکٹیں بکھیر کر ختم کر دی تو پوری میزبان ٹیم 48.2 اوورز میں ٹورنامنٹ کے اپنے کم ترین اسکور 166 رنز پر ڈھیر ہو چکی تھی اور یہ پہلا موقع بھی تھا جب نیوزی لینڈ کے دس کھلاڑی اس ورلڈ کپ کے کسی میچ میں آؤٹ ہوئے۔ ناقابلِ شکست رہنے والے واحد بیٹسمین وِلی واٹسن تھے جنہوں نے 13 گیندوں پر *5 رنز بنائے جبکہ اس مجموعے تک رسائی میں 42 ایکسٹراز کا بھی بہت بڑا ہاتھ تھا۔ وسیم اکرم نے 9.2 اوورز میں 32 رنز دے کر 4، مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 18 رنز دے کر 2 جبکہ عامر سہیل نے 10 اوورز میں 29، عاقب جاوید نے 10 اوورز میں 34 اور عمران خان نے 10 اوورز میں 22 رنز دے کر ایک ایک وکٹ حاصل کی۔ اعجاز احمد ایک اوور میں 5 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

167 رنز کے تعاقب میں پاکستانی اننگز کی ابتداء بھی کچھ اچھی نہ تھی کیونکہ اننگز کی پہلی ہی بال پر عامر سہیل، ڈینی موریسن کو ہک کرتے ہوئے ڈیپ فائن لیگ پر دیپک پٹیل کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ کندھے کی لائن سے اوپر جانے والا شارٹ پچ باؤنسر جس کے بارے میں عامر سہیل نو بال ہونے کی امید کر رہے تھے لیکن امپائرز کے بے حس و حرکت رہنے کے نتیجے میں انہیں بے بسی اور غصے کے عالم میں گراؤنڈ چھوڑنا پڑا۔ تیسرے اوور میں 9 کے مجموعی اسکور پر ڈینی موریسن نے 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنانے والے انضمام الحق کو بھی بولڈ کر دیا تو پاکستانی اننگز کا حشر بھی نیوزی لینڈ جیسا ہوتا دکھائی دے رہا تھا لیکن اس موقع پر رمیز راجہ اور جاوید میانداد نے مل کر اپنی ٹیم کو سنبھالا دیا اور بیسویں اوور میں پچاس جبکہ اکتیسویں اوور میں سو کا ہندسہ بھی عبور کر لیا۔ 115 رنز کی اس پارٹنرشپ کا خاتمہ 124 کے اسکور پر ڈینی موریسن کے ہاتھوں ہوا جنہوں نے چھتیسویں اوور میں 85 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 30 رنز بنانے والے جاوید میانداد کو وکٹوں کے سامنے پھانس لیا۔ اکتالیسویں اوور میں اپنی سینچری مکمل کرنے والے رمیز راجہ نے پینتالیسویں

اوور میں کین ردرفورڈ کو چوکے کے لیے روانہ کیا تو 44.4 اوورز میں 167 رنز تک رسائی کے ساتھ ہی 7وکٹوں سے فتح پاکستان کے کھاتے میں درج ہو چکی تھی اور نیوزی لینڈ کو ٹورنامنٹ میں اولین شکست کا ذائقہ چکھنا پڑ چکا تھا۔ رمیز راجہ نے 155 گیندوں پر 16 چوکوں کی مدد سے ناقابلِ شکست *119 جبکہ سلیم ملک نے 23 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے ناقابل شکست *9 رنز بنائے۔ صرف 4 ایکسٹراز نیوزی لینڈ کے باؤلرز کی طرف سے پاکستان کو دیئے گئے۔ مین آف دی میچ کا اعزاز مشتاق احمد کے حصے میں آیا۔

کیوی کپتان مارٹن کرو اور وکٹ کیپر آئن سمتھ کے سوا دیگر تمام باؤلرز نے نیوزی لینڈ کی طرف سے طبع آزمائی کی لیکن کامیابی حاصل کرنے والے اکلوتے باؤلر ڈینی موریسن رہے جنہوں نے 10 اوورز میں 42 رنز دے کر تینوں گرنے والی وکٹیں اپنے نام کیں۔ باقی باؤلرز میں دیپک پٹیل 10 اوورز میں 25، وِلی واٹسن 10 اوورز میں 26، کرس ہیرس 4 اوورز میں 18، گیون لارسن 3 اوورز میں 16، اینڈریو جونز 3 اوورز میں 10، راڈ لیتھم 2 اوورز میں 13، کین ردرفورڈ 1.4 اوورز میں 11 اور مارک گریٹ بیچ ایک اوور میں 5 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

اس فتح کے ساتھ ہی پاکستان نو پوائنٹس لے کر پوائنٹس ٹیبل پہ چوتھے نمبر پر آ گیا۔ جس کے سیمی فائنل تک رسائی کے راستے میں اب آخری رکاوٹ آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز کے درمیان میلبورن میں جاری میچ تھا۔ یہاں بھی قسمت پاکستان پر مہربان رہی اور بقاء کی جنگ لڑتے ہوئے میزبان کینگروز نے آخری میچ جیت کر عزت سے ٹورنامنٹ ختم کرنے کے نقطۂ نظر کے تحت شاندار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کالی آندھی کا رُخ موڑ دیا۔ میزبانوں نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے ڈیوڈ بون کی سنچری کی بدولت مقررہ 50 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 216 رنز بنائے جس کے جواب میں ویسٹ انڈیز کی پوری ٹیم 42.4 اوورز میں 159 رنز پر ڈھیر ہو گئی۔ آسٹریلیا کی طرف سے مائیکل وٹنی نے 10 اوورز میں 34 رنز دے کر 4 وکٹیں حاصل کیں۔ ویسٹ انڈیز کی شکست کے ساتھ ہی پاکستان کی سیمی فائنل تک رسائی پر بھی مہر تصدیق ثبت ہو گئی جس کا مقابلہ وہاں ایک بار پھر نیوزی لینڈ کی ٹیم سے تھا۔ اسی روز منعقدہ دن کے تیسرے مقابلے میں بھی حیران کن نتیجہ سامنے آیا جب 46.1 اوورز میں 134 رنز پر آل آؤٹ ہونے والی زمبابوے کی ٹیم نے ایڈو برانڈیز کی 10 اوورز میں 21 رنز دے کر 4 وکٹوں کی شاندار کارکردگی کی بدولت انگلینڈ کو 49.1 اوورز میں 125 رنز پر ڈھیر کر کے 9 رنز کے ساتھ ٹورنامنٹ میں اپنی واحد فتح درج کروائی ۔ یہی فتح آگے چل کر زمبابوے کے ٹیسٹ اسٹیٹس کی ضمانت بنی۔

پہلا سیمی فائنل ۔ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ

21 مارچ 1992ء کو ایڈن پارک آکلینڈ میں پانچویں ورلڈ کپ کے پہلے سیمی فائنل کے لیے آخری راؤنڈ میچ میں پاکستان کے خلاف واحد شکست سے دوچار ہونے والی کیوی ٹیم ایک بار پھر کارنرڈ ٹائیگرز کے مدِ مقابل آئی تو ایک مرتبہ پھر نتیجہ میزبانوں کے حق میں بہتر ثابت نہ ہو سکا جو 4 وکٹوں کی شکست سے دوچار ہو کر بہتے آنسوؤں اور اترے ہوئے چہروں کے ساتھ اس ٹورنامنٹ سے باہر ہو گئے جس میں ماہرین

اسے سب سے زیادہ فیورٹ قرار دے رہے تھے۔

ٹاس جیت کر کیوی کپتان مارٹن کرو نے پہلے خود بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو میزبان اوپنرز نے آتے ہی پاکستانی باؤلرز کو بلے کی دھار پر رکھ لیا۔ گریٹ بیچ نے پانچویں اوور میں وسیم اکرم اور آٹھویں اوور میں عاقب جاوید کو چھکے کے لیے روانہ کیا تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گزشتہ شکست کو بھول کر وہی پہلے والی نیوزی لینڈ کی ٹیم اپنے اصل روپ میں واپس آ چکی ہے۔ دسویں اوور میں 35 کے مجموعی اسکور پر بالآخر پاکستان کو پہلی کامیابی مل گئی جب 22 گیندوں پر 2 چھکوں کی مدد سے 17 رنز بنانے والے خطرناک گریٹ بیچ عاقب جاوید کی سلو بال کے جال میں پھنس کر پھڑ پھڑا بھی نہ سکے اور بولڈ ہو گئے۔ تیرہویں اوور میں مشتاق احمد نے دوسرے اوپنر جان رائٹ کو بھی 44 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 13 رنز بنانے کے بعد لانگ آن پر رمیز راجہ کی مدد سے واپسی کی راہ دکھا کر مجموعہ 39 پر 2 کر دیا۔ تیسری کامیابی بھی چوبیسویں اوور میں مشتاق احمد ہی کے حصے میں آئی جنہوں نے 87 کے مجموعی اسکور پر 53 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 21 رنز بنانے والے اینڈریو جونز کو ایل بی ڈبلیو کیا۔ چوتھی وکٹ پر کپتان مارٹن کرو اور کین ردرفورڈ یکجاء ہوئے جنہوں نے سو سے زائد رنز کی شراکت داری قائم کرتے ہوئے بعد میں آنے والے بیٹسمینوں کے لیے ایک بڑے ٹارگٹ تک رسائی کی راہیں کھول دیں۔ سینتیسویں اوور میں مارٹن کرو نے اپنی ففٹی مکمل کی جبکہ انتالیسویں اوور میں نیوزی لینڈ کی ٹیم بھی 150 کا آنکڑہ کراس کر گئی جس کے بعد مار دھاڑ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ بیالیسویں اوور میں 67 گیندوں پر 5 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے اپنی ففٹی مکمل کرنے والے کین ردرفورڈ اگلے اوور میں صرف ایک مزید گیند کھیل کر وکٹوں کے عقب میں معین خان کے ہاتھوں وسیم اکرم کی وکٹ بنے تو 194 کے اسکور پر اس 107 رنز کی پارٹنر شپ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ دوسری طرف مارٹن کرو بھی ہیمسٹرنگ انجری کا شکار ہو کر رنر بلانے پر مجبور ہو گئے۔ چھیالیسویں اوور میں 214 کے اسکور پر اقبال سکندر نے 12 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 13 رنز بنانے والے کرس ہیرس کو معین کے ہاتھوں اسٹمپڈ کروا کے نیوزی لینڈ کو پانچواں نقصان پہنچا دیا۔ اگلے اوور میں 83 گیندوں پر 7 چوکوں اور 3 چھکوں کی مدد سے 91 رنز بنانے والے مارٹن کرو کی شاندار اننگز کا خاتمہ رنر گریٹ بیچ اور آئن سمتھ کے درمیان غلط فہمی کی وجہ سے ہوا جس کا فائدہ سلیم ملک اور معین خان اٹھا گئے۔ سینتالیسویں اوور میں 221 رنز پر 6 وکٹیں کھونے والی میزبان ٹیم نے آخری اوورز میں مار دھاڑ کر کے تیزی سے رنز بٹورنے شروع کئے تو اس دوران گرنے والی واحد وکٹ 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے دیپک پٹیل کی تھی جو انچاسویں اوور میں وسیم اکرم کا ایک پنجے توڑ یارکر نہ سہہ سکے اور ایل بی ڈبلیو ہو کر لنگڑاتے ہوئے میدان بدر ہو گئے۔ آئن سمتھ نے 10 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے *18 ناٹ آؤٹ اور گیون لارسن نے 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *8 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر 23 ایکسٹراز کی مدد سے اپنی ٹیم کو مقررہ 50 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 262 رنز تک پہنچاتے ہوئے پاکستان کے لیے کسی حد تک خطرے کی گھنٹی بجا دی جس کا اب تک ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ اسکور 254 رنز زمبابوے کے خلاف تھا۔ لیکن ایڈن پارک کی چھوٹی باؤنڈریز پر

263 رنز کا حصول ناممکن بھی نہیں تھا۔ وسیم اکرم اور مشتاق احمد نے 10،10 اوورز میں 40،40 رنز دے کر 2،2، عاقب جاوید نے 10 اوورز میں 45 جبکہ اقبال سکندر نے 9 اوورز میں 56 رنز دے کر ایک ایک وکٹ اپنے نام کی۔ عمران خان 10 اوورز میں 59 اور عامر سہیل ایک اوور میں 11 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

263 رنز کے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی پاکستانی ٹیم کو ساتویں اوور میں 30 کے مجموعی اسکور پر عامر سہیل سے محروم ہونا پڑا جو 20 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 14 رنز بنا کر دیپک پٹیل کی بال پر ٹاپ ایج لگنے سے بیک ورڈ اسکوائر لیگ میں اینڈریو جونز کے ہاتھوں کیچ ہوئے۔ ون ڈاؤن پوزیشن پر کپتان عمران خان، رمیز راجہ کا ساتھ دینے کے لیے آئے جنہوں نے مل کر دوسری وکٹ پر 54 رنز کی شراکت قائم کی، اس دوران وکٹ تو گرنے سے بچی رہی لیکن رنز کی رفتار بہت سست ہوگئی۔ بائیسویں اوور میں 84 کے مجموعی اسکور پر 55 گیندیں کھیل کر 6 چوکوں کی مدد سے 44 رنز بنانے والے رمیز راجہ رن ریٹ بڑھانے کے چکر میں وِلی واٹسن کی بال پر لانگ آن میں ڈینی موریسن کو کیچ دے گئے ۔ جاوید میانداد ایک اینڈ پر کپتان کا ساتھ نبھانے کے لیے آئے لیکن عمران کی حد سے زیادہ احتیاط پسندی مطلوبہ اوسط کو بڑھاتی جا رہی تھی۔ چونتیسویں اوور میں 134 کے اسکور پر جب کرس ہیرس نے ڈیپ بیک ورڈ اسکوائر لیگ پر گیون لارسن کے ہاتھوں عمران خان کو واپسی کا پروانہ تھمایا تو 93 گیندوں پر 2 چھکوں اور ایک چوکے کی مدد سے 44 رنز بنانے والے کپتان کی واپسی کے بعد اب جیت کے لیے پاکستان کو سترہ سے بھی کم اوورز میں مزید 130 رنز لگ بھگ آٹھ سے زائد کی اوسط سے درکار تھے جن کا حصول ان دنوں اس قدر آسان تصور نہ کیا جاتا تھا۔ اگلے اوور میں 2 گیندوں پر ایک رن بنانے والے سلیم ملک بھی لارسن کی گیند کو مڈ آف پر متبادل فیلڈر لیتھم کے ہاتھوں میں تھما کر 140 رنز پر چوتھا نقصان بنتے ہوئے پاکستان کی مشکلات میں مزید اضافہ کر گئے تو وکٹ پر انضمام الحق کی آمد ہوئی۔

انضمام نے جاوید میانداد کے ساتھ مل کر اننگز کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے اڑتیسویں اوور میں کرس ہیرس کو چوکے اور پھر کوورز کے اوپر سے خوبصورت چھکے کے لیے روانہ کیا تو پاکستانی بیٹنگ کے تن میں نئی جان پڑتی نظر آنے لگی۔ کیوی باؤلرز کو اپنے بلے کی دھار پر رکھتے ہوئے پورے گراؤنڈ میں تگنی کا ناچ نچانے والے انضمام الحق نے تینتالیسویں اوور میں اپنی ففٹی مکمل کر لی اور دو اوورز بعد جب 227 کے مجموعی اسکور پر گزشتہ پانچ اننگز میں چوتھی بار رن آؤٹ ہونے والے نوجوان کھلاڑی کی واپسی ہوئی تو 37 گیندوں پر 7 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے برق رفتار 60 رنز کی اننگز اپنا کام دکھاتے ہوئے پاکستان کو میچ میں واپس لا چکی تھی۔ سینتالیسویں اوور میں وِلی واٹسن نے آٹھ گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 9 رنز بنانے والے وسیم اکرم کو بولڈ کر کے پاکستان کو چھٹا نقصان پہنچا دیا مگر جاوید میانداد اب بھی ایک اینڈ پر ڈٹے کھڑے تھے جن کا ساتھ دینے کے لیے اب معین خان کریز پر آ چکے تھے ۔ انچاسویں اوور میں پاکستان کو فتح کے لیے 8 گیندوں پر مزید 9 رنز کی ضرورت تھی جب معین خان نے کرس ہیرس کو پہلے چھکے اور پھر چوکے کے لیے

روانہ کیا تو جاوید میانداد کے سجدۂ شکر، پاکستانی کھلاڑیوں کے پرجوش چہروں اور گراؤنڈ سے باہر بیٹھے کیوی کپتان اور تماشائیوں کی نمناک آنکھوں کے ساتھ پاکستانی ٹیم ورلڈ کپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فائنل کی نشست پکی کر چکی تھی۔ جاوید میانداد نے 69 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے *57 ناقابل شکست رنز بنا کر اپنے سینئر ہونے کا فرض نبھایا لیکن اننگز کے آخر میں معین خان کے کردار کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جنہوں نے 11 گیندوں پر ایک چھکے اور 2 چوکوں کی مدد سے *20 ناقابلِ شکست رنز بنا کر ایک مشکل ٹارگٹ کے حصول تک رسائی کو ایک اوور قبل ہی آسان کر دیا۔ مگر مین آف دی میچ کا اعزاز انضمام الحق کے سوا کسی اور کو نہیں مل سکتا تھا۔ نیوزی لینڈ کی جانب سے ولی واٹسن نے 10 اوورز میں 39 رنز دے کر 2 جبکہ گیون لارسن نے 10 اوورز میں 34، دیپک پٹیل نے 10 اوورز میں 50 اور کرس ہیرس نے 10 اوورز میں 72 رنز دے کر ایک ایک وکٹ حاصل کی، ڈینی موریسن 9 اوورز میں 55 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ 15 ایکسٹراز کا جرمانہ بھی نیوزی لینڈ کے باؤلرز کو بھرنا پڑا۔ فائنل میں پہنچنے والی پاکستانی ٹیم کا آخری معرکہ اب دوسرے سیمی فائنل میں کھیلنے والی انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے مقابلے کی فاتح ٹیم سے ہونا تھا۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ

25 مارچ 1992ء کے تاریخی دن آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں ستاسی ہزار سے زائد تماشائیوں کے سامنے پانچویں کرکٹ ورلڈ کپ کا فائنل میلہ ٹورنامنٹ کی فیورٹ ٹیم کو مسلسل دو شکستوں سے نواز کر آنے والے عمران خان کے کارنرڈ ٹائیگرز اور دوسرے سیمی فائنل میں بارش کے متنازعہ قانون کے باعث جنوبی افریقہ کو پچھاڑ کر آنے والی انگلینڈ کی ٹیم کے مابین سجا۔ یاد رہے یہ وہی انگلینڈ کی ٹیم تھی جس کے خلاف پاکستان اپنے گروپ میچ میں صرف 73 رنز پر ڈھیر ہو چکا تھا اور اگر اس روز بارش کی مداخلت اس یقینی شکست کو بہا لے جا کر پاکستان کی جھولی میں ایک قیمتی پوائنٹ نہ ڈال دیتی تو آج شاید پانچویں عالمی کپ کا منظر نامہ مختلف ہوتا۔

کرکٹ ورلڈ کپ کی تاریخ کے پہلے ڈے اینڈ نائٹ فائنل میں پاکستانی کپتان عمران خان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں پاکستانی اوپنرز عامر سہیل اور رمیز راجہ پیڈز باندھ کر میدان میں اترے۔ چوتھے اوور میں 14 کے مجموعی اسکور پر اس وقت ڈرامائی صورتحال پیدا ہوگئی جب لوئس کی ایک شارٹ بال کو رمیز راجہ بیک ورڈ پوائنٹ پر کھڑے گریم ہک کے ہاتھوں میں پہنچا کر واپسی کی راہ لینے لگے تو اسکوائر لیگ امپائر اسٹیو بکنر نے نو بال کا اشارہ کر کے برطانوی ٹیم کی ساری خوشی غارت کر دی۔ بہرحال اس ملنے والے موقع کا زیادہ فائدہ نہ اٹھایا جا سکا کیونکہ پانچویں اوور میں پرنگل کی بال پر 19 گیندیں کھیل کر 4 رنز بنانے والے عامر سہیل کا وکٹوں کے عقب میں ایلک اسٹیورٹ کے ہاتھوں کیچ اور پھر نویں اوور میں پرنگل ہی کے ہاتھوں 26 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے رمیز راجہ کا ایل بی ڈبلیو 24 کے مجموعی اسکور پر دونوں اوپنرز کی چھٹی کروا چکا تھا، جس کے بعد ایک مرتبہ پھر عمران خان اور جاوید میانداد کو ریسکیو آپریشن کے لیے وکٹ پر اکٹھا ہونا پڑا۔ اگرچہ ابتداء میں جاوید میانداد کے

خلاف ڈیرک پرنگل کے پے در پے حملوں نے مشکلات ضرور پیدا کیں لیکن تجربہ کار بیٹسمین بالآخر خود کو وکٹ پر سیٹ کرنے میں کامیاب ہو گئے، اس دوران ایک بار پھر حد سے زیادہ احتیاط پسندی کے باعث پاکستان کا رن ریٹ بھی خطرناک حد تک نیچے گر رہا تھا لیکن دونوں تجربہ کار کھلاڑیوں کے نزدیک گزشتہ میچ کی طرح یہاں بھی فی الوقت وکٹ بچا کر رکھنا زیادہ اہم تھا۔ اکیسویں اوور میں بالآخر میانداد کے ڈیفریٹس کو چوکے کے ساتھ پاکستان کے پچاس رنز مکمل ہو گئے۔ اسی اوور میں عمران خان بھی پل کرنے کی کوشش میں مڈ وکٹ پر اپنے برطانوی ہم منصب گراہم گوچ کے ہاتھوں ڈراپ ہوئے۔ اٹھائیسویں اوور میں عمران خان نے رچرڈ النگورتھ کو لانگ آن کے اوپر سے میچ کے اکلوتے چھکے کے لیے روانہ کیا اور پھر اگلے اوور میں جاوید میانداد نے فلپ ڈیفریٹس کو چوکا مار کر ورلڈ کپ مقابلوں میں ایک ہزار رنز کا سنگِ میل عبور کرنے والے پہلے کھلاڑی بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ چھتیسویں اوور میں جاوید میانداد نے 91 گیندوں پر تین چوکوں کی مدد سے جبکہ اگلے اوور میں عمران خان نے 88 گیندوں پر ایک چھکے اور چار چوکوں کی مدد سے اپنی اپنی نصف سینچریاں مکمل کیں جس کے بعد انتالیسویں اوور میں عمران خان کے چوکے کے ساتھ پاکستان کے 150 رنز بھی مکمل ہو گئے۔ اس دوران بخار کی حالت میں کھیلنے والے جاوید میانداد کو اب مزید کھیلنے میں مشکلات پیش آ رہی تھیں جنھوں نے رنر کے طور پر عامر سہیل کی مدد طلب کی لیکن چالیسویں اوور میں 163 کے مجموعی اسکور پر النگورتھ کو ریورس سوئیپ کرتے ہوئے پوائنٹ پر بوتھم کے ہاتھوں بالآخر پاکستان کے اس مردِ بحران کی 98 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 58 رنز کی اننگز کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد ہیلمٹ کے بغیر انضمام الحق کی کریز پر آمد ہوئی جنھوں نے اپنی اننگز کا سلسلہ وہیں سے جوڑا جہاں نیوزی لینڈ کے خلاف سیمی فائنل میں منقطع ہوا تھا۔ چوالیسویں اوور میں 197 کے اسکور پر بوتھم کو ایک بڑا شاٹ کھیلنے کی کوشش میں لانگ آن پر النگورتھ کے ہاتھوں عمران خان کی 110 گیندوں پر ایک چھکے اور 5 چوکوں کی مدد سے 72 رنز کی کپتانی باری کا خاتمہ ہوا تو وسیم اکرم نے بھی آتے ہی اختتامی اوورز میں مار دھاڑ کا سلسلہ شروع کر دیا تا کہ وکٹ بچانے کے چکر میں ضائع ہونے والی ابتدائی حصے کی گیندوں کا ازالہ کیا جا سکے۔ اننگز کے خاتمے سے ایک بال قبل پاکستان کا اسکور 249 تک پہنچ چکا تھا جب پرنگل نے 35 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 42 رنز بنانے والے انضمام الحق کو روم لینے کی کوشش میں بولڈ کر کے اپنی ٹیم کو پانچویں کامیابی دلوائی۔ آخری گیند کا سامنا کرنے والے سلیم ملک اپنے بلے سے اس کی ملاقات نہ کروا سکے اور اتمام حجت کے طور پر رن لینے کے لیے دوڑنے کی کوشش میں ایلک اسٹیورٹ کی تھرو نے 18 گیندوں پر 4 چوکوں سے سجی وسیم اکرم کی 33 رنز کی اننگز کا خاتمہ کر دیا تو پہلے پچیس اوورز میں صرف 70 رنز بنانے والی ٹیم اپنے شاندار کھیل کے باعث مقررہ 50 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 249 رنز تک رسائی حاصل کر چکی تھی جن میں 32 ایکسٹراز کی مدد بھی شامل تھی۔ انگلینڈ کی طرف سے ڈیرک پرنگل 10 اوورز میں 22 رنز دے کر 3 وکٹوں کے ساتھ کامیاب ترین باؤلر رہے جبکہ دیگر باؤلرز میں رچرڈ النگورتھ 10 اوورز میں 50 اور آئن بوتھم 7 اوورز میں 42 رنز دے کر ایک ایک وکٹ لینے میں کامیاب ہوئے۔ کرس لوئس 10 اوورز میں 52، فلپ ڈیفریٹس 10 اوورز میں 42 اور ڈرمٹ ریو 3 اوورز

میں 22 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

پہلی بار ورلڈ کپ کے حصول کی خاطر اڑھائی سو رنز کا دفاع کرنے کے لیے اترنے والی پاکستانی باؤلنگ اور تیسرا ورلڈ کپ فائنل کھیل کر ابھی تک پہلی فتح کی منتظر انگلینڈ کی بیٹنگ آمنے سامنے آئیں تو وسیم اکرم نے تیسرے ہی اوور میں 6 کے مجموعی اسکور پر 5 گیندیں کھیل کر کھاتہ نہ کھول سکنے والے بوتھم کی وکٹوں کے پیچھے معین کے ہاتھوں واپسی کروا کے پہلا وار کر دیا۔ ایج نکلتے ہی پیچھے مڑ کر دیکھنے والے بوتھم بعد میں امپائر سے ناخوش ہرزہ سرائی کرتے ہوئے گراؤنڈ سے باہر جانے پر مجبور ہو گئے جن کے رونے دھونے کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وسیم اکرم کے اگلے اوور میں ایلک اسٹیورٹ کے بلے سے بھی ایج نکل کر وکٹ کیپر کے ہاتھوں میں گیا تو اس بار امپائر کی خاموشی نے فیلڈرز کی گرمجوشی کو ٹھنڈا کر دیا، اس دوران بیٹسمین اور فیلڈرز کے درمیان چند الفاظ کا تبادلہ بھی ہوا جس کے بعد عمران خان نے اپنے فیلڈرز کو ٹھنڈا رہنے کی تلقین کرتے ہوئے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ آٹھویں اوور میں 21 کے مجموعی اسکور پر عاقب جاوید کی گیند ایلک اسٹیورٹ کے بلے کا بیرونی کنارہ لے کر معین خان کے گلووز میں پہنچی تو اس بار 16 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 7 رنز بنانے والے بیٹسمین کے پاس واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اگلے اوور میں وسیم کی گیند پر معین خان نے گراہم گوچ کے ایک مشکل کیچ کی ٹرائی کی لیکن گیند ان کے ہاتھ میں نہ آ سکی۔ پاکستان کو تیسری کامیابی انیسویں اوور میں 59 کے مجموعی اسکور پر ملی جب 36 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 17 رنز بنانے والے گریم ہک، مشتاق کی گوگلی کو نہ سمجھ سکنے کی پاداش میں ایل بی ڈبلیو ہو گئے۔ اکیسویں اوور میں مشتاق ہی کی گیند پر سوئیپ کھیلنے والے برطانوی کپتان کا ڈیپ اسکوائر لیگ پر عاقب جاوید نے ایک خوبصورت کیچ لیتے ہوئے 69 کے اسکور پر اپنی ٹیم کو چوتھی کامیابی بھی دلوا دی۔ گراہم گوچ نے 66 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 29 رنز بنائے۔ پانچویں وکٹ کی شراکت میں نیل فیئر برادر اور ایلن لیمب اکٹھے ہوئے اور 72 رنز کی پارٹنر شپ قائم کرتے ہوئے چونتیسویں اوور کے اختتام تک اپنی ٹیم کو 141 رنز تک رسائی دلا دی۔ پینتیسویں اوور میں عمران خان اس خطرناک ہوتی پارٹنر شپ کو توڑنے کے لیے وسیم اکرم کو لے کر آئے جنھوں نے مسلسل دو جادوئی گیندوں پر پہلے 41 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 31 رنز بنانے والے ایلن لیمب اور پھر پہلی ہی گیند کا سامنا کرنے والے کرس لوئس کی وکٹیں بکھیر کر انگلینڈ کی کمر توڑتے ہوئے پاکستان کی میچ میں واپسی کروا دی۔ نیل فیئر برادر ایک اینڈ پر ابھی بھی ڈٹے ہوئے تھے جنھوں نے چالیسویں اوور میں اپنی نصف سینچری مکمل کر لی۔ تینتالیسویں اوور میں 70 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 62 رنز بنانے والے فیئر برادر کی اننگز کا خاتمہ عاقب جاوید کی شارٹ پچ گیند پر معین خان کے شارٹ مڈ وکٹ کی طرف ایک رننگ کیچ کے ساتھ ہوا تو 180 رنز پر ساتویں وکٹ کے نقصان کے ساتھ انگلینڈ کی فائنل جیتنے کی امیدیں ماند پڑنے لگیں۔ اگلے اوور میں مشتاق احمد نے 32 گیندوں پر 15 رنز بنانے والے ڈرمٹ ریو کی بھی ایکسٹرا کور پر رمیز راجہ کے ایک خوبصورت کیچ کی بدولت واپسی کروا کے برطانوی ٹیم کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی۔ اڑتالیسویں اوور کی ابتداء میں 8 گیندوں پر 10 رنز بنانے والے فلپ ڈیفریٹس دوسرا رن لینے کی

کوشش میں سلیم ملک اور معین خان کی باہمی کاوش سے رن آؤٹ ہو گئے تو 208 رنز پر انگلینڈ کی 9 وکٹوں کے گرنے کے بعد پاکستان اب فتح سے صرف ایک وکٹ کے فاصلے پر تھا جو 227 کے اسکور پر آخری اوور کی دوسری بال پہ پاکستانی کپتان عمران خان کے حصے میں آئی جب 10 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 14 رنز بنانے والے رچرڈ النگورتھ کا کیچ مڈ آف پر موجود رمیز راجہ نے ایک تاریخی لمحے کے طور پر اپنے ہاتھوں میں محفوظ کر لیا۔ ڈیرک پرنگل کی 16 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *18 ناٹ آؤٹ رنز کی مزاحمت اور 24 ایکسٹرا رنز کی مدد بھی کرکٹ کے بانیوں کی تیسری ورلڈ کپ فائنل شکست کو نہ ٹال سکے جنہیں ایک وقت میں انہی کے زبانی کرکٹ کی بے بی ٹیم قرار دی جانے والی قوم کے شاہینوں نے 22 رنز کی شکست کے ساتھ دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 41 اور وسیم اکرم نے 10 اوورز میں 49 رنز دے کر 3،3 کھلاڑیوں کو ٹھکانے لگایا جبکہ عاقب جاوید 10 اوورز میں 27 رنز دے کر 2 اور عمران خان 6.2 اوورز میں 43 رنز دے کر ایک وکٹ کے ساتھ نمایاں رہے۔ عامر سہیل 10 اوورز میں 49 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ وسیم اکرم کو شاندار آل راؤنڈ کارکردگی پر مین آف دی میچ کا ایوارڈ ملا جس کے بعد عمران خان کو چمکتی دمکتی کرسٹل ٹرافی پیش کی گئی تو ہم ''دنیا'' فتح کر چکے تھے۔

ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ

کرکٹ کے مختصر ترین فارمیٹ ٹی ٹوئنٹی کا آغاز اکیسویں صدی کے اوائل میں انگلینڈ میں ہوا۔ 2003ء میں انگلش کاؤنٹیز کے مابین کھیلے گئے ٹوئنٹی ٹوئنٹی کپ میں پہلا آفیشل ٹی ٹوئنٹی میچ کھیلا گیا۔ انٹرنیشنل سطح پر پہلا ٹی ٹوئنٹی میچ 5 اگست 2004ء کو انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کی خواتین کرکٹ ٹیموں کے مابین منعقد ہوا جہاں نیوزی لینڈ کی ٹیم 9 رنز سے فاتح رہی۔ مردوں کا پہلا ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل مقابلہ 17 فروری 2005ء کو آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی ٹیموں کے درمیان کھیلا گیا جہاں ایڈن پارک آکلینڈ پر میزبان کیوی ٹیم آسٹریلیا کے خلاف 44 رنز کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ٹوئنٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل کرکٹ کے آغاز سے قبل ہی نیوزی لینڈ میں بیس بیس اوورز کے کرکٹ مقابلے کھیلے جا رہے تھے جہاں ایک میچ میں دونوں ٹیمیں دس دس اوورز پر مشتمل دو دو اننگز کھیلتیں۔ یہ مقابلے مارٹن کرو کی ذہنی اختراع تھے جنہیں ''کرکٹ میکس'' کا نام دیا گیا تھا۔ 1997ء میں نیوزی لینڈ کا دورہ کرنے والی برطانوی ٹیم نے میزبانوں کے خلاف ان مقابلوں کی تین میچوں پر مشتمل ایک سیریز کھیلی جس کے بعد 1999ء میں ویسٹ انڈیز اور 2002ء میں بھارت نے بھی نیوزی لینڈ کے دورے پر اس نوعیت کے ایک ایک مقابلے میں حصہ لیا۔ ٹی ٹوئنٹی کرکٹ کا پہلا ورلڈ کپ 2007ء میں جنوبی افریقہ میں کھیلا گیا جس کے فائنل میں صرف چند ماہ قبل ہی ون ڈے ورلڈ کپ کے ابتدائی مرحلے میں باہر ہونے والی پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں مدِ مقابل آئیں جہاں پاکستان کو محض 5 رنز سے شکست دے کر بھارت کی ٹیم پہلی ٹی ٹوئنٹی ورلڈ چیمپئن بنی۔

2009ء میں انگلینڈ کے میدانوں پر ہونے والے دوسرے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی ایونٹ میں ایک بار پھر پاکستانی ٹیم فائنل میں پہنچی جہاں اس بار گرین شرٹس نے سری لنکا کو آٹھ وکٹوں سے شکست دے کر چیمپئن

بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 2010ء میں ویسٹ انڈیز میں منعقدہ تیسرے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں پاکستانی ٹیم سیمی فائنل تک ہی پہنچ سکی جہاں اسے آسٹریلیا کے خلاف شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ فائنل میں آسٹریلیا کی ٹیم کو ہرا کر انگلینڈ نے ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2012ء میں سری لنکا میں منعقدہ چوتھے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں پاکستان نے مسلسل چوتھی مرتبہ سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی جہاں اس بار اسے میزبان سری لنکا کے ہاتھوں شکست ہوئی جو خود بھی فائنل میں ویسٹ انڈیز کے خلاف شکست کھا گئی۔ 2014ء میں بنگلہ دیش میں کھیلے جانے والے پانچویں ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں بالآخر سری لنکا کی ٹیم بھارت کو ہرا کر تیسری کوشش میں پہلا ٹائٹل اپنے نام کرنے میں کامیاب ہوئی۔ 2016ء میں بھارت میں ہونے والے چھٹے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں ویسٹ انڈیز کی ٹیم ایک سنسنی خیز فائنل کے بعد انگلینڈ کو شکست دیتے ہوئے دو بار ورلڈ ٹی ٹوئنٹی چیمپئن شپ جیتنے کا اعزاز حاصل کرنے والی پہلی ٹیم بنی۔ 2021ء میں اماراتی میدانوں پر بھارتی میزبانی تلے منعقدہ تازہ ترین ساتویں مینز ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ میں پاکستان پانچویں مرتبہ سیمی فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی پہلی ٹیم بنی لیکن گروپ میچوں کی واحد ناقابلِ شکست ٹیم کو یہاں آسٹریلیا کی ٹیم ہرانے میں کامیاب رہی جس نے فائنل میں نیوزی لینڈ کو شکست دے کر پہلی مرتبہ ٹائٹل بھی اپنے نام کرلیا۔ 2009ء سے 2016ء تک خواتین کے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی مقابلے بھی مردوں کے ساتھ ہی منعقد ہوتے رہے۔ 2016ء میں ویسٹ انڈیز کی دونوں ٹیموں نے ایک ہی دن دونوں فائنل اپنے نام کیے۔ ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں پاکستانی ٹائٹل فتح کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

دوسری ورلڈ ٹی ٹوئنٹی چیمپئن شپ 2009ء۔ انگلینڈ

5 سے 21 جون 2009ء تک انگلینڈ میں منعقدہ دوسرے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی میں پاکستانی ٹیم نے فاتح کی حیثیت سے وکٹری اسٹینڈ تک رسائی حاصل کر کے دو سال قبل افتتاحی ایونٹ کے فائنل میں بھارت کے خلاف ہونے والی محض 5 رنز کی شکست کا غم کسی حد تک غلط کر دیا۔ پاکستان کے لیے یہ فتح اس حوالے سے بھی اہمیت کی حامل رہی کیونکہ چند ماہ قبل لاہور میں سری لنکن کرکٹ ٹیم پر ہونے والے حملے اور پھر اس کے نتیجے میں پاکستان کرکٹ کو تنہا کرنے کی سازشیں اپنے عروج پر تھیں۔ ٹورنامنٹ میں شریک کل بارہ ٹیموں کو تین تین کے چار گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان گروپ B میں انگلینڈ سے پہلا میچ ہارنے کے بعد نیدرلینڈز کو شکست دے کر بمشکل بہتر رن ریٹ کی بنیاد پر اگلے مرحلے میں پہنچا جہاں آٹھ ٹاپ ٹیموں کو ایک مرتبہ پھر دو گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہاں بھی گروپ F میں اپنے پہلے ہی مقابلے میں سری لنکا کے خلاف شکست سے دوچار ہو کر پاکستانی ٹیم ایک مرتبہ پھر نزاعی کیفیت سے دوچار ہو چکی تھی۔ ایسے موقعوں پر کایا پلٹنے کے حوالے سے مشہور پاکستانی شاہینوں نے یہاں بھی حسب روایت پرواز پکڑی تو پھر گروپ کے باقی میچوں میں نیوزی لینڈ اور آئرلینڈ کو شکست دینے کے بعد سیمی فائنل مرحلے میں پورے ٹورنامنٹ کی ناقابل شکست جنوبی افریقی ٹیم کو بھی پچھاڑتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے فائنل میں پہنچنے والی پہلی ٹیم بننے کا اعزاز حاصل کرلیا۔ فائنل میں پاکستان کا مقابلہ اسے گروپ F میں ہرا کر آنے والی سری لنکن ٹیم سے ہوا جہاں اس بار شاہینوں نے کوئی غلطی نہیں کی اور شاہد آفریدی کی مین آف دی میچ کارکردگی کی بدولت آٹھ

وکٹوں سے فتح سمیٹتے ہوئے ٹوئنٹی ٹوئنٹی فارمیٹ کا ورلڈ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ پاکستان کے عمر گل 13 وکٹوں کے ساتھ ٹورنامنٹ کے سرفہرست باؤلر رہے لیکن پلیئر آف دی ٹورنامنٹ کا اعزاز 317 رنز بنانے والے سری لنکا کے ٹاپ اسکورر تلکر تنے دلشان کے حصے میں آیا۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

یونس خان (کپتان)، احمد شہزاد، فواد عالم، افتخار انجم، کامران اکمل، مصباح الحق، محمد عامر، سعید اجمل، سلمان بٹ، شاہد آفریدی، شاہ زیب حسن، شعیب ملک، سہیل تنویر، عمر گل، عبدالرزاق، انتخاب عالم (کوچ)۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ

7 جون 2009ء کو اوول کے میدان پر پاکستانی ٹیم مجموعی طور پر ایونٹ کے چھٹے، گروپ B کے دوسرے اور اپنے پہلے میچ میں میزبان انگلینڈ کے خلاف میدان میں اتری جو صرف دو دن قبل نیدر لینڈز کی ٹیم کے خلاف چار وکٹوں کی اپ سیٹ شکست سے دوچار ہو چکی تھی۔ لہٰذا میزبانوں کے لیے یہ میچ ناک آؤٹ کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ اگر پاکستان یہ میچ جیت جاتا تو پاکستان اور نیدر لینڈز کی ٹیمیں سپر ایٹ مرحلے کے لیے کوالیفائی کر جاتیں اور انگلینڈ بنا کوئی میچ جیتے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی سے باہر ہو جاتا۔ پاکستان کی طرف سے سترہ سالہ محمد عامر کا یہ ڈیبیو میچ تھا۔

پاکستان کے کپتان یونس خان نے ٹاس جیت کر پہلے میزبانوں کو بیٹنگ کی دعوت دی تو میچ کے دوسرے ہی اوور میں کیریئر کی دوسری گیند پر محمد عامر نے روی بوپارہ کو بیک ورڈ پوائنٹ پر شعیب ملک کے ہاتھوں کیچ کروا کر انٹرنیشنل کرکٹ میں اپنی آمد کا اعلان کیا۔ بوپارہ نے 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنائے جبکہ انگلینڈ کا مجموعہ پہلی وکٹ کے نقصان پر 9 رنز تھا۔ انگلینڈ کی پہلی وکٹ جلدی گر جانے کے باوجود لیوک رائٹ اور کیون پیٹرسن نے دباؤ میں آئے بغیر رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھایا۔ خصوصاً لیوک رائٹ نے صرف 16 گیندوں پر 6 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 34 رنز بنا کر اپنی ٹیم کی پوزیشن مستحکم کر دی۔ چھٹے اوور کی تیسری گیند پر جب عمر گل کے یارکر نے رائٹ کی وکٹوں کی راہ لی تو انگلینڈ کا اسکور 2 وکٹوں کے نقصان پر 62 تک پہنچ چکا تھا۔ نئے آنے والے بیٹسمین اویس شاہ نے بھی پیٹرسن کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے رنز بنانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ چودہویں اوور کی دوسری بال پر پاکستان کو تیسری کامیابی نصیب ہوئی جب 128 کے مجموعی اسکور پر اویس شاہ 3 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 32 گیندوں پر 33 رنز بنانے کے بعد عمر گل کے ہاتھوں بولڈ ہو گئے۔ نئے آنے والے بیٹسمین پال کالنگ ووڈ کو 4 کے انفرادی اسکور پر یاسر عرفات کے ہاتھوں ڈراپ ہونے کی بدولت دوسرا موقع ملا جس کے بعد اگلی دو گیندوں پر انہوں نے عمر گل کو دو چوکوں سے نوازا دیا لیکن کالنگ ووڈ کی یہ خوش قسمتی زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکی اور اگلے اوور کی پہلی بال پر سعید اجمل نے برطانوی کپتان کو لانگ آن پر آفریدی کے ہاتھوں کیچ کروا کر انگلینڈ کا اسکور 16.1 اوورز

میں 152/4 کر دیا۔ کالنگ ووڈ 11 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 15 رنز بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اسی اوور کی پانچویں گیند پر جب انگلینڈ کا اسکور 156 رنز تھا تب پیٹرسن بھی ایک بڑا شاٹ کھیلنے کے چکر میں 38 گیندوں پر 5 چوکوں اور 3 چھکوں کی مدد سے 58 رنز بنانے کے بعد شارٹ تھرڈ مین پر عمر گل کے ہاتھوں کیچ ہو کر اجمل کی دوسری وکٹ بن گئے۔ میسکر ینہاس کے *16 اور دو بار نیا موقع پانے والے فوسٹر کے *14 رنز کی بدولت انگلینڈ نے مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 185 رنز تک رسائی حاصل کر لی جن میں 10 رنز ایکسٹراز کے بھی شامل تھے۔ پاکستان کی طرف سے سعید اجمل نے 4 اوورز میں 23 رنز کے عوض 2، عمر گل نے 4 اوورز میں 37 رنز کے بدلے 2 جبکہ محمد عامر نے 3 اوورز میں 31 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ یاسر عرفات 4 اوورز میں 42، شاہد آفریدی 4 اوورز میں 36 جبکہ شعیب ملک ایک اوور میں 13 رنز دے کر خالی ہاتھ واپس لوٹے۔

186 رنز کے تعاقب میں پاکستان کا آغاز کچھ اچھا نہ تھا کیونکہ 13 کے مجموعی اسکور پر تیسرے اوور کی پہلی بال پہ 7 گیندیں کھیل کر 4 رنز بنانے والے احمد شہزاد کوور میں کھڑے کالنگ ووڈ کے ہاتھوں میسکر ینہاس کی وکٹ بن گئے۔ چھٹے اوور کی پانچویں گیند پر اسٹیورٹ براڈ نے 6 گیندوں پر 6 رنز بنانے والے کامران اکمل کو اسکوائر لیگ پر لیوک رائٹ کے ہاتھوں کیچ کروایا اور اگلی ہی بال پہ 5 چوکوں کی مدد سے 23 گیندوں پر 28 رنز کرنے والے سلمان بٹ بھی پُل شاٹ کھیلنے کی کوشش میں پوائنٹ پر بوپارہ کو کیچ تھما بیٹھے تو 41 رنز پہ پاکستان کی تین وکٹیں گر چکی تھیں۔ 87 کے اسکور پر پاکستان کی چوتھی وکٹ گری جب ایک چوکے کی مدد سے 21 گیندوں پر 20 رنز بنانے والے شعیب ملک تیرہویں اوور میں رائٹ کی دوسری گیند پر فوسٹر کے ہاتھوں چلتے بنے۔ خلافِ توقع شاہد آفریدی بھی اپنا روایتی کھیل پیش کرنے میں ناکام رہے اور 12 گیندوں پر صرف 5 رنز بنا کر سوان کی گیند پہ مڈ آن میں کھڑے متبادل فیلڈر مورگن کے ہاتھوں کیچ ہو کر پاکستان کا پانچواں نقصان بن گئے تو 15.1 اوورز میں ٹیم کا اسکور ابھی صرف 102 تک ہی پہنچ پایا تھا۔ اٹھارہویں اوور کی پہلی گیند پر پاکستان کا اسکور 117 تھا جب ایک چھکے کی مدد سے 8 گیندوں پر 10 رنز بنانے والے مصباح الحق اینڈرسن کی بال پہ مورگن کے ہاتھوں مِڈ آن پر کیچ ہو گئے۔ پاکستان کی ساتویں وکٹ انیسویں اوور کی آخری بال پر گری جب براڈ نے 6 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے یاسر عرفات کو مڈ آف پر رائٹ کے ہاتھوں کیچ کروایا، تب پاکستان کا مجموعہ ابھی بھی 129 تک ہی پہنچ سکا تھا اور کپتان یونس خان 5 چوکوں کی مدد سے 31 گیندوں پر *46 رنز بنا کر دوسرے اینڈ پہ بے بسی سے اپنی ٹیم کی گرتی ہوئی وکٹوں کا تماشا دیکھنے میں مصروف تھے جن کے ساتھ عمر گل نے 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *8 رنز بنا کر واپسی کی تو 6 ایکسٹراز ملا کر بھی پاکستان کا مجموعہ مقررہ 20 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر صرف 137 رنز تک ہی پہنچ پایا تھا اور پاکستانی ٹیم 48 رنز کی شکست سے دوچار ہو چکی تھی۔ براڈ نے 3 اوورز میں 17 رنز دے کر 3، میسکر ینہاس نے 2 اوورز میں 14 رنز دے کر ایک، اینڈرسن نے 4 اوورز میں 30 رنز دے کر ایک، رائٹ نے 3 اوورز میں 24 رنز دے کر ایک جبکہ سوان نے 4 اوورز میں 27 رنز دے کر ایک

وکٹ حاصل کی۔ عادل رشید 4اوورز میں 24رنز دے کر وکٹ لینے میں ناکام رہے۔ رائٹ کو بہترین کارکردگی پر مین آف دی میچ ایوارڈ دیا گیا۔ انگلینڈ نے اس فتح کے ساتھ نہ صرف خود کو ناک آؤٹ ہونے سے بچالیا بلکہ سپرایٹ مرحلے کے لیے کوالیفائی بھی کرلیا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ نیدرلینڈز

9جون کو ٹورنامنٹ کے نویں، گروپ B کے تیسرے اور آخری میچ میں لارڈز کرکٹ گراؤنڈ پر پاکستان اور نیدرلینڈز کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں تو یہ مقابلہ دونوں کے لیے ناک آؤٹ کی حیثیت رکھتا تھالیکن پاکستان کے لیے اس میچ میں محض فتح ہی کافی نہیں تھی بلکہ گرین شرٹس کو اگلے مرحلے تک رسائی کے لیے بہتر نیٹ رن ریٹ کا حصول بھی مدِنظر رکھنا ضروری تھا۔

پاکستانی کپتان یونس خان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں میدان میں اترنے والے اوپنرز نے ٹیم کو ایک اچھا آغاز فراہم کردیا۔38 کے مجموعی اسکور پر پانچویں اوور کی تیسری بال پہ سلمان بٹ13 گیندوں پر2چوکوں اور ایک چھکے سمیت18رنز بنا کر کوور پر کھڑے بورین کے ہاتھوں ڈیسکاٹے کا شکار بنے۔81 کے اسکور پر پاکستان کی دوسری وکٹ گری جب دسویں اوور میں سیلار کی آخری بال پہ 3چھکوں اور2چوکوں سے سجی کامران اکمل کی 30 گیندوں پر41رنز کی اننگز کا خاتمہ ڈیپ مڈ وکٹ پر کھڑے شیفرلی کے ہاتھوں میں ہوا۔14 کے انفرادی اسکور پر دوسرا موقع پانے والے شعیب ملک کو 28 گیندوں پر2چوکوں کی مدد سے 30رنز بنانے کے بعد بورین نے تیرہویں اوور کی آخری گیند پہ ڈیپ مڈ وکٹ پر کھڑے سیلار کے ہاتھوں کیچ کروا کر چلتا کیا تب پاکستان کا اسکور3وکٹوں کے نقصان پر99رنز تک پہنچ چکا تھا۔مصباح الحق اور کپتان یونس خان کی53رنز کی شراکت داری اٹھارہویں اوور کی پانچویں گیند پر سیلار نے ختم کی جب20 گیندوں پر 3چھکوں کی مدد سے 36رنز بنانے والے پاکستانی کپتان ایک اور چھکا مارنے کی کوشش میں لانگ آن پر کھڑے ڈی گروتھ کو کیچ تھما بیٹھے۔171 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کی پانچویں وکٹ شاہد آفریدی کی صورت میں گری جو ایک چھکے کی مدد سے 7 گیندوں پر13رنز بنانے کے بعد آخری اوور کی تیسری گیند پر نینس کے ہاتھوں بولڈ ہوگئے۔مصباح الحق نے20 گیندوں پر تین چوکوں کی مدد سے ناقابل شکست *31 جبکہ فواد عالم نے 2 گیندوں پر *3 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر مقررہ 20اوورز میں پاکستان کا اسکور5وکٹوں کے نقصان پر175 تک پہنچا دیا جن میں 3 ایکسٹراز کی مدد بھی شامل رہی۔سیلار نے 4 اوورز میں36 رنز دے کر2،ڈیرک نینس نے4اوورز میں26 رنز دے کر ایک، ٹین ڈیسکاٹے نے 4اوورز میں 42 رنز دے کر ایک جبکہ بورین نے4اوورز میں34رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔شیفرلی 4اوورز میں36 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

176رنز کے تعاقب میں نیدرلینڈز کی ٹیم میدان میں اتری تو دوسرے اوور میں عامر نے پہلی 2 گیندوں پر2چوکے کھانے کے بعد تیسری گیند پر ریکرز کو مسلسل تیسرا چوکا لگانے کی کوشش میں اسکوائر لیگ

پر کھڑے سہیل تنویر کے ہاتھوں ٹھنڈا کروا دیا۔ 6 گیندوں پر تین چوکوں کی مدد سے 13 رنز بنانے والے ریکرز کی واپسی کے ساتھ نیدر لینڈز کا مجموعہ بھی 13/1 ہو گیا۔ 42 کے مجموعی اسکور پر نیدر لینڈز کی دوسری وکٹ گری جب آٹھویں اوور کی پہلی بال پہ شاہد آفریدی نے 15 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 13 رنز بنانے والے باس زائیڈر رینٹ کو بولڈ کر دیا۔ اگلے اوور کی چوتھی بال پر نیدر لینڈز کا اسکور 47 تھا جب سعید اجمل نے 4 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے پیٹر بورن کو شارٹ فائن لیگ پر کھڑے سلمان بٹ کی مدد سے چلتا کیا۔ اسی اوور کی آخری بال پر نیدر لینڈز کے ٹاپ اسکورر کرویزے بھی 29 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 21 رنز بنانے کے بعد ایک بڑا شاٹ کھیلنے کی کوشش میں کامران اکمل کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہو گئے۔ بارہویں اوور کی پہلی گیند پہ آفریدی نے 7 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے ڈی گروتھ کو بولڈ کیا تو 61 کے اسکور پر آدھی ڈچ ٹیم واپس ڈگ آؤٹ لوٹ چکی تھی۔ ایک گیند کے وقفے سے وان بنگے بھی بنا کوئی رن بنائے کامران اکمل کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہو گئے تب پاکستان کی فتح تقریباً یقینی ہو چکی تھی۔ نیدر لینڈز کا اسکور 71 تک پہنچا تو تیرہویں اوور کی پانچویں بال پر 10 گیندیں کھیل کر ایک چھکے کی مدد سے 14 رنز بنانے والے ٹین ڈیسکاٹے کو بھی شعیب ملک نے کامران اکمل کے ہاتھوں اسٹمپڈ کروا دیا۔ 74 کے اسکور پر نیدر لینڈز کی آٹھویں وکٹ بھی گر گئی جب شیفرلی 6 گیندوں پر 2 رنز بنانے کے بعد چودہویں اوور کی تیسری بال پہ لانگ آف پر کھڑے سعید اجمل کے ہاتھوں شاہد آفریدی کا چوتھا شکار بنے۔ سعید اجمل کے حصے میں تیسری وکٹ سترہویں اوور کی چوتھی گیند پر آئی جب 7 گیندوں پر 6 رنز کرنے والے ڈیرک نینس، کامران اکمل کا چوتھا اسٹمپڈ بنے۔ اٹھارہویں اوور کی تیسری بال پہ عمر گل نے 2 گیندوں پر ایک رن اسکور کرنے والے سیلار کی وکٹیں بکھیر دیں تو نیدر لینڈز 82 رنز سے یہ میچ ہار چکی تھی۔ کپتان سمٹس کی 17 گیندوں پر *11 ناٹ آؤٹ کی مزاحمت بھی ٹیم کے کسی کام نہ آسکی اور 6 ایکسٹراز ملا کر بھی نیدر لینڈز کا مجموعہ صرف 93 رنز تک ہی پہنچ سکا۔ شاہد آفریدی نے 4 اوورز میں 11 رنز دے کر 4، سعید اجمل نے 4 اوورز میں 20 رنز دے کر 3، محمد عامر نے 2 اوورز میں 16 جبکہ شعیب ملک نے 2 اوورز میں 18 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ عمر گل کو 2.3 اوورز میں 14 رنز کے بدلے ایک وکٹ ملی جبکہ سہیل تنویر 3 اوورز میں 13 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ کامران اکمل کو بہترین بیٹنگ اور وکٹ کیپنگ پر مین آف دی میچ ایوارڈ دیا گیا۔ پاکستان نے یہ مقابلہ جیت کر سپر ایٹ مرحلے کے لیے کوالیفائی کر لیا جہاں اب گروپ (F) میں اس کا مقابلہ سری لنکا، نیوزی لینڈ اور آئر لینڈ سے ہونا تھا۔

سُپر ایٹ، گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ سری لنکا

12 جون کو لارڈز کے میدان پر ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے پندرہویں، گروپ F کے دوسرے اور سُپر ایٹ مرحلے میں پاکستانی ٹیم اپنے پہلے مقابلے کے لیے سری لنکا کے مدِ مقابل آئی تو کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایک ہفتے بعد یہی دونوں ٹیمیں اسی میدان پر ٹائٹل کے لیے جنگ لڑ رہی ہوں گی۔

سری لنکا نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو اس ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی تلکر تنے دلشان اور دنیائے کرکٹ کے سب سے خطرناک اوپنر سنتھ جیاسوریا نے کپتان سنگاکارا کے اس فیصلے کی لاج رکھتے ہوئے9اوورز میں 81رنز جوڑ دیئے۔نویں اوور کی آخری بال پہ پاکستان کوپہلی کامیابی ملی جب24 گیندوں پر2چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 26رنز بنانے والے جیاسوریا،شاہد آفریدی کی گیند کو اسکوائر لیگ پر کھڑے یونس خان کے ہاتھوں میں اچھال کر چلتے بنے۔ دوسری کامیابی کے لیے پاکستان کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کیونکہ دلشان بھی اپنے ساتھی کی جدائی برداشت نہ کرتے ہوئے گیارہویں اوور کی پانچویں گیند پرآفریدی ہی کے ہاتھوں ایک تیز گوگلی پہ بولڈ ہو گئے۔انہوں نے39 گیندوں پر8چوکوں کی مدد سے 46رنز بنائے۔89رنز پر دونوں اوپنرز کھونے کے بعد سری لنکا کو تیسرا جھٹکا 110 کے اسکور پر لگا جب کامران اکمل نے وکٹوں کے عقب میں اپنی شاندار کارکردگی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے16 گیندوں پرایک چوکے کی مدد سے 15رنز بنانے والے سری لنکن کپتان سنگاکارا کو چودھویں اوور کی آخری گیند پر اسٹمپڈ کر کے وکٹ سعید اجمل کے کھاتے میں درج کروا دی۔سترہویں اوور میں عمر گل کی پہلی بال پہ چمارا سلوا6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8رنز بنانے کے بعد کامران اکمل کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوئے تو سری لنکا کا مجموعہ 4وکٹوں کے نقصان پر 128رنز تک پہنچ چکا تھا۔ 132کے اسکور پرسری لنکا کی پانچویں وکٹ گری جب 18 گیندوں پر2چوکوں کی مدد سے 19رنز بنانے والے جیاوردنے اٹھارہویں اوور میں سعید اجمل کی پہلی گیند کوان سائیڈ آؤٹ کھیلنے کی کوشش میں ایکسٹرا کوور پر کھڑے آفریدی کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ اننگز کے آخری اوور میں مجموعی اسکور148 تھا جب سری لنکا کو چھٹا اور ساتواں نقصان اٹھانا پڑا۔ پہلے بیسویں اوور کی چوتھی بال پر10 گیندیں کھیل کر5رنز کرنے والے جہان مبارک دوسرا رن لینے کے چکر میں شعیب ملک اور کامران اکمل کی ملی بھگت سے رن آؤٹ ہو گئے اور پھر اگلی گیند پر عمر گل نے نئے آنے والے کولاسیکرا کو بھی وکٹوں کے آگے ٹانگ اڑانے کی پاداش میں واپسی کی راہ دکھا دی۔آخری بال پر ملنگا کے *2 رنز سری لنکن ٹیم کا حتمی مجموعہ 7وکٹوں کے نقصان پر150رنز تک لے گئے جن میں میتھیوز کے 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *9 ناٹ آؤٹ رنز کے علاوہ سری لنکن اننگز کا تیسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے20رنز بھی شامل تھے۔پاکستان کی طرف سے شاہد آفریدی ،سعید اجمل اور عمر گل نے4,4اوورز میں بالترتیب 26,23 اور 34 رنز کے عوض 2,2وکٹیں حاصل کیں جبکہ محمد عامر 4اوورز میں26،شعیب ملک 2 کفایتی اوورز میں5اور سہیل تنویر دو مہنگے اوورز میں29رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

151رنز کے ہدف کے تعاقب میں پاکستان کا آغاز ہی اچھا نہ ہوا کیونکہ پہلے اوور کی تیسری بال پر سلمان بٹ کھاتہ کھولے بغیر ہی میتھیوز کی گیند کو وکٹوں میں جانے سے روکنے میں ناکام ہو کر داغِ مفارقت دے گئے۔ نئے آنے والے بیٹسمین شعیب ملک نے کچھ تیزی سے رنز بنانے کی کوشش ضرور کی لیکن وہ بھی چھٹے اوور کے آغاز میں 34 کے مجموعی اسکور پر20 گیندیں کھیل کر5چوکوں کی مدد سے 28رنز بنانے کے بعد ملنگا کی بال کو مڈ آن پر کھڑے کولاسیکرا کے ہاتھوں میں تھما کر چلتے بنے۔صرف ایک رن کے اضافے سے

اسی اوور کی تیسری گیند پر کامران اکمل کو بھی چمارا سلوا اور میتھیوز کے ہاتھوں جرمِ غفلت کی سزا بھگتنا پڑی جو 9 گیندوں پر صرف 5 رنز ہی بنا سکے۔ نئے آنے والے مصباح الحق نے کپتان یونس خان کے ساتھ مل کر ریسکیو آپریشن کا آغاز کیا تو اس دوران رنز تو بنے لیکن ان کی رفتار میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سولہ اوورز میں 100 رنز تک پہنچتے پہنچتے مطلوبہ رن ریٹ بارہ سے اوپر جا چکا تھا۔ سولہویں اوور کی تیسری گیند پر مجموعہ 101 تھا جب پاکستان کو مصباح کی صورت میں چوتھا نقصان اٹھانا پڑا جو 28 گیندوں پر بنا کسی باؤنڈری کے 21 رنز بنانے کے بعد مرلی دھرن کی گیند پہ ڈیپ مڈ وکٹ پر کھڑے سلوا کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ اگلی ہی گیند پر مرلی دھرن نے اسی جگہ دلشان کے ہاتھوں آفریدی کو بھی گولڈن ڈک کا تحفہ تھماتے ہوئے پاکستانی ٹیم کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا۔ سترہویں اوور کی چوتھی گیند پر اسکور 108 تھا جب ملنگا نے پاکستانی کپتان یونس خان کی 37 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے سجی ففٹی کی خوشی سنگا کارا کے ہاتھوں غارت کروا کر تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ انیسویں اوور کی آخری بال پر سہیل تنویر 7 گیندوں پر 3 رنز بنانے کے بعد ملنگا کی بال واپس انہی کے ہاتھوں میں تھما گئے تو 121 پر 7 کا مجموعہ پاکستانی شکست کو یقینی ظاہر کر رہا تھا۔ 123 کے اسکور پر آخری اوور کی تیسری بال 11 گیندوں پر ایک باؤنڈری کی مدد سے 12 رنز بنانے والے فواد عالم کے لیے واپسی کا پروانہ ثابت ہوئی جو سنگا کارا کے ہاتھوں کولاسیکرا کی وکٹ بنے۔ اگلی گیند پر عامر بھی بنا کوئی بال کھیلے میتھیوز اور کولاسیکرا کے گٹھ جوڑ کا شکار ہو کر ڈائمنڈ ڈک کا تحفہ لے گئے تو یہ پاکستان کی نویں وکٹ تھی جو 124 کے مجموعی اسکور پر گر چکی تھی۔ آخری اوور کی پانچویں گیند کو عمر گل نے چھکے کے لیے روانہ کیا تو تب تک بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ اب صرف ایک گیند پر فتح کے لیے 21 مزید رنز درکار تھے۔ عمر گل 4 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے *9 رنز بنا کر جبکہ سعید اجمل بنا کسی گیند کا سامنا کئے واپس آئے تو 20 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر پاکستان کا مجموعہ صرف 131 رنز تک ہی پہنچ سکا تھا اور 3 ایکسٹراز بھی 19 رنز سے گرین شرٹس کی شکست کو نہ ٹال سکے تھے۔ ملنگا نے 4 اوورز میں 17 رنز کے عوض 3، مرلی دھرن نے 4 اوورز میں 28 رنز کے عوض 2 جبکہ میتھیوز اور کولاسیکرا نے 4، 4 اوورز میں 23 اور 30 رنز کے عوض ایک، ایک وکٹ حاصل کی، اجنتھا مینڈس 3 اوورز میں 24 اور جیاسوریا ایک اوور میں 8 رنز کے عوض خالی ہاتھ رہے۔ تلکر تنے دلشان کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

<u>سپر ایٹ، گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ</u>

13 جون کو اوول کے میدان پر اپونٹ کے اٹھارہویں اور سُپر ایٹ مرحلے میں پاکستانی ٹیم اپنے دوسرے مقابلے کے لیے نیوزی لینڈ کے مدِ مقابل آئی تو شاہینوں کے لیے یہ مقابلہ کرو یا مرو کی حیثیت رکھتا تھا جس میں انہوں نے کیویز کو آؤٹ کلاس کر کے ٹورنامنٹ میں اپنی واپسی کرتے ہوئے ایک ناقابلِ شکست سفر کا آغاز کیا۔ میچ کے ہیرو اگرچہ عمر گل تھے لیکن ٹورنامنٹ میں پہلی بار کھیلنے والے عبدالرزاق کا کردار بھی اس مقابلے میں فراموش نہیں کیا جا سکتا جن کو اس ٹورنامنٹ کے لیے سلیکٹ بھی نہیں کیا گیا تھا لیکن یاسر عرفات کی انجری کے باعث متبادل کے طور پر فوجی کو SOS کال دی گئی تو انہوں نے قطعاً مایوس نہیں کیا۔

نیوزی لینڈ کے کپتان ڈینئل ویٹوری نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو صرف دوسرے اوور کی چوتھی بال پر ہی عبدالرزاق نے 6 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 12 رنز کرنے والے برینڈن میک کولم کے خطرے کو پوائنٹ پر کھڑے فواد عالم کے ہاتھوں کیچ کے ذریعے ٹال دیا۔ پانچویں اوور کی دوسری بال پہ ریڈ منڈ 14 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 15 رنز بنا کر مڈ آن پر موجود عمر گل کے ہاتھوں عامر کا شکار بنے تو 33 کے مجموعی اسکور پر بلیک کیپس کے دونوں اوپنرز ڈگ آؤٹ میں واپس پہنچ چکے تھے۔ نیوزی لینڈ کے اسکور میں مزید 4 رنز کے اضافے کے بعد مارٹن گپٹل بھی 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنا کر آؤٹ ہو گئے جنہیں عبدالرزاق نے چھٹے اوور کی تیسری گیند پہ LBW کیا۔ دسویں اوور کی تیسری بال پر کیویز کی وکٹیں گرنے کا سلسلہ مزید دراز ہو گیا جب 11 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے جیکب اورم کو آفریدی نے ایکسٹرا کوور پر مصباح کے ہاتھوں واپسی کی راہ دکھائی۔ یہ 55 رنز پر نیوزی لینڈ کا چوتھا نقصان تھا۔ تیرہویں اوور کی تیسری بال پر مجموعہ 73 رنز تھا جب عمر گل نے نیوزی لینڈ کے ٹاپ اسکورر اسکاٹ اسٹائرس کو 29 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے 22 رنز بنانے کے بعد آفریدی کے ایک میراتھن کیچ کے ذریعے واپسی کی راہ دکھا دی۔ اگلی ہی بال پہ میک گلیشن بھی 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے کے بعد عمر گل کا یارکر وکٹوں کے سامنے اپنی ٹانگوں پہ کھانے سے نہ بچا سکے تو 73 رنز پر 6 کھلاڑیوں کی واپسی کیویز کی تباہی کی داستان سنا رہی تھی۔ سولہویں اوور کی چوتھی بال پر عمر گل نے 11 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 7 رنز بنانے والے نیتھن میک کولم کی لیگ اسٹمپ اڑا کر مجموعہ 88 رنز پر 7 آؤٹ کر دیا۔ اٹھارہویں اوور کی تیسری بال پر عمر گل نے ہی 13 گیندیں کھیل کر 7 رنز بنانے والے فرینکلن کو بھی بولڈ کر دیا جبکہ اگلی ہی گیند پر ملز بھی بنا کوئی رن بنائے کوور پر شاہ زیب کے ہاتھوں عمر گل کی پانچویں وکٹ بن گئے۔ یہ آج کے دِن دوسرا موقع تھا جب عمر گل ہیٹ ٹرک پر تھے اور 93 رنز پر 9 وکٹیں کھونے والی نیوزی لینڈ کی ٹیم کو ''گل ڈوزر'' سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مل رہی تھی۔ انیسویں اوور کی تیسری بال پر 9 گیندوں کا سامنا کر کے ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے کیوی کپتان ڈینئل ویٹوری بھی یونس خان اور عبدالرزاق کے باہمی تعاون سے جرمِ غفلت کا شکار ہو گئے تو نیوزی لینڈ کی ٹیم تمام وکٹیں کھو کر بھی تہرے ہندسے سے ایک رن دور تھی۔ ایان بٹلر ایک گیند پر ایک رن بنا کر ناٹ آؤٹ لوٹنے والے واحد کھلاڑی رہے جبکہ 6 رنز ایکسٹراز کے بھی نیوزی لینڈ کے کھاتے میں شامل تھے۔ عمر گل نے اس وقت کی ٹی ٹوئنٹی کی بہترین باؤلنگ کرتے ہوئے 3 اوورز میں صرف 6 رنز دے کر 5 وکٹیں حاصل کرنے والے اولین باؤلر کا اعزاز اپنے نام کیا۔ عبدالرزاق نے 3.3 اوورز میں ایک میڈن کرتے ہوئے 17 رنز دے کر 2، شاہد آفریدی نے 4 اوورز میں 17 رنز دے کر ایک جبکہ عامر نے 3 اوورز میں 23 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ سعید اجمل 4 اوورز میں 24 اور شعیب ملک ایک اوور میں 8 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

ایک چھوٹے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی پاکستانی ٹیم کے اوپنرز نے نسبتاً اچھا آغاز فراہم کرتے ہوئے پہلے چار اوورز میں 30 رنز اسکور بورڈ پر سجا دیئے۔ پانچویں اوور کی پہلی گیند پر ملز کو چھکے کے لیے روانہ کرنے والے کامران اکمل اگلی بال پہ ایک بار پھر اسی کوشش میں ڈیپ اسکوائر لیگ پر کھڑے

گپٹل کے ہاتھوں جکڑے گئے۔ 14 گیندوں پر ایک چوکے اور ایک چھکے سے مزین 19 رنز کی اس اننگز کا خاتمہ 36 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کا پہلا نقصان تھا۔ وَن ڈاؤن پوزیشن پر بیٹنگ کے لیے آنے والے عبدالرزاق نے ایک اینڈ سنبھالا تو دوسری طرف ڈیبیوٹنٹ شاہ زیب حسن نے رنز کی رفتار میں تیزی لاتے ہوئے ایان بٹلر کے اوور میں 14 رنز لوٹ کر چھ اوورز میں پاکستان کا اسکور 54 رنز تک پہنچا دیا۔ 61 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کی دوسری وکٹ گری جب آٹھویں اوور کی آخری بال پر 8 گیندیں کھیل کر 5 رنز بنانے والے عبدالرزاق کو ویٹوری نے وکٹ کیپر میک گلیشن کے ہاتھوں کیچ کروا دیا۔ اگلے ہی اوور کی پہلی بال پر 28 گیندوں کا سامنا کر کے 2 چھکوں اور 4 چوکوں کی مدد سے 35 رنز بنانے والے شاہ زیب حسن غلط رن لینے کی کوشش میں برینڈن میک کولم اور میک گلیشن کے ہاتھوں اپنی ڈیبیو اننگز کا خاتمہ کروا بیٹھے۔ تجربہ کار آل راؤنڈر شعیب ملک بھی وکٹ پر زیادہ دیر ٹِک نہ سکے اور دسویں اوور کی دوسری بال پہ ایک باؤنڈری کی مدد سے 3 گیندوں پر 4 رنز کرنے کے بعد کوور پر کھڑے برینڈن میک کولم کے ہاتھوں ویٹوری کا شکار بنے تو پاکستان کا اسکور 71 رنز پر 4 آؤٹ ہو گیا۔ شاہد آفریدی نے ایک طرف سے لاٹھی چارج جاری رکھتے ہوئے صرف 18 گیندوں پر تین چوکوں کی مدد سے *29 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر بالآخر کپتان یونس خان (9)*6 کے ہمراہ 41 گیندیں قبل ہی پاکستان کی ناؤ پار لگا دی۔ 6 وکٹوں کی اس فتح میں صرف 2 ایکسٹراز کی مدد ہی شامل تھی۔ کیوی کپتان ڈینئل ویٹوری نے 4 اوورز میں 20 رنز دے کر 2 جبکہ کائیل ملز نے 4 اوورز میں 28 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ جیمز فرینکلن 2 اوورز میں 19 رنز، ایان بٹلر 2 اوورز میں 22 اور نیتھن میک کولم 1.1 اوور میں 11 رنز کے بدلے کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ عمر گل کو تباہ کُن باؤلنگ کرنے پر مین آف دی میچ قرار دیا گیا۔

سُپر ایٹ، گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ آئر لینڈ

15 جون کو ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے سُپر ایٹ مرحلے کے آخری روز بھی سیمی فائنل تک رسائی کے لیے تین ٹیموں کا تعین ہونا ابھی باقی تھا، گروپ E سے صرف ایک جنوبی افریقہ ہی سیمی فائنل کے لیے اپنی نشست پکی کر چکی تھی جبکہ گروپ F میں پاکستان، سری لنکا اور نیوزی لینڈ میں سے کوئی بھی دو ٹیمیں آگے جا سکتی تھیں۔

دن کے پہلے میچ میں اوول کے میدان پر پاکستان اور آئر لینڈ کی ٹیمیں آپس میں مدِ مقابل آئیں جہاں فتح کی صورت پاکستان کو سیمی فائنل اور شکست کا نتیجہ گھر تک پہنچا سکتا تھا۔ اس مرحلے پر دو سال قبل ویسٹ انڈیز میں منعقد ہونے والے ون ڈے ورلڈ کپ کی تلخ یادیں بھی پاکستانی شائقین کے دِلوں میں تشویش کی لہر پیدا کر رہی تھیں۔ لیکن آج ایسا کچھ بھی نہ ہوا اور پاکستانی کپتان یونس خان کے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کے فیصلے کو اوپنرز نے درست ثابت کرتے ہوئے ایک اچھا آغاز فراہم کر دیا۔ پاور پلے ختم ہونے سے دو گیندیں قبل شاہ زیب حسن 19 بالز پر ایک چھکے اور تین چوکوں کی مدد سے 23 رنز بنا کر مڈ آف پر کھڑے میک کالن کے ہاتھوں کیوسک کی وکٹ بنے تو پاکستان کا اسکور 38 تک پہنچ چکا تھا۔ تیسرے نمبر پر

ترقی پا کر آنے والے شاہد آفریدی جارحانہ کھیل پیش کرتے ہوئے 13 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 24 رنز بنانے کے بعد دسویں اوور کی تیسری گیند کو لانگ آن میں اچھالتے ہوئے مونی کے ہاتھوں میک کالن کا شکار بن کر 78 رنز پر پاکستان کی گرنے والی دوسری وکٹ بنے۔ 102 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو تیسرا نقصان اٹھانا پڑا جب تیرہویں اوور کی پانچویں گیند پر پاکستانی کپتان یونس خان، ریگن ویسٹ کے ہاتھوں بولڈ ہو گئے۔ انہوں نے 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنائے۔ سترہویں اوور کی پانچویں گیند پر مجموعہ 133 تھا جب جونسٹن نے 51 گیندوں پر 5 چوکوں اور ایک چھکے سے مزین 57 رنز کی اننگز کھیلنے والے کامران اکمل کی مِڈل اسٹمپ اڑا کر پاکستان کو چوتھا جھٹکا دے دیا۔ اگلے اوور کی چوتھی بال پر 141 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو مصباح الحق کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا جو 14 گیندوں پر ایک چوکے اور ایک چھکے کی مدد سے 20 رنز بنانے کے بعد میک کالن کی بال پر وکٹ کیپر نیل اوبرائن کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ عبدالرزاق کے 9 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے *15 ناٹ آؤٹ اور شعیب ملک کے 7 گیندوں پر *4 ناٹ آؤٹ نے 6 ایکسٹراز کی مدد سے پاکستان کا اسکور مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 159 رنز تک پہنچا دیا۔ میک کالن نے 4 اوورز میں 26 رنز کے عوض 2 جبکہ ویسٹ، کیوسک اور جانسٹن نے 4,4 اوورز میں بالترتیب 33، 41 اور 45 رنز کے عوض ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ رینکن نے کفایتی باؤلنگ کرتے ہوئے 4 اوورز میں صرف 11 رنز دیئے لیکن کوئی وکٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

159 رنز کے دفاع میں تیسرے اوور کی تیسری بال پہ عامر نے پاکستان کو 10 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 7 رنز کرنے والے نیل اوبرائن کی صورت اپنی ہی گیند پر کیچ کر کے پہلی کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ تب آئرلینڈ کا مجموعہ صرف 13 رنز تک پہنچا تھا۔ ساتویں اوور کی آخری بال پر آئرلینڈ کا اسکور 42 تھا جب آفریدی نے 16 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 17 رنز کرنے والے اسٹرلنگ کو بولڈ کر کے پاکستان کو دوسری کامیابی دِلوا دی۔ اس موقع پر کپتان پورٹر فیلڈ نے کیون اوبرائن کے ساتھ مل کر ایک اچھی شراکت داری بناتے ہوئے اسکور تیرہ اوورز میں 87 تک پہنچا دیا تو پاکستان کے کیمپ میں کسی حد تک بے چینی کی لہر پیدا ہو چکی تھی کیونکہ 42 گیندوں پر 73 رنز کا حصول آٹھ بچی ہوئی وکٹوں کے ساتھ کیون اوبرائن اور ولیم پورٹر فیلڈ کے لیے ناممکن نہیں تھا۔ اس موقع پر سعید اجمل کا جادو کام آیا جنہوں نے خطرناک نظر آنے والے پورٹر فیلڈ کو چودہویں اوور کی پہلی گیند پر ایکسٹرا کوور میں یونس خان کے ہاتھوں کیچ آؤٹ کروا دیا۔ آئرش کپتان نے 36 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 40 رنز بنائے۔ سولہویں اوور میں سعید اجمل کی دوسری بال پر کیون اوبرائن تو عبدالرزاق کے ہاتھوں کیچ ہونے سے بچ گئے لیکن چوتھی بال پر 8 گیندوں کا سامنا کر کے 2 رنز بنانے والے جان مونی کو لانگ آن پر دبوچنے میں عبدالرزاق نے کوئی غلطی نہیں کی۔ یہ آئرش ٹیم کی چوتھی وکٹ تھی جو 93 کے اسکور پر گری۔ اگلے اوور کی دوسری گیند پر آئرلینڈ کا اسکور 99 تھا جب عمر گل نے جانسٹن کی وکٹیں بکھیر کر گولڈن ڈک کا تحفہ تھماتے ہوئے پاکستان کو پانچویں کامیابی دلائی۔ اٹھارہویں اوور کی چوتھی بال پہ سعید اجمل نے 42 منٹ سے کریز پر موجود 30 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 26 رنز کرنے

والے کیون اوبرائن کو کامران اکمل کے ہاتھوں اسٹمپڈ کروایا اور پھر دو گیندوں بعد 2 ہی رنز بنانے والے کیوسک بھی اجمل، اکمل گٹھ جوڑ کا شکار ہو کر اسٹمپڈ ہو گئے تو اٹھارہ اوورز میں 110 رنز پر 7 وکٹوں کا نقصان آئرش ٹیم کو شکست کی راہ پر ڈال چکا تھا۔ اسی اسکور پر اگلے اوور میں عمر گل کی پہلی ہی بال پر یارکر نے 7 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے اینڈریو وہائٹ کا قلعہ بھی فتح کرلیا اور پھر ایک رن کے وقفے سے ایک گیند کھیل کر یہ رن بنانے والے ریگن ویسٹ بھی عمر گل کی ڈائریکٹ ہٹ پر رن آؤٹ ہو کر نیلسن پر اپنی ٹیم کا نواں نقصان بن گئے۔ میک کالن کے 6 گیندوں پر *2 ناٹ آؤٹ اور رینکن کے 5 گیندوں پر *5 ناٹ آؤٹ رنز نے آئرلینڈ کی ٹیم آل آؤٹ ہونے سے تو بچا لی لیکن 13 ایکسٹراز کی مدد کے باوجود 39 رنز کی شکست کو نہ ٹال سکے جو پاکستان کے لیے سیمی فائنل تک رسائی کا پروانہ تھی جسے اب اس گروپ کے آخری میچ میں سری لنکا اور نیوزی لینڈ کے درمیان مقابلے کے فاتح نے جوائن کرنا تھا۔ سعید اجمل نے شاندار باؤلنگ کرتے ہوئے 4 اوورز میں 19 رنز کے بدلے 4، عمر گل نے اتنے ہی اوورز میں اتنے ہی رنز کے بدلے 2 جبکہ محمد عامر نے 4 اوورز میں 19 اور شاہد آفریدی نے 4 اوورز میں 26 رنز کے بدلے ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ شعیب ملک ایک اوور میں 11 جبکہ عبدالرزاق 3 اوورز میں 18 رنز کے بدلے خالی ہاتھ رہے۔ مین آف دی میچ کا اعزاز کامران اکمل کے حصے میں آیا۔

پہلا سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ جنوبی افریقہ

18 جون 2009ء کو ناٹنگھم میں کھیلے گئے دوسرے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے پہلے سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ اب تک ٹورنامنٹ میں اپنے تمام میچز جیت کر آنے والی پروٹیز ٹیم سے ہوا جہاں پاکستانی کپتان یونس خان نے ٹاس جیت کر یہ کہتے ہوئے پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا کہ اس وکٹ پر ہدف کا تعاقب مشکل ہو سکتا ہے۔

کامران اکمل اور شاہ زیب حسن نے پاکستان کی طرف سے اننگز کا آغاز کیا تو پاکستانی وکٹ کیپر بیٹسمین نے پہلے ہی اوور میں ڈیل اسٹین کو دو چوکوں سے نواز کر اپنے خطرناک عزائم کا اظہار کر دیا۔ دوسرے اوور کی دوسری گیند پر وین پارنیل نے شاہ زیب حسن کو کھاتہ کھولنے سے قبل ہی مڈ آن پر وان ڈیرمیرو کے ہاتھوں واپسی کی راہ دکھا کر پاکستان کی بیٹنگ لائن میں پہلی دراڑ ڈالی لیکن دوسری طرف کامران اکمل کو روکنا ناممکن ہو رہا تھا جنہوں نے اگلی دو گیندوں کو باؤنڈری کی راہ دکھا کر وکٹ گرنے کا دباؤ ختم کر دیا۔ سونے پہ سہاگہ دوسرے اینڈ پر ملنے والا شاہد آفریدی کا ساتھ تھا جنہوں نے اسی اوور کی آخری گیند پر چوکا لگا کر اپنا کھاتہ کھولا۔

تیسرے اوور کی دوسری گیند پر ڈیل اسٹین کو چھکے کے لیے روانہ کرنے والے کامران اکمل اگلی گیند پر اسٹین کا جوابی وار نہ سہہ سکے اور 12 گیندوں پر 4 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 23 رنز بنانے کے بعد مڈ آن پر کھڑے مورکل کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ یہ پاکستان کی دوسری وکٹ تھی جو 28 رنز پر گری تھی۔ نئے آنے والے شعیب ملک نے شاہد آفریدی کے ساتھ مل کر پاکستانی بیٹنگ کو از سرِ نو ترتیب دینا

شروع کیا تو پانچویں اوور میں کیلس نے آفریدی پر دو مسلسل شارٹ پچ گیندیں کرتے ہوئے چند لفظی تبادلوں کے بعد آفریدی کے اندر کا ''پٹھان'' جگا دیا جنھوں نے اگلی تین گیندوں میں سے دو کو باؤنڈری لائن سے باہر کی سیر کرواتے ہوئے کیلس کو ہوائی بوسوں سے نواز کر یہ پیغام دیا کہ آج ان کا دِن ہے۔

سات اوورز کے اختتام پر پاکستان کے 50 رنز مکمل ہو چکے تھے۔ دسویں اوور کے آغاز پر آفریدی نے اپنا بیٹ تبدیل کر کے ڈیر میرو کو چوکے کے لیے روانہ کیا اور پھر اگلے اوور میں بوتھا کو مسلسل چار گیندوں پر چار چوکوں سے نوازتے ہوئے ایک بار پھر بیٹ کی تبدیلی کا تقاضا کیا تو اس دوران ملک اور آفریدی کے درمیان ففٹی پارٹنرشپ بھی مکمل ہو چکی تھی۔ بارھویں اوور میں شاہد آفریدی نے 32 گیندوں پر 8 چوکوں سے سجی اپنی ففٹی مکمل کی لیکن نیا بیٹ ان کے لیے زیادہ کارگر ثابت نہ ہوا اور تیرہویں اوور کی پہلی بال پر 34 گیندیں کھیل کر 51 رنز بنانے کے بعد وہ ڈومینی کی فلائٹڈ گیند کو مڈ وکٹ پر کھڑے ڈی ویلیئرز کے ہاتھوں میں دے کر اپنی شاندار اننگز کا خاتمہ کروا بیٹھے۔ 95 رنز پر تیسرا نقصان اٹھانے والی پاکستانی ٹیم کو چودھویں اوور میں 100 رنز کا ہندسہ عبور کرنے کے بعد اگلا جھٹکا 124 رنز پر لگا جب 39 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 34 رنز بنانے والے شعیب ملک سولہویں اوور میں ڈیر میرو کی چوتھی گیند پر بڑا شاٹ کھیلنے کی کوشش میں لانگ آف پر بوتھا کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ کپتان یونس خان کے 18 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *24 ناٹ آؤٹ اور عبدالرزاق کے 15 گیندوں پر *12 ناٹ آؤٹ سمیت 5 ایکسٹراز نے 20 اوورز میں پاکستان کو 4 وکٹوں کے نقصان پر 149 رنز تک لا کھڑا کیا جو اگرچہ جنوبی افریقہ جیسی ٹیم کے لیے زیادہ مشکل ہدف نہیں تھا لیکن اس کا دفاع کرنے والی پاکستانی باؤلنگ کی صلاحیتیں اور جنوبی افریقہ کا اہم مواقعوں پر چوک ہو جانا بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا۔ وین پارنیل، ڈیل اسٹین اور ڈیر میرو نے 4,4 اوورز میں بالترتیب 26, 28 اور 29 رنز کے عوض ایک، ایک جبکہ ڈومینی نے 2 اوورز میں 14 رنز کے عوض ایک وکٹ حاصل کی۔ مورکل 2 اوورز میں 13، کیلس 2 اوورز میں 14 جبکہ بوتھا 2 اوورز میں 23 رنز کے بدلے کوئی وکٹ لینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

150 رنز کے ہدف کے تعاقب میں جنوبی افریقی کپتان گریم سمتھ کے ساتھ تجربہ کار آل راؤنڈر جیک کیلس میدان میں اترے جنھوں نے آتے ہی پاکستانی باؤلرز کو آڑے ہاتھوں لے لیا۔ 5 اوورز کے اختتام پر بغیر کسی نقصان کے 39 رنز کا مجموعہ ظاہر کر رہا تھا کہ جنوبی افریقہ جیت کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ پانچویں اوور میں آٹھ کے انفرادی اسکور پر گل کے ہاتھوں کیچ ہونے سے بچنے والے جنوبی افریقی کپتان چھٹے اوور میں عامر کی پانچویں گیند کو واپس انہی کے ہاتھوں میں تھما کر چلتے بنے تو یہ پاکستان کی پہلی کامیابی تھی جو 40 رنز کے بدلے نصیب ہوئی۔ سمتھ نے 14 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنائے۔ ساتویں اوور میں آفریدی کی آخری بال 4 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ہرشل گبز کی وکٹوں میں گھسی تو جنوبی افریقہ 46 رنز پر دو وکٹیں کھو چکا تھا۔ نویں اوور میں شاہد آفریدی کی پہلی گیند پر 50 رنز مکمل کرنے والی جنوبی افریقی ٹیم کو دوسری گیند پر کامران اکمل نے ڈی ویلیئرز کا کیچ چھوڑنے کا تحفہ دیا لیکن آج آفریدی کا دن تھا

جنہوں نے اگلی ہی گیند پر ڈی ویلیئرز کو ان سائیڈ ایج پر پھانس کر بولڈ کر دیا۔ ڈی ویلیئرز 5 گیندوں پر صرف ایک رن ہی بنا سکے۔ نئے آنے والے جے پی ڈومینی نے جیک کیلس کے ساتھ مل کر جنوبی افریقی بیٹنگ کو لگنے والے ابتدائی زخموں کی مرہم پٹی شروع کی تو سولہویں اوور میں 41 گیندوں پر 50 رنز کی پارٹنر شپ اور جنوبی افریقہ کی 100 رنز تک رسائی ایک مرتبہ پھر کھیل کا جھکاؤ جنوبی افریقی پلڑے کی جانب لے کر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ اٹھارہویں اوور کے آغاز میں جنوبی افریقہ کو جیتنے کے لیے 18 گیندوں پر 39 رنز درکار تھے جب سعید اجمل کا جادو 54 گیندوں پر 7 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 64 رنز بنانے والے جیک کیلس پر چل گیا جو ''دوسرا'' کے جال میں پھنس کر لانگ آن پر کھڑے شعیب ملک کے ہاتھوں جنوبی افریقہ کا چوتھا نقصان بن گئے۔ اسی اوور کی چوتھی گیند پر ڈومینی اور پانچویں گیند پر لیگ بائی کے چوکوں نے پاکستان کو آخری دو اوورز میں بچانے کے 29 رنز کا بقایا چھوڑا تو پاکستانی کپتان یونس خان میچ کا سب سے اہم اوور پھینکنے کے لیے ٹیم کے سب سے اِن فارم باؤلر عمر گل کو لے کر آئے جنہوں نے اپنی اہلیت ثابت کرتے ہوئے انیسویں اوور میں صرف چھ رنز دے کر عامر کے آخری اوور میں بچانے کے لیے 23 رنز چھوڑ دیئے۔ نوجوان فاسٹ باؤلر آخری اوور کرنے کے لیے آئے تو جے پی ڈومینی سامنے اسٹرائیک پر موجود تھے جنہوں نے پہلی گیند مِس کرنے کے بعد اگلی بال کو تماشائیوں کے بیچ میں پھینک دیا۔ تیسری یارکر لینتھ گیند لانگ آف پر کھڑے فواد عالم کے پاس گئی جنہوں نے ڈائریکٹ ہٹ پر 4 گیندوں پہ 2 رنز کرنے والے البی مورکل کو واپسی کی راہ دِکھا دی۔ لیکن پاکستانی کپتان یونس خان اس کامیابی پہ قطعی خوش نہیں تھے کیونکہ نان اسٹرائیکر اینڈ پر عامر وکٹوں سے بہت دور کھڑے تھے جنہوں نے تھرو پکڑنے کی کوشش نہیں کی۔ چوتھی گیند بھی تیسری کا ری پلے ثابت ہوئی، ایک مرتبہ پھر فواد عالم نے تھرو پھینکی جسے عامر پکڑنے میں ناکام رہے اور دو مزید رنز جنوبی افریقہ کے کھاتے میں جمع ہو گئے جسے اب جیتنے کے لیے دو گیندوں پر 14 مزید رنز درکار تھے اور کوئی فاضل گیند نہ کروائے جانے کی صورت میں پاکستان فائنل میں قدم رکھ چکا تھا۔ پانچویں بال پر چوکے اور آخری بال پر ڈبل نے بھی جنوبی افریقہ کو مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 142 رنز تک ہی پہنچنے دیا جو پاکستان کے بنائے ہوئے اسکور سے 7 رنز کم تھے۔ ڈومینی 39 گیندوں پر 3 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *44 رنز بنا کر بھی اپنی ٹیم کو فتح دلانے میں ناکام رہے جبکہ مارک باؤچر کریز پر تو گئے لیکن کسی گیند کا سامنا نہیں کر سکے۔ پاکستان کی طرف سے 16 اضافی رنز کا تحفہ بھی جنوبی افریقہ کے لیے ناکافی ثابت ہوا جو ایک بار پھر بڑے مقابلے میں چوک ہونے کی روایت کو برقرار رکھ چکا تھا۔

شاہد آفریدی نے 4 اوورز میں 16 رنز دے کر 2 جبکہ سعید اجمل اور محمد عامر نے 4,4 اوورز میں 23 اور 30 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ عبدالرزاق اور عمر گل 3,3 اوورز میں 19,19، شعیب ملک ایک اوور میں 5 اور فواد عالم ایک اوور میں 15 رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل نہ کر سکے۔ شاہد آفریدی کو بہترین آل راؤنڈ کارکردگی پر مردِ میدان قرار دیا گیا۔ پاکستان ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے اس وقت تک منعقدہ دونوں ایڈیشنز کے فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی پہلی ٹیم بنی۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ سری لنکا

21 جون 2009ء کو انگلینڈ کے شہر لندن میں لارڈز کے تاریخی میدان پر پاکستان اور سری لنکا کی ٹیموں نے دوسرے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے فائنل کے لیے پڑاؤ ڈالا جہاں ٹھیک دس سال قبل اسی میدان پر ورلڈ کپ کا فائنل ہارنے والی پاکستانی ٹیم جو دو سال قبل جنوبی افریقہ میں منعقدہ افتتاحی ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کے فائنل میں بھی فتح کے نزدیک پہنچ کر اعزاز کے حصول سے محروم ہو گئی تھی، اب کے بار کوئی غلطی دہرانے کے موڈ میں نہیں تھی۔ میچ سے قبل اس بات کا عندیہ سیمی فائنل کے ہیرو شاہد آفریدی نے یہ کہہ کر دے دیا تھا کہ ہم فائنل شکستوں کی ہیٹ ٹرک کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس میچ میں انہوں نے اپنے الفاظ کی لاج کچھ ایسے رکھی کہ جب پاکستان کی طرف سے فاتح رن کا حصول عمل میں آیا تو وکٹ پر کوئی اور نہیں بلکہ شاہد آفریدی ہی موجود تھے جو ذمہ دارانہ اننگز کھیل کر بالآخر اپنی ٹیم کو فتح سے ہمکنار کروا گئے۔

سری لنکن کپتان کمار سنگاکارا نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا تو یہ فیصلہ پہلے ہی اوور میں غلط ثابت ہو گیا کیونکہ اس ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی تلکر تنے دلشان کی نووارد محمد عامر کے خلاف بے بسی دیکھنے کے لائق تھی جو بالآخر زِچ ہو کر پانچویں گیند کو شارٹ فائن لیگ پر کھڑے شاہ زیب حسن کے ہاتھوں میں تھما کر کھاتہ کھلنے سے قبل ہی سری لنکا کا پہلا نقصان بن گئے۔ اگلے اوور کی تیسری گیند پر عبدالرزاق نے جہان مبارک کو بھی کوئی رن بنانے کی زحمت سے قبل ہی مڈ آف پر شاہ زیب کے ہاتھوں واپسی کی راہ دِکھا کر مجموعہ 2 رنز پر 2 آؤٹ کر دیا۔ چوتھے اوور کی پانچویں بال پر عبدالرزاق نے 10 گیندوں پر ایک چھکے اور 2 چوکوں کی مدد سے 17 رنز بنانے والے دنیائے کرکٹ کے خطرناک ترین بیٹسمین سنتھ جیاسوریا کا قلعہ بھی فتح کر لیا تو 26 رنز پر 3 وکٹوں کا حصول پاکستانی شائقین کے دلوں میں فتح کی امید پیدا کر چکا تھا جس کو مزید تقویت اس وقت ملی جب چھٹے اوور کی تیسری گیند پر عبدالرزاق نے ایک اور کاری وار کرتے ہوئے 4 گیندوں پر ایک رن بنانے والے مہیلا جیاوردنے کو سلپ میں مصباح الحق کے ہاتھوں کیچ کروا کر 32 کے مجموعی اسکور پر سری لنکن بیٹنگ لائن میں چوتھی دراڑ ڈال دی۔ کپتان سنگاکارا اگرچہ ایک اینڈ سنبھالے ہوئے تھے لیکن دوسرے اینڈ سے وکٹیں گرنے کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ اپنے کپتان کے ساتھ مل کر کسی حد تک مزاحمت کرنے والے چمارا سلوا دسویں اوور میں ٹیم کو پچاس کا ہندسہ پار کروانے کے بعد بالآخر 67 کے مجموعی اسکور پر 19 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 14 رنز بنا کر داغِ مفارقت دے گئے تو یہ پانچویں کامیابی تھی جو بارہویں اوور کی تیسری بال پہ پاکستان کو مڈ وکٹ پر سعید اجمل کے کیچ کے ذریعے عمر گل نے دلوائی۔ اگلے اوور کی آخری گیند شاہد آفریدی نے 5 گیندوں پر ایک رن بنانے والے اوڈانا کی وکٹوں میں پہنچا کر 70 رنز پر سری لنکا کو چھٹا صدمہ دے دیا۔ نئے آنے والے میتھیوز نے کپتان سنگاکارا کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کی ٹوٹی پھوٹی بیٹنگ لائن کو سہارا دیا تو سترہویں اوور میں 100 رنز کا حصول اور پھر مقررہ 20 اوورز کے اختتام تک 6 وکٹوں پر 138 رنز کا مجموعہ سری لنکا کو ایک باعزت مقام تک لے جا چکا تھا۔ کپتان سنگاکارا نے 52 گیندوں پر 7 چوکوں کی مدد سے ناقابل شکست *64 جبکہ اینجلو میتھیوز نے 24 گیندوں پر 3 چوکوں

282

اور ایک چھکے کی مدد سے *35 ناٹ آؤٹ رنز بنائے۔ 6 ایکسٹراز بھی سری لنکن اسکور کا حصہ رہے۔ عبدالرزاق نے 3 اوورز میں 20 رنز دے کر 3، شاہد آفریدی نے 4 اوورز میں 20، عمر گل نے 4 اوورز میں 29 جبکہ محمد عامر نے 4 اوورز میں 30 رنز دے کر ایک ایک وکٹ اپنے نام کی۔ سعید اجمل 4 اوورز میں 28 اور شعیب ملک ایک اوور میں 8 رنز کے عوض کوئی وکٹ لینے سے قاصر رہے۔

ٹرافی تک رسائی کے رستے میں موجود 138 رنز کی خلیج کو عبور کرنے کے لیے پاکستانی اوپنرز نے اپنی کشتیاں میدان میں اتاریں تو کامران اکمل کے شاندار کھیل کی بدولت پاکستان نے دائرہ کھلنے تک بغیر کسی نقصان کے 39 رنز کا حصول ممکن بنا لیا۔ 28 گیندوں پر 2 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 37 رنز بنانے والے کامران اکمل کا یہ سفر آٹھویں اوور کی پہلی بال پر تمام ہوا جب 48 کے مجموعی اسکور پر جیاسوریا کو ایک بڑا شاٹ کھیلنے کے چکر میں سنگاکارا نے انہیں اسٹمپڈ کر دیا لیکن اکمل تب تک اپنے حصے کا کام مکمل کر چکے تھے۔ وکٹ پر نئے آنے والے شاہد آفریدی نے گزشتہ میچ کی طرح اس بار بھی اپنے مزاج کے برعکس ٹھنڈے دماغ کے ساتھ اپنی اننگز محتاط انداز میں آگے بڑھانے کا سلسلہ شروع کیا مگر دوسری طرف سے 23 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 19 رنز بنانے والے شاہ زیب حسن ان کا ساتھ چھوڑ گئے جنہیں دسویں اوور کی پہلی بال پر مرلی دھرن نے شارٹ فائن لیگ پر جیاسوریا کے ہاتھوں کیچ کروایا۔ 63 رنز پر دوسرا نقصان پاکستانی اننگز کا آخری نقصان ثابت ہوا کیونکہ وکٹ پر پہلے سے موجود شاہد آفریدی اور نئے آنے والے شعیب ملک کے تجربے نے مل کر فتح کی راہ پر گامزن اس کشتی کے بادبان سنبھالے تو پھر کنارے تک پہنچ کر ہی دم لیا۔ پندرہ اوورز کے اختتام تک پاکستان کی ٹیم 103 رنز تک رسائی حاصل کر چکی تھی اور مزید 5 اوورز میں 36 رنز کا حصول اب پاکستان کی دسترس میں دکھائی دے رہا تھا مگر اگلے دو اوورز میں صرف 10 رنز دینے والی سری لنکن ٹیم بھی ابھی ہار ماننے کے موڈ میں نہیں تھی۔ سری لنکا کی طرف سے ایسورو اوڈانا اٹھارہواں اوور کروانے کے لیے آئے تو پاکستان کو 18 گیندوں پر 26 رنز تک رسائی کے لیے ایک بڑے اوور کی ضرورت تھی اور اس کے بعد ابھی ملنگا اور مرلی دھرن کا ایک ایک اوور باقی تھا۔ لہٰذا شاہد آفریدی نے اس اوور کا فائدہ اٹھانے میں کوئی غلطی نہیں کی اور پہلی چار گیندوں پر ملک کے ہمراہ پانچ رنز کے حصول کے بعد پانچویں گیند کو مڈ وکٹ کے اوپر سے تماشائیوں کے بیچ اچھال دیا تو پاکستان میں آتش بازی اور مٹھائیوں کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اگلی بال جو اوڈانا نے نو پھینکی آفریدی نے چوکے کے لیے روانہ کر کے 37 گیندوں پر اپنی ففٹی بھی مکمل کر لی۔ اب پاکستان کو فتح کے لیے 12 گیندوں پر 7 رنز درکار تھے اور اننگز کا انیسواں اوور لیستھ ملنگا کر رہے تھے جن کی دوسری گیند پر شعیب ملک نے چوکا مار کر پاکستان کو فتح کے مزید قریب کر دیا۔ اسی اوور کی چوتھی گیند جو ملنگا نے یارکر پھینکی، آفریدی کے پیڈز سے لگ کر آف کی طرف گئی تو سری لنکن فیلڈرز کی اپیلوں کے دوران بننے والے لیگ بائی کے رن کے ساتھ شاہد آفریدی کے فضاء میں بلند دونوں ہاتھ اس بات کی نوید سنا رہے تھے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے۔ آفریدی نے 40 گیندوں پر 2 چھکوں اور 2 چوکوں کی مدد سے *54 ناقابلِ شکست جبکہ شعیب ملک نے 22 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *24 ناٹ آؤٹ رنز اسکور

کیئے۔5 ایکسٹراز کی مدد پاکستان کی اس فتح کا حصہ رہی۔سنتھ جیاسوریا نے 2اوورز میں 8 جبکہ مرلی دھرن نے 3اوورز میں 20رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ملنگا 3.4 اوورز میں 14، میتھیوز 2اوورز میں 17،اجنتھا مینڈس 4 اوورز میں 34اور اوڈانا 4 اوورز میں 44رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل نہ کر سکے۔شاہد آفریدی کو مین آف دی میچ اور تمام کھلاڑیوں کو میڈلز سے نوازنے کے بعد پاکستانی کپتان یونس خان کو ورلڈ ٹی ٹوئنٹی ٹرافی پیش کی گئی جو اس بات کا اعلان تھا کہ وہ سفر جو دو سال قبل جوہانسبرگ میں ادھورا رہ گیا تھا آج لندن میں اپنے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی

1998ء میں انٹرنیشنل کرکٹ کونسل نے ٹیسٹ کرکٹ نہ کھیلنے والے ممالک میں کرکٹ کے کھیل کو فروغ دینے کی خاطر فنڈز اکٹھے کرنے کے لیے ناک آؤٹ بنیادوں پر آئی سی سی ناک آؤٹ ٹورنامنٹ نامی ایک ایونٹ شروع کروانے کا فیصلہ کیا جسے مِنی ورلڈکپ کا نام بھی دیا گیا۔1998ء میں اس کا افتتاحی ایڈیشن بنگلہ دیش جبکہ 2000ء میں دوسرا ایڈیشن کینیا میں کھیلا گیا۔ جب ان مقابلوں کو زیادہ پذیرائی ملنا شروع ہوئی تو 2002ء میں سری لنکا میں منعقدہ اس ایونٹ کا تیسرا ایڈیشن ناک آؤٹ کی بجائے راؤنڈ رابن مقابلوں کے ساتھ آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے نام سے کھیلا گیا۔جس کے بعد 2004ء میں انگلینڈ،2006ء میں بھارت،2009ء میں جنوبی افریقہ،2013ء میں انگلینڈ اور 2017ء میں بھی انگلینڈ ہی میں آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے مقابلے منعقد ہوئے۔ابتدائی دونوں ایڈیشنز جو آئی سی سی ناک آؤٹ ٹورنامنٹ کے نام سے کھیلے گئے ان میں 1998ء میں جنوبی افریقہ اور 2000ء میں نیوزی لینڈ کی ٹیمیں فاتح رہیں۔2002ء میں سری لنکا میں منعقدہ آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے بارش سے متاثرہ فائنل میں بھارت اور میزبان سری لنکا مشترکہ فاتح قرار پائیں جبکہ 2004ء میں ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے میزبان انگلینڈ کو فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔2006ء اور 2009ء میں آسٹریلیا کی ٹیم نے مسلسل دو ایڈیشنز میں چیمپئنز ٹرافی فتوحات اپنے کھاتے میں درج کیں۔2013ء میں انگلینڈ میں منعقد ہونے والی ساتویں چیمپئنز ٹرافی کی فاتح بھارتی ٹیم رہی جبکہ 2017ء میں انگلینڈ ہی میں منعقدہ آٹھویں اور تادمِ تحریر آخری ایڈیشن میں پہلی بار فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی پاکستانی ٹیم نے بھارت کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔

آٹھویں آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی 2017ء۔انگلینڈ

آٹھویں آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے مقابلے یکم جون سے 18 جون 2017ء تک انگلینڈ میں منعقد ہوئے جہاں شریک ہونے والی کل آٹھ ٹیموں کو چار چار کے دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔گروپ A میں انگلینڈ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور بنگلہ دیش جبکہ گروپ B میں پاکستان، بھارت، جنوبی افریقہ اور سری لنکا کی ٹیمیں شامل رہیں۔ پاکستانی ٹیم جس کی انگلینڈ ہی میں منعقدہ 2013ء کے گزشتہ چیمپئنز ٹرافی ایڈیشن میں کارکردگی تاریخ کی بدترین مثال تھی جہاں پاکستانی ٹیم اپنے تینوں میچوں کی کسی اننگز میں 170 رنز کا ہندسہ بھی

عبور نہ کر سکی اور تمام میچز ہار کر خالی ہاتھ ہی واپس آ گئی، صرف یہ ہی نہیں بلکہ اس ایڈیشن میں بھی آخری لمحے تک پاکستان کے سر پر ٹورنامنٹ کے لیے کوالیفائی ہی نہ کرنے کی تلوار منڈلاتی رہی کیونکہ کٹ آف ڈیٹ تک پاکستان، بنگلہ دیش اور ویسٹ انڈیز کی ٹیمیں رینکنگ ٹیبل پر اس قدر غیر یقینی کی صورتحال کے ساتھ موجود تھیں کہ کسی بھی وقت کوئی بھی ٹیم چیمپئنز ٹرافی میں شرکت کے لیے نااہل ہو سکتی تھی، بالآخر کٹ آف ڈیٹ پر جیسے تیسے آٹھویں رینکنگ کے ساتھ آخری ٹیم کے طور پر پاکستانی ٹیم چیمپئنز ٹرافی میں شرکت کی اہل ہو گئی۔ چیمپئنز ٹرافی میں پاکستانی ٹیم نے بھارت کے خلاف اپنے سفر کا آغاز وہیں سے شکست کے ساتھ کیا جس طرح گزشتہ ایڈیشن میں بھارت کے خلاف ہی گرین شرٹس کا سفر تمام ہوا تھا۔ پہلے میچ میں شکست کے بعد ایک بار پھر گزشتہ ایونٹ جیسی سبکی کا خدشہ پیدا ہونے لگا تھا۔ لیکن 1992ء ورلڈ کپ اور 2009ء کے ورلڈ ٹی ٹوئنٹی کی طرح مارو یا مر جاؤ کی صورتحال سے دوچار ہوتے ہی پاکستانی ٹیم کی کایا پلٹ گئی جس نے اگلے میچوں میں پہلی شکست کا غم بھلاتے ہوئے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور فائنل مقابلے میں دفاعی چیمپئن بھارت سے ہی پہلی شکست کا حساب بھی سود سمیت چکتا کر دیا۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستانی ٹیم کی سب سے خاص بات باؤلنگ کے شعبے میں انتہائی عمدہ کارکردگی تھی جس نے ثابت کیا کہ مار دھاڑ سے بھرپور کرکٹ کے اس دور میں بھی پاکستانی سرزمین ایسے باؤلرز پیدا کر سکتی ہے جو کھیل کا رخ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے سب سے زیادہ 13 وکٹیں لینے والے حسن علی ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔ بھارتی اوپنر شیکھر دھون 338 رنز بنا کر ایونٹ کے ٹاپ اسکورر رہے۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

سرفراز احمد (کپتان، وکٹ کیپر)، احمد شہزاد، اظہر علی، بابر اعظم، فہیم اشرف، فخر زمان، حارث سہیل، حسن علی، عماد وسیم، جنید خان، محمد عامر، محمد حفیظ، رومان رئیس، شاداب خان، شعیب ملک، مکی آرتھر (کوچ)

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

4 جون 2017ء کو چیمپئنز ٹرافی کے چوتھے، گروپ B کے دوسرے اور ایونٹ میں اپنے پہلے مقابلے کے لیے پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں برمنگھم میں ایجبسٹن کے میدان پر صف آراء ہوئیں جہاں گزشتہ سات سالوں میں پاکستان سے کسی بھی آئی سی سی ایونٹ میں کوئی میچ نہ ہارنے والی بھارتی ٹیم نے اس بار بھی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کو شکست کی خفت سے دوچار کیا تو کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ دو ہفتوں بعد یہی دو ٹیمیں فیصلہ کن معرکے میں ایک مرتبہ پھر نبرد آزما ہوں گی جہاں نتیجہ بالکل ہی مختلف ہوگا۔

پاکستانی کپتان سرفراز احمد نے ٹاس جیت کر بھارت کو پہلے بیٹنگ کے لیے مدعو کیا تو اوپنرز روہت شرما اور شیکھر دھون نے گیارہویں اوور میں 50 اور پھر بیسویں اوور میں 100 رنز کی شراکت داری قائم کر کے یہ فیصلہ غلط ثابت کر دیا۔ یوں تو تمام ہی پاکستانی باؤلرز بھارتی بلے بازوں کے سامنے بے بس نظر آ رہے تھے لیکن وہاب ریاض خصوصی طور پر نشانے پہ نظر آئے جن کا ہر آنے والا اوور پہلے سے زیادہ مہنگا

ثابت ہو رہا تھا۔ 136 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو پہلی کامیابی نصیب ہوئی جب پچیسویں اوور کی تیسری بال پر 65 گیندیں کھیل کر 6 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 68 رنز بنانے والے شیکھر دھون کو شاداب خان نے ڈیپ مڈ وکٹ پر کھڑے اظہر علی کے ہاتھوں کیچ کروا دیا۔ نئے آنے والے بیٹسمین بھارتی کپتان ویرات کوہلی تھے جنھوں نے روہت شرما کے ساتھ مل کر رنز بنانے کا سلسلہ وہیں سے آگے بڑھانا شروع کیا۔ چونتیسویں اوور میں بھارت کا اسکور ایک وکٹ کے نقصان پر 173 رنز تھا جب بارش کی مداخلت کی وجہ سے کھیل روکنا پڑا جس کے بعد دوبارہ شروع ہونے پر میچ کو پہلے 49 اور پھر 48 اوورز فی اننگز تک محدود کر دیا گیا۔ بھارت کا اسکور 192 تھا جب سینتیسویں اوور کی چوتھی بال پر 119 گیندیں کھیل کر 7 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 91 رنز بنانے والے روہت شرما، بابر اعظم اور سرفراز کے گٹھ جوڑ سے رن آؤٹ ہو کر پاکستان کی دوسری کامیابی بنے اور وکٹ پر یووراج سنگھ کی آمد ہوئی جنھیں انتالیسویں اوور میں 8 کے انفرادی اسکور پر حسن علی نے ڈراپ کیا جس کا بعد میں سب سے زیادہ خمیازہ بھی حسن علی کو اپنی باؤلنگ پہ یووراج کے ہاتھوں بننے والے رنز کی صورت میں بھگتنا پڑا۔ چوالیسویں اوور کی ایک ہی گیند پھینکنے کے بعد عامر ان فِٹ ہو کر گراؤنڈ سے باہر چلے گئے جن کا باقی اوور وہاب ریاض نے مکمل کیا جس کی آخری گیند پر متبادل فیلڈر فہیم اشرف نے کوہلی کا ایک آسان کیچ گرا کر رہی سہی کسر بھی نکال دی کیونکہ اس کے بعد آخری چار اوورز میں پاکستانی باؤلرز کو 72 رنز کی پٹائی برداشت کرنی پڑی اور اس دوران وہاب ریاض بھی ان فِٹ ہو کر اوور مکمل کئے بنا ہی گراؤنڈ اور بعد میں ایونٹ سے بھی آؤٹ ہو گئے۔ پاکستان کو تیسری اور آخری کامیابی 285 رنز پر یووراج سنگھ کی صورت میں ملی جو 32 گیندوں پر 8 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 53 رنز بنانے کے بعد سینتالیسویں اوور کی دوسری بال پر وکٹوں کے آگے ٹانگ اڑانے کے جرم میں حسن علی کا شکار بنے۔ اڑتالیسویں اور آخری اوور میں ہردیک پانڈیا نے پہلی تین گیندوں پر عماد وسیم کو مسلسل تین چھکوں اور پھر کوہلی نے آخری بال پر چوکے کے لیے روانہ کر کے بھارت کا اسکور مقررہ 48 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 319 رنز تک پہنچا دیا جبکہ پاکستان کو ملنے والا ٹارگٹ ڈک ورتھ اینڈ لوئس سسٹم کے تحت 48 اوورز میں 324 رنز طے پایا۔ ویرات کوہلی نے 68 گیندوں پر 6 چوکوں اور 3 چھکوں کی مدد سے *81 ناٹ آؤٹ جبکہ ہردیک پانڈیا نے 6 گیندوں پر 3 چھکوں کی مدد سے *20 ناقابلِ شکست رنز بنائے۔ 6 رنز ایکسٹراز کے بھارتی اننگز کا حصہ رہے۔ شاداب خان 10 اوورز میں 52 جبکہ حسن علی 10 اوورز میں 70 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ شعیب ملک 2 اوورز میں 10، محمد عامر 8.1 اوورز میں 32، عماد وسیم 9.1 اوورز میں 66 جبکہ وہاب ریاض 8.4 اوورز میں 87 رنز کی سخاوت کے بعد خالی ہاتھ واپس لوٹے۔

324 رنز کے تعاقب میں احمد شہزاد اور اظہر علی پاکستان کی جانب سے میدان میں اترے۔ پانچویں اوور میں پاکستان کا اسکور بغیر کسی نقصان کے 22 رنز تھا جب ایک مرتبہ پھر بارش نے آن لیا۔ 35 منٹ کی تاخیر سے کھیل دوبارہ شروع ہوا تو پاکستان کا نیا ہدف 41 اوورز میں 289 رنز قرار پایا۔ نویں اوور کی آخری بال پر پاکستان کا اسکور 47 تھا جب احمد شہزاد کی 22 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 12 رنز پر

مشتمل جدوجہد کا خاتمہ بھونیشور کمار نے ایل بی ڈبلیو کی صورت میں کر دیا۔ نئے آنے والے بیٹسمین بابر اعظم بھی زیادہ دیر تک کریز پر نہ ٹِک سکے اور تیرہویں اوور کی دوسری بال پر 12 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے کے بعد امیش یادیو کی گیند بیک ورڈ پوائنٹ پر کھڑے رویندرا جدیجا کے ہاتھوں میں پہنچا کر 61 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کا دوسرا نقصان بن گئے۔ 37 کے انفرادی اسکور پر بھونیشور کے ہاتھوں کیچ ہونے سے بچنے والے اظہر علی بالآخر 50 رنز پورے کرتے ہی ڈیپ اسکوائر لیگ پر پانڈیا کو کیچ دے کر چلتے بنے تو اکیسویں اوور کی پانچویں بال پر پاکستان کا تیسرا نقصان تھا جو 91 کے مجموعی اسکور پر جدیجا نے پہنچایا۔ اظہر علی کی 65 گیندوں پر مشتمل اننگز میں 6 چوکے شامل رہے۔ نئے آنے والے شعیب ملک نے رنز کی رفتار میں تیزی لانے کی کوشش کی لیکن چوبیسویں اوور کی تیسری بال پر جب پاکستان کا اسکور 114 تھا تو بیک ورڈ پوائنٹ سے جدیجا کی آنے والی ایک ڈائریکٹ تھرو ان کا کام تمام کر گئی۔ شعیب ملک نے 9 گیندوں پر 2 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 15 رنز بنائے۔ ستائیسویں اوور کی تیسری بال پر پاکستان کی پانچویں وکٹ بھی گر گئی جب 131 کے مجموعی اسکور پر 43 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے والے محمد حفیظ کو جدیجا کی گیند پر ڈیپ اسکوائر لیگ میں موجود بھونیشور کمار نے دبوچ لیا۔ صرف 4 رنز کے اضافے سے اگلے اوور کی تیسری بال پر عماد وسیم بھی کور میں جھادیو کو کیچ تھما کر پانڈیا کی وکٹ بنے تو گولڈن ڈک کا تحفہ ان کے اعمال نامے میں درج ہو چکا تھا۔ تیسویں اوور کی تیسری گیند پر پاکستانی کپتان سرفراز بھی دھوکا دے گئے جو 16 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 15 رنز کرنے کے بعد پانڈیا کی گیند وکٹ کیپر دھونی کے ہاتھوں میں پہنچا کر 151 کے اسکور پر پاکستان کا ساتواں نقصان بنے۔ چونتیسویں اوور میں پاکستان کا اسکور 164 تھا جب امیش یادیو کے آٹھویں اوور کی دوسری بال پر 16 گیندیں کھیل کر 9 رنز بنانے والے محمد عامر کور میں جھادیو کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے اور پھر دو گیندوں بعد حسن علی بھی بغیر کوئی رن بنائے مڈ وکٹ پر دھون کو کیچ دے گئے تو 9 وکٹوں کے نقصان پر 164 رنز کا مجموعہ پاکستان کی 124 رنز سے شکست کی داستان سنا رہا تھا کیونکہ ان فٹ وہاب ریاض پہلے ہی میچ سے باہر ہو چکے تھے۔ شاداب کی 16 گیندوں پر ایک چھکے اور ایک چوکے کی مدد سے *14 رنز کی مزاحمت اور 8 ایکسٹراز کی مدد بھی پاکستان کے کسی کام نہ آ سکی۔ امیش یادیو نے 7.4 اوورز میں 30 رنز دے کر 3، پانڈیا اور جدیجا نے 8,8 اوورز میں 43,43 رنز دے کر 2,2 جبکہ بھونیشور نے 5 اوورز میں 23 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ بمراہ 5 اوورز میں 23 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ یووراج سنگھ کو بہترین کارکردگی پر مین آف دی میچ قرار دیا گیا۔ بظاہر اس شکست کے بعد ایونٹ میں پاکستان کے سیمی فائنل تک رسائی کے امکانات بھی معدوم ہوتے دکھائی دے رہے تھے لیکن کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہی شکست آنے والے چند دنوں میں پاکستان کی ایک تاریخی فتح کی بنیاد رکھ چکی ہے۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ جنوبی افریقہ

7 جون 2017ء کو چیمپئنز ٹرافی کے ساتویں، گروپ B کے تیسرے اور ایونٹ میں اپنے

دوسرے میچ کے لیے پاکستان اور جنوبی افریقہ کی ٹیمیں ایجبسٹن کے میدان پر آمنے سامنے آئیں تو پاکستان کو ٹورنامنٹ میں اپنی بقاء قائم رکھنے کے لیے اس میچ میں فتح حاصل کرنا بہت ضروری تھی لہٰذا سرفراز اینڈ کمپنی نے اس مرتبہ دھوکا نہیں دیا اور شاندار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنوبی افریقہ کو چوک کر کے رکھ دیا۔ پاکستان کی طرف سے فخر زمان کو اس میچ میں ڈیبیو کروایا گیا جو آگے چل کر پورے ایونٹ میں پاکستانی بیٹنگ لائن کا ٹرمپ کارڈ ثابت ہوئے۔

جنوبی افریقی کپتان اے بی ڈی ویلیئرز نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو اوپنرز ہاشم آملہ اور کوانٹن ڈی کوک نے پہلے آٹھ اوورز میں 39 رنز جوڑ کر ٹیم کو ایک بہتر آغاز فراہم کر دیا، لیکن نویں اوور کی دوسری بال پر عماد وسیم جو میچ میں اپنا پہلا اوور کر رہے تھے، کی گیند ہاشم آملہ کے پیڈز سے ٹکرائی تو امپائر نے اپنی انگلی فضاء میں بلند کرتے ہوئے 20 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 16 رنز کرنے والے جنوبی افریقی اوپنر کو واپسی کی راہ دکھا دی۔ یہ پاکستان کی 40 رنز پر پہلی کامیابی تھی۔ چودہویں اوور کی آخری بال پر محمد حفیظ نے 49 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے والے ڈی کوک کو ایل بی ڈبلیو کر کے جنوبی افریقہ کو 60 کے مجموعی اسکور پر دوسرا جھٹکا دے دیا۔ پروٹیز ابھی اس صدمے سے سنبھل نہ پائے تھے کہ عماد وسیم نے صرف ایک رن کے وقفے سے پندرہویں اوور کی چوتھی گیند پر کپتان اے بی ڈی ویلیئرز کو پوائنٹ پر کھڑے حفیظ کے ہاتھوں ون ڈے کیریئر کی پہلی گولڈن ڈک کا تحفہ تھما کر ایک اور بہت بڑا خطرہ پاکستان کے سر سے ٹال دیا۔ تئیسویں اوور کی دوسری بال پر جنوبی افریقہ کا اسکور 90 تھا جب حسن علی نے 44 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 26 رنز بنانے والے ڈوپلیسی کی وکٹیں بکھیر کر افریقیوں کو چوتھا گھاؤ لگا دیا۔ چھبیسویں اوور میں 100 رنز مکمل کرنے والی جنوبی افریقی ٹیم انتیسویں اوور میں 118 پر پہنچی تھی جب پانچویں اور چھٹی گیند پر حسن علی نے مسلسل دو وار کر کے پروٹیز کی کمر توڑ دی۔ جے پی ڈومنی 14 گیندوں پر 8 رنز بنا کر سلپ میں بابر اعظم کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوئے جبکہ وین پارنیل پہلی ہی گیند پر بولڈ ہو کر اپنی ٹیم کا چھٹا نقصان بن گئے۔ ڈیوڈ ملر ایک اینڈ پر ڈٹے کھڑے تھے جنہیں چالیسویں اوور میں 37 کے انفرادی اسکور پر عامر نے ایک خوبصورت بال پہ منہ کے بل ضرور گرایا لیکن ریویو انہیں لیگ بی فور ہونے سے بچا گیا۔ اگلے اوور میں جنید خان نے مورس کی وکٹیں بکھیر دیں تو امپائر کی طرف سے نو بال کے اشارے نے ان کے ارمانوں کا خون کر دیا۔ اس کامیابی کے دوبارہ حصول کے لیے جنید خان کو اپنے اگلے اوور کا انتظار کرنا پڑا جب تینتالیسویں اوور کی تیسری بال پر 45 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 28 رنز بنانے والے افریقی آل راؤنڈر کو لانگ آن پر کھڑے حسن علی نے دبوچ کر وکٹ جنید خان کی جھولی میں ڈال دی۔ یہ پاکستان کی 165 رنز پر ساتویں کامیابی تھی۔ کگیسو ربادا نے ملر کے ساتھ مل کر انچاسویں اوور میں اپنی ٹیم کو 200 کا ہندسہ پار تو کروایا لیکن اسی اوور کی آخری گیند پر جنوبی افریقہ کا اسکور 213 تھا جب 23 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 26 رنز بنانے والے ربادا کی حسن علی نے کوور پر جست لگاتے ہوئے ایک شاندار کیچ کے ذریعے چھٹی کروا کے ایک اور وکٹ جنید خان کے نام کر دی۔ ڈیوڈ ملر کے 104 گیندوں

پر ایک چوکے اور 3 چھکوں پر مشتمل *75 ناقابل شکست رنز اور 7 ایکسٹراز کی بدولت جنوبی افریقی ٹیم مقررہ 50 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 219 رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی۔ مورکل نے وکٹ پر آنے کی زحمت ضرور کی لیکن کسی گیند کا سامنا نہ کر سکے۔ حسن علی نے 8 اوورز میں 24 رنز دے کر 3، جنید خان نے 9 اوورز میں 53 جبکہ عماد وسیم نے 8 اوورز میں 20 رنز دے کر 2،2 وکٹیں حاصل کیں۔ حفیظ 10 اوورز کے کوٹے میں 51 رنز دے کر ایک وکٹ لینے میں کامیاب رہے۔ محمد عامر 10 اوورز میں 50 جبکہ شاداب خان 5 اوورز میں 20 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

پاکستان نے 220 رنز کے ہدف تک رسائی کے لیے اظہر علی اور فخر زمان کو بطور اوپنرز میدان میں اتارا جہاں ایک طرف اظہر علی نے تو روایتی احتیاط پسندی کے ساتھ اپنے قدم جمانے شروع کیے لیکن دوسری طرف اپنا پہلا میچ کھیلنے والے فخر زمان نے افریقی باؤلروں کو آڑے ہاتھوں لے لیا اور صرف 23 گیندوں پر 6 چوکوں کی مدد سے 31 رنز بنا ڈالے۔ پاکستان کا مجموعی اسکور آٹھویں اوور میں 40 رنز تھا جب مورنے مورکل نے اوور کی دوسری بال پر فخر زمان کو سلپ میں کھڑے ہاشم آملہ کے ہاتھوں کیچ کروا کے پاکستان کو پہلا نقصان پہنچا دیا۔ صرف ایک گیند کے وقفے سے 22 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 9 رنز بنانے والے اظہر علی بھی عمران طاہر کو کیچ دے کر چلتے بنے تو 41 کے اسکور پر پاکستان کے دونوں اوپنرز واپس پویلین لوٹ چکے تھے۔ وکٹ پر نئی آنے والی جوڑی بابر اعظم اور محمد حفیظ کی تھی جنہوں نے ایک مرتبہ پھر محتاط انداز میں رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھانا شروع کیا۔ 90 گیندوں پر ففٹی پارٹنرشپ مکمل کرنے کے بعد ٹیم کا اسکور چوبیسویں اوور میں 93 رنز تک پہنچانے والی اس جوڑی کا توڑ بھی مورکل نے کیا جب 53 گیندوں پر ایک چوکے اور ایک چھکے کی مدد سے 26 رنز بنانے والے محمد حفیظ اوور کی دوسری گیند کو ڈیپ فائن لیگ پر کھڑے عمران طاہر کے ہاتھوں میں تھما کر پاکستان کا تیسرا نقصان بن گئے۔ نئے آنے والے پاکستانی بیٹسمین شعیب ملک نے بارش کے امکانات اور ڈک ورتھ اینڈ لوئس کے خطرے کے پیش نظر تیزی سے رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے اگلے اوور میں رباڈا کو دو چوکوں سے نوازا تو بارش کی صورت میں پاکستان کی پوزیشن کافی مستحکم ہو چکی تھی۔ 27 اوورز پورے ہونے پر پاکستان کا اسکور 3 وکٹوں کے نقصان پر 119 رنز تھا جب بارش کی مداخلت کے سبب کھیل کو روکنا پڑا۔ اس موقع پر پاکستان مطلوبہ اسکور سے 19 رنز آگے تھا جس کے بعد دوبارہ کھیل شروع ہونے کی نوبت نہ آ سکی اور یوں پاکستان نے ڈک ورتھ اینڈ لوئس سسٹم کے تحت 19 رنز سے یہ میچ جیت کر خود کو ایونٹ سے باہر ہونے سے بچا لیا۔ بابر اعظم نے 51 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے *31 ناٹ آؤٹ جبکہ شعیب ملک نے 14 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے *16 ناقابلِ شکست رنز بنائے۔ پاکستان کے مجموعے میں 6 ایکسٹراز کی مدد شامل رہی۔ جنوبی افریقہ کی طرف سے واحد کامیاب باؤلر مورنے مورکل تھے جنہوں نے 7 اوورز میں 18 رنز دے کر 3 وکٹیں لیں، رباڈا 7 اوورز میں 36، پارنیل 4 اوورز میں 25، مورس 5 اوورز میں 22 جبکہ عمران طاہر 4 اوورز میں 16 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ حسن علی کو بہترین کارکردگی پر مین آف دی میچ کا اعزاز دیا گیا۔

گروپ B۔ پاکستان بمقابلہ سری لنکا

12 جون 2017ء کو کارڈف میں پاکستان اور سری لنکا کی ٹیمیں ایونٹ کے بارہویں اور اپنے آخری میچ کے لیے میدان میں اتریں تو یہ مقابلہ دونوں ٹیموں کے لیے کوارٹر فائنل کی حیثیت رکھتا تھا۔ جہاں ایک طرف فتح یا بلا نتیجہ صورتِ حال سری لنکا کو سیمی فائنل میں پہنچا سکتی تھی تو دوسری طرف پاکستان کے لیے لازمی فتح کا حصول سیمی فائنل تک رسائی کے لیے ضروری تھا اور بالآخر ایک اعصاب شکن مقابلے کے بعد یہ جنگ پاکستان کے نام رہی جس میں ایک اہم کردار سری لنکن فیلڈرز کا بھی رہا جنہوں نے اہم مواقعوں پر آسان کیچ گرا کر چیمپئنز ٹرافی اپنے ہاتھوں سے ڈراپ کر دی۔

پاکستانی کپتان سرفراز احمد نے ٹاس جیت کر سری لنکا کو پہلے بیٹنگ کے لیے اتارا تو چھٹے اوور کی پہلی بال پر جنید خان نے 20 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 13 رنز کرنے والے گونا تھیلا کا کو مڈ آف پر شعیب ملک کے ہاتھوں کیچ کروا کر اپنی ٹیم کو 26 رنز پر پہلی کامیابی دلوا دی۔ دوسری کامیابی کے لیے پاکستان کو مزید 56 رنز کا جرمانہ بھرنا پڑا جب 82 کے مجموعی اسکور پر پندرہویں اوور کی پانچویں گیند حسن علی نے انتہائی خوبصورت طریقے سے کوشال مینڈس کی وکٹوں میں گھسیڑ دی جو 29 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 27 رنز بنا چکے تھے۔ صرف ایک رن کے اضافے سے پاکستان کو تیسری کامیابی بھی مل گئی جب اگلے اوور کی پہلی گیند پر دنیش چندی مل کو کھاتہ کھولنے سے قبل ہی ڈیبیوٹنٹ فہیم اشرف نے اِن سائیڈ ایج پر بولڈ کر کے اپنی پہلی انٹرنیشنل وکٹ بنا لیا۔ نئے آنے والے سری لنکن کپتان اینجلو میتھیوز نے وکٹ پر موجود سیٹ بیٹسمین ڈکویلا کے ساتھ مل کر رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھایا۔ بیسویں اوور میں ڈِکویلا نے 52 گیندوں پر اپنے 50 رنز مکمل کرتے ہوئے اسی اوور کے اختتام تک اپنی ٹیم کا مجموعہ بھی تہرے ہندسے تک پہنچا دیا۔ اکتیس اوورز کے اختتام پر سری لنکا کا مجموعہ 3 وکٹ کے نقصان پر 161 رنز تک پہنچ چکا تھا اور دونوں بیٹسمینوں کے درمیان 78 رنز کی شراکت داری ایک خطرناک رنگ اختیار کر چکی تھی جب پانی کا وقفہ ہوا تو اس دوران بیت الخلاء کا چکر لگا کر آنے والے سری لنکن کپتان سے بالآخر عامر نے بتیسویں اوور کی دوسری گیند پر چھٹکارا دِلوا دیا جنہوں نے بولڈ ہونے سے قبل 54 گیندوں پر ایک چھکے اور 2 چوکوں کی مدد سے 39 رنز اسکور کیے اور اس ٹورنامنٹ میں عامر کا پہلا شکار بنے۔ صرف ایک رن کے اضافے سے اگلے ہی اوور کی تیسری بال پر جنید خان نے 6 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے دھننجیا ڈی سلوا کو وکٹوں کے عقب میں سرفراز کے ہاتھوں کیچ کروا کر پاکستان کو چوتھی کامیابی دلوا دی۔ اگلے ہی اوور کی پہلی بال پر 86 گیندیں کھیل کر 4 چوکوں کی مدد سے 73 رنز بنانے والے ڈِکویلا کو پاکستانی کپتان نے وکٹوں کے پیچھے ایک شاندار کیچ کر کے عامر کی وکٹ بنایا تو 33.1 اوورز میں 162 رنز پر 6 آؤٹ کا مجموعہ پاکستانی ٹیم کی میچ میں واپسی کی نوید سنا رہا تھا۔ پینتیسویں اوور کی آخری بال پر جنید خان نے 5 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے تھیسارا پریرا کو سلپ میں بابر اعظم کے ہاتھوں کیچ کروا کے 167 کے اسکور پر سری لنکا کو ساتویں وکٹ سے بھی محروم کر دیا۔ 43 اوورز میں اپنی ٹیم کو 200 کا ہندسہ پار کروانے والے لکمل کو 34 گیندوں پر تین چوکوں کی مدد

سے 26 رنز بنانے کے بعد پینتالیسویں اوور کی تیسری گیند پر حسن علی نے بولڈ کر کے پاکستان کو 213 رنز پر آٹھویں کامیابی دلوائی۔ انچاسویں اوور کی پہلی گیند پر سری لنکا کا مجموعہ 232 تھا جب 44 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 27 رنز بنانے والے گونارتنے، حسن علی کی گیند کو مڈ وکٹ کے اوپر سے اچھالنے کی کوشش میں ناکام ہو کر فخر زمان کے ہاتھوں سری لنکا کا نواں نقصان بن گئے۔ آخری اوور کی دوسری بال پر 3 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے پرادیپ کو فہیم اشرف نے اپنی ہی گیند پر کیچ کر کے سری لنکا کی باری 236 رنز پر سمیٹ دی تو یہاں تک پہنچنے کے لیے دوسرے اینڈ پر موجود 14 گیندیں کھیل کر *9 ناقابلِ شکست رنز کرنے والے ملنگا کے ساتھ ساتھ 19 ایکسٹرا رنز کی مدد بھی سری لنکن اننگز میں شامل تھی۔ جنید خان نے 10 اوورز میں 40 رنز دے کر 3، حسن علی نے 10 اوورز میں 43 رنز دے کر 3، محمد عامر نے 10 اوورز میں 53 رنز دے کر 2 اور فہیم اشرف نے 6.2 اوورز میں 37 رنز دے کر 2 وکٹیں حاصل کیں۔ عماد وسیم 8 اوورز میں 33 جبکہ محمد حفیظ 5 اوورز میں 24 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

237 رنز کے تعاقب میں پاکستان نے اپنی اننگز کا آغاز کیا تو فخر زمان نے گزشتہ میچ کی طرح اس بار بھی آتے ہی مخالف ٹیم پر چڑھائی کر دی جن کا ساتھ اظہر علی نے بھی پندرہویں گیند پر پہلا رن بنانے کے بعد دینا شروع کیا۔ نو اوورز میں پاکستان بغیر کسی نقصان کے 50 کا ہندسہ عبور کر چکا تھا۔ گیارہویں اوور کے اختتام پر فخر زمان نے 34 گیندوں پر 8 چوکوں اور ایک چھکے سے سجی ففٹی مکمل کی تو پاکستان کا اسکور 74 رنز تک پہنچ چکا تھا۔ اگلے اوور کی دوسری بال پر بغیر کسی رن کے اضافے سے فخر زمان، پرادیپ کی گیند پر فائن لیگ میں کھڑے گونارتنے کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو کر پاکستان کا پہلا نقصان بن گئے۔ سولہویں اوور کی چوتھی بال پر پاکستان کا مجموعہ 92 رنز تھا جب 18 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنانے والے بابر اعظم مڈ وکٹ پر دھننجیا ڈی سلوا کو ایک آسان کیچ تھما کر پرادیپ اور سری لنکا کی دوسری وکٹ بن گئے۔ صرف تین رنز کے اضافے سے پاکستان کو اگلے اوور کی پانچویں گیند پر تیسرے نقصان کو بھی جھیلنا پڑا جب 5 گیندوں پر ایک رن بنانے والے محمد حفیظ مڈ آن پر موجود پرادیپ کو کیچ دے کر پریرا کی وکٹ بنے۔ اٹھارہویں اوور میں 100 رنز پورے کرنے والی پاکستانی ٹیم بیسویں اوور کی دوسری گیند پر ایک چھکے اور 2 چوکوں کی مدد سے 50 گیندیں کھیل کر 34 رنز بنانے والے اظہر علی کے نقصان سے دوچار ہوئی جو لکمل کی گیند پر سلپ میں مینڈس کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو کر واپس گئے تو 110 پر 4 کا مجموعہ ناقابلِ اعتبار بیٹنگ لائن کے حامل پاکستانی کیمپ میں تشویش کی لہر پیدا کر چکا تھا جس کے لیے مزید 30 اوورز میں 126 رنز کا حصول ٹاپ آرڈر کی واپسی کے بعد مشکل بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ پچیسویں اوور کی پانچویں بال پر پاکستان کا اسکور 131 تھا جب 20 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 11 رنز کرنے والے شعیب ملک کو ملنگا نے وکٹوں کے عقب میں ڈِکویلا کے ہاتھوں پھانس کر پاکستان کو پانچویں وکٹ سے محروم کر دیا اور پھر صرف 6 رنز کے اضافے سے اگلے اوور کی چوتھی بال پر 3 گیندیں کھیل کر ایک چوکا لگانے والے عماد وسیم بھی وکٹوں کے پیچھے ڈِکویلا کے ہاتھوں پرادیپ کی وکٹ بن گئے تو اپنا پہلا میچ کھیلنے والے فہیم اشرف کو اپنے کپتان کا ساتھ

نبھانے کے لیے آنا پڑا جو دوسرے اینڈ پر ڈٹے ہوئے تھے۔ ستائیسویں اوور میں ملنگا کو ایک خوبصورت چھکے سے نوازنے والے فہیم اشرف کی بدقسمتی رہی کہ تیسویں اوور میں پریرا کی پانچویں گیند پر سرفراز نے ایک سیدھا شاٹ کھیلا جو باؤلر کی انگلیوں کو چھوتا ہوا نان اسٹرائیکر اینڈ کی اسٹمپس سے جا ٹکرایا جس کے نتیجے میں کریز سے باہر 15 گیندوں پر ایک چوکے اور ایک چھکے سے اتنے ہی رنز بنانے والے بیٹسمین کو واپس لوٹنا پڑا تو 162 رنز پر 7 وکٹوں کا نقصان اور بچی ہوئی 3 وکٹوں کے ساتھ 20 اوورز میں مزید 75 رنز کا حصول یہ واضح کر رہا تھا کہ پاکستانی ٹیم پر شکست کے سائے منڈلانا شروع ہو چکے ہیں اور کپتان سرفراز کی واپسی تابوت میں آخری کیل ثابت ہوسکتی ہے جن کا ساتھ نبھانے کے لیے اب عامر میدان میں آ چکے تھے۔ انتالیسویں اوور میں 194 کے مجموعی اسکور پر ملنگا کی گیند سرفراز نے سیدھی مڈآن پر کھڑے پریرا کی طرف اچھالی جسے وہ پکڑنے میں ناکام رہے تو پاکستانی کپتان کے بقول ان کو یوں محسوس ہوا جیسے فرشتے ان کی مدد کو میدان میں آ چکے ہیں۔ اکتالیسویں اوور کی پہلی گیند پر پاکستان کا اسکور 197 تھا جب ایک بار پھر ڈیپ اسکوائر لیگ پر متبادل فیلڈر سیکوگے کی کوشش ناکام ہونے کی صورت میں سرفراز، ملنگا کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ اسی اوور میں پاکستان نے 200 کا ہندسہ پار کر لیا تو اس میں محمد عامر کا کردار قابلِ تعریف تھا جو دوسرے اینڈ پر بنا کوئی غلطی کئے مستقل مزاجی کے ساتھ رنز کا سلسلہ آگے بڑھا رہے تھے۔ بیالیسویں اوور میں ففٹی پارٹنرشپ مکمل کرنے والی جوڑی کے رُکن پاکستانی کپتان نے اسی اوور میں اپنی ففٹی بھی 71 گیندوں پر مکمل کر لی تو اب پاکستان 48 گیندوں پر سیمی فائنل سے صرف 20 رنز دور تھا جو بالآخر پینتالیسویں اوور کی پانچویں گیند پر سرفراز کے ملنگا کو چوکے کے ساتھ پورے ہو گئے۔ 79 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے *61 ناقابلِ شکست رنز اسکور کرنے والے پاکستانی کپتان کی خوشی تو دیدنی تھی ہی لیکن اس فتح میں دوسرے اینڈ سے 43 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے ذمہ دارانہ *28 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے محمد عامر کا کردار بھی ناقابلِ فراموش تھا جنہوں نے کپتان کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو پار لگا دیا۔ پاکستان کی اس تین وکٹوں سے فتح میں 23 اضافی رنز کا کردار بھی اہم رہا۔ سری لنکا کی جانب سے پرادیپ نے 10 اوورز میں 60 رنز دے کر 3، لکمل نے 10 اوورز میں 48، پریرا نے 8 اوورز میں 43 جبکہ ملنگا نے 9.5 اوورز میں 52 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ گونارتنے 5 اوورز میں 19، گوناتھیلا کا ایک اوور میں 2 اور دھننجیا ڈی سِلوا ایک اوور میں 3 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ پاکستان گروپ B سے بھارت کے بعد سیمی فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی دوسری ٹیم بنی جس کا مقابلہ اب ایونٹ کی ناقابلِ شکست میزبان انگلینڈ کی ٹیم سے ہونا تھا۔ سرفراز کو کپتانی اننگز کھیلنے پر میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

پہلا سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ

14 جون 2017ء کو آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے پہلے سیمی فائنل میں حیران کُن فتوحات کے ساتھ آگے بڑھتی ہوئی پاکستانی ٹیم کا مقابلہ ایونٹ میں اب تک اپنے تمام میچز جیت کر آنے والی انگلینڈ کی ٹیم سے

ہوا تو کارڈف کے میدان پر گوروں کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا جو 25 سال قبل ورلڈ کپ میں پاکستان نیوزی لینڈ کے ساتھ کر چکا تھا۔

ٹاس کے معاملے میں خوش قسمت پاکستانی کپتان نے انگلینڈ کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی۔ دوسری ہی گیند پر ریویو ضائع کرنے والی پاکستانی ٹیم کو چھٹے اوور کی پانچویں گیند پر پہلی کامیابی مل گئی جب گزشتہ میچ کے ہیرو زخمی محمد عامر کی جگہ ڈیبیو کرنے والے رومان رئیس نے 13 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 13 رنز کرنے والے الیکس ہیلز کو کوور پر کھڑے بابر اعظم کی مدد سے ٹھکانے لگا کر اپنی پہلی ون ڈے انٹرنیشنل وکٹ حاصل کی۔ 34 رنز پر پہلی وکٹ گنوانے والی برطانوی ٹیم کا اسکور جونی بیرسٹو اور جوئے روٹ نے مل کر سترہویں اوور میں 80 تک پہنچایا تو حسن علی نے اوور کی تیسری گیند پر خطرناک نظر آنے والے بیرسٹو کا ڈیپ اسکوائر لیگ پر محمد حفیظ کے ہاتھوں صفایا کروا کے پاکستان کو دوسری کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ بیرسٹو نے 57 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 43 رنز اسکور کیے۔ بائیسویں اوور میں 100 رنز پورے کرنے والی انگلش ٹیم اٹھائیسویں اوور کی تیسری بال پر 56 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 46 رنز بنانے والے جوئے روٹ سے محروم ہوئی تو 128 رنز پر گرنے والی تیسری وکٹ اس کی تباہی کا نقطۂ آغاز تھا جو شاداب کی گیند پر وکٹ کیپر سرفراز کے ہاتھوں عمل پذیر ہو چکا تھا۔ 13 رنز کے فرق سے 53 گیندیں کھیل کر 4 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے والے برطانوی کپتان ایوائن مورگن بتیسویں اوور کی چوتھی گیند کو سرفراز کے ہاتھوں میں جانے سے قبل بلے سے ملاقات کرنے سے نہ روک سکے اور حسن علی کی وکٹ بن گئے۔ چونتیسویں اوور کے اختتام پر پانی کا وقفہ گزشتہ میچ کی طرح اس بار بھی پاکستان کے لیے خوش قسمت ثابت ہوا جب وقفے کے بعد پہلی ہی گیند پر جنید خان نے بٹلر کو 7 گیندوں پر 4 رنز بنانے کے بعد سرفراز کے ہاتھوں قید کروا کر انگلینڈ کا مجموعہ 148 رنز پر 5 آؤٹ کر دیا۔ انتالیسویں اوور کی تیسری گیند پاکستان کے لیے ایک اور کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی جب 14 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 11 رنز بنانے والے معین علی، جنید خان کو پُل کرتے ہوئے ڈیپ بیک ورڈ اسکوائر پر فخر زمان کے ایک شاندار کیچ کے نتیجے میں 162 رنز پر انگلینڈ کا چھٹا نقصان بن گئے۔ چوالیسویں اوور کی تیسری بال پر انگلینڈ کا اسکور 181 تھا جب 13 گیندوں پر 7 رنز بنانے والے عادل رشید کو متبادل فیلڈر احمد شہزاد کی ڈائریکٹ تھرو نے واپسی کی راہ دکھا کر پاکستان کو ساتویں کامیابی دلا دی۔ اڑتالیسویں اوور میں 200 رنز پورے کرنے والی برطانوی ٹیم کو اسی اوور میں 201 کے مجموعی اسکور پر آٹھواں نقصان بھی برداشت کرنا پڑا جب پاکستانی باؤلرز کے آگے بلے سے بالکل بے بس بین اسٹوکس جن کی چلتی ہوئی زبان بھی کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں دے رہی تھی بالآخر شکست خوردگی کے عالم میں اوور کی چوتھی گیند کو مڈ آف پر موجود حفیظ کے ہاتھوں میں اچھال کر اپنی جان چھڑا گئے تو حسن علی کی وکٹ بننے والے برطانوی آل راؤنڈر کے 34 رنز کی اننگز میں استعمال ہونے والی 64 گیندوں میں سے ایک کو بھی باؤنڈری کا راستہ دکھانے میں ناکامی ان کی بے بسی کا واضح ثبوت تھا۔ انچاسویں اوور کی چوتھی گیند کو چوکے میں تبدیل کر کے ٹیم کا اسکور 206 رنز تک پہنچانے والے لیام پلنکٹ اگلی گیند پر رومان رئیس کا جوابی وار نہ سہہ سکے اور

14 گیندوں پر9رنز بنا کر ڈیپ مڈ وکٹ پر اظہر علی کے ہاتھوں واپسی کی راہ پا گئے۔ پچاس اوورز مکمل ہونے سے ایک گیند قبل سرفراز کے انڈر آرم تھرو نے 5 گیندوں پر 3 رنز کرنے والے مارک ووڈ کی اسٹرائیک لینے کی خواہش کا گلا گھونٹا تو فیورٹ انگلینڈ کی باری 211 رنز پر سمٹی جا چکی تھی جن میں 6 ایکسٹراز کی مدد بھی شامل تھی۔ جیک بال 5 گیندوں پر *2 رنز کے ساتھ واحد ناٹ آؤٹ بیٹسمین رہے۔ پاکستان کی طرف سے حسن علی نے10 اوورز میں35 رنز دے کر3، رومان رئیس نے9اوورز میں44 جبکہ جنید خان نے 8.5 اوورز میں 42 رنز دے کر2,2 اور شاداب خان نے 9 اوورز میں 40 رنز کے عوض ایک کھلاڑی کو ٹھکانے لگایا۔ عماد وسیم5اوورز میں16 جبکہ محمد حفیظ8اوورز میں33 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

212 رنز کے تعاقب میں پاکستان نے اپنی اننگز کا آغاز کیا تو ایک مرتبہ پھر فخر زمان نے برطانوی باؤلروں کو خاطر میں لائے بغیر اپنا روایتی کھیل پیش کرنا شروع کر دیا۔ اظہر علی نے بھی اپنے پارٹنر کا خوب ساتھ نبھاتے ہوئے گیارہویں اوور میں ففٹی اور اٹھارہویں اوور میں سنچری کی اوپننگ پارٹنرشپ مکمل کر لی۔فخر زمان کی اپنی نصف سنچری سترہویں اوور میں 49 گیندوں پر جبکہ اظہر علی کی نصف سنچری اکیسویں اوور میں 68 گیندوں پر مکمل ہوئی۔ 118 کے مجموعی اسکور پر اس پارٹنرشپ کا خاتمہ عمل میں آیا جب بائیسویں اوور کی پہلی بال پر عادل رشید نے 58 گیندیں کھیل کر 7 چوکوں اور ایک چھکے سے سجی فخر زمان کی 57 رنز کی اننگز کا خاتمہ وکٹوں کے عقب میں بٹلر سے اسٹمپڈ کے ذریعے کروایا، لیکن تب تک شاید انگلینڈ کے لیے بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ پاکستان کا مطلوبہ ہدف اب صرف94 رنز تھا اور 9 وکٹوں کے ساتھ گیندیں بھی وافر تعداد میں موجود تھیں۔ نئے آنے والے بابر اعظم نے اظہر علی کا ساتھ دینا شروع کیا تو اس دوران پاکستانی ٹیم چھبیسویں اوور میں 150 کا ہندسہ بھی پار کر گئی۔ 173 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو اپنے دوسرے اوپنر سے محروم ہونا پڑا جب تینتیسویں اوور کی دوسری گیند پر جیک بال نے 100 گیندوں پر 5 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 76 رنز بنانے والے اظہر علی کو بولڈ کر دیا۔ محمد حفیظ ،اظہر علی کی جگہ لینے کے لیے آئے تب پاکستان کو فائنل تک پہنچنے کے لیے مزید صرف39 رنز کی ضرورت تھی جس کے لیے دیگر کسی بیٹسمین کو زحمت نہ کرنی پڑی اور اڑتیسویں اوور کی پہلی گیند پر محمد حفیظ نے بین اسٹوکس کو چوکے کے لیے روانہ کیا تو پاکستان تاریخ میں پہلی بار چیمپئنز ٹرافی کے فائنل میں قدم رکھ چکا تھا۔ بابر اعظم نے 45 گیندوں پر 2 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے ناقابلِ شکست *38 جبکہ محمد حفیظ نے 21 گیندوں پر 2 چھکوں اور 3 چوکوں کی مدد سے برق رفتار *31 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر 77 گیندیں قبل ہی ٹیم کی ہدف تک رسائی کو ممکن بنا دیا جس میں 13 ایکسٹراز کا حصہ بھی شامل تھا۔انگلینڈ کی طرف سے جیک بال 8 اوورز میں 37 جبکہ عادل رشید10 اوورز میں54 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ کے ساتھ انگلینڈ کے کامیاب باؤلرز رہے۔ مارک ووڈ 8 اوورز میں 37، لیام پلنکٹ 6 اوورز میں 33، معین علی 2 اوورز میں 15 جبکہ بین اسٹوکس 3.1 اوورز میں 38 رنز کی پٹائی کے ساتھ خالی ہاتھ واپس لوٹے۔حسن علی کو بہترین باؤلنگ پر مردِ میدان قرار دیا گیا۔

اس میچ میں پاکستانی باؤلنگ کی طاقت نے تو حسب معمول اپنا رنگ خوب جمایا ہی لیکن بیٹنگ بھی

یکسر بدلی ہوئی نظر آئی جس کے نتیجے میں ٹورنامنٹ کی فیورٹ ٹیم کے خلاف شاندار فتح نے ون سائیڈڈ میچ کی پیشن گوئی کرنے والے کرکٹ پنڈتوں کو بھی پاکستان کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا اور پاکستان زندہ باد کے نعروں کے ساتھ گرین شرٹس نے فائنل میں قدم رکھ لیا جہاں اب ان کا مقابلہ بھارت یا بنگلہ دیش کے مابین دوسرے فائنل کے فاتح سے ہونا تھا۔

فائنل ۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

18 جون 2017ء بروز اتوار فادرز ڈے کے موقع پر آٹھویں آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کے فائنل میں انگلینڈ کے شہر لندن کے اوول گراؤنڈ پر بلند پرواز پاکستانی شاہینوں کا مقابلہ طاقت کے نشے میں بدمست بھارتی سورماؤں کے ساتھ ہونا طے پایا تو ایونٹ کے گروپ میچ میں فتح اور گزشتہ سات سالوں سے تمام آئی سی سی مقابلوں میں پاکستان کے خلاف ناقابلِ شکست ریکارڈ کا غرور بھارتیوں کو پاگل کر چکا تھا۔ سوشل میڈیا سے لے کر الیکٹرانک میڈیا تک، بھارتی شائقین سے لے کر سابق کرکٹرز، اداکار، گلوکار اور اینکرز سمیت ہر بھارتی شخص اپنی ٹیم کی تعریف سے زیادہ اپنی اپنی اوقات سے بڑھ کر پاکستانی ٹیم کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف تھا۔ ایک طوفانِ بدتمیزی تھا جو بھارتیوں نے فائنل شروع ہونے سے قبل ہر طرف برپا کر رکھا تھا۔ لیکن دوسری طرف قسمت بہت جلد ان پر ٹوٹنے والی قیامت سے باخبر مسکرا رہی تھی۔ آج غرور کا سر نیچا ہونے کا دن تھا۔ پچیس سال قبل رمضان میں ورلڈ کپ جیتنے والی قوم ایک مرتبہ پھر رمضان میں دعاؤں کے سہارے اپنی ٹیم سے اس بار ناامید نہیں تھی۔

بھارتی کپتان ویرات کوہلی نے ٹاس جیت کر پاکستان ہی والی چال کھیلتے ہوئے پہلے باؤلنگ کا فیصلہ کیا تو پاکستانی ٹیم بھی پلان بی کے ساتھ اپنے اوپنرز میدان میں اتار کر سرجیکل اسٹرائیک کے لیے تیار تھی جس کے کوچ نے ایک دن پہلے ہی عندیہ دے دیا تھا کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں ٹیم اس بار جارحانہ کھیل کھیلے گی۔ دوسری طرف بھارتی باؤلرز نے ٹورنامنٹ میں پاکستان کے خطرناک ترین ثابت ہونے والے کھلاڑی فخر زمان کے خلاف اپنا جال تیار کر رکھا تھا جس کا نتیجہ چوتھے اوور کی پہلی بال پر ہی سامنے آ گیا جب بمراہ کی گیند فخر زمان کے بلے کا کنارہ لے کر دھونی کے ہاتھوں میں محفوظ ہوگئی۔ مایوسی کے عالم میں واپس لوٹتے فخر زمان کو امپائر کی آواز نے اپنی طرف متوجہ کیا جو تھرڈ امپائر سے نو بال کے بارے میں کنفرم کرنا چاہ رہے تھے۔ ری پلے میں واضح طور پر بمراہ کا پاؤں لائن سے آگے تھا۔ جس کے نتیجے میں ایک طرف جہاں امپائر کے نو بال کے اشارے نے بھارتیوں کے کھلے چہروں کو ایک دم سے مرجھا کر رکھ دیا وہیں دوسری طرف اس صورتِ حال نے 1992ء کے ورلڈ کپ فائنل کے اس لمحے کی یاد تازہ کر دی جب اسی میچ کی کمنٹری کرنے والے پاکستانی اوپنر رمیز راجہ کو نو بال پر آؤٹ ہونے کے بعد امپائر نے آواز دے کر واپس بلا لیا تھا۔ ''معجزے'' شروع ہو چکے تھے۔

اپنے ساتھی کھلاڑی کو بھارتی باؤلروں کے نشانے پر دیکھ کر دوسری طرف سے اظہر علی نے اپنے مزاج کے برعکس سرپرائز دیتے ہوئے رنز بنانے کا سلسلہ شروع کیا تو بھارتی گیند باز اس ناگہانی افتاد پر

بوکھلا گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کے دسویں اوور میں بغیر کسی نقصان کے پچاس اور پھر اٹھارہویں اوور میں سو رنز بھی مکمل ہو گئے۔ بیسویں اوور میں پہلے اظہر علی نے 61 گیندوں پر اپنی ففٹی مکمل کی اور پھر اگلی ہی بال پر فخر زمان نے بھی چوکے کی مدد سے 60 گیندوں پر پچاس رنز کا ہندسہ عبور کر لیا تب بیس اوورز میں بغیر کسی نقصان کے 114 رنز کا مجموعہ ایک بڑے ٹوٹل کی پیش گوئی کر رہا تھا۔ 128 کے مجموعی اسکور پر پاکستانی اننگز میں پہلی دراڑ پڑی جب تیئیسویں اوور کی آخری بال پر اظہر علی 71 گیندوں پر ایک چھکے اور 6 چوکوں کی مدد سے 59 رنز بنانے کے بعد ایک غلط فہمی کے نتیجے میں بمراہ اور دھونی کی باہمی کوشش سے رن آؤٹ ہو گئے۔ کریز پر نئے آنے والے بابر اعظم نے جارح مزاج کھبے بیٹسمین کا ساتھ سنبھالا جو اپنے ساتھی کے رن آؤٹ کا غصہ بھارتی باؤلرز پر اتارنے کے موڈ میں آ چکے تھے۔ چھبیسویں اوور کے اختتام تک اپنی ٹیم کو 150 کا ہندسہ عبور کروانے کے بعد اکتیسویں اوور کی پہلی گیند پر ایشون کو چوکے کے لیے روانہ کر کے فخر زمان نے 91 گیندوں پر 12 چوکوں اور 2 چھکوں سے سجی اپنی پہلی ون ڈے انٹرنیشنل سینچری مکمل کی تو اس لمحے نوجوان بیٹسمین کے ساتھ ساتھ پاکستانی ڈریسنگ روم اور شائقین کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ خدا کے حضور سجدۂ شکر بجا لانے والے فخر زمان کے چہرے کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ ملنے والے موقع کا فائدہ اٹھا کر اپنے امتحان میں سرخرو ہو چکے ہیں۔ تینتیسویں اوور کے اختتام تک پاکستان کا مجموعہ 200 تک پہنچانے والے فخر زمان کو بالآخر چونتیسویں اوور کی پہلی گیند پر پانڈیا نے جدیجا کے ہاتھوں بیک ورڈ پوائنٹ پر کیچ کروا کے 106 گیندوں پر 3 چھکوں اور 12 چوکوں سے سجی 114 رنز کی اننگز کا خاتمہ کروایا لیکن تب تک پاکستانی ٹیم کے آنے والے بیٹسمینوں کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی جا چکی تھی۔ چالیسویں اوور کی چوتھی گیند پر پاکستان کا اسکور 247 رنز تھا جب بھونیشور کمار نے 16 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے 12 رنز بنانے والے شعیب ملک کو ڈیپ کوور پر جھادیو کے ہاتھوں کیچ کروا کے اپنی ٹیم کو تیسری کامیابی دلوا دی۔ نئے آنے والے محمد حفیظ نے گزشتہ میچ کی طرح اس بار بھی تیزی سے رنز بنانے کا سلسلہ آگے بڑھایا لیکن دوسری طرف 267 کے مجموعی اسکور پر تینتالیسویں اوور کی تیسری بال پہ بابر اعظم 52 گیندیں کھیل کر 4 چوکوں کی مدد سے 46 رنز بنانے کے بعد لانگ آف پر یوو راج سنگھ کے ہاتھوں کیچ ہو کر جھادیو کی وکٹ بن گئے۔ حفیظ کا بلا آخری اوورز میں بھارتی باؤلرز پر خوب برس رہا تھا جنھوں نے چھیالیسویں اوور میں بھونیشور کو چھکا مار کر ٹیم کو 300 کا ہندسہ بھی پار کروا دیا۔ مقررہ 50 اوورز کے اختتام تک محمد حفیظ کے 37 گیندوں پر ناقابلِ شکست *57 رنز جن میں 3 چھکوں اور 4 چوکوں کی مدد شامل تھی جبکہ عماد وسیم کے 21 گیندوں پر ایک چوکے اور ایک چھکے سمیت *25 رنز نے 25 ایکسٹراز کے ساتھ مل کر پاکستان کا حتمی اسکور 4 وکٹوں پر 338 رنز تک پہنچا دیا جس کا دفاع اب مضبوط پاکستانی باؤلنگ لائن کے ہاتھوں میں تھا۔ بھارت کی طرف سے بھونیشور کمار نے 10 اوورز میں 44، پانڈیا نے 10 اوورز میں 53 جبکہ جھادیو نے 3 اوورز میں 27 رنز کے بدلے ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ بمراہ 9 اوورز میں 68، ایشون 10 اوورز میں 70 اور رویندرا جدیجا 8 اوور میں 67 رنز کی درگت بننے کے بعد خالی ہاتھ واپس لوٹے۔

339رنز کے ہدف کا تعاقب ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ محمد عامر نے پہلے اوور کی تیسری بال پر روہت شرما کو کھاتہ کھولنے سے قبل ہی ایل بی ڈبلیو کی صورت میں واپسی کی راہ دکھا کر بھارتی ایوانوں پر لرزا طاری کر دیا۔ تیسرے اوور میں عامر کی تیسری گیند پر سلپ میں اظہر علی کے ہاتھوں ڈراپ ہونے والے بھارتی کپتان اگلی ہی بال پر شاداب خان کے ہاتھوں پوائنٹ میں جکڑے گئے تو 9 گیندوں پر 5رنز بنانے والے کوہلی کی واپسی کے ساتھ ہی 6رنز پر 2 آؤٹ کا مجموعہ دیکھ کر بھارتی تماشائیوں کو سانپ سونگھ چکا تھا۔ محمد عامر نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ 33 کے مجموعی اسکور پر 22 گیندیں کھیل کر 4چوکوں کی مدد سے 21رنز بنانے والے سوشل میڈیا کے بڑھک باز شیکھر دھون کو بھی اس کی اوقات یاد دلاتے ہوئے نویں اوور کی آخری بال پر سرفراز کے ہاتھوں جکڑوا کر بھارتی ٹاپ آرڈر کو مکمل تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ تیرہویں اوور کی آخری گیند پر شاداب خان نے ایک پرزور ریویو لیتے ہوئے 31 گیندیں کھیل کر 4چوکوں کی مدد سے 22رنز بنانے والے یووراج سنگھ کو LBW کے ذریعے دھول چٹا دی اور پھر اگلے اوور کی تیسری بال پر حسن علی نے 16 گیندوں پر 4رنز بنانے والے دھونی کو ڈیپ اسکوائر لیگ پر عماد وسیم کے ہاتھوں میں جا پھنسایا تو 54رنز پر آدھی ٹیم کی واپسی کے ساتھ ہی دنیا کی مضبوط ترین کہلائی جانے والی بیٹنگ لائن پاکستانی باؤلرز کی ہیبت کے آگے جھاگ کی طرح بیٹھ چکی تھی۔ سترہویں اوور کی آخری گیند پر جب شاداب خان نے بھارتی غرور کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دیتے ہوئے 13 گیندوں پر 2چوکوں کی مدد سے 9رنز بنانے والے جھادیو کو سرفراز کے ہاتھوں کیچ کروایا تب 72 پر 6 کے مجموعے کے ساتھ ہی اوول ٹیوب اسٹیشن، اسٹیڈیم چھوڑ کر جانے والے بھارتی تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ بھارتی چراغ کی بجھتی ہوئی لَو میں ہردیک پانڈیا نے آخری مزاحمت کے طور پر پھڑ پھڑانے کی کوشش کی اور اپنی ٹیم کو اکیس اوورز میں تہرے ہندسے کی شکل دِکھانے کے بعد اگلے اوور میں شاداب خان کو تین چھکے مار کر اپنی ففٹی بھی مکمل کر لی لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ پانڈیا کی یہ کوشش ہندوستان کے اجڑے ہوئے خیموں میں صفِ ماتم بچھنے سے روکنے کے لیے ناکافی رہی جو بالآخر 43 گیندوں پر 6 چھکوں اور 4چوکوں کی مدد سے 76رنز بنانے کے بعد حفیظ اور حسن علی کے گٹھ جوڑ سے رن آؤٹ ہوئے تو دِلی ابھی بھی ساڑھے تیئس اوورز میں 187رنز دور تھا۔ اٹھائیسویں اوور کی تیسری بال پر جنید خان نے سلپ میں بابر اعظم کی مدد سے 26 گیندوں پر 15رنز بنانے والے رویندرا جدیجا کی صورت میں بھارتی تکبر کی ریزہ ریزہ ہوتی ہوئی چٹان پر آٹھویں ضرب لگائی اور پھر اگلے اوور کی پہلی گیند پر حسن علی نے 3 گیندوں پر ایک رن بنانے والے ایشون کو سرفراز کی مدد سے میدان بدر کیا تو اب پاکستان فتح سے محض ایک وکٹ کے فاصلے پر تھا جبکہ بھارت کو 21اوورز میں مزید 183رنز کے حصول کے لیے دوسری اننگز درکار تھی۔ اکتیسویں اوور کی تیسری بال پہ حسن علی نے 9 گیندوں پر ایک رن بنانے والے بمراہ کا سرفراز کے ہاتھوں کریا کرم کر کے پوری بھارتی ٹیم کا 158 کے اسکور پر انتم سنسکار کر دیا تو 180رنز کے ہمالیہ سے فتح اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ پاکستان دفاعی چیمپئن بھارت سے چیمپئنز ٹرافی چھین چکا ہے۔ بھونیشور کا ایک ناٹ آؤٹ اور ایکسٹراز کے 3 رنز بھی بھارتی شکست کی چِتا کے ساتھ ہی راکھ ہو گئے۔

محمد عامر نے 6اوورز میں 16 رنز دے کر 3،حسن علی نے 6.3 اوورز میں 19 رنز دے کر 3،شاداب خان نے 7اوورز میں 60رنز دے کر 2جبکہ جنید خان نے 6 اوورز میں 20رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔محمد حفیظ ایک اوور میں 13،فخر زمان 3.3اوورز میں 25 اور عماد وسیم 0.3 اوور میں 3 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ فتح کے بعد پوری ٹیم کے سربسجود ہو کر خدا کا شکر ادا کرنے کا تاریخی لمحہ اس امر کا گواہ تھا کہ آج باطل کا غرور پاش پاش ہو چکا تھا۔ وہی اوول جس پر آج سے 63سال قبل اپنے پہلے دورے پر پاکستانی ٹیم نے بے بی ٹیم کہنے والے انگریزوں کو دھول چٹائی تھی اسی جگہ آج بھارت کے خلاف بھی گزشتہ تمام''موقعوں'' کا حساب چکتا ہو چکا تھا۔فخر زمان کے مین آف دی میچ اور حسن علی کے پلییر آف دی ٹورنامنٹ قرار دیئے جانے کے بعد پاکستانی کپتان سرفراز نے جب چمکتی دمکتی ٹرافی وصول کی تو جہاں ایک طرف بڑے بڑے بول بولنے والے بھارتی پنڈتوں کیلئے شرم کے مارے منہ چھپانا مشکل ہو رہا تھا وہیں دوسری طرف لندن سے لے کر بھارتی مقبوضہ کشمیر تک کی فضائیں نعرہ تکبیر کی صداؤں سے گونج اٹھی تھیں۔

انڈر۔19 کرکٹ ورلڈ کپ

انڈر19 کرکٹ ورلڈ کپ نوجوان کھلاڑیوں کو بین الاقوامی سطح پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا کر اعلیٰ سطح کی انٹرنیشنل کرکٹ کے دروازے پہ دستک دینے کا پلیٹ فارم ہے۔ 1988ء میں سب سے پہلے آسٹریلیا کی دوصد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں ایک یوتھ کرکٹ ورلڈ کپ کا انعقاد کیا گیا جہاں سات ٹیسٹ ممالک کی یوتھ ٹیموں کے ساتھ ساتھ ایک آئی سی سی ایسوسی ایٹس نامی ٹیم شریک ہوئی جو ایسوسی ایٹ ممالک کے کھلاڑیوں پر مشتمل تھی۔اس ایونٹ کے فائنل میں آسٹریلیا نے پاکستان کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ اسی ایونٹ سے ہی برائن لارا، انضمام الحق، مشتاق احمد، عاقب جاوید، باسط علی، ناصر حسین، مائیک ایتھرٹن، جمی ایڈمز، سنتھ جیاسوریا اور کرس کیرنز جیسے کھلاڑی کرکٹ کے عالمی منظر نامے پر ابھر کر سامنے آئے۔ مذکورہ ایونٹ کے بعد اس ٹورنامنٹ کا دوسرا ایڈیشن انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ کے نام سے 1998ء میں جنوبی افریقہ میں منعقد ہوا جس کے بعد ہر دو سال کے وقفے سے باقاعدگی سے اس کا انعقاد ہوتا چلا آ رہا ہے۔ 2020ء تک منعقدہ اس ٹورنامنٹ کے کل تیرہ ایڈیشنز میں بھارت کی ٹیم چار ٹائٹلز کے ساتھ سرفہرست ہے۔آسٹریلیا کی ٹیم تین فتوحات کے ساتھ دوسرے جبکہ پاکستان پانچ بار فائنل تک رسائی کے بعد دو فتوحات کے ساتھ تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ دو فتوحات پاکستان کو 2004ء میں بنگلہ دیش اور 2006ء میں سری لنکا میں منعقدہ انڈر19 ورلڈ کپ کے پانچویں اور چھٹے ایڈیشنز میں ویسٹ انڈیز اور بھارت کو فائنل میں شکست دے کر حاصل ہوئیں جبکہ 1988ء کے بعد 2010ء میں بھی آسٹریلیا اور 2014ء میں جنوبی افریقہ کے خلاف خود پاکستان کو فائنل میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔انڈر19 کرکٹ ورلڈ کپ کی دیگر فاتح ٹیموں میں انگلینڈ، ویسٹ انڈیز، بنگلہ دیش اور جنوبی افریقہ ایک ایک ٹائٹل فتح کے ساتھ فہرست میں شامل ہیں۔انڈر15 کی سطح پر منعقد ہونے والے تین ورلڈ کپ ایڈیشنز میں پاکستانی ٹیم فائنل تک پہنچی لیکن فتح حاصل کرنے میں ناکام رہی۔

پانچواں انڈر۔19 کرکٹ ورلڈ کپ 2004ء۔ بنگلہ دیش

15 فروری سے 5 مارچ 2004ء تک پانچویں انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ مقابلے بنگلہ دیش میں منعقد ہوئے جہاں پاکستان نے پہلی بار جونیئر سطح کا عالمی ٹائٹل اپنے قبضے میں کیا۔ٹورنامنٹ میں شامل کل سولہ ٹیموں کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا جہاں سے ہر گروپ کی ٹاپ دو دو ٹیمیں آگے سُپر لیگ میں پہنچیں جہاں چار چار ٹیموں کے ایک بار پھر دو گروپس بنائے گئے۔ یہاں دونوں گروپس کی دو دو ٹاپ ٹیموں نے سیمی فائنل مرحلے کے لیے کوالیفائی کیا۔ ابتدائی مرحلے میں پاکستان کی ٹیم گروپ D میں ویسٹ انڈیز ،آئر لینڈ اور پاپوانیوگنی کے ہمراہ موجود تھی جہاں تینوں گروپ میچز میں فتح حاصل کر کے ویسٹ انڈیز کے ہمراہ نوجوان پاکستانی ٹیم سپر لیگ راؤنڈ میں پہنچی۔ سپر لیگ کے گروپ ٹو میں انگلینڈ، زمبابوے اور نیوزی لینڈ کے ساتھ جگہ پانے والی پاکستانی ٹیم انگلینڈ سے شکست کے بعد گروپ کی دوسری ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں پہنچی جہاں روایتی حریف بھارت اور پھر فائنل میں کالی آندھی کو پچھاڑ کر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ شیکھر دھون 505 رنز کے ساتھ ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے، میزبان بنگلہ دیش کے انعام الحق نے سب سے زیادہ 22 وکٹیں اپنے نام کی۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

خالد لطیف (کپتان)، عابد علی، مصعب روَف، علی عمران، آصف اقبال، فواد عالم، جہانگیر مرزا، منصور امجد، ریاض آفریدی، سلیمان قادر، طارق محمود، عثمان سعید، وہاب ریاض، ذوالقرنین حیدر (وکٹ کیپر)، عاقب جاوید (کوچ)۔

گروپ D۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ پاپوانیوگنی انڈر۔19

15 فروری کو آئی سی سی انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ 2004ء کے پہلے روز پاکستان نے گروپ D سے اپنے فاتحانہ سفر کا آغاز کھلنا میں پاپوانیوگنی کو 8 وکٹوں سے شکست دے کر کیا۔ پاکستانی کپتان خالد لطیف نے ٹاس جیت کر پاپوانیوگنی کو بیٹنگ کرنے کی دعوت دی جس کی تاب نہ لاتے ہوئے پوری بیرا مندی (Barramundis) ٹیم 17.5 اوورز میں صرف 60 رنز پر ڈھیر ہوگئی۔ چھٹے اوور میں 16 کے مجموعی اسکور پر وہاب ریاض نے 26 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 9 رنز بنانے والے کِلا کو ذوالقرنین حیدر کی مدد سے آؤٹ کر کے اپنی ٹیم کو پہلی کامیابی دلوائی۔ اسی اسکور پر اگلے اوور میں ریاض آفریدی نے بھی وکٹوں کے عقب میں موجود ذوالقرنین کی مدد سے 19 گیندوں پر 3 رنز بنانے والے دوسرے اوپنر کو پانا امینی کی بھی چھٹی کروا دی۔ آٹھویں اوور میں وہاب ریاض نے ایک چوکا لگانے والے مہورودائی کو دوسری گیند پر ایل بی ڈبلیو کر کے اسکور 20 پر 3 کر دیا۔ اگلے اوور میں ریاض آفریدی پھر پیچھے نہ رہے اور 7 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے کپتان کرس امینی کو بولڈ کر کے پاکستان کو 25 رنز پر چوتھی کامیابی دلا دی۔ گیارہویں اوور میں 6 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنانے والے پالا بھی ریاض آفریدی کی گیند پر بولڈ ہو

کر 35 کے مجموعی اسکور پر پاپوانیوگنی کا پانچواں نقصان بن گئے۔ تیرہویں اوور میں 45 کے اسکور پر ریاض آفریدی نے دوہرے ہندسے تک رسائی حاصل کرنے والے واحد بیٹسمین اسد والا کو 14 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 10 رنز بنانے کے بعد جہانگیر مرزا کے ہاتھوں کیچ کروا کے اپنی چوتھی اور پاکستان کی چھٹی کامیابی کا اندراج کروایا۔ پندرہویں اوور کی آخری بال پر طارق محمود نے 6 گیندیں کھیل کر کھاتہ نہ کھول سکنے والے تماسی کا خود ہی کیچ کیا اور پھر اگلے اوور کی پہلی دو گیندوں پر منصور امجد نے پہلے 17 گیندیں کھیلنے والے ہیری کو سلیمان قادر کی مدد سے ڈک اور پھر والی کو بولڈ کر کے گولڈن ڈک کا تحفہ تھمایا تو پاپوانیوگنی کی ٹیم 48 رنز پر 9 وکٹوں سے محروم ہو چکی تھی۔ اٹھارہویں اوور کی پانچویں بال پر منصور امجد نے 7 گیندوں پر ایک رن بنانے والے لاہوئی ڈیوائی کو بھی بولڈ کر کے پوری ٹیم کو 60 رنز پر محدود کر دیا۔ اننگز میں سب سے زیادہ 19 رنز کا حصہ ایکسٹراز کا تھا، جان بوٹو 8 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *9 رنز بنا کر ناٹ آؤٹ لوٹے۔ ریاض آفریدی نے 7 اوورز میں 15 رنز دے کر 4، منصور امجد نے 1.5 اوورز میں 5 رنز دے کر 3، وہاب ریاض نے 7 اوورز میں 27 رنز دے کر 2 جبکہ طارق محمود نے 2 اوورز میں 7 رنز دے کر ایک وکٹ کا سودا کیا۔

61 رنز کے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی پاکستانی ٹیم کو پہلا نقصان 25 کے اسکور پر ساتویں اوور میں کپتان خالد لطیف کی صورت میں اٹھانا پڑا جو 24 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 17 رنز بنانے کے بعد ہیری کے کیچ کی بدولت بوٹو کی وکٹ بنے۔ تین رنز کے فرق سے دوسرے اوپنر عدنان ظہیر بھی 22 گیندوں پر ایک باؤنڈری کی مدد سے 6 رنز بنانے کے بعد بوٹو ہی کی گیند پر کرس امینی کو کیچ دے گئے۔ اس کے بعد مطلوبہ ہدف تک پہنچنے کے لیے پاکستان کو کوئی مزید نقصان برداشت نہ کرنا پڑا اور جہانگیر مرزا کے 26 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے *24 جبکہ عثمان سعید کے 17 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے *9 ناقابلِ شکست رنز ٹیم کو 14.5 اوورز میں 63 رنز تک پہنچانے کے لیے کافی رہے جن میں 7 ایکسٹراز کا تحفہ بھی شامل تھا۔ پاکستان کی گرنے والی دونوں وکٹیں جان بوٹو کے حصے میں آئیں جنہوں نے 7 اوورز میں 15 رنز دیئے۔ دوسرے باؤلرز میں تماسی 2 اوورز میں 12، والی 4 اوورز میں 14، ڈیوائی ایک اوور میں 11 اور کلا 0.5 اوور میں 10 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ ریاض آفریدی کو بہترین باؤلنگ پر مین آف دی میچ قرار دیا گیا۔

گروپ D۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ آئرلینڈ انڈر۔19

17 فروری کو کھلنا کے مقام پر اپنے دوسرے گروپ میچ میں پاکستان نے آئرلینڈ کو 8 وکٹوں سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں مسلسل دوسری فتح اپنے نام کی۔ پاکستانی کپتان خالد لطیف نے ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کا فیصلہ کیا جس کے جواب میں آئرش اوپنرز نے ایک اچھا آغاز فراہم کرتے ہوئے اپنی ٹیم کو ففٹی کا اوپننگ اسٹینڈ فراہم کر دیا۔ 54 کے اسکور پر پاکستان کو پہلی کامیابی ملی جب گیری ولسن 44 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 23 رنز بنانے کے بعد منصور امجد کی گیند پر ایل بی ڈبلیو قرار پائے۔ ساتھی اوپنر کی جدائی زیر دیر تک نہ سہتے ہوئے صرف چھ رنز کے وقفے سے آئرش کپتان ولیم پورٹر فیلڈ بھی چلتے بنے جنہوں

نے سلیمان قادر کی گیند پر ریاض آفریدی کے ہاتھوں کیچ ہونے سے قبل 53 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 29 رنز بنائے۔ 75 کے مجموعی اسکور پر منصور امجد نے 17 گیندوں پر 6 رنز بنانے والے کیون اوبرائن کو ایل بی ڈبلیو کر کے آئرلینڈ کو تیسرا جھٹکا دے دیا۔ مزید ایک رن کے اضافے کے بعد سائمن ویلس بھی 8 گیندوں پر واحد رن بنا کر سلیمان قادر کے ہاتھوں بولڈ ہو گئے۔ 47 گیندوں پر 12 رنز بنانے والے ایوائن مورگن کو جہانگیر مرزا نے فواد عالم کے ہاتھوں کیچ کروایا تو 93 کے اسکور پر آدھی آئرش ٹیم پویلین واپس لوٹ چکی تھی۔ 99 کے اسکور پر پاکستان کو چھٹی کامیابی 12 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے پیٹر بالکینی کی صورت میں ملی جنہیں علی عمران نے بولڈ کیا۔ رابرٹ رینکن 13 گیندوں پر 5 رنز بنانے کے بعد طارق محمود کی گیند پر ایل بی ڈبلیو ہو کر آئرلینڈ کا 106 رنز پر ساتواں نقصان بن گئے۔ 137 کے اسکور پر 26 گیندیں کھیل کر 6 رنز بنانے والے گریتھ میکی کو ذوالقرنین حیدر نے منصور امجد کی گیند پر اسٹمپڈ کیا اور پھر اگلی گیند پر گیری کِڈ بھی خالد لطیف کے ہاتھوں کیچ ہو کر گولڈن ڈک کا تحفہ لے کر آئرش ٹیم کی گرنے والی نویں وکٹ بن گئے۔ اڑتالیسویں اوور میں طارق محمود نے 5 گیندوں پر 3 رنز بنانے والے گریگ تھامپسن کو جہانگیر مرزا کے ہاتھوں کیچ کروا کے پوری آئرش اننگز 47.5 اوورز میں 142 رنز پر محدود کر دی۔ اینڈریو ڈلز نے 63 گیندوں پر 2 چوکوں سمیت *35 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر کچھ مزاحمت کی جبکہ 20 ایکسٹراز بھی پاکستانی باؤلرز کی طرف سے تحفتاً عنایت کیے گئے۔ منصور امجد نے 10 اوورز میں 28 رنز دے کر 4، سلیمان قادر نے 10 اوورز میں 26 جبکہ طارق محمود نے 8.5 اوورز میں 21 رنز دے کر 2،2 وکٹیں حاصل کیں۔ علی عمران 9 اوورز میں 30 اور جہانگیر مرزا 3 اوورز میں 4 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ کے حقدار ٹھہرے۔ ریاض آفریدی 7 اوورز میں 25 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

143 رنز کے ہدف کے تعاقب میں پاکستانی اوپنرز نے اچھا آغاز فراہم کرتے ہوئے ٹیم کی جیت کے لیے ایک مضبوط بنیاد رکھ دی۔ 89 کے اسکور پر آئرلینڈ کو پہلی کامیابی پاکستانی کپتان خالد لطیف کی صورت میں ملی جو 45 گیندوں پر 8 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 50 رنز بنانے کے بعد مورگن کی گیند پر ویلس کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوئے۔ 18 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے جہانگیر مرزا پاکستان کا دوسرا اور آخری نقصان تھے جو 109 کے مجموعی اسکور پر کِڈ کی بال پہ پورٹر فیلڈ کے ہاتھوں کیچ ہوئے۔ 75 گیندوں پر 10 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *64 ناقابل شکست رنز بنانے والے عدنان ظہیر نے 15 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے *8 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے عثمان سعید کے ساتھ مل کر چھبیسویں اوور میں مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کی تو پاکستان 148 گیندیں قبل ہی 8 وکٹوں سے یہ میچ جیت چکا تھا۔ آئرلینڈ کی طرف سے ایوائن مورگن نے 4 اوورز میں 26 جبکہ گیری کِڈ نے 7.2 اوورز میں 29 رنز کے عوض ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ کیون اوبرائن 5 اوورز میں 33، رِڈلز 5 اوورز میں 17، میکی 2 اوورز میں 10 اور تھامپسن 2 اوورز میں 28 رنز دے کر خالی ہاتھ لوٹے۔ 16 ایکسٹراز پاکستانی اننگز کا حصہ رہے۔ منصور امجد کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

گروپ D۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ ویسٹ انڈیز انڈر۔19

20 فروری 2004ء کو گروپ D کی دو نا قابلِ شکست ٹیمیں پاکستان اور ویسٹ انڈیز کھلنا کے مقام پر اپنے آخری گروپ میچ کے لیے آمنے سامنے آئیں جہاں اس میچ میں فتح کا مطلب گروپ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے اگلے مرحلے تک رسائی تھا۔ پاکستان انڈر 19 نے اس مقابلے میں ویسٹ انڈیز انڈر 19 کو 163 رنز کی شکست سے دوچار کر کے گروپ D میں پہلی پوزیشن پر قبضہ جمایا۔ ویسٹ انڈین کپتان دنیش رام دین نے ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی تو 32 کے اسکور پر دونوں پاکستانی اوپنر واپس پویلین لوٹ چکے تھے۔ خالد لطیف نے 48 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 جبکہ عدنان ظہیر نے 29 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 10 رنز بنائے۔ خالد لطیف کی وکٹ بیکر کے کیچ کی بدولت ایرووڈ کے حصے میں آئی جبکہ عدنان ظہیر، میتھیو کی بال پر ایل بی ڈبلیو ہوئے۔ نئے آنے والے بلے بازوں جہانگیر مرزا اور عثمان سعید نے وکٹ پر جم کر کھیلنا شروع کیا تو تیسری کامیابی کے لیے ویسٹ انڈیز کو 118 رنز تک انتظار کرنا پڑا جب 59 گیندوں پر 3 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 40 رنز بنانے والے عثمان سعید، بچن کی گیند پر رام دین کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہوئے۔ جہانگیر مرزا 8 رنز کے فرق سے اپنی سینچری مکمل نہ کر سکے اور 104 گیندوں پر 10 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 92 رنز بنا کر اپنے ساتھی کی طرح بچن ہی کی گیند پر رام دین ہی کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہوئے۔ بعد میں آنے والے بیٹسمینوں میں سلیمان قادر 10 گیندوں پر 6 رنز بنا کر بچن کی گیند پر فدادین کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوئے۔ فواد عالم 20 گیندوں پر 2 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 25 رنز بنا کر میتھیو کے ہاتھوں بولڈ ہوئے۔ 8 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 11 رنز بنانے والے ریاض آفریدی کا کیچ وکٹوں کے عقب میں رام دین نے سمنز کی گیند پر لیا۔ 12 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 18 رنز بنانے والے طارق محمود کو بیکر نے بولڈ کیا جبکہ 249 کے اسکور پر پاکستان کی گرنے والی نویں وکٹ منصور امجد کی تھی جو 2 گیندوں پر 3 رنز بنا کر رام دین کے ہاتھوں رن آؤٹ ہوئے۔ ذوالقرنین حیدر نے 9 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے *18 نا قابلِ شکست رنز بنا کر پاکستان کا اسکور مقررہ 50 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 251 تک پہنچا دیا جس میں 18 ایکسٹراز کی مدد بھی شامل تھی۔ علی عمران وکٹ پر آئے لیکن کوئی بال کھیلنے کی زحمت نہ کر سکے۔ رشی بچن نے 8 اوورز میں 49 رنز دے کر 3، میرون میتھیو نے 10 اوورز میں 19 رنز دے کر 2 جبکہ لائنل بیکر نے 10 اوورز میں 50، لنڈل سمنز نے 9 اوورز میں 46 اور بیرنگٹن ایرووڈ نے 9 اوورز میں 60 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ جان آگسٹس 4 اوورز میں 26 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

252 رنز کے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی ویسٹ انڈین ٹیم کو 8 کے مجموعی اسکور پر پہلا جھٹکا لگا جب ریاض آفریدی نے 11 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 7 رنز بنانے والے ژیویر مارشل کو ایل بی ڈبلیو کر دیا۔ نویں اوور میں 48 کے مجموعی اسکور پر ریاض آفریدی نے ہی 24 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 24 رنز بنانے والے لنڈل سمنز کو ایل بی ڈبلیو کر کے پاکستان کو دوسری کامیابی دلائی۔ 3 رنز کے فرق سے

ریاض آفریدی نے اپنی اور پاکستان کی تیسری وکٹ بھی حاصل کر لی جب گیارہویں اوور میں 9 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے اسد فدا دین بولڈ ہو گئے۔ ویسٹ انڈین کپتان دنیش رام دین بھی ریاض آفریدی کی شاندار باؤلنگ کی تاب نہ لاتے ہوئے 5 گیندوں پر کھاتہ کھولے بغیر ہی ایل بی ڈبلیو ہو کر اپنی ٹیم کا چوتھا نقصان بن گئے۔ سترہویں اوور میں طارق محمود نے 41 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 19 رنز بنانے والے تشان معراج کو ذوالقرنین کے ہاتھوں اسٹمپڈ کروایا تو ویسٹ انڈیز کی آدھی ٹیم 60 رنز پر پویلین واپس لوٹ چکی تھی۔ مجموعی اسکور میں ایک رن کے اضافے سے لیام سیباسٹین کھاتہ کھولے بغیر ہی منصور امجد کی گیند پر LBW ہو گئے۔ 71 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو ساتویں کامیابی 12 گیندوں پر ایک باؤنڈری لگانے والے میتھیو کی صورت میں ملی جن کا کیچ عثمان سعید نے منصور امجد کی بال پر لیا۔ تیئسویں اوور میں طارق محمود نے 3 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے ائیر ووڈ کو ایل بی ڈبلیو کر کے ویسٹ انڈیز کو 75 کے اسکور پر آٹھواں جھٹکا دے دیا۔ ستائیسویں اوور میں طارق محمود نے 42 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 17 رنز بنانے والے آگسٹس کی مزاحمت ختم کی تو پاکستان فتح سے صرف ایک وکٹ دور تھا جو اگلے اوور میں 12 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے بچن کی صورت میں ریاض آفریدی کے حصے میں آ گئی۔ یوں پوری ویسٹ انڈین ٹیم 27.3 اوور میں 88 رنز بنا کر ڈھیر ہو گئی۔ بیکر 5 گیندوں پر *4 رنز بنا کر ناٹ آؤٹ لوٹنے والے واحد بیٹسمین تھے۔ 9 ایکسٹراز کی مدد بھی ویسٹ انڈیز کی 163 رنز کی بھاری بھرکم شکست کو نہ ٹال سکی۔ ریاض آفریدی نے 8.3 اوورز میں 28 رنز دے کر 5، طارق محمود نے 7 اوورز میں 18 رنز دے کر 3 جبکہ منصور امجد نے 6 اوورز میں 12 رنز دے کر 2 وکٹوں کا سودا کیا۔ علی عمران 6 اوورز میں 28 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ ریاض آفریدی ٹورنامنٹ میں دوسری بار پلیئر آف دی میچ کے حقدار قرار پائے۔

سپر لیگ، گروپ ٹو۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ زمبابوے انڈر۔19

23 فروری کو آئی سی سی انڈر 19 ورلڈ کپ 2004ء کے دوسرے مرحلے، سپر لیگ راؤنڈ کے گروپ ٹو میں ساور کے مقام پر پاکستان اور زمبابوے کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں جہاں فتح 9 وکٹوں سے پاکستانی ٹیم کا مقدر بنی۔ خالد لطیف نے ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں دوسرے اوور کی پہلی گیند پر ہی علی عمران نے برینڈن ٹیلر کو بولڈ کر کے گولڈن ڈک کا تحفہ دے دیا۔ 4 رنز پر پہلی وکٹ کھونے والی زمبابوے کی ٹیم کو 24 کے اسکور پر دوسرا نقصان سہنا پڑا جب 17 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے شان ولیمز نویں اوور میں ریاض آفریدی کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے ذوالقرنین حیدر کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ نئے آنے والے کپتان ٹینو ماوؤیو نے وکٹ پر موجود جیمز کیمرون کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کا اسکور آگے بڑھایا۔ انتیسویں اوور میں 55 گیندوں پر 22 رنز کرنے والے ماوؤیو کو طارق محمود کی بال پر ذوالقرنین حیدر نے اسٹمپڈ کر کے 92 کے مجموعی اسکور پر اس پارٹنرشپ کا خاتمہ کیا۔ سینتیسویں اوور میں 113 کے اسکور پر 119 گیندیں کھیل کر 9 چوکوں کی مدد سے 68 رنز بنانے والے جیمز کیمرون بھی منصور امجد کی گیند پر ایل بی ڈبلیو ہو گئے تو یہ زمبابوے کی تباہی کا آغاز تھا جس کے بعد کوئی کھلاڑی دوہرے ہندسے میں بھی

داخل نہ ہو سکا۔ اتنالیسویں اوور میں منصور امجد نے 31 گیندوں پر 4 رنز بنانے والے کریگ ایرون کو بولڈ کر کے 117 پر زمبابوے کی پانچویں وکٹ گرا دی۔ اگلے اوور میں 10 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ایلٹن چگمبورا بھی وکٹوں کے آگے ٹانگ اڑانے کے جرم میں منصور امجد کا شکار بنتے ہوئے 122 کے مجموعی اسکور پر اپنی ٹیم کا چھٹا نقصان بن گئے۔ مزید پانچ رنز کے فرق سے زمبابوے کی ساتویں وکٹ بھی گر گئی جب تینتالیسویں اوور میں طارق محمود کی بال نے 10 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے پنی انگارہ کی وکٹیں بکھیر دیں۔ ایک گیند کے وقفے سے نئے آنے والے اُتسیا کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا جو اپنا کھاتہ بھی نہ کھول سکے۔ پینتالیسویں اوور میں طارق محمود نے 9 گیندوں پر ایک باؤنڈری لگانے والے گریم کریمر کو سلیمان قادر کے ہاتھوں کیچ کروا کے مجموعہ 134 پر 9 کر دیا۔ اڑتالیسویں اوور میں ریاض آفریدی نے 21 گیندوں پر 8 رنز بنانے والے گرینڈ ہوم کا گھر بکھیر کر آخری مزاحمت کا بھی خاتمہ کیا تو زمبابوے کی پوری ٹیم 47.8 اوورز میں 141 کے اسکور پر چھٹی کر چکی تھی۔ رینسفورڈ 11 گیندوں پر *2 رنز کے ساتھ ناٹ آؤٹ رہے۔ 18 ایکسٹراز زمبابوے کے مجموعے کا حصہ بنے۔ طارق محمود نے 10 اوورز میں 33 رنز دے کر 4، منصور امجد نے 10 اوورز میں 21 رنز دے کر 3، ریاض آفریدی نے 8.4 اوورز میں 25 رنز دے کر 2 جبکہ علی عمران نے 9 اوورز میں 26 رنز دے کر ایک وکٹ کا سودا کیا۔ خالی ہاتھ واپس آنے والے واحد باؤلر سلیمان قادر تھے جنہوں نے 10 اوورز میں 29 رنز دیئے۔

142 رنز کے تعاقب میں نکلنے والی پاکستانی ٹیم کے اوپنر عدنان ظہیر کو 2 گیندوں پر کوئی رن بنائے بغیر پنی انگارہ نے بولڈ کیا تو یہ 1.1 اوورز میں ایک رن پر واحد کامیابی تھی جو زمبابوے کی ٹیم کو میسر ہوئی کیونکہ اس کے بعد 105 گیندوں پر 12 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *84 ناقابل شکست رنز بنانے والے کپتان خالد لطیف نے 74 گیندوں پر 6 چوکوں کی مدد سے *43 ناٹ آؤٹ رنز اسکور کرنے والے عابد علی کے ساتھ مل کر 30 اوورز میں مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کر کے پاکستان کو 9 وکٹوں سے فتح دلا دی جس میں 16 ایکسٹراز کا حصہ بھی شامل تھا۔ پاکستانی اننگز کی گرنے والی واحد وکٹ پنی انگارہ کے حصے میں آئی جنہوں نے 7 اوورز میں 33 رنز دیئے۔ رینسفورڈ 7 اوورز میں 30، چگمبورا ایک اوور میں 15، کریمر 4 اوورز میں 29، اُتسیا 6 اوورز میں 18 اور ولیمز 5 اوورز میں 18 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ پلیئر آف دی میچ کا اعزاز پاکستانی کپتان خالد لطیف کے حصے میں آیا۔

سپر لیگ، گروپ ٹو۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ نیوزی لینڈ انڈر۔19

25 فروری کو ڈھاکہ کے مقام پر پاکستان انڈر 19 ٹیم نے سپر لیگ گروپ ٹو کے اپنے دوسرے میچ میں نیوزی لینڈ کو شکست دے کر سیمی فائنل تک رسائی کی نشست پکی کر لی۔ ٹاس کے معاملے میں ایک بار پھر خوش قسمت رہنے والے خالد لطیف نے نیوزی لینڈ کو پہلے بیٹنگ کے لیے میدان میں اتارا جس کے اوپنرز پیٹر کیری اور واٹلنگ نے محتاط انداز میں اننگز کا آغاز کرتے ہوئے اپنی ٹیم کو دائرہ کھلنے سے قبل 50 رنز کا آغاز فراہم کر دیا۔ 59 رنز کی اوپننگ پارٹنر شپ پندرہویں اوور میں منصور امجد کے ہاتھوں ختم ہوئی جنہوں

نے43 گیندوں پر6چوکوں کی مدد سے 33رنز کرنے والے کیری کو بولڈ کیا۔چھبیسویں اوور میں نیوزی لینڈ کا اسکور90رنز تھا جب78 گیندوں پر3چوکوں کی مدد سے 38رنز بنانے والے دوسرے اوپنر واٹلنگ کو بھی میدان بدر ہونا پڑا جن کا کیچ خالد لطیف نے طارق محمود کی بال پر لیا۔پینتیسویں اوور میں 125 کے اسکور پر پاکستان کو تیسری کامیابی میسر آئی جب62 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے25رنز بنانے والے کرسپ،علی عمران کی بال پر وکٹوں کے پیچھے ذوالقرنین کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔151 کے اسکور پر 51 گیندیں کھیل کر 3چوکوں کی مدد سے38رنز بنانے والے بریڈ وِلسن کی بھی چھٹی ہوگئی جنہیں اکتالیسویں اوور میں طارق محمود نے عابدعلی کے ہاتھوں کیچ کروایا۔اگلے اوور میں ایک رن کے اضافے سے 15 گیندیں کھیل کر5رنز بنانے والے کیوی کپتان ڈینئل فلین بھی منصور امجد سے اپنی وکٹیں نہ بچا سکے اور پھر 3 گیندیں کھیل کر اسکور میں مزید صرف ایک رن کا اضافہ کرنے والے ڈیوسچ بھی رن آؤٹ ہو گئے تو 153رنز پر6وکٹیں کھونے والی نیوزی لینڈ انڈر19 کی دوسو رنز تک رسائی مشکل دکھائی دینے لگی تھی۔انچاسویں اوور کی آخری بال پر علی عمران نے جہانگیر مرزا کی مدد سے23 گیندوں پر12رنز بنانے والے سام میکے کی مزاحمت ختم کی اور پھر پچاسویں اوور کی پہلی گیند پر سین ایتھورن بنا کوئی گیند کھیلے ہی رن آؤٹ ہو گئے تو نیوزی لینڈ کی ٹیم 177رنز پر8وکٹیں کھو چکی تھی۔برینٹ فنڈلے کے 23 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے*13 ناٹ آؤٹ جبکہ کریگ سمتھ کے 2 گیندوں پر*1 ناٹ آؤٹ15ایکسٹراز کے ساتھ مل کر نیوزی لینڈ کا اسکور مقررہ پچاس اوورز میں8وکٹوں کے نقصان پر محض 181رنز تک ہی پہنچانے میں کامیاب ہو سکے جبکہ پورے ٹورنامنٹ میں یہ واحد موقع تھا جب پاکستانی باؤلرز پوری مخالف ٹیم کو آؤٹ کرنے میں کامیاب نہ ہو پائے۔منصور امجد نے10اوورز میں22،طارق محمود نے10اوورز میں29 اور علی عمران نے10اوورز میں50رنز دے کر 2،2وکٹوں کا سودا کیا۔سلیمان قادر10اوورز میں36رنز اور ریاض آفریدی10اوورز میں 37رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

182رنز کے ہدف کے تعاقب میں اترنے والی پاکستان انڈر19ٹیم کو پہلا نقصان33 کے مجموعی اسکور پر چھٹے اوور میں اٹھانا پڑا جب14 گیندوں پر2چوکوں کی مدد سے 11رنز بنانے والے عابدعلی فنڈلے کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے واٹلنگ کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ابتدائی نقصان کے بعد کپتان خالد لطیف اور عدنان ظہیر نے بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے سو سے زائد رنز کی پارٹنر شپ قائم کرکے پاکستان کو فتح کے نزدیک کر دیا۔86 گیندوں پر15چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے شاندار90رنز بنانے والے خالد لطیف جب انتیسویں اوور میں سمتھ کی بال پر وکٹوں کے پیچھے واٹلنگ کا دوسرا شکار بنے تو پاکستان کا اسکور 156 تک پہنچ چکا تھا اور فتح صرف25رنز دور تھی جو93 گیندوں پر12چوکوں کی مدد سے *72 ناقابل شکست رنز بنانے والے عدنان ظہیر نے15 گیندوں پر ایک چوکے سمیت *5 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے جہانگیر مرزا کے ساتھ 34.2 اوورز میں حاصل کر کے 8وکٹوں کی فتح کے ساتھ اپنی ٹیم کو سیمی فائنل کا ٹکٹ دلوا دیا۔ صرف6رنز نیوزی لینڈ کی طرف سے پاکستان کو ایکسٹراز کی مد میں دیئے گئے۔کریگ سمتھ5اوورز میں29

جبکہ فنڈلے 7اوورز میں 41رنز دے کر ایک، ایک وکٹ لینے میں کامیاب رہے۔ ڈیوس 4اوورز میں 28، میکے 5اوورز میں 25،ڈیوچ 7اوورز میں 15،کرسپ 2اوورز میں 11اور ایتھورن 4.2اوورز میں 35رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل نہ کر سکے۔ پاکستانی کپتان خالد لطیف مسلسل دوسری بار میچ کے بہترین نوجوان قرار پائے۔

سپر لیگ،گروپ ٹو۔پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ انگلینڈ انڈر۔19

27فروری کو فتح اللہ کے مقام پر سپر لیگ راؤنڈ، گروپ ٹو کی دو نا قابل شکست ٹیمیں پاکستان انڈر19 اور انگلینڈ انڈر19 اپنے آخری گروپ میچ کے لیے آپس میں ٹکرائیں جہاں فتح کا مقصد گروپ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل تک رسائی تھا۔پاکستانی کپتان خالد لطیف نے ایک بار پھر ٹاس جیتنے کے بعد مخالف ٹیم کو بیٹنگ کے لیے میدان میں اتارا تو ریاض آفریدی نے پانچویں اوور میں 7کے مجموعی اسکور پر روی بوپارہ کو ایل بی ڈبلیو کر کے پاکستان کو پہلی کامیابی دلا دی، بوپارہ9 گیندیں کھیل کر کوئی رن نہ بنا سکے۔ دوسری وکٹ کی شراکت میں کپتان ایلسٹر کک نے وکٹ کیپر اسٹیون ڈیویس کے ساتھ 124رنز جوڑ کر اپنی ٹیم کو ایک بہترین بنیاد فراہم کر دی،تینتیسویں اوور میں 131کے اسکور پر اس پارٹنر شپ کا خاتمہ علی عمران کے ذریعے ہوا جنہوں نے 91 گیندوں پر 5چوکوں کی مدد سے 53رنز بنانے والے ڈیویس کو بولڈ کیا۔ چالیسویں اوور میں طارق محمود نے 20 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 11رنز بنانے والے سمیت پٹیل کو بولڈ کر کے 156کے اسکور پر پاکستان کو تیسری کامیابی دلا دی۔ تینتالیسویں اوور کی اختتامی گیند پر منصور امجد نے 11 گیندیں کھیل کر 7رنز بنانے والے جیمز ہلڈرتھ کو کاٹ اینڈ بولڈ کیا اور پھر اگلے اوور میں130 گیندیں کھیل کر 7چوکوں کی مدد سے 87رنز بنانے والے کپتان کک بھی ریاض آفریدی کی گیند کو وکٹوں کے سامنے ٹانگ پر کھانے سے نہ بچا سکے تو 167پہ آدھی انگلش ٹیم واپس لوٹ چکی تھی جس کے بعد اختتامی اوورز میں رنز کی رفتار میں تیزی کے امکانات بھی معدوم ہوتے دکھائی دینے لگے۔ اڑتالیسویں اوور میں ریاض آفریدی نے10 گیندوں پر 5رنز بنانے والے ہارمیسن کو بولڈ کر کے مجموعہ 186پر 6 کیا جسے اگلے اوور میں علی عمران نے6 گیندوں پر 3رنز بنانے والے لیام پلنکٹ کو بولڈ کر کے 189 پر 7 کر دیا۔ اسی اوور میں 3 گیندوں پر 2مزید رنز کا اضافہ کرنے والے ایڈم ہیریسن بھی علی عمران سے اپنی وکٹیں نہ بچا سکے اور 191 پر اپنی ٹیم کا آٹھواں نقصان بن گئے۔ آخری اوور کی چوتھی بال پر ریاض آفریدی نے 14 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 11رنز بنانے والے ٹم بریسنن کی وکٹیں بکھیریں اور پھر آخری بال پر 5 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے ڈیوڈ سٹف کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تو انگلینڈ کی پوری ٹیم مقررہ 50اوورز میں 196 کے اسکور پر آؤٹ ہو چکی تھی۔لاسن نے ایک گیند کھیل کر ایک ناٹ آؤٹ کے ساتھ واپسی کی جبکہ 13ایکسٹراز کی مدد بھی پاکستانی باؤلرز کی طرف سے انگلینڈ کے اسکور کا حصہ رہی۔ریاض آفریدی نے10اوورز میں 42رنز دے کر 5وکٹیں حاصل کیں۔علی عمران 10اوورز میں 45رنز دے کر 3 جبکہ منصور امجد 10اوورز میں 21اور طارق محمود 10اوورز میں 35رنز دے کر ایک،ایک وکٹ لینے میں کامیاب رہے۔ سلیمان قادر

نے 10 اوورز میں 46 رنز دے کر کوئی وکٹ حاصل نہ کی۔

197 رنز کے ہدف کے تعاقب میں نکلنے والی پاکستانی ٹیم کو چھٹے اوور میں 7 کے مجموعی اسکور پر 15 گیندیں کھیل کر ایک باؤنڈری کی مدد سے 5 رنز بنانے والے عابد علی کا نقصان اٹھانا پڑا جنہیں پلنکٹ کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے ڈیویس نے کیچ کیا۔نویں اوور میں 27 کے مجموعی اسکور پر 3 گیندیں کھیل کر کھاتہ نہ کھول سکنے والے عدنان ظہیر، بریسنن کی بال پر ایل بی ڈبلیو ہو گئے اور پھر گیارہویں اوور میں 40 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 19 رنز بنانے والے پاکستانی کپتان خالد لطیف بھی اسی انداز میں بریسنن کا نشانہ بن گئے تو 34 رنز پر پاکستان انڈر 19 ٹیم اپنی تین وکٹیں کھو چکی تھی۔ سترہویں اوور میں 56 کے مجموعی اسکور پر 26 گیندیں کھیل کر 4 چوکوں کی مدد سے 20 رنز بنانے والے جہانگیر مرزا پاکستان کا چوتھا نقصان بنے جن کا کیچ ہیریسن کی گیند پر وکٹ کیپر ڈیویس نے لیا۔سلیمان قادر اور فواد عالم نے پانچویں وکٹ پر نصف سینچری شراکت قائم کر کے اپنی ٹیم کے ابتدائی نقصانات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جس کے بعد بتیسویں اوور میں 108 کے مجموعی اسکور پر لاسن نے 41 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 20 رنز بنانے والے فواد عالم کو ہارمیسن کے ہاتھوں کیچ کروا کے اس پارٹنرشپ کا خاتمہ کیا۔ پینتیسویں اوور میں 15 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے طارق محمود، ہیریسن کی بال بریسنن کے ہاتھوں میں دے کر 117 کے اسکور پر پاکستان کا چھٹا نقصان بنے اور پھر مجموعی اسکور میں ایک رن کے اضافے سے چھتیسویں اوور کی آخری بال پر 71 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 37 رنز بنانے والے سلیمان قادر، لاسن کی گیند پر پلنکٹ کے ہاتھوں کیچ جبکہ اگلے اوور کی پہلی بال پر 6 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے ریاض آفریدی، ہیریسن کے ہاتھوں بولڈ ہو گئے تو 118 پر 8 وکٹیں کھونے والی پاکستانی ٹیم ٹورنامنٹ میں اپنی پہلی شکست کے نزدیک پہنچ چکی تھی۔ اس موقع پر ذوالقرنین حیدر اور منصور امجد نے مل کر ایک بار پھر اپنی ٹیم کی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دینے کی کوشش کی اور نویں وکٹ پر 67 رنز جوڑ کر ٹیم کو فتح کے قریب لا کھڑا کیا مگر سینتالیسویں اوور کی پانچویں بال پر 27 گیندیں کھیل کر 21 رنز بنانے والے منصور امجد کو بریسنن نے بولڈ کر کے 185 کے اسکور پر پاکستان کو نواں جھٹکا دے دیا۔ اڑتالیسویں اوور میں جب پاکستان کا اسکور 9 وکٹوں کے نقصان پر 191 رنز تھا اور فتح کے لیے مزید 15 گیندوں پر صرف 6 رنز درکار تھے تو 41 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 44 رنز بنانے والی پاکستان کی آخری امید ذوالقرنین حیدر کو سمیت پٹیل نے وکٹوں کے پیچھے ڈیویس کے ہاتھوں کیچ کروا کے انگلینڈ انڈر 19 ٹیم کی 5 رنز کی فتح کے ساتھ ہی پاکستان انڈر 19 ٹیم کو ٹورنامنٹ کی واحد شکست سے دوچار کر دیا۔ علی عمران نے ایک گیند پر ناقابل شکست *2 رنز بنائے جبکہ 19 ایکسٹراز کی امداد بھی پاکستانی شکست کو ٹالنے کے لیے ناکافی رہی۔ایڈم ہیریسن نے 8 اوورز میں 24 رنز دے کر 3، ٹم بریسنن نے 9 اوورز میں 33 رنز دے کر 3، مارک لاسن نے 7 اوورز میں 33 رنز دے کر 2، لیام پلنکٹ نے 10 اوورز میں 37 رنز دے کر ایک جبکہ سمیت پٹیل نے 6.4 اوورز میں 27 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ ڈیوڈ سِٹف 7 اوورز میں 28 رنز دے کر خالی ہاتھ لوٹنے والے واحد باؤلر تھے۔ برطانوی کپتان ایلسٹر کُک کو میچ کا بہترین

کھلاڑی قرار دیا گیا۔ اس فتح کے ساتھ انگلینڈ انڈر 19 نے گروپ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں اب اس کا مقابلہ ویسٹ انڈیز انڈر 19 سے ہونا تھا جبکہ پاکستانی ٹیم روایتی حریف بھارت کے مدمقابل قرار پائی۔

پہلا سیمی فائنل۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ بھارت انڈر۔19

29 فروری 2004ء کو لیپ ڈے کے موقع پر ڈھاکہ میں پانچویں انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ کے پہلے سیمی فائنل میں دو روایتی حریف پاکستان اور بھارت آمنے سامنے آئے جہاں پاکستانی نوجوان شاہینوں نے 5 وکٹوں سے فتح حاصل کر کے دوسری بار انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل تک رسائی حاصل کی۔ بھارتی کپتان دنیش کارتھک نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا۔ چھٹے اوور میں 23 کے مجموعی اسکور پر 17 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 8 رنز بنانے والے شیکھر دھون بھارتی ٹیم کا پہلا نقصان بنے جنھیں علی عمران نے کپتان خالد لطیف کے ہاتھوں کیچ کروایا۔ اگلے اوور میں ایک رن کے اضافے سے پاکستان کو دوسری کامیابی بھی نصیب ہوگئی جب پرافل وگھیلا، ریاض آفریدی کے ہاتھوں ایل بی ڈبلیو ہو کر گولڈن ڈک کا تحفہ لے گئے۔ اکیسویں اوور میں 73 کے مجموعی اسکور پر راکیش سولنکی 47 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 21 رنز بنانے کے بعد ریاض آفریدی کے ہاتھوں رن آؤٹ ہوئے۔ دو اوورز بعد 80 کے مجموعی اسکور پر 67 گیندیں کھیل کر 3 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے والے رابن اتھاپا بھی سلیمان قادر کی گیند پر منصور امجد کے ہاتھوں کیچ ہو گئے تو 7 رنز کے فرق سے دونوں سیٹ بیٹسمین واپس پویلین لوٹ چکے تھے۔ ستائیسویں اوور کے آغاز پر سلیمان قادر نے 13 گیندوں پر 7 رنز بنانے والے بھارتی کپتان دنیش کارتھک کو پاکستانی کپتان خالد لطیف کے ہاتھوں کیچ کروا کے تہرے ہندسے سے آٹھ رنز قبل ہی آدھی بھارتی ٹیم کو واپسی کی راہ دکھا دی۔ 113 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو چھٹی کامیابی ملی جب چونتیسویں اوور میں 37 گیندیں کھیل کر 17 رنز بنانے والے سریش رائنا، طارق محمود کی بال پر ذوالقرنین حیدر کا شکار بن گئے۔ اڑتالیسویں اوور میں منصور امجد نے 38 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 25 رنز بنانے والے سنی سنگھ کو بولڈ کر کے مجموعہ 135 پر 7 کر دیا۔ 147 کے اسکور پر پاکستان کو آٹھویں کامیابی 25 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 14 رنز بنانے والے گورو ڈھمن کی صورت میں ملی جن کا کیچ سلیمان قادر نے طارق محمود کی بال پر لیا۔ سینتالیسویں اوور میں علی عمران نے 13 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے پراوین گپتا کی وکٹیں بکھیریں اور پھر اگلے اوور میں 5 گیندوں پر ایک رن بنانے والے آر پی سنگھ، ریاض آفریدی کی بال پر سلیمان قادر کے ہاتھوں کیچ ہو گئے تو 47.3 اوورز میں پوری بھارتی اننگز 169 رنز پر سمٹ چکی تھی۔ ابھیشیک شرما 26 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے *21 رنز بنا کر ناٹ آؤٹ لوٹنے والے واحد بیٹسمین تھے جبکہ 19 اضافی رنز بھارتی مجموعے کا حصہ رہے۔ سلیمان قادر نے 10 اوورز میں 27، طارق محمود نے 10 اوورز میں 34، ریاض آفریدی نے 8.3 اوورز میں 31 اور علی عمران نے 9 اوورز میں 38 رنز کے عوض 2،2 وکٹوں کا سودا کیا۔ منصور امجد نے 10 اوورز میں 33 رنز دے کر ایک وکٹ لی۔

170 رنز کے حصول کے لیے نکلنے والی پاکستان انڈر 19 ٹیم کا آغاز بھی کچھ زیادہ اچھا نہ تھا کیونکہ تیسرے اوور کی ابتداء میں 3 کے مجموعی اسکور پر گوروڈھمن نے 9 گیندوں پر ایک رن بنانے والے پاکستانی کپتان خالد لطیف کو ایل بی ڈبلیو کر کے اپنی ٹیم کو پہلی کامیابی دلوا دی تھی۔ چھٹے اوور میں پاکستان کا اسکور 20 تک پہنچا تھا جب آر پی سنگھ نے 11 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 9 رنز بنانے والے جہانگیر مرزا کو ایل بی ڈبلیو کر کے دوسری وکٹ بھی گرا دی۔ سترہویں اوور میں 42 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 18 رنز بنانے والے عدنان ظہیر بھی پراوین گپتا کی گیند پر ابھیشیک شرما کے ہاتھوں کیچ ہو کر 48 کے اسکور پر پاکستان کا تیسرا نقصان بن گئے۔ چوبیسویں اوور میں پاکستان کا اسکور 68 رنز تک پہنچا تھا جب ابھیشیک شرما نے 63 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 19 رنز بنانے والے عثمان سعید کو بولڈ کر کے پاکستان کی چوتھی وکٹ گرا دی۔ اٹھائیسویں اوور میں 35 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 24 رنز بنانے والے سلیمان قادر، آر پی سنگھ کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے دنیش کارتھک کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوئے تو 83 کے اسکور پر آدھی پاکستانی ٹیم واپس لوٹ چکی تھی اور فائنل تک رسائی کا خواب مشکل ہوتا دکھائی دے رہا تھا لیکن اس موقع پر طارق محمود اور فواد عالم نے اپنی ٹیم کو ریسکیو کیا اور چھٹی وکٹ کی شراکت میں 88 رنز جوڑ کر بالآخر پینتالیسویں اوور سے ایک گیند قبل مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کر کے اپنی ٹیم کو انڈر 19 ورلڈ کپ کے فائنل تک پہنچا دیا۔ طارق محمود نے 61 گیندوں پر 4 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *45 ناٹ آؤٹ جبکہ فواد عالم نے 50 گیندوں پر 7 چوکوں کی مدد سے *43 ناٹ آؤٹ رنز بنائے۔ آر پی سنگھ نے 10 اوورز میں 25 رنز دے کر 2، پراوین گپتا نے 7 اوورز میں 24، گوروڈھمن نے 8 اوورز میں 34 جبکہ ابھیشیک شرما نے 8.5 اوورز میں 43 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی، سریش رائنا 10 اوورز میں 34 اور راکیش سولنکی ایک اوور میں 4 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ 12 ایکسٹراز بھارتی باؤلرز کی طرف سے پاکستانی اننگز کا حصہ رہے۔ پلیئر آف دی میچ کا اعزاز طارق محمود کے حصے میں آیا۔

فائنل۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ ویسٹ انڈیز انڈر۔19

5 مارچ 2004ء کو ڈھاکہ کے مقام پر پاکستان اور ویسٹ انڈیز کی انڈر 19 ٹیمیں ورلڈ کپ کے فائنل میں آمنے سامنے آئیں جہاں نوجوان پاکستانی شاہینوں نے کالی آندھی کے زور کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بالآخر اپنی پرواز وکٹری اسٹینڈ تک بلند کر کے پہلی بار انڈر 19 ورلڈ کپ جیتنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ پاکستانی کپتان خالد لطیف نے ٹاس جیت کر ٹورنامنٹ میں پہلی مرتبہ خود بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر پہلی وکٹ پر ففٹی پارٹنرشپ کی بنیاد فراہم کر کے اپنے فیصلے کی لاج رکھ لی۔ تیرہویں اوور کی پہلی بال پر پاکستان کو پہلا نقصان اٹھانا پڑا جب 53 کے مجموعی اسکور پر 36 گیندیں کھیل کر 6 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنانے والے عدنان ظہیر، رشی بچن کے ہاتھوں بولڈ ہونے سے نہ بچ سکے۔ کپتان خالد لطیف بھی اپنے ساتھی کی جدائی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے اور 47 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 20 رنز بنانے کے بعد بچن کے اگلے

اوور میں وکٹوں کے پیچھے دنیش رام دین کو کیچ دے کر 58 کے اسکور پر پاکستان کا دوسرا نقصان بن گئے۔ پاکستان کی تیسری وکٹ بھی رشی بچن کے حصے میں آئی جب اکیسویں اوور میں 79 کے مجموعی اسکور پر 17 گیندیں کھیل کر 10 رنز بنانے والے طارق محمود کو دنیش رام دین نے اسٹمپڈ کر دیا۔ صرف 2 رنز کے اضافے سے پاکستان کو اگلے اوور میں چوتھا نقصان بھی اٹھانا پڑا جب 25 گیندیں کھیل کر ایک چوکے کی مدد سے 11 رنز بنانے والے جہانگیر مرزا، زمل خان کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے رام دین کا شکار بن گئے۔ 81 رنز پر 4 وکٹیں کھونے والی نوجوان پاکستانی ٹیم اس موقع پر خطرے سے دوچار دکھائی دے رہی تھی لیکن پانچویں وکٹ کی شراکت میں میں آصف اقبال اور سلیمان قادر نے 97 رنز جوڑ کر نہ صرف اپنی ٹیم کو اس خطرے سے نکالا بلکہ ایک بہتر ٹارگٹ تک رسائی کے لیے پلیٹ فارم بھی مہیا کر دیا۔ اس پارٹنرشپ کا خاتمہ 178 کے مجموعی اسکور پر تینتالیسویں اوور میں ہوا جب 72 گیندوں پر 3 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 54 رنز بنانے والے آصف اقبال کو بچن نے رن آؤٹ کر دیا۔ اگلے اوور میں صرف ایک رن کے اضافے کے بعد اس جوڑی کے دوسرے شراکت دار سلیمان قادر بھی 63 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 42 رنز بنانے کے بعد لیام سیباسٹین کی گیند پر میتھیو کے ہاتھوں کیچ ہو کر پاکستان کا چھٹا نقصان بن گئے۔ 195 کے مجموعی اسکور پر پینتالیسویں اوور میں 9 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنانے والے فواد عالم بھی رام پال کی بال کو آگسٹس کے ہاتھوں میں دے کر چلتے بنے اور پھر اگلے اوور میں اسکور میں دو رنز کے اضافے سے 2 گیندوں پر ایک رن بنانے والے ریاض آفریدی کو میتھیو نے بولڈ کر دیا تو پاکستان انڈر 19 ٹیم 197 رنز پر 8 وکٹیں کھو چکی تھی۔ اس کے بعد پاکستان کو اپنا اگلا نقصان اڑتالیسویں اوور میں 211 رنز پر اٹھانا پڑا جب 9 گیندوں پر 9 رنز بنانے والے منصور امجد کو میتھو نے رام دین کے ہاتھوں کیچ کروایا۔ پاکستانی وکٹ کیپر ذوالقرنین حیدر نے آخری اوورز میں 18 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے ناقابل شکست *23 رنز بنا کر مقررہ 50 اوورز میں اپنی ٹیم کا اسکور 9 وکٹوں کے نقصان پر 230 رنز تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ علی عمران 5 گیندوں پر *5 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر واپس آئے جبکہ 12 ایکسٹراز پاکستان انڈر 19 کے مجموعے کا حصہ رہے۔ رشی بچن نے 10 اوورز میں 34 رنز دے کر 3، میرون میتھیو نے 10 اوورز میں 35 رنز دے کر 2، جبکہ زَمل خان نے 10 اوورز میں 35، روی رام پال نے 10 اوورز میں 54 اور لیام سیباسٹین نے 8 اوورز میں 44 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ لنڈل سمنز 2 اوورز میں 25 رنز کی مار سہہ کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

231 رنز کے تعاقب میں نکلنے والی ویسٹ انڈیز کی افتتاحی جوڑی نے پاکستانی باؤلرز کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تقریباً چھ رنز فی اوور کی اوسط سے بہترین آغاز فراہم کر کے اپنی ٹیم کو فتح کے ٹریک پر لا کھڑا کیا۔ 69 کے مجموعی اسکور پر تیرہویں اوور کی چوتھی گیند پر اس خطرناک پارٹنرشپ کا خاتمہ باؤلنگ کی بجائے فیلڈنگ کی کاوش سے عمل میں آیا جب 42 بالز پر 6 چوکوں کی مدد سے 32 رنز بنانے والے تشان معراج، منصور امجد اور ذوالقرنین حیدر کے گٹھ جوڑ کا شکار ہو گئے۔ اپنے ساتھی کی جدائی کے غم میں ژیویر

مارشل بھی زیادہ دیر نہ ٹِک سکے اور 42 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 26 رنز بنانے کے بعد سولہویں اوور میں 72 کے مجموعی اسکور پر ذوالقرنین کے ہاتھوں طارق محمود کی وکٹ بن گئے۔ 84 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو تیسری کامیابی ملی جب چوبیسویں اوور میں جہانگیر مرزا نے 30 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے لنڈل سمنز کو ایل بی ڈبلیو کر دیا۔ چھبیسویں اوور میں جہانگیر مرزا نے 34 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 13 رنز بنانے والے اسد فُدا دین کو سلیمان قادر کی مدد سے واپسی کی راہ دکھائی تو 94 پر 4 کے مجموعے کے ساتھ پاکستان انڈر 19 ٹیم میچ میں واپس آ چکی تھی۔ اگرچہ اس موقع پر ایک مرتبہ پھر کپتان رامدین اور آگسٹس نے مل کر ففٹی پارٹنرشپ قائم کر کے اپنی ٹیم کو سنبھالا دیا لیکن یہاں پھر پاکستان انڈر 19 کی فیلڈنگ کام آئی جب سینتیسویں اوور کے آغاز میں فواد عالم کی ڈائریکٹ ہٹ نے 34 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 25 رنز بنانے والے جوناتھن آگسٹس کا کام تمام کر کے 144 کے اسکور پر ویسٹ انڈیز انڈر 19 کو پانچویں وکٹ سے محروم کر دیا۔ چالیسویں اوور میں ویسٹ انڈیز کا اسکور 169 تھا جب طارق محمود نے 11 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنانے والے زَمل خان کو وکٹوں کے عقب میں ذوالقرنین کے ہاتھوں کیچ کروا کے اپنی ٹیم کو چھٹی کامیابی دلوا دی۔ رامدین ایک اینڈ پر ابھی بھی ڈٹے کھڑے تھے اور ویسٹ انڈیز انڈر 19 کے میچ میں فتح کے امکانات روشن دکھائی دے رہے تھے لیکن چوالیسویں اوور کی پانچویں بال پر ریاض آفریدی نے 61 گیندوں پر 36 رنز کرنے والے کپتان کو ایل بی ڈبلیو کیا تو 197 رنز پر ساتویں وکٹ کھونے کے بعد پھر ویسٹ انڈین چراغوں میں روشنی نہ رہی۔ پینتالیسویں اوور میں 200 کے مجموعی اسکور پر ذوالقرنین حیدر نے 3 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے لیام سیباسٹین کو رن آؤٹ کر کے واپسی کی راہ دکھائی اور پھر سینتالیسویں اوور میں 7 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے میتھیو کے طارق محمود کی بال پر ذوالقرنین کے ہاتھوں ٹھکانے لگنے کے بعد اڑتالیسویں اوور کی پہلی بال پر 2 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے رشی بچن بھی منصور امجد اور جہانگیر مرزا کی باہمی کاوش سے رن آؤٹ ہو گئے تو 205 کے اسکور پر جزائر غرب الہند کا سورج غروب ہو چکا تھا۔ 31 ایکسٹراز کی مدد بھی ویسٹ انڈیز انڈر 19 کی 25 رنز سے شکست کو نہ ٹال سکی جس کے واحد ناٹ آؤٹ آنے والے بیٹسمین روی رام پال رہے جنہوں نے 19 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے *24 رنز کی مزاحمت دکھائی۔ طارق محمود نے 10 اوورز میں 34 رنز دے کر 3، جہانگیر مرزا نے 7 اوورز میں 29 رنز دے کر 2 جبکہ ریاض آفریدی نے 6 اوورز میں 39 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی، علی عمران 5 اوورز میں 23، سلیمان قادر 10 اوورز میں 33 اور منصور امجد 9.1 اوورز میں 27 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ آصف اقبال کو میچ کے بہترین کھلاڑی کے اعزاز سے نوازا گیا۔ پاکستانی کپتان خالد لطیف نے ٹرافی اٹھائی تو یہ اعزاز حاصل کرنے والے پہلے انڈر 19 پاکستانی کپتان کے طور پر ان کا نام ریکارڈ بکس میں درج ہو چکا تھا۔

چھٹا انڈر۔19 کرکٹ ورلڈ کپ 2006ء۔سری لنکا

5 سے 19 فروری 2006ء تک سری لنکا میں منعقد ہونے والے چھٹے انڈر 19 کرکٹ ورلڈ

کپ مقابلوں میں سرفراز احمد کی قیادت میں حصہ لینے والی پاکستان انڈر 19 ٹیم کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرنے والی پہلی ٹیم بنی۔ گزشتہ ایونٹ کی طرح اس بار بھی ٹورنامنٹ میں شریک کل سولہ ٹیموں کو چار چار کے دو گروپس میں ہی تقسیم کیا گیا لیکن یہاں سے اگلے مرحلے میں کوالیفائی کرنے والی آٹھ ٹیمیں اس بار کوارٹر فائنل میں آمنے سامنے آئیں۔ پاکستان نے گروپ A سے یوگنڈا اور نیوزی لینڈ کے خلاف فتح جبکہ بنگلہ دیش کے خلاف شکست کے ساتھ کوارٹر فائنل میں قدم رکھا جہاں زمبابوے کی ٹیم کو شکست دے کر سیمی فائنل میں نوجوان شاہینوں نے آسٹریلیا کو ہرایا۔ فائنل میں پاکستان انڈر 19 ٹیم نے روایتی حریف بھارت کی دھجیاں اڑاتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ انڈر 19 کرکٹ ورلڈ کپ پر اپنا قبضہ جمایا۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

سرفراز احمد (کپتان، وکٹ کیپر)، اختر ایوب، علی اسد، علی خان، انور علی، عماد وسیم، جمشید احمد، محمد فہیم، محمد ابراہیم، محمد لئیق، ناصر جمشید، رمیز راجہ جونیئر، ریاض کائل، عثمان ملک، منصور رانا (کوچ)

گروپ A۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ یوگنڈا انڈر۔19

6 فروری 2006ء کو کولمبو میں سرفراز الیون نے گروپ A میں یوگنڈا کے خلاف اپنی فتح کے سفر کا آغاز وہیں سے کیا جہاں دو سال قبل خالد لطیف اینڈ کمپنی نے ڈھاکہ میں فاتح کی حیثیت سے اس کا اختتام کیا تھا۔ پاکستان انڈر 19 ٹیم کے کپتان سرفراز احمد نے ٹاس جیت کر پہلے یوگنڈا کو بیٹنگ کی دعوت دی تو پاکستانی باؤلرز نے یوگنڈا کے بیٹسمینوں کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے پوری ٹیم کو صرف 74 رنز پر ڈھیر کر دیا۔ اس تباہی کا آغاز پہلے اوور میں جمشید احمد کے ہاتھوں ہوا جنہوں نے اننگز کی تیسری ہی گیند پر یوگنڈا کا کھاتہ کھلنے سے قبل روجر موکاسا کو ایل بی ڈبلیو کر کے واپسی کی راہ دکھا دی۔ 20 کے مجموعی اسکور پر اختر ایوب نے 29 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے جمی اوکیلو کو وکٹ کیپر سرفراز کے ہاتھوں کیچ کروا کے پاکستان کو دوسری کامیابی دلوا دی۔ 25 کے مجموعی اسکور پر انور علی نے 11 گیندوں پر 2 رنز بنانے والے کپتان حمزہ المزاحم کو ایل بی ڈبلیو کیا اور پھر اسی اسکور پر اختر ایوب نے مسلسل دو بالز پر پہلے 54 گیندوں پر 9 رنز بنانے والے آرتھر کیوبے کو ناصر جمشید کے ہاتھوں اور پھر پہلی ہی گیند کا سامنا کرنے والے پیٹرک اوشان کو سرفراز کے ہاتھوں کیچ کروا کے آدھی ٹیم کی چھٹی کروا دی۔ 43 کے مجموعی اسکور پر یوگنڈا کو چھٹا نقصان برداشت کرنا پڑا جب 12 گیندوں پر ایک رن بنانے والے رونالڈ سیمانڈا کو علی خان نے وکٹوں کے عقب میں کپتان کے ہاتھوں کیچ کروا دیا۔ ساتویں کامیابی ایک بار پھر علی خان اور سرفراز احمد کے باہمی اشتراک کی مرہون منت رہی جب 52 کے مجموعی اسکور پر 20 گیندیں کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 13 رنز بنانے والے ریمنڈ اوٹم وکٹوں کے عقب میں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ 64 کے اسکور پر یوگنڈا کو آٹھواں جبکہ 69 کے اسکور پر نواں نقصان اٹھانا پڑا جب 28 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنانے والے ایمنوئیل ایسانیز، عماد وسیم کی گیند پر علی خان کے ہاتھوں کیچ اور 25 گیندوں پر 6 رنز بنانے والے ڈیوس ارینٹو، جمشید احمد کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے

کپتان سرفراز احمد کا پانچواں شکار بنے۔ چونتیسویں اوور کی تیسری بال پر جمشید احمد نے 16 گیندیں کھیل کر 3 رنز بنانے والے ایمنوئیل نکانا کو ایل بی ڈبلیو کر کے ٹھکانے لگایا تو 74 کے اسکور پر یوگنڈا کی پوری ٹیم پویلین واپس لوٹ چکی تھی جن کی اننگز کا بہترین انفرادی اسکور ایکسٹراز کے 25 رنز تھے۔ ڈینس موسالی 3 گیندوں پر بنا کوئی رن بنائے ناٹ آؤٹ رہے۔ اختر ایوب نے 7 اوورز میں 15 جبکہ جمشید احمد نے 8.3 اوورز میں اتنے ہی رنز دے کر 3,3 وکٹیں حاصل کیں۔ علی خان نے 3 اوورز میں 10 رنز دے کر 2، عماد وسیم نے 4 اوورز میں 5 اور انور علی نے 10 اوورز میں 21 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ کا سودا کیا۔ ریاض کائل ایک اوور میں 2 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

75 رنز کے تعاقب میں یوگنڈا کی طرح پاکستان کی پہلی وکٹ بھی پہلے ہی اوور میں کھاتہ کھلنے سے قبل گر گئی جب ''سُپر سب'' چارلس ویسوا نے اننگز کی دوسری گیند پر رمیز راجہ جونیئر کو راجر موکاسا کے ہاتھوں کیچ کروا دیا۔ اگلے اوور میں 6 گیندوں پر ایک رن بنانے والے محمد ابراہیم کو پیٹرک اوشان نے نکانا کی مدد سے چلتا کیا تو 2 رنز پر 2 آؤٹ کا مجموعہ پاکستان انڈر 19 کی ٹیم کے لیے خطرے کی گھنٹی بجا رہا تھا لیکن اس موقع پہ 27 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے *21 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے علی خان اور 43 گیندوں پر 6 چوکوں کی مدد سے *35 ناقابل شکست رنز بنانے والے ناصر جمیل نے مزید کسی نقصان سے دوچار ہوئے بغیر 12.5 اوورز میں مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کر کے ٹیم کے نام کے آگے 8 وکٹوں سے فتح کا اندراج کروا دیا۔ 18 اضافی رنز پاکستان انڈر 19 کی اننگز میں شامل رہے۔ چارلس ویسوا نے 3 اوورز میں 18 جبکہ پیٹرک اوشان نے 5 اوورز میں 22 رنز کے بدلے ایک، ایک وکٹ کا سودا کیا۔ ایسانیز 2 اوورز میں 16، اوکیلو 1.5 اوورز میں 15 اور سیمانڈا ایک اوور میں 4 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ اختر ایوب کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

گروپ A۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ بنگلہ دیش انڈر۔19

8 فروری کو کولمبو کے مقام پر پاکستان اور بنگلہ دیش کی انڈر 19 ٹیمیں گروپ A سے اپنے دوسرے مقابلے کے لیے میدان میں اتریں جہاں بنگالیوں نے اپنا جادو چلاتے ہوئے پاکستان کو 4 وکٹوں سے شکست دے کر کوارٹر فائنل کے لیے کوالیفائی کرلیا۔ بنگلہ دیشی کپتان مشفیق الرحیم نے ٹاس جیت کر پاکستان کو بیٹنگ کرنے کی دعوت دی تو اوپنرز ناصر جمشید اور علی خان نے چھ رنز فی اوور کی اوسط سے اسکور کرتے ہوئے اپنی ٹیم کو ایک اچھی بنیاد فراہم کر دی۔ بنگلہ دیش کو پہلی کامیابی 66 کے اسکور پر بارہویں اوور میں ناصر جمشید کی صورت میں ملی جنہیں 40 گیندوں پر 6 چوکوں کی مدد سے 37 رنز بنانے کے بعد شکیب الحسن نے نبیل صمد کے ہاتھوں کیچ آؤٹ کروایا۔ 38 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 20 رنز بنانے والے علی خان بھی اپنے ساتھی کی جدائی زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکے اور چودھویں اوور میں 78 کے مجموعی اسکور پر شکیب الحسن ہی کی گیند کو دولر محمود کے ہاتھوں میں پہنچا کر پاکستان کا دوسرا نقصان بن گئے۔ اسی اوور کی آخری گیند پر مجموعی اسکور میں صرف 2 رنز کے اضافے کے بعد پاکستان کو تیسرا نقصان بھی سہنا پڑا جب 11

گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 10 رنز بنانے والے جمشید احمد، قمرالاسلام کے ہاتھوں کیچ ہو کر شکیب الحسن کی تیسری وکٹ بن گئے۔ بائیسویں اوور کے آغاز میں پاکستان کا اسکور 107 رنز تھا جب شکیب الحسن نے چوتھا وار کرتے ہوئے 14 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے محمد ابراہیم کو شمس الرحمٰن کے ہاتھوں واپسی کی راہ دکھا دی۔ ستائیسویں اوور کی ابتداء میں نبیل صمد نے 9 گیندوں پر ایک رن بنانے والے محمد لیئق کو دولر محمود کے ہاتھوں قابو کروا کے پاکستان کا مجموعہ 118 پر 5 کر دیا۔ پینتیسویں اوور کی پہلی بال پر محراب حسین جونیئر نے 70 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 38 رنز بنانے والے علی اسد کو بولڈ کر کے 148 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کی چھٹی وکٹ گرا دی۔ مجموعی اسکور میں سات رنز کے اضافے کے بعد سینتیسویں اوور میں پاکستان کو کپتان سرفراز احمد کی صورت میں ساتویں نقصان سے دوچار ہونا پڑا جو 36 گیندوں پر 14 رنز بنا کر قمر الاسلام کے کیچ کے ذریعے محراب حسین جونیئر کی وکٹ بنے۔ چالیسویں اوور میں 158 کے مجموعی اسکور پر سہروردی نے 9 گیندوں پر ایک رن بنانے والے انور علی کو ایل بی ڈبلیو کیا اور پھر ایک رن کے اضافے سے 6 گیندوں پر واحد رن بنانے والے عماد وسیم بھی شمس الرحمٰن اور وکٹ کیپر مشفیق الرحیم کی ملی بھگت سے رن آؤٹ ہو گئے تو پاکستان انڈر 19 ٹیم 159 رنز پر اپنی 9 وکٹیں کھو چکی تھی۔ چوالیسویں اوور کی پہلی بال پر سہروردی نے 21 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 12 رنز بنانے والے ریاض کائل کو دولر محمود کی مدد سے ٹھکانے لگا کر 170 پر پوری پاکستانی ٹیم کی چھٹی کروا دی۔ اختر ایوب 11 گیندوں پر ایک باؤنڈری کے ساتھ ناقابل شکست لوٹنے والے واحد پاکستانی بیٹسمین تھے جبکہ 27 اضافی رنز بھی پاکستان انڈر 19 ٹیم کی اننگز کا حصہ رہے۔ شکیب الحسن نے 10 اوورز میں 34 رنز دے کر 4 وکٹیں حاصل کیں۔ محراب حسین جونیئر نے 7 اوورز میں 19 جبکہ سہروردی شوو نے 7.1 اوورز میں 26 رنز دے کر 2,2 وکٹوں کا سودا کیا۔ نبیل صمد 9 اوورز میں 30 رنز دے کر ایک وکٹ لینے میں کامیاب رہے۔ دولر محمود 6 اوورز میں 32 اور قمر الاسلام 4 اوورز میں 27 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

171 رنز کے تعاقب میں نکلنے والی بنگلہ دیشی ٹیم کو پانچویں اوور میں 26 کے مجموعی اسکور پر تمیم اقبال کی صورت میں پہلا نقصان برداشت کرنا پڑا جو 21 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 18 رنز بنا کر جمشید احمد کی بال پر سرفراز کے ہاتھوں کیچ ہوئے۔ تیرہویں اوور میں جمشید احمد نے ہی 39 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 27 رنز بنانے والے رقیب الحسن کو بولڈ کر کے 68 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو دوسری کامیابی دلوائی۔ سولہویں اوور میں 14 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے شمس الرحمٰن، اختر ایوب کی گیند پر سرفراز کے ہاتھوں کیچ ہو کر 86 کے اسکور پر بنگلہ دیش کا تیسرا نقصان بنے۔ دو گیندوں بعد مجموعی اسکور میں دو رنز کے اضافے سے 23 گیندیں کھیل کر 5 چوکوں کی مدد سے 25 رنز بنانے والے شکیب الحسن کو ریاض کائل نے رن آؤٹ کیا تو 88 پر 4 کا مجموعہ پاکستان کو میچ میں واپس لا چکا تھا۔ تیئیسویں اوور میں بنگلہ دیش کا اسکور 119 تک پہنچا تو 23 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 17 رنز بنانے والے محراب جونیئر کو انور علی نے علی خان کی مدد سے ٹھکانے لگا کر پاکستان کو پانچویں کامیابی دلا دی۔ اگلی وکٹ کے لیے پاکستان کو پینتیسویں

اوور تک انتظار کرنا پڑا مگر جب 55 گیندوں پر 7 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 46 رنز بنانے والے بنگلہ دیشی کپتان مشفیق الرحیم کی صورت میں اسد علی کے کیچ کے ذریعے یہ وکٹ اختر ایوب کے حصے میں آئی تو پاکستان کے لیے بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ بنگلہ دیشی ٹیم اب فتح سے صرف ایک رن دور تھی جو اسی اوور کی پانچویں بال پہ 34 گیندوں پر 10* ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے مہدی معروف کے ذریعے حاصل ہو گیا۔ یوں بنگلہ دیش انڈر 19 نے 91 گیندیں قبل ہی 4 وکٹوں سے فتح اپنے نام کر کے گروپ A سے کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی پہلی ٹیم کے طور پر اپنا نام درج کروایا۔ سہروردی 3 گیندوں پر بنا کوئی رن بنائے ناٹ آؤٹ واپس آئے جبکہ 23 ایکسٹراز بنگلہ دیش کی اس فتح کا حصہ رہے۔ پاکستان کی طرف سے جمشید احمد نے 10 اوورز میں 53 رنز دے کر 2، اختر ایوب نے 7.5 اوورز میں 42 رنز دے کر 2 اور انور علی نے 7 اوورز میں 30 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ علی خان 4 اوورز میں 17، عماد وسیم 4 اوورز میں 23 اور محمد لئیق 2 اوورز میں 4 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

گروپ A۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ نیوزی لینڈ انڈر۔19

10 فروری کو SSCG کولمبو پر پاکستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان کھیلا جانے والا گروپ A کا آخری مقابلہ پری کوارٹر فائنل کی حیثیت رکھتا تھا جہاں سے جیتنے والی ٹیم کوارٹر فائنل میں اپنی جگہ بنا لیتی۔ نوآموز کیوی کھلاڑیوں کے لیے یہ مقابلہ ایک ڈراؤنا خواب ثابت ہوا جو نوجوان پاکستانی شاہینوں کی پرواز کے سامنے بالکل بے بس نظر آئے اور انور علی کے ساتھ ساتھ جمشید احمد کی باؤلنگ کا عتاب نہ سہتے ہوئے صرف 77 رنز پر ڈھیر ہو گئے۔

سرفراز نے ٹاس جیت کر پہلے اپنے باؤلرز کو آزمانے کا فیصلہ کیا تو تیسرے اوور میں 13 کے مجموعی اسکور پر جمشید احمد نے 9 گیندوں پر ایک رن بنانے والے مارٹن گپٹل کی وکٹیں اڑا کر اس فیصلے کو درست ثابت کر دیا لیکن یہ تو ابھی تباہی کا نقطہ آغاز تھا کیونکہ چوتھے اوور میں انور علی نے مسلسل دو گیندوں پر پہلے 12 بالز کھیل کر 2 چوکوں کی مدد سے 12 رنز بنانے والے ٹوڈ ایسٹل کو سرفراز کی مدد سے واپسی کا راستہ دکھا کر اور پھر اپنی پہلی ہی گیند کا سامنا کرنے والے اینڈریو ڈی بورڈر کا قلعہ فتح کر کے مجموعہ 15 پر 3 کر دیا۔ تباہی کے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے جمشید احمد نے پانچویں اوور میں کپتان مارک ایلیسن کو 3 گیندوں پر کھاتہ کھولے بغیر ہی LBW کر کے نیوزی لینڈ کو 16 رنز پر چوتھا جھٹکا دے دیا۔ اگلے اوور میں انور علی نے 4 گیندوں پر ایک رن بنانے والے شان فٹز گبن کو محمد ابراہیم کی مدد سے ٹھکانے لگایا اور پھر چار گیندوں بعد رونالڈ کاریٹیا نا بھی کھاتہ کھولے بغیر ہی جمشید احمد کے ہاتھوں رن آؤٹ ہو گئے تو 17 رنز تک پہنچتے پہنچتے 6 کیویز کا شاہینوں کے ہاتھوں شکار ہو چکا تھا۔ چودھویں اوور میں 35 کے مجموعی اسکور پر انور علی نے 27 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 6 رنز بنانے والے کیرن نائیما بارنیٹ کی مزاحمت سرفراز کی مدد سے ختم کر کے پاکستان کو ساتویں کامیابی دلائی اور پھر سولہویں اوور میں 8 گیندوں پر ایک چھکا لگانے والے کالن منرو کو ناصر جمشید کی مدد سے چلتا کر کے اننگز میں اپنی پانچ وکٹیں مکمل کرتے ہوئے مجموعہ 44 پر 8 کر

دیا۔ اکیسویں اوور میں 69 کے مجموعی اسکور پر اختر ایوب نے 11 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 5 رنز بنانے والے ٹِم ساؤتھی کو ناصر جمشید کے ہاتھوں کیچ کروا کے پاکستان کو نویں کامیابی دلوا دی۔ چوبیسویں اوور میں جمشید احمد کی آخری بال نے 9 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے جیسن ڈونیلے کی وکٹوں کی راہ لی تو نیوزی لینڈ انڈر 19 کی پوری ٹیم ریت کی دیوار کی طرح 77 رنز پر ڈھیر ہو چکی تھی۔ رونی ہیرا کیویز کے تنہا جنگجو رہے جنہوں نے 61 گیندوں پر 2 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *28 ناقابل شکست رنز بنائے۔ ان کے بعد نیوزی لینڈ کا دوسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 17 رنز تھا۔ انور علی نے شاندار باؤلنگ کرتے ہوئے 10 اوورز میں 34 رنز دے کر 5 جبکہ جمشید احمد نے ان کا ساتھ بہترین طریقے سے نبھاتے ہوئے 9 اوورز میں 14 رنز دے کر 3 کھلاڑیوں کا صفایا کیا۔ اختر ایوب نے 5 اوورز میں 23 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔

78 رنز کے حصول کیلئے میدان میں اترنے والی پاکستان انڈر 19 ٹیم کو تیسرے اوور میں 13 کے مجموعی اسکور پر ناصر جمشید سے محروم ہونا پڑا جنہیں 10 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 9 رنز بنانے کے بعد ساؤتھی نے بولڈ کیا۔ دوسری وکٹ کی شراکت میں علی خان اور محمد ابراہیم نے مل کر پاکستان کو فتح کے قریب پہنچا دیا اور جب آٹھویں اوور کی آخری بال پر 13 گیندیں کھیل کر 4 چوکوں کی مدد سے جارحانہ 21 رنز بنانے والے محمد ابراہیم، ہیرا کے ہاتھوں کاٹ اینڈ بولڈ ہوئے تو پاکستان فتح سے محض 10 رنز دور تھا۔ یہ دوری بھی اگلے اوور کے اختتام تک مٹ گئی اور 29 گیندیں کھیل کر 3 چوکوں کی مدد سے *30 ناقابل شکست رنز بنانے والے علی خان نے 246 گیندیں قبل ہی 8 وکٹوں کی فتح کے ساتھ اپنی ٹیم کو کوارٹر فائنل تک پہنچا دیا جہاں گروپ A سے بنگلہ دیش کی ٹیم پہلے ہی کوالیفائی کر چکی تھی۔ رمیز راجہ جونیئر 2 گیندوں پر بنا کوئی رن بنائے ناٹ آؤٹ واپس آئے جبکہ 18 ایکسٹراز پاکستانی اننگز کا حصہ رہے۔ ٹِم ساؤتھی نے 3 اوورز میں 25 جبکہ رونی ہیرا نے ایک اوور میں 3 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ رونالڈ کاریڈیانا 2 اوورز میں 13 اور کالن منرو 3 اوورز میں 32 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ انور علی کو شاندار باؤلنگ پر پلییئر آف دی میچ کے اعزاز سے نوازا گیا۔

تیسرا کوارٹر فائنل۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ زمبابوے انڈر۔19

11 فروری 2006ء کو کولمبو میں انڈر 19 ورلڈ کپ کے تیسرے کوارٹر فائنل میں پاکستان کا مقابلہ گروپ D سے اپنے تمام میچز جیت کر آنے والی زمبابوے کی ٹیم سے ہوا جہاں پاکستان نے 5 وکٹوں کی فتح کے ساتھ سیمی فائنل کے لیے اپنی نشست پکی کی۔ پاکستان انڈر 19 کے کپتان سرفراز احمد نے ٹاس جیت کر زمبابوے کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے 11 کے مجموعی اسکور پر انور علی نے 12 گیندوں پر 3 رنز بنانے والے چمونوروا چھابھا کو بولڈ کر کے اپنی ٹیم کو پہلی کامیابی دلا دی۔ 21 کے مجموعی اسکور پر جمشید احمد نے 5 گیندوں پر ایک چوکا لگانے والے گیری بیلنس کو بھی سرفراز کی مدد سے چلتا کیا اور پھر 31 تک پہنچتے پہنچتے 9 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے کپتان شان ولیمز بھی جمشید احمد سے اپنی وکٹیں نہ بچا سکے تو زمبابوے کی ٹیم یہاں 3 وکٹوں سے محروم ہو چکی تھی، اس موقعے پر ڈونالڈ سمندیرو نے کیگان میتھ کے ساتھ مل کر چوتھی وکٹ پر 65 رنز کی شراکت داری قائم کرتے ہوئے اپنی ٹیم کو سنبھالا دیا۔ ان دونوں کی وکٹیں ریاض کائل کے حصے میں آئیں، سمندیرو 80 گیندوں پر 4 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 46 جبکہ

میتھ 68 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے 33 رنز بنا کر بولڈ ہوئے۔ 16 گیندوں پر 5 رنز بنانے والے ریان ہگنز کو بھی ریاض کائل نے ایل بی ڈبلیو کیا جس کے بعد زمبابوے کی ٹیم 110 رنز پر 6 وکٹیں کھو کر ایک بار پھر مشکلات کا شکار ہو چکی تھی۔ 136 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو یکے بعد دیگرے دو مزید کامیابیاں میسر ہو گئیں جب پہلے 20 گیندوں پر 12 رنز کرنے والے گریم کویمر کو سرفراز نے ریاض کائل کی بال پر اسٹمپڈ کیا اور پھر 33 گیندوں پر 15 رنز بنانے والے گلین کوبُرل کو بھی اختر ایوب کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے کیچ کر لیا۔ نویں وکٹ پر فرائیڈے کاسٹینی اور رولے بینادے نے ایک بار پھر مزاحمت کی جس کے نتیجے میں زمبابوے کی ٹیم 49.3 اوورز میں دس وکٹوں کے نقصان پر 181 رنز تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ کاسٹینی 31 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 22 رنز بنا کر انور علی کی بال پر جمشید احمد کے ہاتھوں کیچ جبکہ بینادے 36 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے 18 رنز بنا کر انور علی کے ہاتھوں ہی بولڈ ہوئے۔ تریسائی ماھلنگے ایک گیند کھیل کر بنا کوئی رن بنائے ناٹ آؤٹ لوٹے جبکہ 23 ایکسٹراز بھی زمبابوے کی اننگز میں شامل رہے۔ ریاض کائل نے 10 اوورز میں 29 رنز دے کر 4، انور علی نے 9.3 اوورز میں 25 رنز دے کر 3، جمشید احمد نے 10 اوورز میں 42 رنز دے کر 2 جبکہ اختر ایوب نے 10 اوورز میں 38 رنز دے کر ایک وکٹ کا سودا کیا۔ عماد وسیم 7 اوورز میں 27 اور علی خان 3 اوورز میں 15 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

جوابی اننگز میں 182 رنز کے حصول کے لیے نکلنے والی پاکستان انڈر 19 ٹیم کے دونوں اوپنرز 38 رنز پر واپس پویلین کی راہ دیکھ چکے تھے۔ علی خان نے 16 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 12 جبکہ ناصر جمشید نے 38 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 14 رنز اسکور کیے، دونوں کے کیچ رولینڈ بینادے کی گیندوں پر شان ولیمز نے لیے۔ پاکستان کی تیسری وکٹ 94 کے اسکور پر گری جب 61 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے 39 رنز بنانے والے محمد ابراہیم، ریان ہگنز کی بال پر وکٹوں کے پیچھے ماھلنگے کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو گئے۔ 73 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 39 رنز بنانے والے رمیز راجہ جونیئر 129 کے مجموعی اسکور پر رولینڈ بینادے کے کیچ کے ذریعے گلین کوبُرل کی وکٹ بنے تو چار وکٹیں کھو کر بھی پاکستانی ٹیم خاصی محفوظ پوزیشن میں تھی۔ 149 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کی پانچویں وکٹ گری جب 17 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 16 رنز بنانے والے علی اسد، کوبُرل کی گیند پر وکٹوں کے پیچھے ماھلنگے کا شکار بن گئے۔ اس کے بعد 55 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے *26 ناقابل شکست رنز بنانے والے ریاض کائل نے 31 گیندوں پر 4 چوکوں کی مدد سے *22 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے کپتان سرفراز احمد کے ساتھ مل کر اڑتالیسویں اوور کے اختتام پر مطلوبہ ہدف حاصل کر کے 5 وکٹوں کی فتح کے ساتھ اپنی ٹیم کو سیمی فائنل تک رسائی کا حقدار بنا دیا جہاں چوتھے کوارٹر فائنل میں سے سری لنکا اور آسٹریلیا کے درمیان فاتح نے اس کے مقابل آنا تھا۔ 17 ایکسٹراز دینے والے زمبابوین باؤلرز میں سے گلین کوبُرل نے 8 اوورز میں 29 اور رولے بینادے نے 7 اوورز میں 33 رنز دے کر 2,2 جبکہ ریان ہگنز نے 6 اوورز میں 29 رنز دے کر ایک وکٹ کا سودا کیا۔ میتھ 7 اوورز میں 21، ولیمز 10 اوورز میں 28 اور کریمر 10 اوورز میں 41 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔ ریاض کائل بہترین آل راؤنڈ کارکردگی پر پلیئر آف دی میچ کے حقدار قرار پائے۔

دوسرا سیمی فائنل۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ آسٹریلیا انڈر۔19

17 فروری 2006ء کو آر پریماداسا اسٹیڈیم کولمبو میں پاکستان انڈر 19 اور ایونٹ میں ابھی تک اپنے سارے میچز جیتنے والی آسٹریلیا انڈر 19 کی ٹیمیں ٹورنامنٹ کے دوسرے سیمی فائنل کے لیے آمنے سامنے آئیں جہاں شاہینوں نے کینگروز کو بھاری مارجن سے پچھاڑتے ہوئے فائنل تک رسائی حاصل کرلی۔ پاکستان انڈر 19 کے کپتان سرفراز احمد نے ٹاس جیت کر اس مرتبہ پہلے خود بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو دوسرے اوور میں 9 کے مجموعی اسکور پر 4 گیندیں کھیل کر 2 رنز بنانے والے محمد ابراہیم اور چھٹے اوور میں 26 کے مجموعی اسکور پر 19 گیندوں پر 15 رنز بنانے والے ناصر جمشید داغِ مفارقت دے چکے تھے۔ دونوں اوپنرز ایڈم رٹچرڈ کی باؤلنگ پر وکٹوں کے پیچھے میتھیو ویڈ کا شکار بنے۔ 62 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو تیسری وکٹ سے محروم ہونا پڑا جب 25 گیندوں پر 3 چوکوں کی مدد سے 18 رنز بنانے والے علی خان بارہویں اوور میں موئیسس ہنریکوئیس کی بال پر ایڈم رٹچرڈ کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ چودہویں اوور میں ہنری کوئیس نے 5 گیندوں پر ایک رن بنانے والے انور علی کو آرون فنچ کی مدد سے چلتا کیا اور پھر ستر ہویں اوور کے آغاز پر 40 گیندیں کھیل کر 3 چوکوں کی مدد سے 28 رنز بنانے والے رمیز راجہ جونیئر بھی ہنری کوئیس کے ہاتھوں رن آؤٹ ہو گئے تو 80 پر 5 کا مجموعہ پاکستان کی مشکلات کی کہانی سنا رہا تھا۔لیکن اس موقعے پر علی اسد اور ریاض کائل نے شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے چھٹی وکٹ کی شراکت میں 160 رنز جوڑ کر نہ صرف اپنی ٹیم کو سہارا دیا بلکہ ایک بڑے ٹارگٹ کے لیے بنیاد بھی فراہم کر دی۔ چھیالیسویں اوور میں سائمن کین نے جب اس جوڑی کو واپسی کی راہ دکھائی تو 7 وکٹوں پر 241 رنز تک رسائی نیچے آنے والے بیٹسمینوں کے لیے مار دھاڑ کا پلیٹ فارم مہیا کر چکی تھی۔ علی اسد نے 86 گیندوں پر 4 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے 69 رنز بنا کر رٹچرڈ کو کیچ دیا جبکہ ریاض کائل 99 گیندوں پر 10 چوکوں کی مدد سے 84 رنز بنا کر بولڈ ہوئے۔ اڑتالیسویں اوور میں 262 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کو کپتان سرفراز کا نقصان اٹھانا پڑا جو 7 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 13 رنز بنا کر ہنریکوئیس کی بال پر ٹام کوپر کے ہاتھوں کیچ ہوئے۔ عماد وسیم نے اختتامی لمحات میں ایک برق رفتار اننگز کھیلتے ہوئے 15 گیندوں پر 3 چوکوں اور ایک چھکے کی مدد سے *29 ناقابل شکست رنز بنا کر مقررہ 50 اوورز میں اپنی ٹیم کو 9 وکٹوں کے نقصان پر 287 رنز تک رسائی دلا دی۔ پاکستان انڈر 19 کی نویں گرنے والی وکٹ جمشید احمد کی تھی جو 2 گیندوں پر 2 رنز بنا کر وارنر کے ہاتھوں رن آؤٹ ہوئے جبکہ اختر ایوب 2 گیندوں پر *2 ناٹ آؤٹ رنز کے ساتھ واپس آئے۔ 24 ایکسٹراز کا حصہ بھی پاکستانی اننگز میں شامل رہا۔موئیسس ہنریکوئیس نے 10 اوورز میں 58 رنز دے کر 3 جبکہ سائمن کین نے 10 اوورز میں 46 اور ایڈم رٹچرڈ نے 10 اوورز میں 71 رنز دے کر 2,2 وکٹیں حاصل کیں۔ میکنا مارا 10 اوورز میں 47 جان ہالینڈ 6 اوورز میں 31 اور بین کٹنگ 4 اوورز میں 25 رنز دے کر خالی ہاتھ رہے۔

288 رنز کے حصول کی خاطر نکلنے والی آسٹریلوی ٹیم کو تیسرے اوور میں پہلا صدمہ جھیلنا پڑا جب 3 کے مجموعی اسکور پر 11 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے والے ٹام کوپر کی جمشید احمد نے سرفراز کی مدد

سے واپسی کروا دی۔ ساتویں اوور میں 20 کے مجموعی اسکور پر کپتان ہنریکوئیس بھی18 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے8رنز بنانے کے بعد جمشید احمد کا نشانہ بن گئے۔ سولہویں اوور میں 53 کے اسکور پر پاکستان کو تیسری کامیابی ملی جب انور علی نے27 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 11 رنز بنانے والے میتھیو ویڈ کو رن آؤٹ کر دیا۔ تئیسویں اوور میں آسٹریلیا کا اسکور99 رنز پر پہنچا تھا جب عماد وسیم نے20 گیندوں پر ایک چھکے کی مدد سے 11 رنز بنانے والے آرون فنچ سے چھٹکارا دلوا دیا۔ اگلے اوور میں ''سپر سب'' عثمان ملک نے2 گیندوں پر ایک رن بنانے والے ڈیوڈ وارنر کو بھی ایل بی ڈبلیو کیا تو104 رنز پر 5وکٹیں کھونے والی آسٹریلوی ٹیم پٹڑی سے اُتر چکی تھی۔ سونے پر سہاگہ اگلے اوور میں سیٹ بیٹسمین عثمان خواجہ کے رن آؤٹ کی صورت میں ہوا جس نے آسٹریلیا کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی۔ 69 گیندوں پر8چوکوں کی مدد سے59 رنز بنانے والے خواجہ، علی اسد اور سرفراز کے گٹھ جوڑ کا شکار ہو کر109 پر آسٹریلیا کا چھٹا نقصان بنے۔ تیسویں اوور میں عثمان ملک نے18 گیندوں پر3رنز بنانے والے کین کو سرفراز کے ہاتھوں اسٹمپڈ کروا کے پاکستان کو ساتویں کامیابی دلوا دی۔ بتیسویں اوور میں 7 گیندوں پر ایک رن بنانے والے رِٹچرڈ بھی عثمان ملک کا شکار بن گئے۔ اگلے اوور میں عماد وسیم نے پہلے23 بالز کھیل کر10 رنز بنانے والے ٹام سٹرے کی انور علی کے ہاتھوں چھٹی کروا دی اور پھر اگلی ہی بال پر جان ہالینڈ کو بھی گولڈن ڈک کے تحفے سے ایل بی ڈبلیو کی صورت میں نوازا تو 32.3 اوورز میں 124 رنز پر پوری آسٹریلیا انڈر19 ٹیم ہمت ہار چکی تھی۔ میکنامارا 4 گیندوں پر بنا کوئی رن بنائے ناٹ آؤٹ واپس آئے جبکہ 19 ایکسٹراز بھی آسٹریلیا کے کسی کام نہ آ سکے۔ عماد وسیم نے 5.3 اوورز میں16 جبکہ عثمان ملک نے6اوورز میں 17 رنز دے کر3,3وکٹیں بٹوریں۔ جمشید احمد6 اوورز میں 17 رنز دے کر2وکٹوں کے ساتھ نمایاں رہے۔ انور علی10 اوورز میں45اور اختر ایوب5اوورز میں20 رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔ پلیئر آف دی میچ کا اعزاز مسلسل دوسری مرتبہ ریاض کائل کے حصے میں آیا۔ فائنل میں پاکستان انڈر19 ٹیم کو اب اپنے اعزاز کا دفاع روایتی حریف بھارت کے خلاف کرنا تھا جو پہلے سیمی فائنل میں انگلینڈ کو ٹورنامنٹ کے کمترین اسکور پر ڈھیر کر کے آ رہی تھی۔

فائنل۔ پاکستان انڈر۔19 بمقابلہ بھارت انڈر۔19

19 فروری 2006ء کو آر پریماداسا اسٹیڈیم کولمبو میں پاکستانی ٹیم انڈر19 کرکٹ ورلڈ کپ کے اعزاز کے دفاع کے لیے روایتی حریف بھارت کے مدمقابل آئی تو سرفراز الیون نے یہاں بھی دھوکا نہ دیا اور38 رنز کی فتح کے ساتھ سرفراز رہی۔ اگرچہ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی پاکستان انڈر19 صرف 41.1 اوورز میں109 کے کمتر اسکور پر ڈھیر ہو گئی لیکن جواب میں چھوٹے ہدف کا دفاع کرنے والے پاکستانی پیس اٹیک نے بھارتی بیٹنگ لائن کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ انور علی اور جمشید احمد کی گھومتی ہوئی گیندیں بھارتی بیٹسمینوں کے اوسان خطا کرتی رہیں جو ایک ایک کر کے خزاں رسیدہ پتوں کی طرح اپنی وکٹیں گنواتے چلے گئے۔ پاکستان انڈر19 ٹیم کی بیٹنگ کا آغاز ہوا تو پانچویں اوور میں رویندرا جدیجا نے تین گیندوں پر دو وکٹیں لے کر پاکستان کے لیے خطرے کی گھنٹی بجا دی۔ ناصر جمشید 19 گیندوں پر3چوکوں کی مدد سے 18 رنز بنا کر ابونیم کے ہاتھوں کیچ جبکہ محمد ابراہیم 2 گیندوں پر بنا کوئی رن بنائے ایل بی ڈبلیو

ہوئے۔25رنز پر2وکٹیں کھونے والی پاکستان انڈر19ٹیم کو دسویں اوور میں39کے مجموعی اسکور پر تیسرا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا جب 30 گیندوں پر10رنز بنانے والے علی خان، یومیش کی گیند پر پنال شاہ کے ہاتھوں کیچ ہو گئے۔ چودھویں اوور میں پیوش چاولہ نے پہلے8 گیندوں پر2رنز بنانے والے علی اسد اور پھر3 گیندوں پر کھاتہ نہ کھول سکنے والے ریاض کائل کو اوپر تلے بولڈ کیا تو49رنز پر آدھی ٹیم کی پویلین واپسی پاکستانی شائقین پر مایوسی طاری کر چکی تھی۔ ستائیسویں اوور میں78کے اسکور پر پاکستان کو کپتان سرفراز کی صورت میں چھٹا نقصان برداشت کرنا پڑا جو48 گیندوں پر2چوکوں کی مدد سے15رنز بنا کر مہنیش پارمر کی گیند پر پنال شاہ کے ہاتھوں اسٹمپڈ ہوئے۔ چونتیسویں اوور میں پاکستان کا اسکور93 تک پہنچا تھا جب روہت شرما نے کافی دیر سے کریز پر موجود رمیز راجہ جونیئر کی67 گیندوں پر2چوکوں کی مدد سے25رنز کی مزاحمت کا ایل بی ڈبلیو کے نتیجے میں خاتمہ کر دیا۔ اڑتیسویں اوور میں پنال شاہ نے12 گیندوں پر ایک رن بنانے والے عماد وسیم کو پیوش چاولہ کی گیند پر اسٹمپڈ کیا اور پھر اگلے اوور میں رویندرا جدیجا نے انور علی کی42 گیندوں پر3چوکوں کی مدد سے 17رنز کی اننگز کا چتیشور پجارا کے ہاتھوں خاتمہ کروایا تو103رنز پر پاکستان کی9وکٹیں گر چکی تھی۔ اختر ایوب پاکستان کے آؤٹ ہونے والے آخری بیٹسمین تھے جو5 گیندیں کھیل کر ایک رن بنانے کے بعد بیالیسویں اوور کی پہلی بال پر پیوش چاولہ کے ہاتھوں بولڈ ہوئے جن کے ساتھ جمشید احمد نے 16 گیندوں پر ایک رن بنا کر ناٹ آؤٹ واپسی کی، یوں پوری پاکستان انڈر19ٹیم 19ایکسٹراز کی مدد سے بھی41.1اوورز میں صرف109رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی اور ایک چھوٹے ٹوٹل کے نتیجے میں ٹائٹل کا دفاع بھی خطرے میں دکھائی دینے لگا، لیکن کہانی ابھی باقی تھی۔

پیوش چاولہ نے 8.1 اوورز میں8رنز دے کر4، رویندرا جدیجا نے8اوورز میں16رنز دے کر3جبکہ روہت شرما نے6اوورز میں17، مہنیش پارمر نے4اوورز میں9اور یومیش نے8اوورز میں 32 رنز دے کر ایک، ایک وکٹ اپنے نام کی۔ ابونسیم احمد 6 اوورز میں 15اور گورو ڈھمن ایک اوور میں 5رنز دے کر کوئی وکٹ نہ لے سکے۔

50اوورز میں بظاہر کھیر نظر آنے والا110رنز کا ہدف بھارت انڈر19 کی ٹیم کے لیے درحقیقت لوہے کے چنے ثابت ہوا جس کے دونوں اوپنرز کو کھاتہ کھولنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ اننگز کی پہلی بال پر ہی بھارت کو پہلے نقصان کا صدمہ برداشت کرنا پڑا جب جمشید احمد کی گیند گورو ڈھمن کے بلے کا کنارہ لے کر وکٹوں میں جا گھسی۔ نئے آنے والے روہت شرما کے خلاف امپائر اسٹیو ڈیوس نے دو لیگ بی فور کی اپیلیں مسترد کیں جن میں سے ایک واضح طور پر قریبی معاملہ نظر آ رہا تھا۔ اسی اوور کی آخری گیند پر روہت شرما نے چوکا مار کر اپنا کھاتہ تو کھولا لیکن اگلے اوور میں ایک بڑی تباہی بھارت کی منتظر تھی۔ دوسرے اوور کی پہلی بال نو کرانے والے انور علی نے اگلی گیند پر بھارت کے دوسرے اوپنر چتیشور پجارا کو بھی بنا کوئی رن بنائے ایل بی ڈبلیو کیا تو5رنز پر بھارت انڈر19ٹیم اپنی افتتاحی جوڑی سے محروم ہو چکی تھی۔ اگلی دو گیندیں پھر نو کروانے والے انور علی نے اوور کی تیسری بال پر7 گیندیں کھیل کر ایک باؤنڈری لگانے والے روہت شرما کو جس شرمندگی سے دوچار کیا وہ ان کے گمان میں بھی نہیں تھی۔ آف اسٹمپ سے باہر پڑنے والی گیند کو روہت

لیفٹ کرنا چاہتے تھے لیکن گیند پڑنے کے بعد اندر آئی اور آف اسٹمپ کو بوسہ دیتے ہوئے نکل گئی۔ اسی اوور کی پانچویں گیند پر مائیا نک تہلان کی وکٹیں بھی کھاتہ کھولے بغیر ہی بکھر گئیں تو بھارت 8 رنز پر چار وکٹوں کی بلی چڑھا چکا تھا۔ اسی اسکور پر اگلے اوور میں جمشید احمد نے 8 گیندوں پر ایک رن بنانے والے بھارتی کپتان روی کانت شکلا کی وکٹیں بکھیر دیں اور پھر چوتھے اوور کی دوسری گیند پر دیبابراتا داس بھی کوئی رن بنانے کی حسرت لیے انور علی کو واپس کیچ دے گئے تو 9 پر 6 کا مجموعہ کرکٹ کی بجائے کسی ہاکی یا فٹ بال میچ کے اسکور بورڈ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ آٹھویں اوور کی آخری بال پر انور علی نے ایک شارٹ پچ ڈیلیوری کے ذریعے 15 گیندوں پر 6 رنز بنانے والے رویندرا جدیجا کو ناصر جمشید کے ہاتھوں قید کروا کے بھارت کو 23 رنز پر ساتواں جھٹکا دے دیا۔ اس موقع پر پیوش چاولہ اور پنال شاہ نے تباہی کے اس سلسلے کو بریک لگاتے ہوئے آٹھویں وکٹ پر ایک اچھی شراکت داری قائم کر کے اپنی ٹیم کی میچ میں واپسی کروا دی۔ 46 گیندوں پر 39 رنز کی خطرہ بننے والی اس پارٹنر شپ کا خاتمہ سترہویں اوور کی چوتھی گیند پر اختر ایوب کے ہاتھوں عمل میں آیا جنہوں نے 34 گیندوں پر ایک چوکے کی مدد سے 16 رنز بنانے والے پنال شاہ کو سرفراز کے ہاتھوں کیچ کروا دیا۔ انیسویں اوور کی تیسری بال پر اختر ایوب نے 8 گیندوں پر 3 رنز بنانے والے یومیش کو ایل بی ڈبلیو کیا اور پھر ایک گیند کے وقفے سے کوئی رن نہ بنا سکنے والے مہنیش پارمر کی وکٹیں بھی اڑا دیں تو صرف 18.5 اوورز میں 71 کے اسکور پر بھارتی سورماؤں کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ واحد ناٹ آؤٹ واپس آنے والے بیٹسمین پیوش چاولہ تھے جنہوں نے 37 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے *25 رنز بنائے جبکہ 16 ایکسٹراز کی مدد بھی بھارت کو 38 رنز سے شکست کی رسوائی سے نہ بچا سکی۔

انور علی نے 9 اوورز میں 35 رنز دے کر 5، اختر ایوب نے 2.5 اوورز میں 9 رنز دے کر 3 جبکہ جمشید احمد نے 7 اوورز میں 24 رنز دے کر 2 وکٹیں حاصل کیں۔ پوری بھارتی ٹیم کا کریا کرم کرنے کے لیے یہی تینوں باؤلرز کافی رہے۔ انور علی کو بہترین باؤلنگ پر پلیئر آف دی میچ کا ایوارڈ دیا گیا۔ پاکستانی کپتان سرفراز احمد نے آئی سی سی کے صدر احسان مانی سے ٹرافی وصول کر کے فضاء میں بلند کی تو پاکستان انڈر 19 کرکٹ ٹیم اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کرنے والی پہلی ٹیم بن چکی تھی۔

منی ورلڈ کپ

یوں تو 1998ء میں آئی سی سی نے ناک آؤٹ ٹورنامنٹ کی صورت میں ایک آفیشل منی ورلڈ کپ کا سلسلہ شروع کیا جس کی تفصیلات پہلے بیان کی جا چکی ہیں لیکن کرکٹ کی تاریخ میں دو ٹورنامنٹس ایسے بھی ہیں جنہیں ناقدین ان کی اہمیت کے اعتبار سے منی ورلڈ کپ کا درجہ دیتے ہیں۔ 1977ء میں آسٹریلوی بزنس مین کیری پیکر نے آسٹریلین کرکٹ بورڈ سے نشریاتی حقوق کے تنازعے کے بعد ''ورلڈ سیریز کرکٹ'' کے نام سے ایک باغی سیریز شروع کروانے کا فیصلہ کرتے ہوئے کرکٹ کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ روایتی سفید لباس، سُرخ گیند اور دن کی روشنی میں ہونے والی انٹرنیشنل کرکٹ کے برعکس اس پرائیویٹ سیریز میں دنیا بھر کے بہترین کھلاڑیوں سے معاہدوں کے بعد رنگین کِٹ، سفید گیند اور مصنوعی روشنیوں کی چکا چوند

کے علاوہ دائرے کے اوورز جیسے قوانین نے کرکٹ کے کھیل میں ایک نیا رنگ بھر دیا۔ دوسری طرف کرکٹ پنڈتوں نے ان تبدیلیوں کی یکسر مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف اس میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں پر اپنے ملک کی نمائندگی کرنے پہ پابندی کا مطالبہ کیا بلکہ اس کو کرکٹ کی بجائے ''کیری پیکر سرکس'' قرار دیا گیا۔

1979ء میں معاملات حل ہونے پر آسٹریلوی کرکٹ بورڈ نے کرکٹ کی انہی جدید اصلاحات کو قبول کرتے ہوئے ہر سال کیری پیکر سیریز کی طرز پر ہی ایک سہ ملکی سیریز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس کو باقاعدہ ون ڈے انٹرنیشنل کرکٹ کا درجہ حاصل تھا۔ ابتداء میں اسپانسر کے اعتبار سے یہ سیریز ''بینسن اینڈ ہیجز ورلڈ سیریز کپ'' کے نام سے شروع ہوئی، بعد میں مختلف اسپانسرز کے تحت اس کے نام تبدیل ہوتے رہے (97-1996ء میں کارلٹن اینڈ یونائیٹڈ سیریز کے نام سے ہونے والی سیریز میں کامیابی پاکستان کے حصے میں آئی)۔ ایک طرف ابتدائی عرصے میں یہ سیریز کامیابی سے جاری تھی تو دوسری طرف 1985ء میں اس سیریز کے فوراً بعد انہی تبدیلیوں کے ساتھ وکٹوریہ میں یورپین سیٹلمنٹ کی ایک سو پچاسویں سالگرہ کے موقع پر ''بینسن اینڈ ہیجز ورلڈ چیمپئن شپ آف کرکٹ'' کے نام سے ایک ٹورنامنٹ کھیلا گیا جس میں پابندیوں کی زد میں آئی جنوبی افریقہ کے علاوہ اس دور کی تمام سات ٹیسٹ ٹیموں نے شرکت کی۔ اس وقت تک منعقد ہونے والے تین ورلڈ کپ ٹورنامنٹس کے برعکس یہ ٹورنامنٹ 60 کی بجائے 50 اوورز فی اننگز پر مشتمل ہونے کے علاوہ روایتی سفید لباس، دن کی روشنی اور سرخ گیند کی جگہ کلر کٹ، سفید گیند اور فلڈ لائٹس تلے منعقد ہونے والے مقابلوں پر مشتمل تھا۔ اس ٹورنامنٹ کو آفیشل ورلڈ کپ کے بعد منی ورلڈ کپ کی حیثیت سے اُس وقت کرکٹ کے دوسرے سب سے بڑے ایونٹ کا درجہ حاصل ہوا۔ پاکستان کو اس ٹورنامنٹ کے فائنل میں اگرچہ بھارت سے شکست ہوگئی لیکن سات سال بعد اسی میلبورن کرکٹ گراؤنڈ پر پاکستان نے انگلینڈ کو فائنل میں شکست دے کر مصنوعی روشنیوں تلے منعقد ہونے والے پہلے اور کرکٹ کی تاریخ کے مجموعی طور پر پانچویں ورلڈ کپ میں فتح حاصل کی۔

کرکٹ کی تاریخ میں اس ٹورنامنٹ کے بعد دوسرے منی ورلڈ کپ کا درجہ رکھنے والے ٹورنامنٹ کا انعقاد 1989ء میں بھارتی کرکٹ بورڈ کے زیر انتظام پنڈت جواہر لال نہرو کی پیدائش کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر کیا گیا۔ 15 اکتوبر سے یکم نومبر 1989ء تک جاری رہنے والے روایتی سفید لباس میں منعقدہ ایم آر ایف ورلڈ سیریز یا نہرو کپ کے نام سے کھیلے گئے ان مقابلوں میں چھ ٹیسٹ ٹیموں نے شرکت کی۔ پابندیوں کی زد میں آئی جنوبی افریقہ کے علاوہ نیوزی لینڈ ہی وہ واحد ٹیسٹ ٹیم تھی جو اس ایونٹ میں شریک نہیں تھی۔ ان مقابلوں میں پاکستان نے ویسٹ انڈیز کو فائنل میں شکست دے کر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ٹیموں کی تعداد کے اعتبار سے یہ اکلوتا ایسا ون ڈے انٹرنیشنل ٹورنامنٹ نہیں تھا جس میں چھ ٹیموں نے شرکت کی ہو بلکہ 1986ء سے 1994ء تک ہر چار سال کے وقفے سے شارجہ میں منعقد ہونے والے آسٹریلیشیاء کپ میں پہلے ایڈیشن کو چھوڑ کر 1990ء اور 1994ء کے دونوں ایڈیشنز میں براعظم آسٹریلیا اور براعظم ایشیاء کی پانچوں ٹیسٹ ٹیموں (پاکستان، بھارت، سری لنکا،

آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ) کے علاوہ 1990ء میں اس وقت کی نان ٹیسٹ پلیئنگ نیشن بنگلہ دیش اور 1994ء میں متحدہ عرب امارات چھٹی ٹیم کے طور پر شریک ہوئیں۔ پاکستان ان تینوں ایڈیشنز میں فتح کے ساتھ اس ٹورنامنٹ کا بلا شرکت غیرے حکمران رہا لیکن 1998ء میں آئی سی سی ناک آؤٹ ٹورنامنٹ کے آغاز کے بعد اس ٹورنامنٹ کا انعقاد ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح ایشیائی خطے پر حکمرانی ثابت کرنے والے ایشیاء کپ میں بھی 2004ء، 2006ء اور 2018ء کے ایڈیشنز میں چاروں ایشیائی ٹیسٹ ٹیموں کے علاوہ ہانگ کانگ اور متحدہ عرب امارات کی ٹیموں نے شرکت کی۔ 2007ء اور 2010ء میں ون ڈے کرکٹ کا درجہ رکھنے والی چھ چھ ایسوسی ایٹ ٹیموں پر مشتمل آئی سی سی ورلڈ کپ لیگ ڈویژن ون بھی ون ڈے انٹرنیشنل ٹیموں کی شرکت کے اعتبار سے ان ٹورنامنٹس کی تعداد کے برابر ضرور ہے لیکن نہرو کپ کی اہمیت بہرحال اس لیے زیادہ ہے کیونکہ وہ کسی خاص علاقائی یا خطے کی نمائندہ ٹیموں کی بجائے ٹیسٹ ٹیموں کی شرکت کے اعتبار سے ان سب سے بڑا ٹورنامنٹ تھا۔

ایم آر ایف ورلڈ سیریز (نہرو کپ) 1989ء۔ بھارت

22 اکتوبر 1989ء کو ایونٹ کے پانچویں میچ میں پاکستان نے نہرو کپ میں کٹک کے مقام پر اپنے سفر کا آغاز انگلینڈ کے خلاف 4 وکٹوں کی شکست کے ساتھ کیا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستانی ٹیم مقررہ 50 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر صرف 148 رنز ہی بنا سکی۔ سلیم ملک 59 گیندوں پر 42 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے جن کے بعد کپتان عمران خان 30 گیندوں پر 19 رنز کے ساتھ دوسرے اور ایکسٹراز کے 18 رنز پاکستان کا تیسرا بڑا اسکور تھے۔ گراہم گوچ نے 10 اوورز میں 19 رنز دے کر 3 وکٹیں حاصل کیں جبکہ ڈیوڈ کیپل اور نِک کک کے حصے میں 2،2 وکٹیں آئیں۔ انگلینڈ کی ٹیم نے بعد میں بیٹنگ کرتے ہوئے مطلوبہ ہدف 43.2 اوورز میں 6 وکٹوں پر پورا کر لیا۔ ایلن لیمب نے 62 گیندوں پر 42، ایلک اسٹیورٹ نے 58 گیندوں پر 31 اور ڈیوڈ کیپل نے 60 گیندوں پر 23 رنز اسکور کیے۔ پاکستان کی طرف سے وسیم اکرم نے 32 رنز دے کر 2 وکٹیں لیں جبکہ عبدالقادر، مشتاق احمد اور سلیم ملک کے نام ایک، ایک وکٹ رہی۔ گراہم گوچ میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔

23 اکتوبر کو ممبئی میں ہونے والے ایونٹ کے ساتویں میچ میں پاکستان نے ورلڈ چیمپئن آسٹریلیا کو 66 رنز سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں اپنی فتوحات کا کھاتہ کھولا۔ آسٹریلوی کپتان ایلن بارڈر کی دعوت پر بیٹنگ کے لیے اترنے والی پاکستانی ٹیم نے مقررہ 50 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 205 رنز بنائے جس میں 121 گیندوں پر 73 رنز بنانے والے شعیب محمد کا کردار سب سے نمایاں تھا۔ جاوید میانداد نے 44 گیندوں پر 34 اور وسیم اکرم نے اختتامی لمحات میں 2 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 24 گیندوں پر 28 رنز بنا کر ان کا ساتھ نبھایا۔ آسٹریلیا کی طرف سے ٹیری آلڈر مین 10 اوورز میں 22 رنز دے کر 4 وکٹوں کے ساتھ نمایاں باؤلر رہے۔ 206 رنز کا ٹارگٹ کینگروز کے لیے پاکستانی کپتان عمران خان اور عبدالقادر کی شاندار باؤلنگ کے باعث لوہے کے چنے ثابت ہوا جو 43.2 اوورز میں محض 139 رنز پر ڈھیر ہو گئے۔ 94 گیندوں پر 58 رنز بنانے والے ڈین جونز اور 71 گیندوں پر ناقابل شکست *31 رنز بنانے

والے پیٹر ٹیلر کے علاوہ دیگر کوئی آسٹریلوی کھلاڑی دوہرے ہندسے میں داخل نہ ہو سکا جن کا تیسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 27 رنز تھا۔ 8 اوورز میں 13 رنز دے کر 3 وکٹیں حاصل کرنے والے پاکستانی کپتان عمران خان کو مردِ میدان قرار دیا گیا۔ عبدالقادر نے بھی 9 اوورز میں 27 رنز دے کر 3 وکٹیں اپنے نام کیں۔ وسیم اکرم، وقار یونس اور شعیب محمد کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔

25 اکتوبر کو جالندھر میں کھیلے گئے ایونٹ کے دسویں اور اپنے تیسرے میچ میں پاکستانی شاہین کالی آندھی کے آگے اپنے گھٹنے ٹیک گئے اور 6 وکٹوں کی شکست کے بعد ٹورنامنٹ سے اخراج کا خطرہ بھی سر پر منڈلانے لگا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نے مقررہ 50 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 223 رنز کا مجموعہ اسکور بورڈ پر آویزاں کیا۔ عامر ملک 106 گیندوں پر 77 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے۔ سلیم ملک نے برق رفتار 29 گیندوں پر *44 ناٹ آؤٹ، جاوید میانداد نے 77 گیندوں پر 39 اور عمران خان نے 21 گیندوں پر 24 رنز بنائے۔ ویسٹ انڈیز کی طرف سے کرٹلی امبروز 10 اوورز میں 45 رنز دے کر 2 وکٹوں کے ساتھ نمایاں باؤلر رہے۔ ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے مقررہ ہدف 48.3 اوورز میں 4 وکٹوں کے نقصان پر ہی پورا کر لیا۔ رچی رچرڈسن 116 گیندوں پر 80 اور جیفری ڈیوجن 71 گیندوں پر 46 رنز بنا کر واپس آئے۔ دونوں کی چھٹی عبدالقادر کی گیندوں پر وکٹ کیپر عامر ملک کے ہاتھوں اسٹمپڈ کے ذریعے ہوئی جس کے بعد کپتان ویوین رچرڈز نے 48 گیندوں پر ناقابل شکست *47 رنز بنا کر اپنی ٹیم کو فتح سے ہمکنار کروا دیا۔ پاکستان کی طرف سے وسیم اکرم اور عبدالقادر نے 2,2 وکٹیں حاصل کیں۔ رچی رچرڈسن کو مین آف دی میچ قرار دیا گیا۔

27 اکتوبر 1989ء کو لکھنؤ کے مقام پر ایونٹ میں ناک آؤٹ صورتحال سے دوچار پاکستانی ٹیم نے مجموعی طور پر چودہویں اور اپنے چوتھے میچ میں سری لنکا کو ایک سخت مقابلے کے بعد 6 رنز سے شکست دے کر سیمی فائنل تک رسائی کی امیدیں زندہ رکھیں۔ پاکستانی کپتان عمران خان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر 32 رنز پر ابتدائی 3 وکٹیں گر جانے کے بعد کریز پر آ کر 110 گیندوں پر *84 ناقابل شکست رنز کی ذمہ دارانہ اننگز کھیلتے ہوئے اپنی ٹیم کو مقررہ 50 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 219 رنز تک رسائی دلا دی۔ وسیم اکرم 29 گیندوں پر 29 اور سلیم ملک 37 گیندوں پر 27 رنز بنا کر نمایاں بیٹسمین رہے۔ سری لنکا کی طرف سے اروندا ڈی سلوا نے 43 رنز کے عوض 2 وکٹیں حاصل کیں۔ سری لنکا کی ٹیم 220 رنز کا ہدف حاصل کرنے کے لیے میدان میں اتری تو تیسری وکٹ پر 131 گیندیں کھیل کر 71 رنز بنانے والے ہشان تلکرتنے اور 90 گیندیں کھیل کر 83 رنز بنانے والے اروندا ڈی سلوا نے 150 رنز کی شراکت داری قائم کر کے اپنی ٹیم کو فتح کے بالکل قریب کر دیا کیونکہ 187 رنز پر 2 وکٹیں کھونے والی سری لنکن ٹیم اب فتح سے محض 23 رنز کے فاصلے پر تھی، لیکن اس موقع پر تلکرتنے کے رن آؤٹ ہوتے ہی میچ کا نقشہ بدل گیا۔ جس کے بعد ایک ایک کر کے سری لنکا کی تمام وکٹیں خزاں رسیدہ پتوں کی طرح گرنے لگیں اور بالآخر 49.2 اوورز میں 213 رنز پر پوری سری لنکن ٹیم ہمت ہار گئی۔ بعد میں آنے والے بیٹسمینوں میں صرف روشن ماہنامہ ہی دوہرے ہندسے تک پہنچ پائے جبکہ آخری ایک رن کے وقفے سے 4 وکٹیں کھونے والی

شکست خوردہ ٹیم کے آخری چار کھلاڑی اپنا کھاتہ بھی نہ کھول سکے۔ پاکستان کی طرف سے وسیم اکرم، اکرم رضا اور عبدالقادر نے 2,2 وکٹیں حاصل کیں جبکہ ایک وکٹ وقار یونس کے حصے میں آئی۔ عمران خان میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔

28 اکتوبر 1989ء کو ایڈن گارڈنز کلکتہ میں آخری لیگ میچ کے لیے دونوں روایتی حریف پاکستان اور بھارت میدان میں اترے تو سیمی فائنل تک رسائی کے لیے پاکستان کو یہ میچ جیتنا بہت ضروری تھا۔ لہٰذا شاہینوں نے اس موقعے پر کوئی بھی غلطی نہ کرتے ہوئے پہلے سے ہی سیمی فائنل میں موجود میزبانوں کو 77 رنز کی شکست سے دوچار کر کے سیمی فائنل میں قدم رکھ لیا۔ میزبان کپتان کرشنا سری کانت نے ٹاس جیت کر پہلے مہمانوں کو بیٹنگ کی دعوت دی جس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستانی اوپنرز نے پہلی وکٹ کی شراکت میں 97 رنز جوڑ دیئے۔ رمیز راجہ 90 گیندوں پر 77 رنز کے ساتھ ٹیم کے ٹاپ اسکورر رہے۔ وکٹ کیپر بیٹسمین عامر ملک نے 83 گیندوں پر 51 رنز بنا کر ان کا ساتھ نبھایا۔ اننگز کے اختتام میں عمران خان نے 2 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 39 گیندوں پر ناقابل شکست *47 رنز بنا کر اپنی ٹیم کو مقررہ 50 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 279 رنز تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ بھارت کی طرف سے ارشد ایوب 7 اوورز میں 31 رنز دے کر 2 وکٹوں کے ساتھ کامیاب ترین باؤلر رہے۔ جوابی اننگز میں بھارتی اوپنرز نے بھی پاکستانی اوپنرز کی طرح شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے پہلی وکٹ کی شراکت میں 120 رنز جوڑ کر خطرے کی گھنٹی بجا دی لیکن پہلے 63 گیندوں پر 57 رنز بنانے والے رمن لامبا کی عبدالقادر کے اوور میں عاقب جاوید کے ہاتھوں چھٹی اور پھر 132 کے مجموعی اسکور پر 75 گیندیں کھیل کر 63 رنز بنانے والے کپتان سری کانت کی رن آؤٹ کی صورت میں واپسی کے بعد پاکستانی باؤلرز نے بھارتی بیٹسمینوں کو دوبارہ سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور پوری میزبان ٹیم 42.3 اوورز میں 202 رنز بنا کر واپس پویلین سدھار گئی۔ بھارت کا تیسرا بڑا انفرادی اسکور تیسرے نمبر پر بیٹنگ کے لیے آنے والے مہندرامرناتھ کے 36 گیندوں پر 20 رنز تھے۔ پاکستان کی طرف سے مشتاق احمد نے 10 اوورز میں 51 رنز دے کر 3 وکٹیں حاصل کیں جبکہ وسیم اکرم کے حصے میں 2 اور عاقب جاوید، اکرم رضا، عبدالقادر کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔ پاکستانی کپتان عمران خان ایک بار پھر مردِ میدان قرار پائے۔

30 اکتوبر کو ٹاپ فور میں پاکستانی ٹیم سیمی فائنل مقابلے کے لیے انگلینڈ کے مدمقابل آئی جس کے خلاف اسے لیگ میچ میں شکست کا سامنا کرنا پڑ چکا تھا۔ 30 اوورز فی اننگز تک محدود اس میچ میں پاکستانی کپتان عمران خان نے ٹاس جیت کر پہلے فیلڈنگ کا فیصلہ کیا تو انگلینڈ کی ٹیم نے موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقررہ 30 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر ساڑھے چھ کی اوسط سے 194 رنز بنا ڈالے۔ رابن سمتھ 57 گیندوں پر 4 چوکوں اور 2 چھکوں کی مدد سے 55 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ کپتان گراہم گوچ 35 اور وائن لارکنز 25 رنز کے ساتھ دیگر نمایاں اسکورر تھے جبکہ 26 اضافی رنز بھی انگلینڈ کے اسکور کا حصہ رہے۔ باؤلنگ میں عبدالقادر نے 6 اوورز میں 30 رنز کے عوض 3 جبکہ وقار یونس نے 2 اور اکرم رضا نے ایک وکٹ حاصل کی۔ پاکستان نے 194 رنز کے ہدف کے تعاقب میں اپنی اننگز شروع کی تو 69 رنز تک جاوید میانداد

17، اعجاز احمد 2 اور عمران خان 15 کی وکٹیں گرچکی تھی۔ اس موقع پر سلیم ملک کی میدان میں آمد ہوئی جنھوں نے محض 41 گیندوں پر 3 چھکوں اور 6 چوکوں کی مدد سے 66 رنز بنا کر مشکل ہوتے جا رہے ہدف کو آسان بناتے ہوئے پاکستان کو فتح کے قریب کر دیا۔ 191 رنز پر سلیم ملک کی واپسی کے بعد پاکستان فتح سے محض چار رنز کے فاصلے پر تھا جو مسلسل ایک اینڈ سنبھال کر کھیلتے ہوئے رمیز راجہ نے 29 ویں اوور کی تیسری گیند پر حاصل کر کے چھ وکٹوں سے فتح اپنی ٹیم کے نام کر دی اور 82 گیندوں پر ناقابل شکست *85 رنز بنا کر مین آف دی میچ کے حقدار قرار پائے۔

یکم نومبر 1989ء کو ایڈن گارڈنز کلکتہ میں ایم آر ایف ورلڈ سیریز (نہرو کپ) کے فائنل میں پاکستان کا مقابلہ اسے ایونٹ میں ایک اور شکست سے دوچار کرنے والی ویسٹ انڈین ٹیم سے ہوا لیکن اس بار سنسنی خیز جنگ کے بعد شاہین کالی آندھی کا رُخ موڑنے میں کامیاب رہے۔ ویسٹ انڈین کپتان ویوین رچرڈز نے ٹاس جیت کر بیٹنگ کا فیصلہ کیا تو ڈیسمنڈ ہینز کی 137 گیندوں پر ناقابل شکست *107 اور فِل سمنز کی 69 گیندوں پر 40 رنز کی افتتاحی باریوں نے ٹیم کا مجموعہ مقررہ 50 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 273 رنز تک پہنچانے کی مضبوط بنیاد فراہم کر دی۔ جیفری ڈیوجن 28، رچی رچرڈسن 27 اور ویوین رچرڈز 21 رنز کے ساتھ دیگر نمایاں بیٹسمین رہے جبکہ 26 رنز ایکسٹراز کے کھاتے میں ویسٹ انڈیز کے حصے میں آئے۔ عمران خان نے 9 اوورز میں 47 رنز دے کر 3 وکٹیں اپنے نام کیں جبکہ اکرم رضا اور مشتاق احمد کے حصے میں ایک ایک وکٹ آئی۔ پاکستان کی طرف سے جوابی اننگز میں 3 رنز بنانے والے عامر ملک 4 کے مجموعی اسکور پر ہی دھوکہ دے گئے جس کے بعد رمیز راجہ 35 اور اعجاز احمد 56 نے ٹیم کو سہارا دیا۔ چوتھے نمبر پر آنے والے جاوید میانداد نے بھی 17 رنز کے ساتھ اپنا حصہ ڈالا لیکن اس کے لیے انہوں نے 36 گیندوں کا سہارا لیا۔ سلیم ملک نے ایک بار پھر 62 گیندوں پر ایک چھکے اور چھ چوکوں کی مدد سے 71 رنز بنا کر اپنی ٹیم کو مشکلات سے نکالا۔ کپتان عمران خان ایک اینڈ پر ڈٹے کھڑے تھے جن کا ساتھ اکرم رضا نے 30 گیندوں پر 19 رنز بنا کر دیا۔ آخری اوور میں پاکستان کو فتح کے لیے 4 گیندوں پر 5 رنز درکار تھے جب عمران کے ڈبل لینے کی کوشش میں اکرم رضا رن آؤٹ ہو گئے۔ اگلی گیند پر ایک رن بنا تو نئے آنے والے وسیم اکرم اسٹرائیک پر آئے۔ اس موقع پر پاکستان کو فتح کے لیے 2 گیندوں پر 3 رنز درکار تھے۔ وسیم اکرم نے پہلی بال پر ہی ویسٹ انڈین کپتان ویوین رچرڈز کو مڈ آن کے اوپر سے ایک بلند و بالا چھکے سے نواز کر 4 وکٹوں سے فتح پاکستان کی جھولی میں ڈال دی۔ بینجمن کے حصے میں 2 جبکہ والش اور امبروز کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔ 75 گیندوں پر ناقابل شکست *55 رنز اسکور کرنے والے پاکستانی کپتان مین آف دی میچ کے علاوہ ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی اور فاتح ٹرافی کے حقدار قرار پائے جو بھارت کی زمین پر ایک تاریخی کامیابی تھی۔

ٹوئنٹی ٹوئنٹی کلب چیمپئن شپ 2005ء۔ انگلینڈ

2003ء کے انگلش ڈومیسٹک سیزن میں پہلی بار باقاعدہ طور پر شامل ہونے والے بیس اوورز

فی اننگز پر مشتمل کرکٹ مقابلوں نے کچھ عرصے میں بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان بنانا شروع کی تو اگلے دو سالوں میں یہ کھیل سری لنکا، پاکستان اور جنوبی افریقہ کے ڈومیسٹک سیزن میں بھی اپنا رنگ جما چکا تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی ابھی آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ویسٹ انڈیز کی ڈومیسٹک کرکٹ ان مقابلوں کی لذت سے نا آشناء تھی اور ورلڈ ٹی ٹوئنٹی یا چیمپئنز لیگ ٹی ٹوئنٹی کا خیال ابھی تک شاید کسی کے دماغ میں بھی نہ آیا تھا جب ستمبر 2005ء میں انگلینڈ کی ڈومیسٹک سیزن کی دونوں فائنلسٹ ٹیموں سمرسٹ سیبرز (فاتح) اور لیسٹر شائر فوکسس (رنرز اپ) کے علاوہ سری لنکن ڈومیسٹک چیمپئن چیلاؤ ماریز، جنوبی افریقی ڈومیسٹک چیمپئن ٹائٹنز اور 05-2004ء کے سیزن میں ABN-AMRO کپ جیتنے والی پہلی پاکستانی ڈومیسٹک ٹوئنٹی ٹوئنٹی چیمپئن فیصل آباد وولفز کو ملا کر ایک انٹرنیشنل ٹوئنٹی ٹوئنٹی کلب چیمپئن شپ کھیلی گئی۔ اس ایونٹ میں شامل ایک چھٹی ٹیم پروفیشنل کرکٹرز ایسوسی ایشن (PCA) ماسٹرز الیون بھی تھی جس میں کرس گیل جیسے خطرناک کھلاڑی سمیت بھارت، انگلینڈ اور دیگر ممالک کے نئے ابھرتے ہوئے اور پرانے کھلاڑیوں کا امتزاج شامل تھا۔ 15 سے 17 ستمبر 2005ء تک لیسٹر شائر کاونٹی کرکٹ کلب کی میزبانی میں جاری رہنے والے ان مقابلوں میں چھ ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا جہاں نوید لطیف کی قیادت میں پاکستان کی پہلی ڈومیسٹک ٹوئنٹی ٹوئنٹی چیمپئن ٹیم فیصل آباد وولفز کو لیسٹر شائر فوکسس اور سمرسٹ سیبرز کے ساتھ گروپ A میں رکھا گیا۔

ایونٹ کے پہلے روز ہونے والے تینوں مقابلے بارش کی نذر ہو گئے جہاں فاتح کا فیصلہ بال آؤٹ کے ذریعے کیا گیا۔ فیصل آباد وولفز اور لیسٹر شائر کے مقابلے میں میزبانوں نے فیصل آباد وولفز کو 5-3 سے شکست دے کر 2 پوائنٹس اپنے نام کیے۔ اگلے روز یعنی 16 ستمبر کو سمرسٹ سیبرز کے خلاف فیصل آباد نے گزشتہ روز کا غصہ نکالتے ہوئے 30 رنز کی فتح کے ساتھ سیمی فائنل تک رسائی کی امیدوں کو زندہ رکھا۔ ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرنے والی انگلش سیزن کی چیمپئن ٹیم کو فیصل آباد وولفز نے ادھیڑ کر رکھتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 207 رنز کا مجموعہ داغ دیا۔ محمد حفیظ 35 گیندوں پر 6 چھکوں اور 6 چوکوں کے ساتھ 79 رنز بنا کر ٹاپ اسکورر رہے۔ اعجاز احمد جونیئر 24 گیندوں پر 40، آصف حسین 32 گیندوں پر نسبتاً سست رفتار 30 اور محمد سلمان 24 گیندوں پر 40 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ سمرسٹ کی ٹیم نے جوابی اننگز میں کپتان ایان بلیک ویل کے 48 گیندوں پر 82 اور جان فرانسس کے 28 گیندوں پر 41 رنز کی مزاحمت کی بدولت 19.4 اوورز میں 177 رنز تک ہی رسائی حاصل کی لیکن ان دو بیٹسمینوں کے علاوہ کوئی دیگر کھلاڑی دوہرے ہندسے میں بھی داخل نہ ہو سکا اور مقررہ اوورز سے 2 گیندیں قبل ہی پوری ٹیم آؤٹ ہو کر 30 رنز کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ فیصل آباد کی بیٹنگ کے ہیرو محمد حفیظ نے باؤلنگ میں بھی 23 رنز کے عوض 3 وکٹیں لے کر مین آف دی میچ کا اعزاز حاصل کیا۔ عمران خالد اور سمیع اللہ خان نے 2,2 وکٹیں اپنے نام کیں۔ احمد حیات اور سعید اجمل کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔

17 ستمبر کو ایونٹ کے دوسرے سیمی فائنل مقابلے میں PCA ماسٹرز الیون، فیصل آباد وولفز کے مدمقابل آئی جس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 138 رنز بنائے۔ رابن سنگھ 31 گیندوں پر 38 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے جن کے بعد ماسٹرز کی اننگز

کا دوسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 24 رنز تھا۔ پارتھیو پٹیل 17، روہن گواسکر 14، کرس گیل 11 اور کپتان مارٹن بال *10 رنز کے ساتھ دوہرے ہندسے تک پہنچنے والے دیگر بیٹسمین تھے۔ فیصل آباد وولفز کی طرف سے عمران خالد اور سمیع اللہ نے 15,15، محمد حفیظ نے 25 اور سعید اجمل نے 40 رنز کے عوض 2,2 وکٹیں حاصل کیں۔ احمد حیات کے حصے میں ایک وکٹ آئی۔ 139 رنز کے تعاقب میں فیصل آباد وولفز کا آغاز بھی کچھ اچھا نہ تھا کیونکہ دوسرے اوور میں 3 کے مجموعی اسکور پر محمد حفیظ اور آصف حسین کی واپسی ہو چکی تھی۔ اس موقع پر کپتان نوید لطیف نے 25 گیندوں پر 36 رنز بناتے ہوئے 18 گیندوں پر 29 رنز بنانے والے اوپنر عبدالمنان کے ساتھ مل کر اپنی ٹیم کو سہارا دیا۔ ان دونوں بیٹسمینوں کی واپسی کے بعد 27 گیندوں پر *28 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے وکٹ کیپر محمد سلمان نے فیصل آباد کی ٹیم کو بالآخر مقررہ 20 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 142 رنز تک رسائی دلا کر فائنل میں پہنچا دیا۔ عمران خالد نے 13 اور اعجاز احمد جونیئر نے 12 رنز کے ساتھ فتح میں اپنا حصہ ڈالا جبکہ اختتامی لمحات میں توقیر حسین کے ناقابل شکست *7 رنز کے علاوہ احمد حیات کے 6 رنز بھی بہت اہمیت کے حامل رہے، جن کی بدولت فیصل آباد نے آخری گیند پر مطلوبہ ہدف حاصل کر لیا۔ کرس گیل کی 4 اوورز میں صرف 13 رنز کے بدلے 3 وکٹوں کی کارکردگی ان کی ٹیم کے کسی کام نہ آ سکی۔ محمد سلمان میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔

17 ستمبر کو ہی ایونٹ کے فائنل مقابلے میں فیصل آباد وولفز کے مدمقابل سری لنکن چیمپئن چیلاؤ ماریز کرکٹ کلب کی ٹیم اتری جس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 19.5 اوورز میں 132 رنز پر تمام وکٹیں کھو دیں۔ نیمیش پریرا 33 گیندوں پر 37 رنز کے ساتھ ٹیم کے ٹاپ اسکورر رہے۔ ایشان متالف 10 گیندوں پر 25 رنز بنا کر دوسرے نمبر پر رہے جن کے بعد تیسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 24 رنز تھے۔ کپتان ہسانتھا فرنینڈو 20 اور گجا نائیکے 14 رنز کے ساتھ دوہرا ہندسہ عبور کرنے والے دیگر بیٹسمین رہے۔ سعید اجمل نے 25 جبکہ احمد حیات نے 29 رنز کے بدلے 2,2 وکٹیں حاصل کیں۔ سمیع اللہ خان، محمد حفیظ اور عمران خالد کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔ فیصل آباد وولفز کی ٹیم نے مطلوبہ ہدف 18.1 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔ کپتان نوید لطیف نے ذمہ دارانہ اننگز کھیلتے ہوئے 33 گیندوں پر 3 چھکوں کی مدد سے ناقابل شکست *45 رنز بنا کر اپنی ٹیم کو منزل مقصود تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ محمد حفیظ کی 23 گیندوں پر 31 اور آصف حسین کی 26 گیندوں پر 25 رنز کی اننگز نے بھی فتح کے حصول میں نمایاں کردار ادا کیا۔ نیمیش پریرا کی 21 رنز کے عوض 3 وکٹوں کی کارکردگی بھی پاکستانی ڈومیسٹک چیمپئن فیصل آباد وولفز کو فتح کے حصول سے نہ روک سکی جس نے عالمی سطح پر کسی بھی نوعیت کا پہلا ٹوئنٹی ٹوئنٹی ٹائٹل اپنے نام کر کے مختصر فارمیٹ کا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ

بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ قوتِ بصارت سے متاثرہ افراد پر مشتمل ٹیموں کا عالمی مقابلہ ہے۔ بلائنڈ کرکٹ کا آغاز 1922ء میں آسٹریلیا سے ہوا۔ 1996ء میں ورلڈ بلائنڈ کرکٹ کونسل کا قیام عمل میں آیا جس

کے تحت 1998ء میں بھارت کے شہر نئی دلی میں چالیس اوورز فی اننگز پر مشتمل مقابلوں کا پہلا بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ منعقد ہوا۔ 2000ء میں بلائنڈ کرکٹ کی تاریخ کا پہلا ٹیسٹ میچ پاکستان اور جنوبی افریقہ کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا جس میں پاکستان کی ٹیم 94 رنز سے فاتح رہی۔ ایک روزہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں کے اب تک پانچ ایڈیشنز منعقد ہو چکے ہیں جہاں پاکستانی ٹیم تمام مقابلوں کے فائنلز تک رسائی حاصل کرنے والی واحد ٹیم ہے۔ 1998ء میں بھارت کے شہر دہلی میں منعقدہ افتتاحی بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل میں پاکستان کو جنوبی افریقہ سے شکست ہوگئی لیکن 2002ء میں چنائی میں منعقدہ دوسرے ایڈیشن کے فائنل میں پاکستان نے جنوبی افریقہ ہی کو فائنل میں شکست دے کر اپنا بدلہ لے لیا۔ 2006ء میں اسلام آباد میں منعقدہ تیسرے بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں میں بھی پاکستانی ٹیم نے فائنل میں بھارت کو شکست دے کر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا جس کے بعد 2014ء میں کیپ ٹاؤن اور 2018ء میں شارجہ میں ہونے والے فائنل مقابلوں میں پاکستانی ٹیم بھارت سے شکست کھا گئی۔ ٹی ٹوئنٹی فارمیٹ میں بھی اب تک منعقدہ دو ورلڈ چیمپئن شپ مقابلے اور ایک ایشیاء کپ مقابلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان فائنل میں بھارت کی فتح پر اختتام پذیر ہوا۔ 2012ء میں افتتاحی ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کے فائنل کی صبح میزبان بھارت کا گھناؤنا چہرہ اس وقت مزید مکروہ ہو کر سامنے آیا جب پاکستانی کپتان ذیشان عباسی کو دھوکے سے ٹوائلٹ صاف کرنے والا تیزاب پلا کر موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا کر دیا گیا۔ ہر قیمت پر جیت حاصل کرنے کا جنون رکھنے والی بھارتی سوچ کی عکاسی کرتی ہوئی یہ گھٹیا ترین حرکت تھی جس نے شرفاء کے کھیل کی اس سطح کو بھی نہ بخشا اور پاکستان دشمنی میں ذلت کی آخری حدوں تک گر کر شرمناک جیت حاصل کر لی۔ ذیل میں بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ میں پاکستانی فتوحات کا مختصر احوال پیشِ خدمت ہے۔

دوسرا بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ 2002ء۔ بھارت

بھارت کے شہر چنائی کے سینٹرل پولی ٹیکنیک انڈیا پسٹنز گراؤنڈ پر 5 دسمبر 2002ء کو پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم نے دوسرے ایک روزہ پیٹرو بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ میں اپنے فاتحانہ سفر کا آغاز سری لنکن بلائنڈ کرکٹ ٹیم کے خلاف 19 رنز کی فتح کے ساتھ کیا۔ پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 34 اوورز میں 224 رنز بنا کر آؤٹ ہوگئی۔ اوپنر سلمان الٰہی 36 گیندوں پر 52 رنز کے ساتھ نمایاں بیٹسمین رہے۔ محمد نواز نے 72 گیندوں پر 38 جبکہ عامر اشفاق نے 36 گیندوں پر 34 رنز بنائے۔ دسویں نمبر پر آنے والے وکٹ کیپر طارق سیموئیل نے 25 گیندوں پر 23 رنز بنا کر ٹیم کی ایک بہتر ٹوٹل تک رسائی ممکن بنائی۔ سری لنکا کی طرف سے چندانے کمارا 37 رنز دے کر 3 وکٹوں کے ساتھ کامیاب باؤلر رہے۔ 225 رنز کے تعاقب میں نکلنے والی سری لنکن بلائنڈ کرکٹ ٹیم کو پاکستانی باؤلرز نے 37.5 اوورز میں صرف 205 رنز پر پھانس لیا۔ 59 گیندوں پر 44 رنز بنانے والے سری لنکن اوپنر سانتھا راجہ پکشے کے بعد ٹیم کا دوسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 39 رنز تھے۔ کپتان چندانے کمارا نے بھی 39 گیندوں پر 32 رنز بنا کر مزاحمت کی کوشش کی لیکن اپنی ٹیم کو کامیابی سے ہمکنار نہ کروا سکے۔ پاکستان کی طرف سے عامر اشفاق اور علی گوہر نے 2,2 جبکہ عبدالرزاق، سلمان الٰہی اور محمد شہباز نے ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ سلمان اپنی بہترین

کارکردگی پر مین آف دی میچ قرار پائے۔

7دسمبر 2002ء کو پاکستان اور جنوبی افریقہ کی بلائنڈ ٹیموں کے مابین طے شدہ ایونٹ کا ساتواں مقابلہ شدید بارش کے باعث شروع نہ ہو سکا جس کے لیے بعد میں نئی تاریخ کا تعین کیا گیا۔

8دسمبر 2002ء کو اپنے دوسرے میچ میں پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم روایتی حریف بھارت کے مدمقابل آئی۔ سی پی ٹی انڈیا پسٹرز گراؤنڈ چنائی پر کھیلے گئے اس مقابلے میں شاہینوں نے میزبان حریفوں کو31رنز سے شکست دے کر ایونٹ میں اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ بھارتی بلائنڈ ٹیم نے ٹاس جیت کر مہمانوں کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی جس کے جواب میں پاکستانی ٹیم نے 39.5 اوورز میں258رنز کا مجموعہ اسکور بورڈ پر سجایا۔ محمد فیاض 69 گیندوں پر67رنز کے ساتھ سرفہرست رہے۔ عامر اشفاق نے 67 گیندوں پر45،محمد نواز نے22 گیندوں پر36اور اشرف بھٹی نے32 گیندوں پر30رنز کے ساتھ اپنا حصہ ڈالا جبکہ39اضافی رنز کی مدد بھی پاکستان کے مجموعی اسکور میں شامل رہی۔ بھارت کی طرف سے ناگا مہیش نے17رنز دے کر2وکٹیں حاصل کیں۔259رنز کے ہدف کے تعاقب میں بھارتی ٹیم 35.4 اوورز میں 227رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی۔ 95رنز پر6وکٹیں کھونے کے بعد ساتویں وکٹ کی شراکت میں 65 گیندوں پر52رنز بنانے والے وشال کمار اور 47 گیندوں پر43رنز بنانے والے سوشیل گورو نے 58رنز جوڑ کر اپنی ٹیم کو سہارا دیا۔ 30ویں اوور میں محمد وقاص نے سوشیل گورو کو شارق یٰسین کے ہاتھوں کیچ کروا کر اس پارٹنر شپ کا خاتمہ کیا۔ 37ایکسٹراز کی مدد بھی بھارت کا مجموعہ 227 سے آگے نہ لے جا سکی جو اپنے ہی ہوم گراؤنڈ پر31رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ پاکستان کی طرف سے محمد وقاص نے27رنز دے کر2 جبکہ سلمان الٰہی اور شہباز نے ایک ،ایک وکٹ حاصل کی۔ 6بھارتی کھلاڑی پاکستان کی بہترین فیلڈنگ کے باعث رن آؤٹ ہوئے۔ محمد فیاض کو بہترین کارکردگی کی بنا پر مین آف دی میچ قرار دیا گیا۔

9دسمبر 2002ء کو گرونانک کالج گراؤنڈ چنائی میں ایونٹ کے اپنے تیسرے میچ میں پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم کو انگلش ٹیم کے خلاف59رنز کی شکست کا بار اٹھانا پڑا۔ ٹاس جیت کر پہلے فیلڈنگ کرنے کا فیصلہ پاکستانی کپتان عبدالرزاق کے لیے ایک بھیانک خواب ثابت ہوا کیونکہ9رنز پر ابتدائی2وکٹیں کھونے کے باوجود انگلینڈ کی ٹیم نے مقررہ40اوورز میں5وکٹوں کے نقصان پر432رنز کا پہاڑ کھڑا کر دیا۔ نیتھن فوئے 125 گیندوں پر232رنز بنا کر ٹاپ اسکورر رہے جبکہ ٹموتھی گوڑیج نے63 گیندوں پر102رنز بنا کر ان کا ساتھ نبھایا۔ عامر اشفاق نے94رنز دے کر2 جبکہ محمد وقاص نے82رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔433رنز کے بھاری بھرکم ٹارگٹ کے جواب میں اشرف بھٹی کے 83 گیندوں پر ناقابل شکست *109، طارق سیموئیل کے 42 گیندوں پر76،سلمان الٰہی کے 39 گیندوں پر56اور محمد شہباز کے 38 گیندوں پر50رنز کے باوجود پاکستانی ٹیم مقررہ 40اوورز میں7وکٹوں کے نقصان پر373رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی اور59رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ مین آف دی میچ نیتھن فوئے نے بیٹنگ کے بعد باؤلنگ میں بھی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے75رنز دے کر2وکٹیں حاصل کیں۔

10دسمبر 2002ء کو گرونانک کالج کرکٹ گراؤنڈ پر شاہینوں نے کینگروز کو پچھاڑ کر سیمی فائنل

تک رسائی کے امکانات کو تقریباً یقینی بنا لیا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی پاکستانی ٹیم کے بیٹسمینوں نے کپتان کے فیصلے کی لاج رکھتے ہوئے 40 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 369 رنز کا مجموعہ کھڑا کر دیا۔ اشرف بھٹی 84 گیندوں پر 96 اور محمد فیاض 60 گیندوں پر 77 رنز کے ساتھ نمایاں رہے لیکن ٹیم کا سب سے بڑا انفرادی ٹوٹل 98 ایکسٹراز کی صورت میں سامنے آیا۔ آسٹریلیا کی طرف سے ریمنڈ موز لے اور پیٹر رابنسن نے 2,2 وکٹیں حاصل کیں۔ 370 رنز کے تعاقب میں آسٹریلوی ٹیم مقررہ 40 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 304 رنز تک ہی رسائی حاصل کر سکی۔ نِک ہائیڈر نے 94 گیندوں پر *107 ناٹ آؤٹ جبکہ میتھیو ہارسے نے 79 گیندوں پر 90 رنز اسکور کیے۔ 64 ایکسٹراز کی مدد بھی آسٹریلیا کو 65 رنز کی شکست سے نہ بچا سکی۔ پاکستان کی طرف سے محمد وقاص نے 2 اور عامر اشفاق نے 1 وکٹ حاصل کی۔ اشرف بھٹی میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔

11 دسمبر 2002ء کو سدرن پیٹرو کرکٹ گراؤنڈ پر ایونٹ کے ری شیڈول میچ میں پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم نے جنوبی افریقن بلائنڈ کرکٹ ٹیم کو 61 رنز سے شکست دے کر سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ جنوبی افریقہ نے ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے بیٹنگ کرنے کی دعوت دی۔ طارق سیموئیل کے 119 گیندوں پر 131، اشرف بھٹی کے 42 گیندوں پر 42 اور 46 ایکسٹراز کی مدد سے پاکستانی ٹیم نے 40 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 301 رنز تک رسائی حاصل کر لی۔ ارنسٹ کونراڈیئے اور پاولس پرنس کے حصے میں آنے والی ایک، ایک وکٹ کے علاوہ دیگر 6 پاکستانی کھلاڑی رن آؤٹ ہوئے۔ 302 رنز کے ہدف کے تعاقب کے لیے میدان میں اترنے والی جنوبی افریقن ٹیم کو پاکستانی باؤلرز نے 40 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 240 رنز تک ہی محدود رکھا۔ ارنسٹ کونراڈیئے 102 گیندوں پر 70 اور نیتھن میئر 49 گیندوں پر 47 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ جنوبی افریقہ کا تیسرا بڑا اسکور ایکسٹراز کے 42 رنز تھا۔ محمد وقاص اور عامر اشفاق نے پاکستان کی طرف سے ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔ جنوبی افریقی ٹیم کے دیگر 4 کھلاڑی بھی رن آؤٹ ہوئے۔ وکٹ کیپر بیٹسمین طارق سیموئیل کو میچ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

12 دسمبر 2002ء کو سینٹرل پولی ٹیکنیک انڈیا پسٹز گراؤنڈ چنائی پر دوسرے ایک روزہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے سیمی فائنل مقابلے میں پاکستانی بلائنڈ کرکٹ ٹیم نے اسے ایونٹ میں واحد شکست سے دوچار کرنے والی انگلینڈ کی بلائنڈ کرکٹ ٹیم کو 111 رنز کی بھاری بھرکم شکست سے روندتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل تک رسائی حاصل کی۔ پاکستانی کپتان عبدالرزاق نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا جسے پاکستانی بیٹسمینوں نے درست ثابت کر دکھایا۔ عامر اشفاق کے 59 گیندوں پر 87، اشرف بھٹی کے 60 گیندوں پر 83 اور طارق سیموئیل کے 51 گیندوں پر 76 رنز کی باریوں نے دیگر بیٹسمینوں کی مدد سے مقررہ 40 اوورز میں 8 وکٹوں پر 393 رنز کا مجموعہ کھڑا کر دیا۔ انگلینڈ کی طرف سے ٹموتھی گوٹریج 2 وکٹوں کے ساتھ نمایاں باؤلر رہے۔ پہاڑ جیسے ہدف کے تعاقب میں اننگز کی پہلی گیند پر پہلی وکٹ کھونے والی برطانوی ٹیم 32.5 اوورز میں 282 رنز پر ہی ہمت ہار گئی۔ ٹموتھی گوٹریج کی 64 گیندوں پر 104 رنز کی مزاحمت بھی انہیں مین آف دی میچ کا اعزاز دلوانے کے سوا دیگر کسی کام نہ

آسکی۔ نیتھن فوئے کے 24 گیندوں پر 40 اور کپتان ایڈم بینجمن کے 49 گیندوں پر 43 رنز بھی انگریز ٹیم کی شکست کو نہ ٹال سکے۔ پاکستان کی طرف سے کپتان عبدالرزاق اور سلمان الٰہی نے 2,2 جبکہ محمد وقاص اور عامر اشفاق نے ایک، ایک وکٹ حاصل کی۔

14 دسمبر 2002ء کو چنائی کے ایم۔اے چدم برم اسٹیڈیم میں گزشتہ ورلڈ کپ کی فائنلسٹ پاکستان اور جنوبی افریقہ کی بلائنڈ کرکٹ ٹیمیں دوسرے ایک روزہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل معرکے میں ایک مرتبہ پھر آمنے سامنے آئیں جہاں پاکستانی کپتان عبدالرزاق نے ٹاس جیت کر جرأت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے جنوبی افریقہ کو پہلے بیٹنگ کے لیے میدان میں اتارا۔ ابتداء میں یہ فیصلہ درست بھی ثابت ہوتا دکھائی دیا کیونکہ 86 رنز پر جنوبی افریقہ کی 5 وکٹیں گر چکی تھیں لیکن چھٹی وکٹ کی شراکت میں 67 گیندوں پر 59 رنز کرنے والے نیتھن میئر اور 50 گیندوں پر 51 رنز کرنے والے ریان لائبن برگ نے 96 رنز کی شراکت داری قائم کر کے اپنی ٹیم کو سہارا دے دیا۔ جس کے بعد وکٹ کیپر لی روکس کے 34 گیندوں پر 34 اور ایکسٹراز کے 41 رنز کی مدد سے جنوبی افریقہ کا اسکور مقررہ 40 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 255 تک پہنچ گیا۔ کپتان عبدالرزاق نے 50، محمد وقاص نے 53 اور سلمان الٰہی نے 59 رنز دے کر 2,2 وکٹیں اپنے نام کیں جبکہ عامر اشفاق کے حصے میں 39 رنز کے بدلے ایک وکٹ آئی۔

ورلڈ کپ ٹرافی تک رسائی حاصل کرنے کے لیے 256 رنز کے ہدف کا تعاقب اس وقت خطرے میں دکھائی دینے لگا جب 13.4 اوورز میں 74 کے مجموعی اسکور پر پاکستان کی ابتدائی 3 وکٹیں گر چکی تھیں جن میں سب سے بڑا انفرادی اسکور عامر اشفاق کے 19 گیندوں پر 15 رنز تھے۔ اس موقع پر پورے ٹورنامنٹ میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے محمد اشرف بھٹی نے 96 گیندوں پر 5 چوکوں کی مدد سے ناقابل شکست *87 رنز بنا کر 37.2 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کر کے نہ صرف پاکستان کی نیاّ پار لگا دی بلکہ دفاعی چیمپئن جنوبی افریقہ سے گزشتہ ورلڈ کپ فائنل کی شکست کا بدلہ بھی لے لیا۔ کپتان عبدالرزاق نے 25 گیندوں پر 30، محمد شہباز نے 23 گیندوں پر 28 اور محمد فیاض نے 23 گیندوں پر *25 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر مین آف دی میچ محمد اشرف کا ساتھ نبھایا۔ 47 اضافی رنز دینے والے جنوبی افریقی باؤلرز میں سے جوہانس کوٹزے کے حصے میں 2 جبکہ نیتھن میئر کے حصے میں ایک وکٹ آئی۔ بھارت کی زمین پر فتح کا جھنڈا لہرانے والے شاہینوں کی کامیابی پوری پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند کرنے کے لیے کافی تھی۔

تیسرا بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ 2006ء۔ پاکستان

4 سال قبل ہندوستانی میدانوں پر فتح کے جھنڈے گاڑنے والے پاکستانی شاہینوں نے اس بار اپنے دارالحکومت اسلام آباد میں کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کر لیا۔ 3 سے 16 دسمبر 2006ء تک جاری رہنے والے تیسرے بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ میں دفاعی چیمپئن پاکستان، آسٹریلیا، سری لنکا، انگلینڈ، نیوزی لینڈ، ویسٹ انڈیز، بھارت اور جنوبی افریقہ سمیت آٹھ ٹیموں نے شریک ہونا تھا لیکن گزشتہ دو بار کی فائنلسٹ

اور سابقہ ورلڈ چیمپئن جنوبی افریقہ آخری لمحات میں ٹورنامنٹ میں شریک نہ ہوئی جس کے بعد شریک ٹیموں کی تعداد کم ہو کر سات رہ گئی۔ گزشتہ ورلڈ کپ کی طرح اس بار بھی موسم نے شیڈول کو متاثر کیا جس کی وجہ سے کچھ میچوں کی تاریخوں میں ردوبدل کرنا پڑا۔

4دسمبر 2006ء کو پاکستان نے اپنے ٹائٹل کے دفاع کا سفر آسٹریلیا کو F-9 پارک کرکٹ گراؤنڈ پر 10 وکٹوں کی شکست سے نواز کر شروع کیا۔ پہلے باؤلنگ کرنے والی میزبان ٹیم نے مہمانوں کو 36 اوورز میں محض 189 رنز تک ہی محدود رکھا۔ عامر اشفاق اور محمد وقاص 2,2 وکٹوں کے ساتھ نمایاں باؤلر رہے۔ 190 رنز کے حصول کیلئے نکلنے والی پاکستانی ٹیم کے اوپنرز نے دیگر بیٹسمینوں کو زحمت دینا گوارا نہ کی اور عامر اشفاق نے ناقابل شکست *112 رنز بنا کر *67 ناٹ آؤٹ رنز بنانے والے ساتھی اوپنر طاہر علی کے ہمراہ محض 16 ویں اوور میں ہی آسٹریلیا کا قصہ تمام کر دیا اور مین آف دی میچ کے حقدار بھی ٹھہرے۔

8دسمبر 2006ء کو F-9 پارک کرکٹ گراؤنڈ پر اپنے دوسرے میچ میں شاہینوں نے تمام آدابِ میزبانی بالائے طاق رکھ کر ریکارڈ ساز کارکردگی دکھاتے ہوئے کیویز کے پر کُتر دیے۔ نیوزی لینڈ کی ٹیم پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے محض 21 رنز پر ہی ڈھیر ہو گئی۔ 22 رنز کا ہدف پاکستانی بیٹسمینوں کیلئے صرف 7 گیندوں کا کھیل ثابت ہوا۔ مین آف دی میچ عامر اشفاق نے محض 4 رنز دے کر 5 وکٹیں اپنے نام کیں۔ 6 کیوی بیٹسمین اپنی اننگز میں کیچ آؤٹ ہوئے جن میں سے 3 کیچ طارق سیموئیل کے حصے میں آئے۔

9دسمبر 2006ء کو F-9 پارک کرکٹ گراؤنڈ پر پاکستانی شاہینوں نے اپنے تیسرے میچ میں بھارتی سورماؤں کو 183 رنز سے پچھاڑ کر سیمی فائنل کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ میزبانوں نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 40 اوورز میں تمام وکٹیں کھونے کے باوجود 363 رنز کا مجموعہ اسکور بورڈ پر سجا دیا جس کا سہرا 101 رنز بنانے والے محمد اکرم کے سر رہا جو اس میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔ بڑے ہدف کے تعاقب میں پوری بھارتی ٹیم چالیسویں اوور میں 180 رنز تک ہی پہنچ کر ہمت ہار گئی جن میں راجندر ورما کے 34 رنز نمایاں تھے۔ پاکستان کی طرف سے گزشتہ میچ کے مین آف دی میچ عامر اشفاق نے 54 رنز اسکور کرنے کے علاوہ 2 وکٹیں بھی حاصل کیں اور 2 ہی وکٹیں نور قریشی کے حصے میں آئیں۔ 5 بھارتی بیٹسمین اس اننگز میں رن آؤٹ ہوئے۔

10 دسمبر 2006ء کو بارش سے متاثرہ دن میں ایونٹ کے تینوں میچ مکمل نہ ہو سکے اور تمام ٹیموں کو 2,2 پوائنٹس دے دیئے گئے۔ شالیمار کرکٹ گراؤنڈ پر اپنے چوتھے میچ میں ناقابل شکست میزبان ٹیم سری لنکا کے مقابلے پر تھی جب 27 ویں اوور میں 233 کے مجموعی اسکور پر بارش نے آن گھیرا اور میچ روکنا پڑا جسے دوبارہ شروع کرنے کی نوبت نہ آ سکی۔ عامر اشفاق نے اپنی بہترین کارکردگی کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے یہاں بھی 133 رنز اسکور کیے۔ اسی روز ان نتائج کے ساتھ ہی پاکستان اور انگلینڈ کی ٹیموں نے سیمی فائنل کے لیے بھی کوالیفائی کر لیا۔

11 دسمبر کو ایک مرتبہ پھر بارش کی مداخلت کے باعث تین میں سے دو میچوں کو بلا نتیجہ ہی ختم کرنا پڑا۔ ٹورنامنٹ کے سیمی فائنل میں پہلے سے ہی جگہ بنا لینے والی پاکستان اور انگلینڈ کی ٹیموں کا F-9 پارک

کرکٹ گراؤنڈ پر میچ بارش کے باعث شروع نہ ہو سکا۔ اگرچہ لنچ کے بعد میچ ریفری میچ شروع کروانا چاہتے تھے لیکن انگلینڈ کی ٹیم نے بارش کے باعث پھسلن کا عذر بناتے ہوئے میدان میں اترنے سے انکار کر دیا جس کے بعد دونوں ٹیموں کو 2,2 پوائنٹس دے دیئے گئے۔

12 دسمبر کو ایونٹ کے ری شیڈول میچ میں پاکستانی بلائنڈ کرکٹ ٹیم نے ویسٹ انڈیز کو شکست دے کر ایونٹ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے اپنے لیگ میچز کا اختتام کیا۔ PAF گراؤنڈ پر کھیلے گئے میچ میں ویسٹ انڈیز کی پوری ٹیم مقررہ تعداد سے 6 اوورز قبل ہی 136 رنز بنا کر آؤٹ ہوگئی۔ عامر اشفاق، محمد وقاص اور عبدالرزاق کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی جبکہ 5 وکٹیں ویسٹ انڈیز کی رن آؤٹ کی صورت میں گریں۔ جوابی اننگز میں پاکستان نے مطلوبہ ہدف 9.3 اوورز میں بنا کوئی وکٹ کھوئے حاصل کرلیا۔ مین آف دی میچ عامر اشفاق نے *76 ناٹ آؤٹ اور محمد اکرم نے *54 ناٹ آؤٹ رنز اسکور کیے۔

13 دسمبر 2006ء کو F-9 پارک پر کھیلے گئے سیمی فائنل مقابلے میں پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم نے آسٹریلیا کو بآسانی پچھاڑ کر مسلسل تیسری مرتبہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل میں پہنچنے والی پہلی ٹیم بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ٹاس پر دعوت ملنے کے بعد آسٹریلیا کی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 29.3 اوورز میں محض 99 رنز پر ہی ہمت ہار دی جس کا باعث عبدالرزاق اور عامر اشفاق کی 2,2 وکٹیں اور بہترین فیلڈنگ کے نتیجے میں ہونے والے 5 رن آؤٹ تھے۔ نِک ہائیڈر آسٹریلیا کی طرف سے 28 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے جن کے بعد رابنسن 17 جبکہ رینا کی اور کرٹنسن 12,12 رنز کے ساتھ کچھ مزاحمت کر سکے۔ پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف 17.5 اوورز میں بغیر کسی وکٹ کے نقصان کے حاصل کرلیا۔ محمد فیاض *65 ناٹ آؤٹ رنز کے ساتھ مین آف دی میچ قرار پائے۔ نور قریشی نے *26 ناٹ آؤٹ رنز بنا کر ان کا ساتھ نبھایا۔

16 دسمبر 2006ء کو تیسرے ایک روزہ بلائنڈ کرکٹ ورلڈ کپ کے پنڈی کرکٹ اسٹیڈیم میں منعقدہ فائنل مقابلے میں پاکستانی شاہینوں نے روایتی حریف بھارت کو سات وکٹوں سے شکست کا تحفہ دے کر اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کیا اور مسلسل تیسرے ورلڈ کپ کا فائنل کھیلنے کے علاوہ دو بار ورلڈ کپ جیتنے والی پہلی ٹیم بننے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ بھارتی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 40 اوورز میں سات وکٹوں کے نقصان پر 225 رنز بنائے جن میں سبھاش بھوئیا کے 54 رنز سب سے بڑا اسکور تھا۔ پاکستانی ٹیم نے ایک مرتبہ پھر بہترین فیلڈنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھ بھارتی کھلاڑیوں کو رن آؤٹ کیا۔ مسلسل دوسری مرتبہ وکٹری اسٹینڈ پر قبضے کے لیے 226 رنز کا ہدف پاکستان کے لیے 29.2 اوورز کا کھیل ثابت ہوا جس کے لیے صرف تین وکٹوں کی قربانی کافی رہی۔ مین آف دی میچ نور قریشی *102 ناقابل شکست رنز کے ساتھ پاکستانی بیٹنگ کے ہیرو رہے جن کا ساتھ محمد اکرم نے 62 رنز بنا کر نبھایا۔ عامر اشفاق کو B-1 کیٹیگری میں ٹورنامنٹ کے بہترین آل راؤنڈر، کپتان عبدالرزاق کو B-2 کیٹیگری کے بہترین باؤلر جبکہ محمد فیاض کو B-3 کیٹیگری کے بہترین فیلڈر کے اعزاز سے نوازا گیا۔ گزشتہ ایڈیشن میں بھارتی میدانوں کو فتح کرنے والی پاکستانی بلائنڈ کرکٹ ٹیم کے کپتان عبدالرزاق نے اس بار اپنے میدانوں پر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے مسلسل دوسری مرتبہ ورلڈ کپ ٹرافی وصول کر کے ایک بار پھر قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

ڈیف انٹرنیشنل کرکٹ کونسل چیمپئن شپ 2016۔ دبئی

قوتِ سماعت سے متاثرہ افراد کا پہلا ٹیسٹ میچ 1992ء میں آسٹریلیا اور انگلینڈ کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا۔ 96-1995ء میں ڈیف انٹرنیشنل کمیٹی کے زیر انتظام آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں پہلے ایک روزہ ڈیف کرکٹ ورلڈ کپ کا انعقاد ہوا جہاں میزبان آسٹریلیا نے ہی کامیابی حاصل کی۔ 2005ء میں بھارت کے شہر لکھنؤ میں دوسرے ڈیف کرکٹ ورلڈ کپ کا انعقاد ڈیف کرکٹ انٹرنیشنل فیڈریشن کے تحت ہوا جہاں کامیابی میزبان بھارت کے حصے میں آئی۔ 2007ء میں بھارت کے شہر ممبئی میں پہلا ایک روزہ ڈیف ایشیاء کپ منعقد ہوا جس میں پاکستان کی ٹیم فاتح رہی۔ 2012ء میں لاہور میں منعقدہ دوسرے ایشیاء کپ میں پاکستان نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا جس کے بعد 2015ء میں لاہور میں ہی منعقد ہونے والے پہلے ٹی ٹوئنٹی ایشیاء کپ میں بھی پاکستان کی ٹیم فاتح رہی۔ مارچ 2016ء میں ڈیف انٹرنیشنل کرکٹ کونسل کے زیر انتظام آئی سی سی اکیڈمی دبئی میں پچاس اوورز فی اننگز پر مشتمل ایک ٹورنامنٹ DICC کرکٹ چیمپئن شپ کے نام سے منعقد ہوا جس میں پاکستان، جنوبی افریقہ، انگلینڈ اور بھارت کی ٹیموں نے شرکت کی۔ اس ٹورنامنٹ کو تیسرے ڈیف عالمی کپ کا درجہ بھی حاصل ہے جہاں پاکستان کی ٹیم نے کامیابی اپنے نام کی۔

9 سے 14 مارچ 2016ء تک آئی سی سی کرکٹ اکیڈمی دبئی پر منعقدہ اس DICC کرکٹ چیمپئن شپ میں شریک چاروں ٹیموں کو راؤنڈ رابن مرحلے میں ایک دوسرے کے مدمقابل آنا تھا جس کے بعد پوائنٹس ٹیبل پر ٹاپ کرنے والی دو ٹیمیں فائنل مقابلے کے لیے اہل قرار پاتیں۔ 9 مارچ کو انٹرنیشنل کرکٹ اکیڈمی اوول ٹو پر پاکستان اور بھارت کی ٹیموں کا میچ بارش کی مداخلت کے باعث واش آؤٹ ہو گیا جس کے نتیجے میں دونوں ٹیموں کو ایک ایک پوائنٹ کا حقدار قرار دیا گیا۔ 10 مارچ کو اپنے دوسرے میچ میں پاکستانی ٹیم انگلینڈ کے ہاتھوں 16 رنز کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ انگلینڈ کی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان کو 192 رنز کا ہدف دیا لیکن پاکستان کی پوری ٹیم جواب میں 175 رنز پر ہی ہمت ہار گئی۔ 12 مارچ کو راؤنڈ رابن مرحلے کے آخری دن پاکستان کو فائنل میں پہنچنے کے لیے نہ صرف جنوبی افریقہ کو شکست دینی تھی بلکہ اسی روز منعقدہ بھارت اور انگلینڈ کے درمیان مقابلے کے نتیجے کا انتظار بھی کرنا تھا جہاں بھارت کو نہ صرف شکست ضروری تھی بلکہ اس کے بعد بھی پاکستان اور بھارت کے درمیان فائنل میں جانے والی ٹیم کا فیصلہ رن ریٹ پر ہوتا۔ پاکستان نے اپنے میچ میں جنوبی افریقہ کو 4 وکٹوں سے پچھاڑ کر فائنل میں پہنچنے کی امید کو زندہ رکھا۔ جنوبی افریقی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 172 رنز اسکور کیے جس کے جواب میں پاکستانی ٹیم نے رن ریٹ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مطلوبہ ہدف اٹھائیسویں اوور میں 6 وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔ عدنان 55 اور نوید قمر 51 رنز کے ساتھ نمایاں اسکورر رہے۔ دوسری طرف بھارت اور انگلینڈ کے درمیان کھیلے گئے میچ میں بھارت نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے انگلینڈ کو 241 رنز کا ٹارگٹ دیا لیکن اس کے دفاع کے لیے فیلڈ میں اترنے والے بھارتیوں نے ہمیشہ سے اسپورٹس مین سپرٹ کے منافی حرکات کر کے کھیلوں کے میدانوں کو داغدار کرنے کی تاریخ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رکھا اور دھوکے بازی سے فیلڈ میں

سماعت کے لیے مدد دینے والی ڈیوائسز کا استعمال شروع کر دیا۔ بھارتیوں کی اس گھٹیا حرکت کا علم ہونے پر امپائرز نے کھیل روک دیا جس کے بعد انگلینڈ کی ٹیم کو فاتح قرار دے دیا گیا اور بھارت بے آبرو ہو کر ٹورنامنٹ سے باہر ہو گیا۔

14 مارچ کو ایونٹ کے فائنل مقابلے میں پاکستان اور انگلینڈ کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں جہاں انگلینڈ کی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 50 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 225 رنز بنائے۔ اُمیش 63، کرانتش 56 اور ایلین 45 رنز کے ساتھ نمایاں اسکورر رہے۔ پاکستان کی طرف سے شکیل نے 44 رنز دے کر 3 جبکہ عدنان نے 45 رنز دے کر دو وکٹیں حاصل کیں۔ پاکستانی ٹیم نے جوابی اننگز میں مطلوبہ ہدف 48.4 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے 3 وکٹوں سے فتح اپنے نام کی۔ وقاص 76 اور ذکاء احمد 69 رنز کے ساتھ نمایاں اسکورر رہے جبکہ نوید قمر نے *22 ناقابل شکست رنز کے ساتھ اپنی ٹیم کو وکٹری اسٹینڈ پہ قبضہ دلانے میں اپنا حصہ ڈالا اور ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی بھی قرار پائے۔

آئی سی سی اکیڈمی فزیکلی ڈس ایبلڈ ٹی ٹوئنٹی ٹورنامنٹ 2016ء۔ دبئی

ستمبر 2015ء میں بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس کے زیر انتظام فزیکلی ڈس ایبلڈ کھلاڑیوں کا ایک ٹی ٹوئنٹی ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا جس میں پاکستان، انگلینڈ، بھارت، بنگلہ دیش اور افغانستان کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ یہ اس نوعیت کا پہلا ٹورنامنٹ تھا جسے جسمانی طور پر متاثرہ کھلاڑیوں کے عالمی کپ کا درجہ حاصل ہوا۔ اس ٹورنامنٹ کے فائنل میں انگلینڈ نے پاکستان کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ اگلے سال آئی سی سی اکیڈمی کے زیر نگرانی دبئی اسپورٹس سٹی اسٹیڈیم میں ایک مرتبہ پھر اسی نوعیت کا ٹورنامنٹ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں انہی پانچ ٹیموں کو شریک رکھا جانا تھا لیکن 19 سے 25 اکتوبر 2016ء تک جاری رہنے والے اس ایونٹ میں بھارت اور افغانستان کی ٹیمیں مالی مسائل کا بہانہ بنا کر شریک نہ ہوئیں جس کے بعد یہ ٹورنامنٹ پاکستان، بنگلہ دیش اور دفاعی چیمپئن انگلینڈ کی موجودگی میں ہی کھیلا گیا۔ ابتدائی مرحلے میں ہر ٹیم دو دو مرتبہ ایک دوسرے کے مدمقابل آئی جہاں پاکستانی ٹیم کو اپنے پہلے میچ میں دفاعی چیمپئن انگلینڈ سے شکست ہو گئی۔ انگلینڈ فزیکلی ڈس ایبلڈ ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 170 رنز بنائے۔ فلین 52 گیندوں پر 76 اور نائرن 40 گیندوں پر *69 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ عبداللہ اعجاز نے 26 رنز دے کر 3 وکٹیں حاصل کیں جبکہ نہار عالم کے حصے میں ایک وکٹ آئی۔ پاکستان فزیکلی ڈس ایبلڈ ٹیم جوابی اننگز میں مقررہ 20 اوورز کے دوران 8 وکٹیں کھو کر 149 رنز ہی بنا سکی۔ ریحان مرزا نے 24 گیندوں پر 50 اور نہار عالم نے 21 گیندوں پر *29 رنز بنائے لیکن ان کی یہ کارکردگی ان کی ٹیم کو 21 رنز کی شکست سے نہ بچا سکی۔ فلین، مکاڈ اور بریجس کے حصے میں 2,2 وکٹیں آئیں۔

دوسرے میچ میں پاکستان نے بنگلہ دیش کو 35 رنز سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں اپنا کھاتہ کھولا۔ پاکستان ڈس ایبلڈ ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 7 وکٹوں کے نقصان پر 140

رنز بنائے۔ ریحان غنی35 گیندوں پر45،حسنین عالم23 گیندوں پر24، عادل عباسی20 گیندوں پر22اور نہار عالم24 گیندوں پر22رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔بنگلہ دیشی ٹیم جواب میں 19.5 اوورز میں105رنز پر آل آؤٹ ہوگئی۔ زمان نے35اور پیڑون نے21رنز بنائے۔ پاکستان کی طرف سے نہار عالم نے 15رنز دے کر3وکٹیں اپنے نام کیں جبکہ عبداللہ اعجاز، جہانزیب ٹوانہ اور فیاض احمد کے حصے میں2,2وکٹیں آئیں۔

اپنے تیسرے لیگ میچ میں پاکستان نے ایک مرتبہ پھر بنگلہ دیش کی ٹیم کو25رنز سے شکست کا مزہ چکھایا۔ پاکستان ڈس ایبلڈ ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے حسنین عالم کی 67 گیندوں پر ناقابل شکست *104 رنز کی شاندار باری کی بدولت مقررہ20اوورز میں 5وکٹوں کے نقصان پر161رنز بنائے۔ جہانزیب ٹوانہ اور نہار عالم17,17رنز کے ساتھ دیگر نمایاں اسکورر رہے۔ بنگلہ دیش کی ٹیم جوابی اننگز میں8وکٹوں کے نقصان پر134رنز ہی بنا سکی۔ جاوید کے 26،شمیم کے25اور حسین کے20رنز بنگالی ٹیم کو شکست سے بچانے کے لیے ناکافی رہے۔ پاکستان کی طرف سے زبیر سلیم نے15رنز دے کر3وکٹیں حاصل کیں جبکہ نہار عالم کے حصے میں 2اور شیر علی، جہانزیب ٹوانہ کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔

اپنے چوتھے اور آخری لیگ میچ میں پاکستان نے بالآخر انگلینڈ کی ٹیم کو27رنز سے زیر کر کے فائنل مقابلے کے لیے نفسیاتی برتری بھی حاصل کرلی۔ پاکستان ڈس ایبلڈ ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ20اوورز میں7وکٹوں کے نقصان پر164رنز بنائے۔ دانش احمد48 گیندوں پر51،ریحان مرزا 29 گیندوں پر37، جہانزیب ٹوانہ 17 گیندوں پر19اور عادل عباسی6 گیندوں پر11رنز بنا کر واپس لوٹے۔ انگلینڈ کی ٹیم جوابی اننگز میں 19.1 اوورز کھیل کر137رنز پر آل آؤٹ ہوگئی۔ لیڈلاء نے48اور فللین نے24رنز کے ساتھ مزاحمت کرنے کی بے سود کوشش کی لیکن پاکستان کی طرف سے جہانزیب ٹوانہ کی 21رنز کے بدلے4وکٹوں کی کارکردگی برطانوی بیٹنگ پر بھاری رہی۔ عبداللہ کے حصے میں 2وکٹیں آئیں۔

ایونٹ کے فائنل مقابلے میں پاکستان نے دفاعی چیمپئن انگلینڈ کو3وکٹوں سے شکست دے کر گزشتہ سال کے فائنل کی شکست کا قرض بھی چکا دیا۔ انگلینڈ ڈس ایبلڈ ٹیم نے اس میچ میں پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20اوورز میں 5وکٹوں کے نقصان پر 137رنز بنائے۔ جیمی گڈون 40،گورڈن لیڈلاء 34،جورڈن ولیمز 17، کالم فللین 14اور ہوگو ہیمنڈ *13 رنز کی باریاں کھیلنے میں کامیاب رہے۔ نہار عالم نے 22رنز دے کر2وکٹوں کا سودا کیا جبکہ جہانزیب ٹوانہ اور عبداللہ اعجاز کے حصے میں ایک، ایک وکٹ آئی۔ پاکستانی ٹیم نے جوابی اننگز میں مطلوبہ ہدف 19.2 اوورز میں 7وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے فتح کے ساتھ وکٹری اسٹینڈ پر قبضہ بھی جمالیا۔ حسنین عالم نے 32 گیندوں پر39، جہانزیب ٹوانہ نے27 گیندوں پر29، عادل عباسی نے8 گیندوں پر13 اور اختتامی اوورز میں زبیر سلیم نے14 گیندوں پر *12 ناٹ آؤٹ جبکہ عبداللہ اعجاز نے *9 ناٹ آؤٹ رنز کے ساتھ فتح گر تعاقب میں اپنا حصہ ڈالا۔ حسنین عالم ٹورنامنٹ کے بہترین بیٹسمین اور انگلینڈ کے کالم فللین بہترین باؤلر قرار پائے۔

لائرز کرکٹ ورلڈ کپ

شعبۂ قانون سے وابستہ افراد پر مشتمل کرکٹ ٹیموں کے عالمی کپ کا آغاز 2007ء میں بھارت میں ہوا جہاں فائنل میں میزبان ٹیم نے پاکستان کو شکست دے کر اعزاز اپنے نام کیا۔ 2009ء میں انگلینڈ میں منعقدہ دوسرے لائرز کرکٹ ورلڈ کپ میں آسٹریلیا کی ٹیم فتح یاب رہی۔ 2011ء کے ورلڈ کپ کی میزبانی بار باڈوس کے حصے میں آئی جہاں بھارت کی ٹیم ایک مرتبہ پھر فاتح رہی۔ 2013ء میں بھارت میں منعقدہ چوتھے ایڈیشن میں پاکستان نے میزبانوں کو فائنل میں شکست دے کر ٹرافی پر اپنا قبضہ جمایا اور پھر 2016ء میں آسٹریلیا کے میدانوں پر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔ 2017ء میں سری لنکا اور 2020ء میں نیوزی لینڈ میں آسٹریلوی ٹیم نے مسلسل دو مرتبہ ٹائٹل اپنے نام کر کے اپنی مجموعی فتوحات کی تعداد تین تک پہنچادی۔

چوتھا لائرز کرکٹ ورلڈ کپ 2013ء۔ بھارت

12 سے 22 اکتوبر 2013ء تک بھارتی دارالحکومت دہلی میں منعقدہ چوتھے لائرز کرکٹ ورلڈ کپ میں 6 ممالک کی کل 8 ٹیموں نے شرکت کی۔ آسٹریلیا اور سری لنکا سے دو، دو جبکہ پاکستان، بھارت، انگلینڈ اور ویسٹ انڈیز سے ایک ایک ٹیم ٹورنامنٹ میں شریک ہوئی۔ ابتدائی مرحلے میں تمام ٹیموں کے ایک دوسرے سے مقابلے کے بعد ٹاپ دو ٹیموں نے فائنل میں پہنچنا تھا۔ پاکستانی ٹیم کو اگرچہ ایونٹ کی ابتداء میں ہی میزبان بھارت کے خلاف شکست کا بار اٹھانا پڑا لیکن اگلے مقابلے میں شاہینوں نے شاندار واپسی کرتے ہوئے سری لنکن ٹیم کو 143 رنز سے پچھاڑ کر پہلی فتح حاصل کی۔ عبداللہ بٹ نے اس میچ میں تیز ترین ففٹی اسکور کرتے ہوئے صرف 20 گیندوں پر 62 رنز جڑ کر مردِ میدان کا اعزاز حاصل کیا۔ اس فتح کے بعد پاکستانی ٹیم نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور سری لنکا 1، ویسٹ انڈیز، انگلینڈ اور آسٹریلیا B کی ٹیموں کو شکست دیتے ہوئے ٹورنامنٹ میں اپنی پوزیشن مضبوط بنا لی۔ 20 اکتوبر کو آسٹریلیا A کے خلاف پاکستان کا مقابلہ سیمی فائنل کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں بھی 8 وکٹوں سے سرخرو رہتے ہوئے پاکستان لائرز کرکٹ ٹیم فائنل میں پہنچی جہاں میزبان بھارت کی ٹیم پہلے ہی سے اس کی منتظر تھی۔

22 اکتوبر 2013ء کو دہلی کے فیروز شاہ کوٹلہ اسٹیڈیم میں پاکستان اور اسے ٹورنامنٹ میں واحد شکست کے علاوہ افتتاحی لائرز کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل میں بھی شکست سے دوچار کرنے والی میزبان بھارت کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں تو آسٹریلوی اسکواڈ کے رکن ڈان مارسکے کے مطابق دیگر شریک ٹیموں کی نیک خواہشات اس لیے پاکستان کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ لوگ بھارت میں پاکستانی کھلاڑیوں کے ساتھ ہونے والا سلوک بھی دیکھ چکے تھے۔ ویزہ مسائل سے لے کر پاکستانی ٹیم کے ہوٹل پر پولیس کے چھاپے تک بہت سے نامساعد حالات تھے جن سے گزر کر پاکستانی ٹیم یہاں تک پہنچی تھی۔ فائنل مقابلے میں پاکستان نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 35 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 228 رنز بنائے۔ ضیاء الصبور 72 رنز کے ساتھ ٹیم کے ٹاپ اسکورر رہے۔ ارشاد نوید نے 40 اور طارق محمود نے ناقابل شکست *39 رنز اسکور کیے۔

بھارت کی ٹیم جوابی اننگز میں صرف160 رنز تک ہی پہنچ سکی اور تیسویں اوور تک اپنی تمام وکٹیں گنوا کر 68رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ محمد عبداللہ بٹ نے4اور آصف حسین نے2وکٹیں اپنے نام کیں کاشف سہیل کوٹورنامنٹ کا بہترین بیٹسمین قرار دیا گیا۔ پاکستانی کپتان جمال سکھیرا نے فاتح ٹرافی وصول کی تو پاکستان لائرز کرکٹ ٹیم نہ صرف عالمی کپ بلکہ دیگر ممالک کے شائقین کے دل بھی جیت چکی تھی۔

پانچواں لائرز کرکٹ ورلڈ کپ2016ء۔آسٹریلیا

31دسمبر2015ء سے9جنوری2016ء تک آسٹریلیا کے شہر برسبین میں منعقدہ پانچویں لائرز کرکٹ ورلڈ کپ میں پاکستان لائرز کرکٹ ٹیم نے کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے دوسری مرتبہ عالمی کپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ٹورنامنٹ میں شامل کل12 ٹیموں کو دو گروپس میں رکھا گیا۔ پاکستان اور بنگلہ دیش سے ایک ایک ٹیم جبکہ آسٹریلیا، بھارت، انگلینڈ،سری لنکا اور کامن ویلتھ کی دو دو ٹیمیں ایونٹ کا حصہ بنیں۔31دسمبر کو پاکستانی ٹیم نے اپنے فاتحانہ سفر کا آغاز بھارت B کو9وکٹوں سے پچھاڑتے ہوئے کیا۔ بھارتی ٹیم پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے محض52 رنز بنا کر آؤٹ ہوگئی۔ مین آف دی میچ سہیل نے4اور محمد صفدر نے3وکٹیں حاصل کیں۔ پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف صرف ایک وکٹ کھو کر پورا کر لیا۔شاہد27رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے۔

2جنوری کو اپنے دوسرے گروپ میچ میں پاکستان نے کامن ویلتھ A کو193رنز کی بھاری بھرکم شکست سے نوازا۔ پاکستانی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ35اوورز میں7وکٹوں کے نقصان پر مردِمیدان کاشف کے *170 ناقابل شکست رنز کی بدولت 297 کا مجموعہ حاصل کیا۔ جواب میں عبداللہ کی28رنز کے عوض5وکٹوں کی کارکردگی نے کامن ویلتھ A کو محض104رنز پر ہی ڈھیر کر کے اپنی ٹیم کو مسلسل دوسری فتح سے ہمکنار کروا دیا۔

3جنوری کو انگلینڈ سولیسٹرز کی ٹیم بھی پاکستان لائرز کرکٹ ٹیم کے آگے نہ ٹِک سکی اور7وکٹوں کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ انگلینڈ سولیسٹرز نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ35اوورز میں8وکٹوں کے نقصان پر169 رنز بنائے۔ پاکستان نے مطلوبہ ہدف اٹھارہویں اوور میں ہی تین وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔ مین آف دی میچ شاہد63، فاضل خان58اور کاشف ناقابل شکست *42 رنز کے ساتھ نمایاں اسکورر رہے۔

6جنوری کو میزبان آسٹریلیاA کی ٹیم بھی دفاعی چیمپئن مہمان ٹیم کے خلاف4وکٹوں کی شکست سے نہ بچ سکی جس نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان کو146 رنز کا ہدف دیا جو کالے کوٹوں والی گرین شرٹس نے اکتیسویں اوور میں6وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔ بیٹنگ میں62اور باؤلنگ میں20رنز کے بدلے3 وکٹوں کی کارکردگی دکھانے والے فاضل خان میچ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے جبکہ جمال نے بھی42رنز کے ساتھ فتح گر تعاقب میں اپنا حصہ ڈالا۔

8 جنوری کو اپنے آخری گروپ میچ میں پاکستان نے سری لنکن A ٹیم کو ایک سخت مقابلے کے بعد 18 رنز سے شکست دے کر ناقابل شکست حیثیت سے فائنل میں قدم رکھا۔ پاکستانی ٹیم نے اس میچ میں پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 35 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 182 رنز بنائے۔ سہیل 45 اور نوید 37 رنز کے ساتھ ٹیم کے نمایاں اسکورر رہے۔ سری لنکن ٹیم کو جوابی اننگز میں صفدر کی طرف سے 30 رنز کے عوض 4 وکٹوں کے ساتھ میچ کی بہترین قرار پانے والی کارکردگی نے 164 رنز تک محدود کر کے پاکستان کو مسلسل پانچویں فتح کے ساتھ فائنل میں پہنچا دیا جہاں 9 جنوری 2016ء کو بھارت A کی ٹیم پاکستان کے مدمقابل آئی جس نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے سورج کے 54 رنز کی بدولت دفاعی چیمپئنز کو 135 رنز کا ہدف دیا۔ پاکستان کی طرف سے عثمان ساہی 22 رنز کے بدلے 3 وکٹوں کے ساتھ نمایاں رہے۔ گرین شرٹس نے مطلوبہ ہدف مین آف دی میچ فاضل خان کے *52 ناقابلِ شکست رنز کی بدولت 6 وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے نہ صرف کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا بلکہ بھارت کی دو ٹائٹل فتوحات کی برابری بھی کر لی۔

انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج

عسکری افواج سے تعلق رکھنے والے کھلاڑیوں پر مشتمل کرکٹ ٹیموں کے عالمی مقابلوں کا آغاز انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج کے نام سے 2007ء میں آسٹریلیا میں ہوا۔ 2012ء میں اس سلسلے کے تیسرے ایڈیشن میں پہلی بار پاکستان کی نمائندگی پاکستان جوائنٹ سروسز نامی ٹیم نے کی جس نے ایونٹ کے تمام میچوں میں ناقابلِ شکست رہتے ہوئے کامیابی سے ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2015ء میں پاکستان نیوی کی ٹیم نے اس ٹائٹل کے دفاع کا بیڑہ اٹھایا اور گزشتہ ایڈیشن میں پاکستان جوائنٹ سروسز کے ناقابلِ شکست ریکارڈ کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا مشن ایک فاتح کی حیثیت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسرا انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج 2012ء۔ آسٹریلیا

14 سے 23 نومبر 2012ء تک آسٹریلیا میں منعقدہ تیسرے انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج میں کل آٹھ ٹیموں نے حصہ لیا۔ جہاں پہلی بار ٹورنامنٹ میں شریک ہونے والی پاکستان جوائنٹ سروسز کی ٹیم نے راؤنڈ رابن مرحلے میں تمام ٹیموں کو شکست دے کر پوائنٹس ٹیبل پر سرفہرست حیثیت سے سیمی فائنل کیلئے کوالیفائی کر لیا اور پھر فائنل میں دفاعی چیمپئن ملائیشین ایئر فورس کو شکست دے کر اس کی اجارہ داری کا خاتمہ بھی کیا۔

14 نومبر 2012ء کو پاکستان جوائنٹ سروسز کی ٹیم نے دفاعی چیمپئن رائل ملائیشین ایئر فورس کو 4 وکٹوں سے شکست دے کر ٹورنامنٹ میں اپنا فاتحانہ مارچ پاسٹ شروع کیا۔ بیس اوورز فی اننگز پر مشتمل اس مقابلے میں رائل ملائیشین ایئر فورس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ اوورز کے کوٹے میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 106 رنز بنائے۔ پاکستان جوائنٹ سروسز کی طرف سے ناصر اقبال اور سمیع اللہ نے 3,3 وکٹیں اپنے نام کیں۔ پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف فخر زمان کے 52 رنز کی بدولت 15.1 اوورز میں 6

وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔

15 نومبر کو آسٹریلین آرمی کی ٹیم بھی پاکستان جوائنٹ سروسز کے آگے نہ ٹک سکی اور 218 رنز کی بھاری بھرکم شکست سے دوچار ہوگئی۔ پاکستانی ٹیم نے بیٹنگ کی دعوت ملنے کے بعد پچاس اوورز فی اننگز پر مشتمل اس مقابلے میں 8 وکٹیں کھو کر 331 رنز کا مجموعہ حاصل کر لیا۔ فخر زمان 121 اور شاہد *103 ناٹ آؤٹ کے ساتھ پاکستان کے نمایاں اسکورر رہے۔ آسٹریلوی ٹیم جوابی اننگز میں 40.1 اوورز میں صرف 113 رنز پر ہی ڈھیر ہوگئی۔ شاہد نے 4 اور ناصر اقبال نے 3 وکٹیں اپنے نام کیں۔

16 نومبر کو آسٹریلین، نیوزی لینڈ آرمی کور بار بیسٹر یز کی ٹیم بھی پاکستان جوائنٹ سروسز کی فتوحات کے آگے بند نہ باندھ سکی اور 7 وکٹوں کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ پچاس اوورز فی اننگز کے اس میچ میں ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی بار بیسٹر یز کی ٹیم 38.4 اوورز میں صرف 114 رنز پر ہی ہمت ہار گئی۔ پاکستان کی طرف سے ایک بار پھر ناصر اقبال اور سمیع اللہ نے 3,3 وکٹیں اپنے نام کیں۔ پاکستان جوائنٹ سروسز کی ٹیم نے مطلوبہ ہدف سمیع اللہ خان کے ناقابل شکست *37 اور بابر حسین کے ناقابل شکست *33 رنز کی بدولت محض 17.5 اوورز میں تین وکٹیں کھو کر پورا کر لیا۔

18 نومبر کو نیوزی لینڈ آرمی بھی بناء کسی مزاحمت کے پاکستان جوائنٹ سروسز کے آگے سرنڈر کرتے ہوئے 9 وکٹوں کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ بیس اوورز فی اننگز کے مقابلے میں ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی نیوزی لینڈ آرمی کی ٹیم مقررہ بیس اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 53 رنز ہی بنا پائی۔ ناصر اقبال نے یہاں بھی 3 وکٹیں اپنے نام کیں۔ پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف فخر زمان کے ناقابل شکست *41 رنز کی بدولت صرف 5.5 اوورز میں ایک وکٹ کھو کر پورا کر لیا۔

18 نومبر کو ہی رائل آسٹریلین ایئر فورس کی پرواز بھی پاکستان جوائنٹ سروسز کی فتوحات کے سلسلے کو نہ روک سکی۔ آسٹریلین ایئر فورس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ بیس اوورز میں 4 وکٹوں کے نقصان پر 122 رنز بنائے۔ ناصر اقبال ایک مرتبہ پھر 3 وکٹوں کی کارکردگی کے ساتھ پاکستان کے نمایاں باؤلر رہے۔ پاکستان جوائنٹ سروسز نے مطلوبہ ہدف 11 اوورز میں ایک وکٹ کھو کر پورا کر لیا۔ میر اعظم خان نے ناقابل شکست *70 جبکہ فخر زمان نے ناقابل شکست *37 رنز بنائے۔

19 نومبر کو میزبان رائل آسٹریلین نیوی کا سفینہ بھی پاکستان جوائنٹ سروسز نے 205 رنز سے ڈبو دیا۔ پچاس اوورز فی اننگز پر مشتمل میچ میں پاکستانی ٹیم نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 8 وکٹوں کے نقصان پر 327 رنز کا مجموعہ کھڑا کیا۔ آغا بابر حسین 121 اور میر اعظم خان 68 رنز کے ساتھ پاکستان کے نمایاں اسکورر رہے۔ آسٹریلین نیوی کی ٹیم جوابی اننگز میں 35.5 اوورز میں 122 رنز پر ہی آؤٹ ہوگئی۔ عبید فیاض نے پاکستان کی طرف سے 5 وکٹیں اپنے نام کیں۔

20 نومبر کو راؤنڈ رابن مرحلے کے اپنے آخری مقابلے میں پاکستان جوائنٹ سروسز نے رائل

نیوزی لینڈ ایئر فورس کو 8 وکٹوں سے شکست دے کر نا قابل شکست حیثیت سے ایونٹ کے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ نیوزی لینڈ ایئر فورس کی ٹیم نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 40.4 اوورز میں 137 رنز بنائے۔ پاکستان کی طرف سے شاہد نے 4 اور سمیع اللہ نے 3 وکٹیں حاصل کیں۔ پاکستان جوائنٹ سروسز نے جوابی اننگز میں میر اعظم خان کے 42، کپتان بابر نواز کے نا قابلِ شکست *39 اور فخر زمان کے 35 رنز کی بدولت مطلوبہ ہدف 14.4 اوورز میں ہی صرف 2 وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔

21 نومبر کو پچاس اوورز فی اننگز پر مشتمل ایونٹ کے دوسرے سیمی فائنل میں رائل آسٹریلین ایئر فورس کا جہاز پاکستان جوائنٹ سروسز کے مقابلے میں کسی ناکارہ پتھر کی طرح زمین پر آ گرا۔ آسٹریلین ایئر فورس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو پوری ٹیم 31.4 اوورز میں صرف 95 رنز پر ہی ڈھیر ہو گئی۔ سمیع اللہ 3 وکٹوں کے ساتھ پاکستان کے سرفہرست باؤلر رہے۔ پاکستان جوائنٹ سروسز نے مطلوبہ ہدف میر اعظم خان کے 61 رنز کی بدولت محض 8.2 اوورز میں 2 وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے فائنل تک رسائی حاصل کی۔

23 نومبر 2012ء کو منوکا اوول، کینبرا میں پاکستان جوائنٹ سروسز کی ٹیم انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج مقابلوں کے فائنل میں دفاعی چیمپئن رائل ملائیشین ایئر فورس کے مدمقابل آئی جہاں پاکستانی کپتان بابر نواز نے ٹاس جیت کر پہلے فیلڈنگ کا فیصلہ کیا۔ سمیع اللہ کی 3 جبکہ ناصر اقبال اور شکیل احمد کی 2,2 وکٹوں کی کارکردگی نے ملائیشین ایئر فورس کی ٹیم کو مقررہ 50 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر صرف 171 رنز تک پرواز کرنے کی ہی اجازت دی۔ 172 رنز کا ہدف وکٹ کیپر بیٹسمین میر اعظم خان کے نا قابل شکست *111 رنز کی بدولت پاکستان جوائنٹ سروسز کو 28.2 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر ہی حاصل ہو گیا جو اس فتح کے ساتھ ہی انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج میں اپنی اولین شرکت پر ہی چیمپئن کا اعزاز بھی لے اڑی۔

چوتھا انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج 2015ء۔ آسٹریلیا

17 سے 28 نومبر 2015ء تک آسٹریلیا میں کھیلے گئے چوتھے انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ ٹورنامنٹ میں کل دس ٹیموں نے شرکت کی جہاں پاکستان نیوی نے راؤنڈ رابن مرحلے میں تمام نو مخالف ٹیموں کو شکست دے کر سیمی فائنل اور پھر فائنل میں قدم رکھا اور کامیابی سے پاکستانی اعزاز کا دفاع کیا۔

17 نومبر 2015ء کو پاکستان نیوی کی ٹیم نے انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج میں اپنی فتوحات کا سفر وہیں سے شروع کیا جہاں گزشتہ ایڈیشن میں پاکستان جوائنٹ سروسز کی ٹیم نے فتح کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ پچاس اوورز فی اننگز پر مشتمل اپنے پہلے میچ میں پاکستان نیوی نے برطانیہ کی رائل نیوی کو 7 وکٹوں سے شکست کا مزہ چکھایا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی رائل نیوی کی ٹیم نے 46.2 اوورز میں 130 رنز تک رسائی حاصل کی۔ عمران علی 4 وکٹوں کے ساتھ پاکستانی ٹیم کے نمایاں باؤلر رہے۔ جوابی اننگز میں حمزہ گھانچی کے 50 اور اویس رحمانی کے نا قابل شکست *39 رنز کی بدولت پاکستان نیوی نے مطلوبہ ہدف 24.3 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔

18 نومبر کو میزبان آسٹریلین آرمی کی ٹیم بھی پاکستان نیوی کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور 7 وکٹوں کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے آسٹریلین آرمی کی ٹیم مقررہ 50 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 149 رنز ہی بنا سکی۔ شکیل احمد 3 وکٹوں کے ساتھ پاکستان نیوی کے کامیاب باؤلر رہے جوابی اننگز میں پاکستان نیوی کی ٹیم نے مطلوبہ ہدف 35.3 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔ اویس رحمانی *61 ناٹ آؤٹ رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے جبکہ کپتان بابر حسین نے بھی 52 رنز کی اننگز کھیلی۔

19 نومبر کو رائل نیوزی لینڈ ایئر فورس کی طاقت بھی پاکستان نیوی کے طوفان کے آگے ماند پڑ گئی۔ پاکستان نیوی نے ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرتے ہوئے نیوزی لینڈ ایئر فورس کی ٹیم کو 50 اوورز میں 9 وکٹوں کے نقصان پر 148 رنز تک پرواز کرنے کی ہی اجازت دی۔ فواد خان 3 وکٹیں لے کر ٹاپ باؤلر ٹھہرے۔ جوابی اننگز میں ایک بار پھر اویس رحمانی کی *63 ناٹ آؤٹ اور بابر حسین کی *60 ناٹ آؤٹ کارکردگی نے پاکستان نیوی کا جہاز 34.2 اوورز میں 2 وکٹیں کھو کر کنارے پر لگا دیا۔

20 نومبر کو نیوزی لینڈ کی آرمی ٹیم بھی پاکستان نیوی کی فتوحات کا راستہ نہ روک سکی۔ بیس اوورز کے اس مقابلے میں ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نیوی کی ٹیم نے حمزہ گھانچی کے 57 اور عبدالسعد کے 45 رنز کی بدولت 3 وکٹوں کے نقصان پر 174 رنز کا ٹوٹل اسکور کیا۔ جس کے جواب میں نیوزی لینڈ آرمی کی ٹیم 19.1 اوورز میں 92 رنز پر ہی ڈھیر ہو کر 82 رنز کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ عمران علی نے پاکستان نیوی کی طرف سے بہترین باؤلنگ کرتے ہوئے 5 وکٹیں اپنے نام کیں۔

اسی روز اپنے دوسرے ٹی ٹوئنٹی مقابلے میں پاکستان نیوی نے رائل آسٹریلین ایئر فورس کو بھی 25 رنز سے پچھاڑ دیا۔ ایک بار پھر ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نیوی کی ٹیم نے مقررہ 20 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 140 رنز بنائے۔ حمزہ گھانچی 41 رنز کے ساتھ ٹیم کے ٹاپ اسکورر رہے۔ باؤلنگ میں گزشتہ میچ کے ہیرو عمران علی کا جادو یہاں بھی چل گیا جنہوں نے دن میں دوسری مرتبہ 5 وکٹیں اپنے نام کرتے ہوئے آسٹریلین ایئر فورس کو 18.4 اوورز میں 115 رنز پر محدود کر کے ایونٹ میں اپنی ٹیم کو مسلسل پانچویں کامیابی دلوا دی۔

22 نومبر کو پاکستان نیوی کے جوانوں نے ایونٹ کے اپنے چھٹے میچ میں آسٹریلین، نیوزی لینڈ آرمی کور باربیئر یز کو 76 رنز کی شکست سے ٹھنڈا کر دیا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نیوی کی ٹیم نے اویس رحمانی کے 83 رنز کی بدولت مقررہ 20 اوورز میں 6 وکٹوں کے نقصان پر 174 رنز بنائے جس کے جواب میں باربیئر یز پورے اوورز کھیل کر 7 وکٹوں کے نقصان پر 98 رنز تک ہی پہنچ پائے۔ فواد، فیاض اور الیاس نے 2,2 وکٹیں اپنے نام کیں۔

22 نومبر کو ہی دن کے اپنے دوسرے مقابلے میں پاکستان نیوی نے اپنی ہم پیشہ رائل آسٹریلین نیوی کی ٹیم کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا اور 113 رنز سے فتح کے ساتھ ایونٹ میں مسلسل ساتویں کامیابی کو گلے سے لگا لیا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں پاکستان نیوی نے حمزہ گھانچی کے

282

97اور بابر حسین کے 78رنز کی بدولت 3وکٹوں کے نقصان پر 211رنز تک رسائی حاصل کی جس کے جواب میں آسٹریلین نیوی کا بیڑہ 19.4 اوورز میں 98رنز پر ہی غرق ہو گیا۔معظم ملک 4وکٹوں کے ساتھ پاک بحریہ کے نمایاں باؤلر رہے۔

23نومبر کو50اوورز کے مقابلے میں پاکستان نیوی نے فجین آرمی کی ٹیم کو تباہ کن صورتحال سے دوچار کر کے 243رنز کی بھاری بھرکم فتح کو گلے سے لگایا۔ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی پاکستان نیوی کی ٹیم کے اوپنرز نے شدید گولہ باری کرتے ہوئے فجین آرمی کی باؤلنگ کے تمام مورچے تباہ و برباد کر کے رکھ دیئے۔وکٹ کیپر بیٹسمین اویس رحمانی کے ناقابل شکست *208اور حمزہ گھانچی کے 134رنز کی بدولت پاکستانی ٹیم نے مقررہ50اوورز میں صرف ایک وکٹ کے نقصان پر 377رنز کا پہاڑ کھڑا کر دیا جسے لُٹی پُٹی فجین آرمی کی ٹیم سر نہ کر سکی اور 34.4 اوورز میں134رنز پر ہی ہمت ہار گئی۔معظم ملک ایک بار پھر 3وکٹوں کے ساتھ پاکستان نیوی کے سب سے کامیاب باؤلر رہے۔

24نومبر کو راؤنڈ رابن مرحلے کے اپنے آخری مقابلے میں ملائیشین ایئر فورس کی ٹیم کو135رنز سے پچھاڑ کر مسلسل نو فتوحات کے ساتھ پاکستان نیوی نے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نیوی کی ٹیم ایونٹ میں پہلی بار36اوورز میں 217رنز پر آل آؤٹ ہو گئی۔حمزہ گھانچی 51اور اویس رحمانی 50رنز کے ساتھ نمایاں اسکورر رہے۔آخری لمحات میں عمران علی نے 19 گیندوں پر45رنز بنا کر اپنی ٹیم کو سہارا دیا۔رائل ملائیشین ایئر فورس کی ٹیم بھی جوابی اننگز میں پاکستان نیوی کی باؤلنگ کا وار نہ سہہ سکی اور29اوورز میں محض 82رنز پر ہی ڈھیر ہو گئی۔محمد الیاس4وکٹوں کے ساتھ پاکستان نیوی کے نمایاں باؤلر رہے۔

24نومبر کو ایونٹ کے پہلے سیمی فائنل میں راؤنڈ رابن مرحلے کے تمام میچز جیت کر آنے والی پاکستان نیوی کی ٹیم کا مقابلہ میزبان آسٹریلیا کی رائل نیوی سے ہوا۔سینتالیس اوورز تک محدود اس مقابلے میں پاکستان نیوی نے ٹاس جیت کر پہلے میزبانوں کو بیٹنگ کی دعوت دی جنہوں نے مقررہ47اوورز میں 9وکٹوں کے نقصان پر165رنز بنائے۔عمران علی اور شکیل احمد نے2,2وکٹیں اپنے نام کیں۔پاکستان نیوی کی ٹیم نے جواب میں مطلوبہ ہدف 20.2 اوورز میں4وکٹوں کے نقصان پر پورا کر لیا۔کپتان بابر حسین نے 59 رنز کے ساتھ اپنی ٹیم کا جہاز جیتی پر لگانے میں اہم کردار ادا کیا۔اویس رحمانی 42رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔

28نومبر 2015ء کو منوکا اوول گراؤنڈ، کینبرا میں چوتھے انٹرنیشنل ڈیفنس کرکٹ چیلنج کے فائنل مقابلے میں گزشتہ ایڈیشن کی فاتح پاکستان جوائنٹ سروسز کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پاکستان نیوی کی ٹیم نے بھی رائل ملائیشین ایئر فورس کو شکست دے کر مسلسل دوسرا ٹائٹل پاکستان کے نام کیا۔ٹاس جیت کر پہلے فیلڈنگ کے لئے لنگر انداز ہونے والی پاکستان نیوی کی ٹیم نے معظم ملک کی 33رنز کے عوض 5وکٹوں کی کارکردگی کی بدولت ملائیشین ایئر فورس کا جہاز 46.3 اوورز میں 176رنز پر اتار لیا جس کے جواب میں اوپنرز نے دیگر بیٹسمینوں کو کریز پر آنے کی زحمت دیئے بغیر 36اوورز میں 177رنز جوڑ کر10وکٹوں سے

فتح پاکستان کے نام کر دی۔ حمزہ گھانچی نے ناقابل شکست *104 جبکہ محمد وقاص نے ناقابل شکست *63 رنز بنائے۔ اس فتح کے ساتھ ہی پاکستان نیوی نے ڈیفنس فورسز کرکٹ کا عالمی قلعہ فتح کرنے والی دوسری پاکستانی ٹیم بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

انٹر پارلیمنٹری کرکٹ ورلڈ کپ 2019ء۔ انگلینڈ

جولائی 2019ء میں جہاں ایک طرف برطانوی میدانوں پر بارہویں آئی سی سی کرکٹ ورلڈ کپ مقابلے پورے زور و شور کے ساتھ جاری تھے وہیں 9 سے 12 جولائی تک بیس اوورز پر مشتمل اراکینِ پارلیمان کا ایک کرکٹ ورلڈ کپ بھی لندن میں کھیلا گیا۔ ٹورنامنٹ میں شریک کل آٹھ ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ B میں پاکستان کے ساتھ بنگلہ دیش، نیوزی لینڈ اور آل اسٹارز کی ٹیموں نے جگہ پائی۔

10 جولائی کو اپنے پہلے میچ میں پاکستانی اراکینِ پارلیمان بنگلہ دیش کے 135 رنز کے جواب میں 123 رنز پر ڈھیر ہو کر 13 رنز سے شکست کھا گئے لیکن اگلے روز اقبال کے شاہینوں نے کیویز کے دیس نیوزی لینڈ کو محض 61 رنز پر قابو کر کے فتح حاصل کرتے ہوئے سیمی فائنل تک رسائی کی امیدوں کو زندہ رکھا۔

12 جولائی کو پہلے سیمی فائنل مقابلے میں پڑوسی ملک افغانستان کی ٹیم پاکستان کے مدِ مقابل آئی جسے کپتان زین قریشی کی شاندار باؤلنگ کی بدولت 101 رنز تک محدود کرنے کے بعد پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف پندرہویں اوور میں دو وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے فائنل تک رسائی حاصل کر لی۔ اسی روز کھیلے گئے ایونٹ کے فائنل مقابلے میں پاکستان کو اپنے پہلے میچ میں شکست سے دوچار کرنے والی بنگلہ دیشی ٹیم ایک بار پھر سامنے آئی جسے اس بار نو وکٹوں سے قابو کرتے ہوئے پاکستانی سیاستدانوں نے ورلڈ کپ بھی اپنے قبضے میں کر لیا۔ بنگلہ دیش نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان کو 105 رنز کا ہدف دیا جسے 12 اوورز میں محض ایک وکٹ کے نقصان پر پورا کر لیا گیا۔ علی امین گنڈاپور 52 اور علی زاہد 38 رنز کے ساتھ فاتح ٹیم کے نمایاں بیٹسمین رہے۔ ایک طرف جہاں قومی کرکٹ ٹیم ورلڈ کپ میں سیمی فائنل کی دوڑ سے باہر ہو کر شائقینِ کرکٹ کو مایوس کر چکی تھی وہاں دوسری طرف سیاستدانوں کی جانب سے ایسی خوشخبری قوم کے لئے کسی معجزے سے کم نہیں تھی۔

دیگر فارمیٹس

سنگل وکٹ کرکٹ

سنگل وکٹ کی تاریخ تقریباً کرکٹ کے ارتقاء جتنی ہی پرانی ہے جس کے مقابلے مختلف ادوار میں مختلف قوانین اور طریقہ کار کے تحت منعقد ہوتے رہے ہیں۔ ابتدائی عرصے میں سنگل وکٹ کرکٹ کے مقابلے انگلینڈ میں شرطوں کے حوالے سے موزوں خیال کیے جاتے تھے۔ 27 اگست 1726ء کو لندن ایوننگ پوسٹ میں ''دی نوٹڈ پیری آف لندن'' اور ''دی فیمس پائپر آف ہمپٹن، مڈل سیکس'' کے درمیان بیس پاؤنڈز کی رقم کے لیے مقابلے کا اشتہار شائع ہوا جو سنگل وکٹ قوانین کے تحت منعقد ہونے والے مقابلوں کی ابتدائی

مثال خیال کی جاتی ہے۔مئی 1775ء میں آرٹلری گراؤنڈ پر لمپی اسٹیونز اور جان سمال کے درمیان ایک سنگل وکٹ طرز کا مقابلہ کرکٹ کے کھیل میں تیسری اسٹمپ متعارف کروانے کا باعث بنا جب اسٹیونز کی گیند دن میں تین مرتبہ سمال سے مَس ہو کر دونوں وکٹوں کو چھوئے بغیر درمیان سے گزر گئی، اس میچ کے بعد اسٹیونز کا احتجاج بالآخر مڈل اسٹمپ کے اضافے کا باعث بنا۔

بیسویں صدی میں ساٹھ کی دہائی جدید دور کی کرکٹ کے حوالے سے ایک انقلابی دہائی گردانی جاتی ہے جب انگلینڈ میں محدود اوورز کی کرکٹ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔اسی دہائی میں چند دیگر فارمیٹس جن میں سنگل وکٹ، ڈبل وکٹ اور انڈور کرکٹ جیسے مقابلوں نے بھی ایک بار پھر مقبولیت حاصل کرنا شروع کی۔ 1963ء سے 1969ء تک انگلینڈ میں سالانہ بنیادوں پر سنگل وکٹ کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوتا رہا جن میں مقامی انگلش کھلاڑیوں کے علاوہ سمندر پار سے انگلینڈ میں کھیلنے کے لیے گئے ہوئے دنیا کے بہترین کرکٹرز بھی حصہ لیتے رہے۔1963ء میں کھیلے جانے والے اس سلسلے کے اولین مقابلے سمرسٹ کے کین پالمر کے نام رہے جنہوں نے دو سال بعد جنوبی افریقہ کی ایک ٹیسٹ میں نمائندگی بھی کی۔ 1964ء میں ایسیکس کے بیری نائٹ کی کامیابی کے بعد 1965ء میں اس سلسلے کے کھیلے گئے تیسرے ایڈیشن میں پاکستان کے مشتاق محمد نے اپنی بالادستی کچھ اس طرح ثابت کی کہ وہ ان تمام مقابلوں میں کسی بھی حریف سے آؤٹ ہی نہ ہوئے۔ ابتدائی راؤنڈ میں اپنے ہی ہم وطن سعید احمد کے خلاف پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مشتاق نے مقررہ آٹھ اوورز میں *56 رنز بنائے اور جواب میں سعید احمد کو 31 رنز پر ہی پھانس لیا۔کوارٹر فائنل مرحلے میں مشتاق محمد کا مقابلہ ویسٹ انڈیز کے روہن کنہائی سے ہوا جو بالکل ہی یکطرفہ رہا کیونکہ پہلے بیٹنگ کرنے والے کنہائی کو محض 3 رنز پر ٹھکانے لگانے کے بعد مشتاق نے مطلوبہ ہدف صرف پانچ گیندوں پر حاصل کرلیا۔سیمی فائنل مقابلے میں لنکا شائر کے ڈیوڈ گرین، مشتاق کے مدمقابل آئے جنہوں نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے انہیں 37 رنز کا ٹارگٹ دیا، یہ ہدف بھی مشتاق نے تین اوورز قبل ہی حاصل کر کے فائنل تک رسائی حاصل کرلی۔ فائنل میں وورسٹر کے باسل ڈی اولیویرا، مشتاق محمد کے ہتھے چڑھے جن کے خلاف مشتاق نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ آٹھ اوورز میں گیارہ چوکوں اور دو چھکوں کی مدد سے ناقابل شکست *76 رنز دے مارے۔ اس اننگز میں مشتاق محمد نے ریورس سوئیپ کے علاوہ ایک موقع پر سوئچ ہٹ بھی کھیلی جو آج ماڈرن کرکٹ کا ایک دلکش حصہ سمجھی جاتی ہے۔77 رنز کے تعاقب میں ڈی اولیویرا 33 رنز پر ہی مڈ وکٹ کے اوپر سے شاٹ کھیلنے کی کوشش میں آؤٹ ہوگئے، یوں مشتاق نے اس ایونٹ کے فاتح کا تاج اپنے سر پر سجایا۔ 1966ء میں فریڈ ٹٹمس اور 1967ء میں گیری سوبرز کی فتوحات کے بعد 1968ء میں بارش اور خراب موسم کے باعث یہ ایونٹ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن اسی سال اگست میں پاکستان میں ایک نیشنل سنگل وکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا جہاں محمد صدیق اور اعجاز حسین کے مابین ہونے والا فائنل مقابلہ دو بار ٹائی ہونے کے بعد بالآخر تیسری کوشش میں محمد صدیق کے نام رہا۔1969ء میں انگلینڈ میں ہونے والے مقابلوں کے سلسلے کے آخری ایڈیشن میں ویسٹ انڈیز کے کیتھ بوائس فاتح رہے۔

1984ء سے لے کر 1987ء تک پہلے انگلینڈ اور پھر ہانگ کانگ میں دنیائے کرکٹ کے بہترین آل راؤنڈر کا تعین کرنے کے لیے سِلک کٹ آل راؤنڈرز چیلنج کے نام سے چار مقابلے منعقد ہوئے اگرچہ یہ فارمیٹ اول الذکر سنگل وکٹ کرکٹ سے تھوڑا ہٹ کر تھا جہاں ہیڈ ٹو ہیڈ مقابلے کی بنیاد پر فتح و شکست کی بجائے تمام کھلاڑیوں کی ایک دوسرے کے خلاف بیٹنگ اور باؤلنگ کے شعبوں میں کارکردگی کے بعد پوائنٹس کی بنیاد پر فاتح کا فیصلہ ہوتا تھا۔ ان مقابلوں کے چار میں سے تین ایڈیشنز ان دنوں پابندیوں کی زد میں آئے ہوئے ملک جنوبی افریقہ کے آل راؤنڈر کلائیو رائس کے حصے میں آئے جبکہ واحد ٹورنامنٹ جس میں رائس کو دوسری پوزیشن پر اکتفاء کرنا پڑا وہ 1986ء میں ہانگ کانگ میں منعقدہ اس سلسلے کا تیسرا ایڈیشن تھا جہاں پاکستانی آل راؤنڈر عمران خان فاتح رہے۔

چار میں سے دو ایڈیشنز میں شریک ہونے والے پاکستانی آل راؤنڈر عمران خان جو 1985ء میں کلائیو رائس کے مقابلے میں انتہائی قریبی فرق سے دوسرے نمبر پر رہے تھے انہوں نے بالآخر 1986ء میں منعقدہ اس سلسلے کے تیسرے ایڈیشن میں جنوبی افریقی آل راؤنڈر کی فتوحات کے سلسلے کو بریک لگاتے ہوئے چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ابتدائی راؤنڈ میں بھارت کے مدن لال اور انگلینڈ کے گراہم گوچ جیسے آل راؤنڈرز کو باہر کرنے کے بعد فائنل مرحلے میں پاکستان کے عمران خان، جنوبی افریقہ کے کلائیو رائس اور نیوزی لینڈ کے رچرڈ ہیڈلی کے درمیان مقابلہ ہوا جہاں عمران خان نے ہیڈلی کے 83 اور کلائیو رائس کے 92 پوائنٹس کے مقابلے میں 114 پوائنٹس کے ساتھ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ کلائیو رائس ان مقابلوں میں پہلی مرتبہ عمران خان کے ہاتھوں آؤٹ ہوئے جنہوں نے اگلے ایڈیشن میں عمران خان کی غیرموجودگی میں تیسری بار ٹائٹل اپنے نام کیا اور یہی ایونٹ ان مقابلوں کا آخری ایڈیشن ثابت ہوا۔

ڈبل وکٹ کرکٹ

ساٹھ کی دہائی میں جب ایک طرف سنگل وکٹ کرکٹ ٹورنامنٹس باقاعدگی سے سالانہ بنیادوں پر منعقد ہو رہے تھے تو اسی دوران اکتوبر 1968ء میں آسٹریلیا میں ڈبل وکٹ مقابلوں کا انعقاد بھی ہوا۔ اَسی کی دہائی میں کرکٹ کا کھیل عرب کے صحراؤں میں پہنچا تو شارجہ میں بھی ڈبل وکٹ مقابلوں نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ اسی سلسلے کے ایک فنڈ ریزنگ ٹورنامنٹ میں اکتوبر 1990ء میں سلیم ملک اور عبدالقادر نے اپنے ہم وطنوں جاوید میانداد اور وسیم اکرم کو ایک رن سے فائنل میں شکست دے کر کامیابی حاصل کی۔ اس سے قبل ان دونوں جوڑیوں نے سیمی فائنلز میں بھارتی کھلاڑیوں کپیل دیو، سچن ٹنڈولکر، روی شاستری اور محمد اظہرالدین پر مشتمل جوڑیوں کو شکست دی۔

نوے کی دہائی کے ابتدائی حصے میں اسی نوعیت کے چند ٹورنامنٹ بھارت میں بھی کھیلے گئے لیکن ڈبل وکٹ کرکٹ کے مقابلوں کو حقیقی عروج نوے کی دہائی کے دوسرے حصے میں اس وقت حاصل ہوا جب 1997ء میں پہلی بار مصنوعی روشنیوں تلے اس فارمیٹ نے زندہ دلانِ لاہور کے شہر میں اپنا ڈیرہ جمایا۔ یہ دور شاہد آفریدی کے کیریئر کا ابتدائی دور تھا جو چند ماہ قبل ہی کینیا میں سری لنکا کے خلاف اس وقت کی

تیز ترین ون ڈے سینچری کے ساتھ انٹرنیشنل کرکٹ میں اپنی دھماکہ خیز آمد کا اعلان کر چکے تھے۔ لہٰذا ایک ایسی نوعیت کی کرکٹ جس میں بے پناہ چھکوں اور چوکوں کی برسات کے دوران بیٹسمین کے آؤٹ ہونے کی صورت میں کچھ رنز منہا کر کے دوبارہ بیٹنگ کی جاسکتی تھی، شاہد آفریدی جیسے کھلاڑی کو اس میں قابو کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔

22 سے 25 اپریل 1997ء تک قذافی اسٹیڈیم لاہور میں کھیلی گئی پہلی پیپسی انٹرنیشنل فلڈ لائٹ ڈبل وکٹ کرکٹ چیمپئن شپ میں شاہد آفریدی اور عاقب جاوید پر مشتمل میزبان پاکستان سمیت جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، بھارت، سری لنکا، زمبابوے اور متحدہ عرب امارات سے کل آٹھ جوڑیوں نے شرکت کی جنہیں دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ 22 اپریل کو ایونٹ کے افتتاحی مقابلے میں پاکستانی جوڑی نے سلطان زروانی اور ریاض حسین پونا والا پر مشتمل متحدہ عرب امارات کو شکست دے کر اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اگلے مقابلے میں زمبابوے کے گائے وٹال اور ایڈو برانڈیز کو شکست دینے کے بعد آخری گروپ میچ میں جنوبی افریقہ کے لوئس کوئن اور ایڈم باقر کو 35 رنز سے شکست دے کر پاکستانی جوڑی گروپ A کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں پہنچی۔ جنوبی افریقی جوڑی کے خلاف پاکستانی جوڑی نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے دو بار آؤٹ ہونے والے آفریدی کے 72 اور عاقب جاوید کے 20 رنز کی بدولت کل 100 رنز اسکور کیے۔ 81 رنز کے ہدف کے تعاقب میں جنوبی افریقی جوڑی تین بار آؤٹ ہوکر 75 رنز بناتے ہوئے محض 45 رنز ہی اپنے کھاتے میں بچا پائی۔ سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ نیوزی لینڈ سے ہونا طے پایا جہاں اسٹیفن فلیمنگ اور سائمن ڈول پر مشتمل کیوی جوڑی کو بلے کی دھار پر رکھتے ہوئے پاکستانی شاہینوں نے مقررہ آٹھ اوورز میں صرف ایک بار آؤٹ ہوکر 112 رنز بنائے جس کا مطلب نیوزی لینڈ کو فتح کے لیے اب 103 رنز کا حصول درکار تھا۔ شاہد آفریدی نے 27 گیندوں پر 9 چھکوں اور 3 چوکوں کی مدد سے 74 رنز بنائے اور ایک بار آؤٹ ہوئے جبکہ عاقب جاوید نے 21 گیندوں پر 36 رنز کے ساتھ اپنا حصہ ڈالا۔ نیوزی لینڈ کی جوڑی جواب میں آٹھ اوورز میں 93 رنز تک پہنچتے پہنچتے عاقب جاوید کی 3 اور آفریدی کی ایک وکٹ کی بدولت کل چار بار آؤٹ ہوگئی یعنی 40 رنز منہا کرنے کے بعد صرف 53 رنز کے ساتھ 49 رنز کی شکست کیویز کے حصے میں آئی۔ فائنل مرحلے میں چوبیس ہزار تماشائیوں کے سامنے آفریدی اور عاقب جاوید کا ٹاکرا ایک بار پھر جنوبی افریقہ کے لوئس کوئن اور ایڈم باقر سے ہوا۔ دس اوورز فی اننگز پر مشتمل اس مقابلے میں ٹاس جیت کر پاکستانی جوڑی نے ایک بار پھر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 6 مرتبہ آؤٹ ہوکر 140 رنز بنائے جس کا مطلب جنوبی افریقہ کو فتح کے لیے 81 رنز کا ٹارگٹ حاصل کرنا تھا۔ شاہد آفریدی نے دس چھکوں کی مدد سے 38 گیندوں پر 87 رنز بنائے لیکن اس دوران وہ پانچ بار آؤٹ ہوئے، عاقب جاوید 23 گیندوں پر 47 رنز بنا کر ایک بار آؤٹ ہوئے۔ جنوبی افریقی جوڑی نے جواب میں 89 رنز تک رسائی حاصل کی لیکن چھ وکٹیں کھو کر ان کا مجموعی اسکور صرف 29 رنز ہی بچا، یوں 51 رنز سے فتح میزبان پاکستانی جوڑی کو پہلے پیپسی انٹرنیشنل فلڈ لائٹ ڈبل وکٹ کا چیمپئن بنا گئی۔ شاہد آفریدی ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی قرار پائے۔

26 سے 29 اپریل 1998ء تک قذافی اسٹیڈیم لاہور میں ہی منعقدہ دوسرے پیپسی انٹرنیشنل ڈبل وکٹ ٹورنامنٹ میں ایک بار پھر آٹھ ٹیموں نے حصہ لیا۔ اس بار شاہد آفریدی اور اظہر محمود پر مشتمل پاکستانی جوڑی کے ساتھ گروپ A میں آسٹریلیا، سری لنکا اور بھارت جبکہ گروپ B میں نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، کینیا اور زمبابوے کو رکھا گیا۔ ٹورنامنٹ کے افتتاحی روز پہلے میچ میں پاکستانی جوڑی نے آسٹریلیا سے آئے ایڈم گلکرسٹ اور ڈیمین مارٹن کو شکست دے کر فاتحانہ آغاز کیا۔ اگلے روز دلیپ ساماویرا اور ایرک اپاشانتھا پر مشتمل سری لنکن جوڑی بھی پاکستان کے خلاف 105 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی جس نے میزبانوں کے 109 مجموعی رنز کے بدلے میں محض 4 رنز ہی حاصل کیے۔ 28 اپریل کو اٹل واسن اور راجیش چوہان کی بھارتی جوڑی بھی آفریدی اور اظہر کے آگے نہ ٹِک سکی جہاں پاکستان کے 43 رنز کے مقابلے میں بھارت کا مجموعہ صرف 3 رنز ہی رہا۔ 29 اپریل کو ایونٹ کے آخری روز پہلے سیمی فائنل میں پاکستان کا مقابلہ جنوبی افریقہ کے فانی ڈی ویلیئرز اور ایڈرین کوپر سے ہوا جس میں جنوبی افریقی جوڑی نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا لیکن پاکستانی آل راؤنڈرز کی شاندار باؤلنگ کی بدولت وہ مقررہ 8 اوورز میں 62 رنز کے بدلے 9 بار آؤٹ ہوگئے جس کی وجہ سے ان کا حتمی اسکور صفر سے بھی گھٹ کر 28- ہی رہ گیا۔ شاہد آفریدی نے 5 اور اظہر محمود نے 4 وکٹیں حاصل کیں۔ جنوبی افریقی اننگز کے جواب میں پاکستانی بیٹنگ ایک رسمی کاروائی ہی تھی لیکن اس کے باوجود دونوں بیٹسمینوں نے اپنے روایتی کھیل کے ساتھ شائقین کو محظوظ کرتے ہوئے مقررہ 8 اوورز میں 2 بار آؤٹ ہوکر 84 رنز بنا ڈالے۔ یوں 92 رنز سے فتح پاکستان کے نام رہی۔ اسی روز آسٹریلیا کے خلاف دوسرا سیمی فائنل جیت کر آنے والی کرس ہیرس اور نیتھن ایسٹل پر مشتمل کیوی جوڑی فائنل معرکے کے لیے ناقابل شکست پاکستانی شاہینوں کے مدمقابل آئی جنہوں نے ٹاس جیت کر 10 اوورز فی اننگز پر مشتمل مقابلے میں پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے 2 بار آؤٹ ہوکر 114 رنز بنائے جس کا مطلب پاکستان کو فتح کے حصول کے لیے 95 رنز کا ہدف تھا۔ نیوزی لینڈ کی دونوں گرنے والی وکٹیں اظہر محمود کے حصے میں آئیں۔ دوسری طرف باؤلنگ میں پڑنے والی مار کا غصہ آفریدی نے بیٹنگ میں نکالتے ہوئے محض ایک بار آؤٹ ہوکر 87 رنز کے ساتھ اتارا جن کی مدد اظہر محمود نے 2 بار آؤٹ ہونے کے باوجود 43 رنز بنا کر کی۔ آخری نتیجہ پاکستان کی مقررہ 10 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 130 رنز تک رسائی کے ساتھ 100 رنز کے مجموعے کا حصول اور 6 رنز سے کامیابی تھا جو پاکستان کو مسلسل دوسری مرتبہ چیمپئن شپ کا فاتح بنا گیا۔

2000ء میں کراچی میں کھیلے گئے اس سلسلے کے تیسرے ایڈیشن میں ناقابلِ شکست شاہد آفریدی کے ساتھ وسیم اکرم کی جوڑی نے اس ٹیم کو مزید ناقابلِ تسخیر بنا دیا، جنہوں نے 16 سے 19 دسمبر تک نیشنل اسٹیڈیم میں منعقدہ شیل، پیپسی انٹرنیشنل فلڈ لائٹ کرکٹ چیمپئن شپ کے اپنے تمام گروپ میچز میں فتوحات کے ساتھ سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں آفریدی کے 11 چوکوں اور 8 چھکوں سے سجے 39 گیندوں پر 102 رنز کی بدولت پاکستان بلیوز نامی اس جوڑی نے نیوزی لینڈ کو شکست دی۔ فائنل میں آفریدی اور وسیم کا مقابلہ عامر سہیل اور عبدالرزاق پر مشتمل پاکستان گرینز نامی اپنی ہم وطن جوڑی سے ہوا

جہاں پاکستان بلیوز نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے تین مرتبہ آؤٹ ہونے والے آفریدی کے 39 گیندوں پر 8 چوکوں اور 7 چھکوں سے مزین 95 رنز اور دو مرتبہ آؤٹ ہونے والے وسیم کے 37 گیندوں پر 61 رنز کی بدولت مقررہ 12 اوورز میں 5 مرتبہ آؤٹ ہوکر 162 رنز اسکور کئے جس کا مطلب پاکستان گرینز کو فتح کے لئے 113 رنز کا ٹارگٹ تھا۔ جوابی اننگز میں عبدالرزاق اور عامر سہیل نے بھی مطلوبہ ہدف کو مدنظر رکھتے ہوئے رنز بنانے کا سلسلہ شروع کیا تو بلیوز کی جوڑی کو آخری دو اوورز میں فتح کے لئے بچانے کو محض 24 رنز ہی بچے تھے لیکن اس موقع پر محمد مسرور کی ڈائریکٹ تھرو پر عامر سہیل کے رن آؤٹ نے گرینز کو شکست کے دہانے پر دھکیل دیا جو چار مرتبہ آؤٹ ہونے والے عامر سہیل کے 45 گیندوں پر 66 رنز کے باوجود 19 رنز سے شکست کھا گئی یوں تین وکٹیں لینے والے وسیم اکرم اس مرتبہ آفریدی کے ہمراہ ٹائٹل کے حصول کی جنگ میں کامیاب قرار پائے۔

2001ء میں ایک بار پھر یہی جوڑی چوتھی پیپسی انٹرنیشنل ڈبل وکٹ چیمپئن شپ کے لیے یکجاء ہوئی تو اس بار قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔22 سے 25 اپریل تک لاہور میں جاری رہنے والے ٹورنامنٹ میں حصہ لینے والی کل 8 ٹیموں میں سے 3 ٹیمیں پاکستان کی تھیں جن میں پاکستان بلیوز کی نمائندگی وسیم اکرم اور شاہد آفریدی، پاکستان وہائٹس کی نمائندگی عمران نذیر اور شعیب ملک جبکہ پاکستان گرینز کی نمائندگی عبدالرزاق اور اظہر محمود کر رہے تھے۔ دیگر ٹیموں میں سری لنکا گرینز، سری لنکا بلیوز، نیوزی لینڈ، زمبابوے اور کینیا سمیت کل آٹھ ٹیموں کو 4,4 کے دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ شاہد آفریدی اور وسیم اکرم پر مشتمل پاکستان بلیوز کی جوڑی نے حسبِ معمول پہلے دو میچوں میں فتح حاصل کرکے اپنے ناقابلِ شکست ہونے کا ثبوت دیا لیکن تیسرے اور آخری لیگ میچ سے قبل شاہد آفریدی کو انکی والدہ کے انتقال کی افسوسناک خبر ملی جس کی وجہ سے انہیں ٹورنامنٹ ادھورا چھوڑ کر واپس جانا پڑا اور انکی جگہ یاسر عرفات نے وسیم اکرم کو جوائن کیا۔ دوسری طرف اسی گروپ میں شامل عمران نذیر اور شعیب ملک پر مشتمل پاکستان وہائٹس کی جوڑی جو 22 اپریل کو رسل آرنلڈ اور مہیلا جے وردھنے پر مشتمل سری لنکن گرینز کے منفی ایک کے مقابلے میں 93 رنز اسکور کر کے 94 رنز سے فتح اپنے نام کرنے کے بعد اگلے روز شاہد آفریدی اور وسیم کی پاکستان بلیوز کے خلاف 44 رنز کی شکست کا بوجھ اٹھا چکی تھی، یہ جوڑی 24 اپریل کو زمبابوے کے کریگ وشارٹ اور پال اسٹرینگ کے 40 رنز کے مقابلے میں 41 رنز بنا کر ایک رن کی فتح کے ساتھ سیمی فائنل میں پہنچی جہاں اس کا مقابلہ اپنے ہم وطنوں عبدالرزاق اور اظہر محمود کی جوڑی پاکستان گرینز سے ہوا۔ اس سیمی فائنل مقابلے میں پاکستان وہائٹس نے ٹاس جیت کر پاکستان گرینز کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی جنہوں نے مقررہ 8 اوورز میں 2 بار آؤٹ ہوکر 100 رنز بنائے جس کا مطلب پاکستان وہائٹس کو 8 اوورز میں 81 رنز کا ہدف درکار تھا۔ عبدالرزاق 15 گیندوں پر 20 جبکہ اظہر محمود 33 گیندوں پر 5 چھکوں اور 7 چوکوں کی مدد سے 73 رنز بنا کر ایک ،ایک بار آؤٹ ہوئے، دونوں وکٹیں عمران نذیر کے حصے میں آئیں۔ جوابی اننگز میں پاکستان وہائٹس نے ٹارگٹ کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اننگز کچھ اس طرح سے آگے بڑھائی کہ انہیں آخری 3 گیندوں پر فتح کے

لیے محض 3 رنز کی ضرورت تھی لیکن یہاں اسٹرائیک پر موجود شعیب ملک، اظہر محمود کے ہاتھوں آؤٹ ہو گئے یوں مطلوبہ ہدف بڑھ کر آخری 2 گیندوں پر 13 رنز ہو گیا۔ اس موقع پر شعیب ملک نے اپنے حواس پر قابو رکھتے ہوئے آخری 2 گیندوں پر 2 چھکے جڑ کر میچ ٹائی کر دیا جس کے بعد فائنل میں پہنچنے کے لیے دونوں ٹیموں کے مابین ٹاس پر فیصلہ ہوا۔ یہاں بھی قسمت ملک اور عمران نذیر پر مہربان رہی جن کا فائنل مقابلہ اب اپنے ہم وطنوں وسیم اکرم اور شاہد آفریدی کی جگہ لینے والے یاسر عرفات کے ساتھ تھا۔ اسی شام کھیلے گئے فائنل معرکے میں ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرنے والی پاکستان وہائٹس کو وسیم اکرم کے 27 گیندوں پر 2 چھکوں اور 6 چوکوں کی مدد سے 44 رنز کے باعث مقررہ 8 اوورز میں فتح کے لیے 88 رنز کا ٹارگٹ ملا۔ عمران نذیر نے 4 اوورز میں 40 جبکہ ملک نے 4 اوورز میں 46 رنز دیئے۔ صرف ایک اضافی رن اس دوران پاکستان بلیوز کو لیگ بائی کی صورت میں ملا۔ پاکستان وہائٹس نے جوابی اننگز میں ایک بار پھر احتیاط سے کھیلتے ہوئے عمران نذیر کے 26 گیندوں پر ایک چھکے اور 4 چوکوں کی مدد سے 45 جبکہ شعیب ملک کے 22 گیندوں پر ایک چھکے اور 4 چوکوں کی مدد سے 37 رنز سمیت مقررہ 8 اوورز میں 89 رنز تک رسائی حاصل کر لی جن میں 7 ایکسٹراز کا حصہ بھی شامل تھا۔ وسیم اکرم نے 4 اوورز میں صرف 29 رنز دے کر ایک اینڈ سے رنز روکنے کی کوشش کی لیکن یاسر عرفات کے 4 اوورز میں 54 رنز لوٹ کر عمران نذیر اور شعیب ملک نے 2 رنز سے فتح اپنے نام کر لی۔ حیران کن امر یہ ہے کہ اس پورے میچ میں دونوں طرف سے ایک وکٹ بھی نہیں گری جو دونوں ٹیموں کی احتیاط پسندی کی انتہا تھی۔ یہ ایونٹ پاکستان میں منعقدہ ان ٹورنامنٹس کے سلسلے کا آخری ایڈیشن ثابت ہوا۔

دو ماہ بعد اسی سال جولائی میں پہلی بار امریکی ریاست نیوجرسی میں پہلی زی انٹرنیشنل ڈبل وکٹ کرکٹ چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا جہاں چھ ممالک کی آٹھ ٹیموں نے شرکت کی۔ پاکستان اور بھارت سے دو دو ٹیموں کے علاوہ سری لنکا، بنگلہ دیش، ویسٹ انڈیز اور انگلینڈ کی جوڑیوں پر مشتمل آٹھ ٹیموں کو دو گروپس میں رکھا گیا۔ پاکستان بلیوز کے لیے شاہد آفریدی اور وسیم اکرم ایک مرتبہ پھر یکجا ہوئے جبکہ پاکستان گرینز کی نمائندگی سعید انور اور اظہر محمود نے کی۔ 13 سے 15 جولائی 2001ء تک لنکلن پارک ویسٹ کے بیس بال گراؤنڈ پر کھیلے گئے اس ایونٹ میں آؤٹ ہونے پر منہا کیے جانے والے رنز کی تعداد پاکستان میں منعقدہ ٹورنامنٹس کے برعکس دس کی بجائے پانچ تھی جہاں شاہد آفریدی اور وسیم اکرم کی جوڑی نے ایک بار پھر کھیل کی اس صنف میں اپنی اجارہ داری ثابت کرتے ہوئے چیمپئن شپ اپنے نام کی۔ پہلے روز ٹورنامنٹ کے افتتاحی میچ میں انڈیا ریڈز کے رابن سنگھ اور ونود کامبلی کے خلاف وسیم اور آفریدی نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ آٹھ اوورز میں دو مرتبہ آؤٹ ہو کر 83 رنز کا ٹارگٹ سیٹ کیا جس کے جواب میں انڈیا ریڈز دو مرتبہ آؤٹ ہو کر 65 رنز ہی بنا پائی اور 17 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ اسی روز دن کے آخری میچ میں گروپ A سے ویسٹ انڈیز کے جمی ایڈمز اور فل سمنز بھی پاکستان بلیوز کی وسیم، آفریدی جوڑی کے آگے نہ ٹِک سکے اور 69 رنز کے نیٹ اسکور کے جواب میں 34 رنز ہی جوڑ پائے۔ اگلے روز اپنے آخری گروپ میچ میں وسیم اور آفریدی نے انگلینڈ کے کرس لوئس اور ڈیوڈ کیپل کو شکست دے کر ناقابل شکست حیثیت سے سیمی فائنل میں

قدم رکھا۔ پاکستان بلیوز کے مجموعی 88 رنز کے جواب میں انگلش جوڑی آٹھ اوورز میں 75 رنز جوڑ کر 13 رنز کی شکست سے دوچار ہوئی۔ 15 جولائی کو سیمی فائنل مقابلے میں ہریشکیش کنیٹکر اور منندر سنگھ پر مشتمل انڈیا بلیوز کی جوڑی پاکستان بلیوز کے خلاف میدان میں اتری جہاں وسیم اور آفریدی نے ان کا سواگت 8 اوورز میں 138 رنز کی درگت کے ساتھ کیا۔ 4 بار آؤٹ ہونے والی پاکستانی جوڑی کا حتمی اسکور 118 رنز بچا جس میں ایک بار آؤٹ ہونے والے وسیم اکرم کے 69 جبکہ 3 بار اپنی وکٹ کھونے والے شاہد آفریدی کے 63 رنز شامل تھے۔ ایک بڑے ٹارگٹ کے جواب میں بھارتی ٹیم بھی 4 مرتبہ ہی اپنی وکٹ کھو کر مقررہ 8 اوورز میں 97 رنز تک ہی پہنچ پائی جس کا مطلب کل 77 رنز کا مجموعہ اور 41 رنز سے شکست تھی۔ اسی روز بنگلہ دیش کے اکرم خان اور امین الاسلام کو فائنل مقابلے میں ٹھکانے لگا کر وسیم اور آفریدی نے ٹائٹل بھی اپنے نام کیا۔ پاکستان بلیوز نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 8 اوورز میں 126 رنز ضرور بنائے لیکن 9 بار آؤٹ ہونے کی وجہ سے نیٹ اسکور 81 رنز ہی بچا۔ شاہد آفریدی 79 رنز کے دوران 7 مرتبہ جبکہ وسیم اکرم 43 رنز کے دوران 2 مرتبہ آؤٹ ہوئے۔ بنگلہ دیشی جوڑی نے جوابی اننگز میں 8 اوورز کھیل کر وکٹیں تو 2 ہی کھوئیں لیکن صرف 68 رنز پر ہمت ہار کر 58 رنز ہی بچا سکی اور 23 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ وسیم اکرم اور آفریدی کی جوڑی نے ایک مرتبہ پھر یکجاء ہوتے ہی پاکستان سے باہر بھی ڈبل وکٹ چیمپئن شپ اپنے نام کر کے یہ ثابت کیا کہ وہ اس کھیل کے بے تاج بادشاہ ہیں۔

اگلے سال امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن میں آفریدی اور وسیم اکرم کی جوڑی نے ایک بار پھر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔ 19 سے 21 جولائی 2002ء تک جاری رہنے والے مقابلوں کے اپنے پہلے گروپ میچ میں سری لنکا کی کمار دھرما سینا اور دلیپ لیانگے پر مشتمل جوڑی کو 21 رنز اور پھر آخری گروپ میچ میں میزبان امریکہ کے امجد خان اور فاؤد بیکس کو 26 رنز سے ہرا کر آفریدی اور وسیم اکرم کی پاکستان گرینز گروپ کی ٹاپ ٹیم کی حیثیت سے سیمی فائنل میں پہنچی جہاں ان کا مقابلہ اپنے ہم وطنوں سعید انور اور یوسف یوحنا (محمد یوسف) کی پاکستان بلیوز ٹیم سے ہوا۔ پاکستان بلیوز نے اس میچ میں پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 6 اوورز میں کل 46 رنز کا ٹارگٹ سیٹ کیا جس کے جواب میں پاکستان گرینز نے شاہد آفریدی کے 78 اور وسیم اکرم کے 12 رنز کی بدولت بنا آؤٹ ہوئے 97 رنز جڑ ڈالے جن میں شاہد آفریدی کے سعید انور کو ایک اوور میں چھ چھکے بھی شامل تھے۔ ایونٹ کا فائنل مقابلہ پاکستان گرینز اور سری لنکا کی ٹیموں کے مابین ہوا جس میں پاکستان گرینز نے 32 گیندوں پر 14 چھکوں اور 4 چوکوں سے سجی شاہد آفریدی کی شاندار سنچری 109 اور وسیم اکرم کے 24 رنز کی بدولت مقررہ 8 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 136 رنز بنا کر 122 رنز کا ہدف سری لنکن جوڑی کو دیا۔ کمار دھرما سینا نے 65 رنز کے عوض 2 جبکہ دلیپ لیانگے نے 71 رنز کے عوض ایک وکٹ حاصل کی۔ دوسری طرف بڑے ٹارگٹ کے جواب میں سری لنکن جوڑی زیادہ مزاحمت نہ دکھا سکی اور 62 پر 2 مرتبہ آؤٹ ہو کر صرف 52 رنز ہی اپنے کھاتے میں بچا پائی۔ دونوں وکٹیں شاہد آفریدی کے حصے میں آئیں جو ایک مرتبہ پھر وسیم اکرم کے ہمراہ ڈبل وکٹ کا تاج اپنے

سر پر سجانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

دس ماہ بعد 4 تا6 اپریل2003ء کو سینٹ لوسیا میں ڈبل وکٹ ورلڈ چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا جس میں پاکستان، ویسٹ انڈیز، انگلینڈ، زمبابوے، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، سری لنکا اور نیوزی لینڈ کی ٹیمیں شریک ہوئیں۔ گزشتہ ڈبل وکٹ مقابلوں کی تاریخ کو دیکھتے ہوئے حسبِ معمول اس بار بھی شاہد آفریدی اور وسیم اکرم پر مشتمل پاکستانی جوڑی کو چیمپئن شپ کے لیے فیورٹ قرار دیا جا رہا تھا جس کا ثبوت پاکستان نے اپنے پہلے گروپ میچ میں آفریدی کی 12 گیندوں پر تیز ترین ففٹی کی بدولت زمبابوے کو 64 رنز سے اور پھر دوسرے میچ میں انگلینڈ کو 3 رنز سے شکست کے ساتھ دیا۔ لیکن میزبان ویسٹ انڈیز کے خلاف آخری گروپ میچ جو اس حوالے سے تو قطعاً اہمیت کا حامل نہیں تھا کہ یہ دونوں ٹیمیں پہلے سے ہی سیمی فائنل کے لیے کوالیفائی کر چکی تھیں پاکستانی شائقین کو اس وقت صدمے سے دوچار کر گیا جب 3.5 اوورز میں پاکستان کا اسکور 23- رنز تھا اور ڈبل وکٹ کرکٹ کے جلاد سمجھے جانے والے شاہد آفریدی کمر کی تکلیف کے باعث بے بسی کے عالم میں کھیل جاری رکھنے کے قابل نہ رہے تھے۔ اس صورتحال کے نتیجے میں پاکستان کو مجبوراً یہ مقابلہ ادھورا چھوڑتے ہوئے چیمپئن شپ سے دستبردار ہونا پڑا جس کے بعد صرف ایک میچ جیتنے والی انگلینڈ اس گروپ سے ویسٹ انڈیز کے ساتھ آگے سیمی فائنل مرحلے تک گئی۔ 1997ء سے باقاعدہ ڈبل وکٹ انٹرنیشنل کرکٹ کے آغاز سے لے کر اس ورلڈ چیمپئن شپ تک یہ پہلا موقع تھا جب ٹائٹل پاکستان کے نام نہ ہو سکا۔ یہ بھی محض اتفاق کی بات ہے کہ یہ ورلڈ چیمپئن شپ اس تمام سلسلے کا آخری ایونٹ ہی ثابت ہوئی جو نیوزی لینڈ کے ڈینئل ویٹوری اور جیکب اورم کی فتح کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

ہانگ کانگ کرکٹ سکسز

ساٹھ کی دہائی میں جہاں کرکٹ کے دیگر فارمیٹس عالمی منظرنامے پر مقبولیت کی منازل طے کر رہے تھے وہیں انگلینڈ میں چھ کھلاڑیوں کی ٹیم پر مشتمل انڈور کرکٹ کا آغاز بھی ہوا۔ اگرچہ انڈور کرکٹ ایک علیحدہ موضوع ہے جس میں وقت کے ساتھ چند تبدیلیوں کے بعد اس کا اپنا ایک ورلڈ کپ منعقد ہوتا ہے لیکن چھ کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیم کا آؤٹ ڈور فارمیٹ ایشیائی خطے تھائی لینڈ اور ہانگ کانگ میں بہت زیادہ مقبول ہے اور باقاعدگی سے کھیلا جاتا ہے، خصوصاً ہانگ کانگ کے کولون کرکٹ اسٹیڈیم میں منعقدہ ہانگ کانگ سکسز نامی یہ مقابلے باقاعدہ انٹرنیشنل کرکٹ کونسل سے منظوری کے باعث اس فارمیٹ کی سب سے مقبول چیمپئن شپ کا درجہ رکھتے ہیں۔ 1992ء سے 2017ء تک ان مقابلوں کے کھیلے گئے کل 19 ایڈیشنز میں پاکستان سب سے زیادہ 10 مرتبہ فائنل کھیلنے کے علاوہ انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے ہمراہ سب سے زیادہ 5 مرتبہ چیمپئن بننے کا ریکارڈ بھی اپنے نام رکھتا ہے۔ 1992ء سے 1997ء تک یہ مقابلے چھ سال مسلسل کھیلے گئے جن میں پہلے اور آخری دونوں میں پاکستان فاتح رہا۔ ایک وقفے کے بعد 2001 سے 2012ء تک ایک مرتبہ پھر یہ مقابلے سالانہ بنیادوں پر منعقد ہوتے رہے۔ اگلے چار سال دوبارہ تعطل کا شکار رہنے کے بعد 2017ء میں ہانگ کانگ ورلڈ سکسز کے نام سے اس میلے نے ایک بار پھر اپنا جلوہ دکھایا۔ ذیل میں ہانگ کانگ سکسز میں

پاکستانی فتوحات کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے۔

ستمبر 1992ء میں کھیلے گئے افتتاحی ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز ٹورنامنٹ میں پاکستان نے ان مقابلوں کا پہلا چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ابتدائی مرحلے میں کل نو ٹیموں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا جہاں گرین گروپ میں 3 وکٹوں پر مقررہ 5اوورز میں 77 رنز بنانے والی پاکستانی ٹیم نے 59 رنز پر آسٹریلیا کے 5 کھلاڑی آؤٹ کر کے 18 رنز کی فتح کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اپنے دوسرے گروپ میچ میں ایک وکٹ کھو کر مقررہ 5اوورز میں 88 رنز بنانے والی پاکستانی ٹیم کو میزبان ہانگ کانگ کے خلاف 4 وکٹوں سے شکست ہوگئی لیکن اس کے باوجود پاکستان نے ایک فتح کے ساتھ ہی اگلے مرحلے کے لیے ٹاپ چھ ٹیموں میں اپنی جگہ بنا لی۔ دوسرے مرحلے میں چھ ٹیموں کو تین تین کے دو گروپس میں تقسیم کیا گیا جہاں سوبرز گروپ میں پاکستان نے پہلے 4 وکٹوں پر 74 رنز بنا کر ویسٹ انڈیز 66/2 کو 8 رنز اور پھر 2 وکٹوں پر 83 رنز بنا کر نیوزی لینڈ 72/2 کو 11 رنز سے شکست دے کر فائنل میں اپنی جگہ پکی کی۔ فائنل مقابلے میں پاکستان کا سامنا روایتی حریف بھارت سے ہوا جہاں بھارت نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 5اوورز میں 3 وکٹیں کھو کر 60 رنز بنائے۔ جواب میں پاکستان نے مطلوبہ ہدف صرف 2 وکٹیں کھو کر چھکے کے ساتھ پورا کرتے ہوئے پہلا ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز ٹائٹل اپنے نام کرلیا۔

27۔28 ستمبر 1997ء کو کولون کرکٹ کلب ہانگ کانگ میں کھیلے گئے چھٹے ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز مقابلوں میں ٹورنامنٹ کے ابتدائی روز نو شریک ٹیموں کے تین گروپس میں مقابلے ہوئے جہاں گرین گروپ میں دن کے چھٹے میچ میں پاکستان نے میزبان ہانگ کانگ کے خلاف 24 رنز سے فتح کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کیا۔ ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرنے والے میزبانوں کو پاکستان کی طرف سے مقررہ 5اوورز میں 2 وکٹوں کے بدلے 98 رنز کا جرمانہ ہوا جس میں ساجد علی 7 گیندوں پر *36 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہونے والے نمایاں کھلاڑی تھے۔ ہانگ کانگ کی ٹیم جواب میں مقررہ 5اوورز میں ایک وکٹ کھو کر 74 رنز ہی بنا سکی اور 24 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ دن کے آخری میچ میں پاکستان کو انگلینڈ کے خلاف شکست کا بار اٹھانا پڑا جب ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرنے والی ٹیم کو مقررہ پانچ اوورز میں صرف ایک وکٹ کے بدلے 93 رنز کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور جواب میں مقررہ 5اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر صرف 57 رنز تک ہی رسائی ممکن ہوسکی، لیکن 36 رنز کی اس شکست کے باوجود پاکستان اگلے مرحلے میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب رہا۔ ایونٹ کے دوسرے اور آخری روز ٹاپ چھ ٹیموں کو دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا جہاں بریڈ مین گروپ میں پاکستان نے بنگلہ دیش کو 35 رنز سے شکست دے کر فائنل تک رسائی کے امکانات کو روشن بنایا۔ دعوت ملنے پر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نے مقررہ 5اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 100 رنز جوڑے جن میں نعیم اشرف 9 گیندوں پر 26 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر تھے۔ بنگلہ دیشی ٹیم جواب میں 4 وکٹیں کھو کر محض 65 رنز ہی بنا سکی۔ آصف مجتبٰی نے 12 رنز دے کر 2 وکٹیں اپنے نام کیں۔ اپنے آخری گروپ میچ میں پاکستان کا سامنا کالی آندھی سے ہوا جہاں ویسٹ انڈیز نے پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے

مقررہ 5اوورز میں 3وکٹوں کے نقصان پر 70رنز بنائے، جواب میں پاکستان نے نعیم اشرف کے 10 گیندوں پر *29 رنز کی بدولت مطلوبہ ہدف 4.2اوورز میں 2وکٹوں کے نقصان پر پورا کر کے فائنل میں اپنی نشست پکی کر لی۔ فائنل معرکے میں پاکستان کا ٹاکرا اسے اس ایونٹ میں واحد شکست سے دوچار کرنے والی دو بار کی چیمپئن انگلینڈ سے ہوا جس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ5اوورز میں 5وکٹیں کھو کر70رنز تک رسائی حاصل کی جن میں کپتان ایڈم ہولی اوک کے 10 گیندوں پر 24رنز نمایاں تھے۔ پاکستان کی طرف سے ظہور الٰہی نے 17رنز دے کر 2وکٹیں حاصل کیں لیکن سب سے زیادہ نپی تلی باؤلنگ نعیم اشرف کی تھی جنہوں نے اپنے اوور میں محض 6رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ پاکستانی ٹیم نے جواب میں مطلوبہ ہدف 4.4اوورز میں 3وکٹیں کھو کر پورا کر لیا۔ کپتان وسیم اکرم نے 12 گیندوں پر *30رنز بنا کر10 گیندوں پر *23 رنز بنانے والے ظہور الٰہی کے ساتھ اپنی ٹیم کو دوسری مرتبہ ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز کا چیمپئن بنوا دیا۔

تین سال کے تعطل کے بعد 2001ء میں 10۔11 نومبر کو منعقدہ ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز کے ساتویں ایڈیشن میں پاکستان نے ایک مرتبہ پھر وسیم اکرم کی قیادت میں کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔ ٹورنامنٹ میں شریک کل آٹھ ٹیموں کو چار چار کے دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ابتدائی روز پہلے گروپ میچ میں پاکستان نے کینگروز کو46رنز سے شکست دے کر رختِ سفر باندھا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرنے والی ٹیم نے عمران نذیر کے 10 گیندوں پر *32 اور شعیب ملک کے 7 گیندوں پر *31 رنز کی بدولت مقررہ5اوورز میں 2وکٹوں کے نقصان پر115 رنز کا مجموعہ کھڑا کر دیا جس کے جواب میں آسٹریلوی ٹیم 5اوورز میں ایک وکٹ کھو کر محض69رنز ہی بنا پائی۔ وسیم اکرم نے اپنے اوور میں محض 5رنز دے کر اکلوتی وکٹ اپنے نام کی۔ اگلے میچ میں انگلینڈ کی ٹیم بھی شاہینوں کے آگے نہ ٹِک پائی اور ایک لو اسکورنگ میچ میں 2وکٹوں سے فتح پاکستان کے نام رہی۔ انگلینڈ نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان کی مضبوط باؤلنگ لائن کے خلاف مقررہ5اوورز میں محض ایک وکٹ کھونے کے باوجود صرف48رنز کا مجموعہ ہی حاصل کیا۔ وسیم اکرم نے اپنے اوور میں صرف ایک رن دے کر واحد وکٹ حاصل کی۔ پاکستانی ٹیم نے مطلوبہ ہدف 4اوورز میں 4وکٹیں کھو کر حاصل کر لیا۔ راشد لطیف 8 گیندوں پر 14، عبدالرزاق 5 گیندوں پر13 جبکہ اظہر محمود4 گیندوں پر *13 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ آخری گروپ میچ میں متحدہ عرب امارات کی ٹیم کو29رنز سے پچھاڑ کر پاکستان نے سیمی فائنل میں قدم رکھا۔ یو اے ای کی ٹیم نے ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کرنے کا فیصلہ کیا جس کا خیر مقدم کرتے ہوئے پاکستان نے مقررہ5اوورز میں 2وکٹوں کے نقصان پر108رنز جڑ دیئے۔ عبدالرزاق10 گیندوں پر *35 جبکہ وسیم اکرم 7 گیندوں پر *33 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہوئے۔ متحدہ عرب امارت کی ٹیم جواب میں 5اوورز میں 2وکٹیں کھو کر79رنز ہی بنا سکی۔ وسیم اکرم اپنے اوور میں 7رنز دے کر ایک وکٹ کے ساتھ نمایاں رہے۔ 11 نومبر کو سیمی فائنل مرحلے میں پاکستان نے سری لنکا کو34رنز سے ہرا کر فائنل میں قدم رکھا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نے مقررہ5اوورز

میں ایک وکٹ کھوکر 107 رنز بنائے۔ وسیم اکرم 10 گیندوں پر *36، عمران نذیر 9 گیندوں پر 27 اور شاہد آفریدی 7 گیندوں پر *20 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ سری لنکا کی ٹیم جواب میں 5 اوورز میں ایک وکٹ کے نقصان پر 73 رنز ہی بنا سکی۔ اکلوتی وکٹ اپنے اوور میں 15 رنز دینے والے شعیب ملک کے حصے میں آئی لیکن بہترین اوور ایک مرتبہ پھر وسیم اکرم کا رہا جس میں محض 4 رنز بنے۔ فائنل مقابلے میں پاکستانی ٹیم کے سامنے جنوبی افریقی حریف آخری رکاوٹ کے طور پر موجود تھے۔ پاکستان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 5 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 98 رنز بنائے۔ عمران نذیر 11 گیندوں پر 30، وسیم اکرم 9 گیندوں پر 23 اور شاہد آفریدی 4 گیندوں پر 16 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ 99 رنز کے ہدف کے تعاقب میں ایلورتھی اور بوسمین نے اظہر محمود اور آفریدی کے پہلے دو اوورز میں 48 رنز لوٹ کر خطرے کی گھنٹی بجا دی لیکن اس موقع پر کپتان وسیم اکرم نے ایک شاندار اوور کرتے ہوئے محض 10 رنز دے کر رنز کی رفتار کو بریک لگائی جس کے بعد جنوبی افریقی ٹیم مقررہ 5 اوورز میں ایک وکٹ کھوکر 87 رنز تک ہی پہنچ سکی اور 11 رنز سے شکست کھا گئی۔ شعیب ملک آخری اوور میں 11 رنز دے کر وکٹ حاصل کرنے والے واحد باؤلر رہے۔ اس فتح کے ساتھ پاکستان اُس وقت تین ہانگ کانگ سکسز ٹائٹل جیتنے والی پہلی ٹیم بنی۔

02-03 نومبر 2002ء کو آٹھویں ہانگ کانگ انٹرنیشنل سکسز مقابلوں میں پاکستان نے فتوحات کی ہیٹ ٹرک مکمل کرتے ہوئے مسلسل تیسرا اور مجموعی طور پر چوتھا ٹائٹل اپنے نام کیا۔ ابتدائی روز آٹھ ٹیموں کو چار چار کے دو گروپس میں تقسیم کر کے ہونے والے مقابلوں میں پاکستان نے آسٹریلیا کو 50 رنز سے شکست دے کر اپنا کھاتہ کھولا۔ پاکستانی کپتان معین خان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 5 اوورز میں 2 وکٹوں کے نقصان پر 115 رنز کا مجموعہ کھڑا کیا جس میں نوید لطیف 8 گیندوں جبکہ خود معین خان 10 گیندوں پر *34 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہوئے۔ آسٹریلیا کی ٹیم جوابی اننگز میں مقررہ 5 اوورز میں 4 وکٹوں کے نقصان پر 65 رنز ہی بنا سکی۔ پاکستان کی طرف سے نوید الحسن نے اپنے اوور میں 9 رنز دے کر مسلسل تین وکٹیں حاصل کرتے ہوئے ہیٹ ٹرک مکمل کی۔ اسی روز انگلینڈ کے خلاف ہونے والے مقابلے میں بھی پاکستانی ٹیم 12 رنز سے کامیاب رہی۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نے مقررہ 5 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 68 رنز بنائے جن میں زیادہ حصہ 8 گیندوں پر *34 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہونے والے عمران نذیر کا تھا۔ انگلینڈ کی ٹیم کو جوابی اننگز میں رانا نوید الحسن نے پہلے ہی اوور میں محض 3 رنز کے بدلے 2 جھٹکے دے کر مشکلات سے دوچار کر دیا۔ اننگز کے چوتھے اوور میں یاسر عرفات نے بھی صرف 5 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کر کے رنز کی رفتار کو روکا جس کے نتیجے میں ملک کے آخری اوور میں 16 رنز آنے کے باوجود انگلینڈ کی ٹیم مقررہ 5 اوورز میں 4 وکٹیں کھوکر 56 رنز ہی بنا سکی اور 12 رنز کی شکست سے دوچار ہو گئی۔ گروپ میں پاکستان کی تیسری حریف، میزبان ہانگ کانگ کی ٹیم بھی دفاعی چیمپئن کے آگے نہ ٹِک سکی اور 28 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ ٹاس ہار کر پہلے بیٹنگ کرنے والی پاکستانی ٹیم نے مقررہ 5 اوورز میں ایک وکٹ کے نقصان پر 80 رنز جوڑے۔ کپتان معین خان 13 گیندوں پر *34 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہوئے۔

ہانگ کانگ کی ٹیم جواب میں 5اوورز کھیل کر 3 وکٹوں کے نقصان پر 52 رنز ہی بنا سکی جس کا کریڈٹ چوتھے اوور میں 6 رنز دینے والے یاسر عرفات اور آخری اوور میں 4 رنز دینے والے شعیب ملک کو تھا۔ عمران نذیر نے 10 رنز دے کر ایک جبکہ نوید لطیف نے 18 رنز دے کر ایک وکٹ حاصل کی۔ 3 نومبر کو سیمی فائنل مرحلے میں پاکستان کا مقابلہ روایتی حریف بھارت سے ہوا جہاں پاکستان نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 5اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 93 رنز بنائے۔ عمران نذیر 12 گیندوں پر *35 رنز بنا کر ریٹائرڈ ہوئے۔ نوید لطیف 10 گیندوں پر *23 اور معین خان 6 گیندوں پر 19 رنز بنا کر نمایاں رہے۔ بھارت کی ٹیم نے جوابی اننگز کے پہلے اوور میں ایک وکٹ کھونے کے باوجود 21 رنز لوٹ کر ہدف کی طرف پیش قدمی شروع کی لیکن اگلے اوور میں عمران نذیر نے صرف 5 رنز دے کر ایک وکٹ لیتے ہوئے بھارتی بیٹنگ کو لگام دے دی۔ اگلے 2 اوورز میں 46 رنز بنانے والی بھارتی ٹیم کو آخری اوور میں فتح کے لیے 18 رنز درکار تھے لیکن شعیب ملک نے صرف 6 رنز دے کر ایک وکٹ اپنے نام کرتے ہوئے 11 رنز سے فتح کے ساتھ اپنی ٹیم کو فائنل میں پہنچا دیا۔ فائنل میں پاکستان کے خلاف انگلینڈ کی ٹیم تھی جس نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 5اوورز میں ایک وکٹ کھو کر 81 رنز بنائے۔ ایڈم ہولی اوک 11 گیندوں پر *35 رنز بنا کر انگلینڈ کی طرف سے نمایاں اسکورر رہے۔ پاکستانی ٹیم نے جوابی اننگز میں نوید لطیف کے 11 گیندوں پر *31 شعیب ملک کے 5 گیندوں پر 16، عمران نذیر کے 5 گیندوں پر 12 اور اختتامی لمحات میں نوید الحسن کے 2 گیندوں پر 7 رنز کی بدولت 2 گیندیں قبل ہدف تک رسائی حاصل کرتے ہوئے نہ صرف 3 وکٹوں سے فتح اپنے نام کر لی بلکہ چوتھی مرتبہ ہانگ کانگ انٹرنیشنل کرکٹ سکسز کا تاج بھی اپنے سر پر سجا لیا۔

28 سے 30 اکتوبر 2011ء تک ہانگ کانگ کرکٹ سکسز کے سترہویں ایڈیشن میں پاکستان نے عبدالرزاق کی قیادت میں پانچویں مرتبہ ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمانے میں کامیابی حاصل کی۔ ٹورنامنٹ میں شامل کل 12 ٹیموں کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پول C میں پاکستان نے 28 اکتوبر کو جنوبی افریقہ کے خلاف 23 رنز کی فتح کے ساتھ اپنا کھاتہ کھولا۔ ٹاس ہارنے کے بعد پہلے بیٹنگ کرنے والی پاکستانی ٹیم نے کپتان عبدالرزاق کو پہلی ہی گیند پر کھو دینے کے باوجود مقررہ 5اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 110 رنز تک رسائی حاصل کر لی۔ سہیل تنویر 8 گیندوں پر *38، شرجیل خان 8 گیندوں پر *36 اور عمر اکمل 11 گیندوں پر *27 رنز کے ساتھ نمایاں رہے۔ جنوبی افریقہ کی ٹیم جواب میں پہلے 3اوورز میں 70 رنز تک رسائی حاصل کر کے جیت کی راہ پر گامزن ہو چکی تھی لیکن حماد اعظم کے اوور میں 10 اور پھر سہیل تنویر کے آخری اوور میں ایک وکٹ کے بدلے 7 رنز نے جنوبی افریقہ کو مقررہ 5اوورز میں 2 وکٹوں کے نقصان پر 87 رنز تک ہی محدود کر دیا۔ اگلے روز اپنے دوسرے گروپ میچ میں پاکستان کو میزبان ہانگ کانگ کے خلاف 3 وکٹوں سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستانی ٹیم 4.5 اوورز میں 87 رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی۔ عمر اکمل 9 گیندوں پر 44 رنز کے ساتھ ٹاپ اسکورر رہے۔ ہانگ کانگ کی ٹیم نے مطلوبہ ہدف نزاکت خان کے 7 گیندوں پر *34 رنز کی بدولت 4.4اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر

پورا کر لیا۔ اسی روز اپنے آخری گروپ میچ میں بھارت کو 22 رنز سے پچھاڑ کر بہتر رن ریٹ کی بنیاد پر پاکستان نے کوارٹر فائنل میں جگہ بنالی۔ ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پاکستان نے عمر اکمل کی شاندار ففٹی کی بدولت مقررہ 5 اوورز میں 5 وکٹیں کھو کر 109 رنز بنائے۔ عمر 11 گیندوں پر ناقابل شکست *52 رنز بنا کر لوٹے۔ بھارتی ٹیم جوابی اننگز میں ایک وکٹ کھو کر 87 رنز ہی بنا سکی۔ اکلوتی وکٹ 16 رنز دینے والے یاسر شاہ کے حصے میں آئی لیکن بہترین اوور بیٹنگ کے ہیرو عمر اکمل کا رہا جنہوں نے بھارتی بیٹسمینوں کو صرف 8 رنز ہی بنانے کا موقع دیا۔

30 اکتوبر کو کوارٹر فائنل مرحلے میں پاکستان اور آئر لینڈ کی ٹیمیں مدمقابل آئیں جہاں آئر لینڈ نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے پال اسٹرلنگ کے 8 گیندوں پر *33 رنز کی بدولت مقررہ 5 اوورز میں 2 وکٹیں کھو کر 86 رنز اسکور کیے۔ جوابی اننگز میں پاکستان نے شرجیل خان کے 10 گیندوں پر *40 اور عمر اکمل کے 9 گیندوں پر 27 رنز کی بدولت مطلوبہ ہدف 4.4 اوورز میں 4 وکٹوں کے نقصان پر پورا کرتے ہوئے سیمی فائنل میں اپنا اندراج یقینی بنایا جہاں اس کا مقابلہ گزشتہ روز پول میچ میں اسے شکست سے دوچار کرنے والی میزبان ہانگ کانگ سے ہوا۔ ہانگ کانگ نے ٹاس جیت کر پہلے باؤلنگ کا فیصلہ کیا تو عمر اکمل نے پہلے ہی اوور میں منیر ڈار کو 5 چھکوں اور ایک چوکے کی مدد سے *34 رنز جڑ کر اپنے ارادے ظاہر کر دیئے۔ عمر کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد شرجیل خان کے 9 گیندوں پر 25، کپتان عبدالرزاق کے 7 گیندوں پر 24 اور حماد اعظم کے 5 گیندوں پر 22 رنز کی بدولت پاکستان نے مقررہ 5 اوورز میں 3 وکٹوں کے نقصان پر 116 رنز کا مجموعہ کھڑا کر دیا۔ ہانگ کانگ کی ٹیم جوابی اننگز میں 4 وکٹوں کے نقصان پر 84 رنز ہی بنا سکی اور 32 رنز کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ عبدالرزاق نے اپنے اوور میں 10 رنز کے عوض 2 وکٹوں کا سودا کیا۔

فائنل معرکے میں پاکستان کے مدمقابل انگلینڈ کی ٹیم آئی تو یہ چوتھا موقع تھا جب دونوں ٹیمیں آپس میں ہانگ کانگ سکسرز کا فائنل کھیل رہی تھیں، اس سے قبل تین ملاقاتوں میں سے دو پاکستان اور ایک انگلینڈ کے حق میں رہی تھی۔ آٹھ گیندوں پر مشتمل اوورز کے اس مقابلے میں ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے بیٹنگ دینے کا فیصلہ گوروں کے لیے انتہائی مہنگا ثابت ہوا کیونکہ ایک اینڈ سے تمام وکٹیں گر جانے کے باوجود پاکستانی کپتان عبدالرزاق نے لاسٹ مین اسٹینڈنگ رول کے تحت تن تنہاء 17 گیندوں پر *63 ناقابل شکست رنز بنا کر مقررہ 5 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر اپنی ٹیم کا اسکور 154 رنز تک پہنچا دیا۔ سہیل تنویر نے بھی رن آؤٹ ہونے سے قبل اپنے کپتان کا بھرپور ساتھ نبھاتے ہوئے 13 گیندوں پر 58 رنز اسکور کیے۔ انگلینڈ کی ٹیم جوابی اننگز میں 5 اوورز میں 119 رنز بنا کر آل آؤٹ ہوگئی۔ عمر اکمل نے 26 رنز کے بدلے 3 جبکہ حماد اعظم نے 18 رنز کے بدلے 2 وکٹیں حاصل کیں۔ 35 رنز سے فتح کے ساتھ ہی پاکستان نے اپنے رنر اپ کی پانچ ٹائٹل فتوحات کا ریکارڈ بھی برابر کر دیا لیکن یہ تادمِ تحریر پاکستان کی بھی آخری ٹائٹل فتح ہے جو اس کے بعد منعقدہ دونوں ایڈیشنز میں جنوبی افریقہ سے فائنل ہار کر اسے بھی اپنے ساتھ سب سے زیادہ ٹائٹل فتوحات کی شریک ٹیم بنا چکی ہے۔

ٹائٹنز آف کرکٹ 2011ء۔ انگلینڈ

اکتوبر 2011ء میں انگلینڈ کے شہر لندن کے 02 ایرینا میں ٹائٹنز آف کرکٹ نامی مقابلے کا انعقاد ہوا جس میں 5,5 کھلاڑیوں پر مشتمل 4 ٹیموں نے شرکت کی۔ پاکستان کی طرف سے شاہد آفریدی کی قیادت میں شعیب اختر، اظہر محمود، عبدالرزاق اور پروفیشنل کرکٹ ایسوسی ایشن کے ینگ اسٹارز آف دی فیوچر پروگرام کے تحت سرے کے جیسن رائے نے شرکت کی۔ میزبان انگلینڈ کی ٹیم میں اینڈریو فلنٹوف، اسٹیو ہارمیسن، پال کالنگ ووڈ، مارکس ٹریسکوتھک اور یارک شائر کے جوئے روٹ نے حصہ لیا جبکہ آسٹریلیا کی نمائندگی ڈیوڈ بون، ایڈم گلگرسٹ، جیسن گلیسپی، ایان ہاروے اور سرے کے ٹام مینارڈ نے کی۔ ایونٹ میں شامل چوتھی ٹیم ریسٹ آف دی ورلڈ تھی جس کے کپتان سری لنکا کے سنتھ جیاسوریا کے ساتھ بھارت سے سری سانتھ، جنوبی افریقہ سے اینڈریو ہال، نیوزی لینڈ سے لو ونسنٹ اور لیسٹر شائر کے جوش کوب شامل تھے۔

یہ ایونٹ روایتی کرکٹ مقابلے سے ہٹ کر پانچ مختلف چیلنجز پر مشتمل ایک مقابلہ تھا جہاں کھلاڑیوں کو دیئے گئے مختلف ٹاسک پورے کرنے تھے۔ پہلا ٹاسک فیلڈنگ کے چیلنج پر مبنی اَلٹی میٹ فیلڈ تھا جس میں ہر ٹیم کے تین، تین کھلاڑیوں کو 40,40 سیکنڈز میں مختلف سائیڈوں سے آنے والی گیندوں کو پکڑ کر مختلف ٹارگٹس کو ہٹ کرنا تھا۔ اس مقابلے میں انگلینڈ کی ٹیم 64 پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست رہی۔ ریسٹ آف دی ورلڈ 48 پوائنٹس کے ساتھ دوسرے نمبر پر آئی۔ پاکستان 38 پوائنٹس کے ساتھ تیسرے نمبر پر اپنی جگہ بنا سکی۔ ان 38 پوائنٹس میں 28 جیسن رائے اور 10 اظہر محمود نے اسکور کیے جبکہ آفریدی ایک ٹارگٹ کو بھی نشانہ نہ بنا سکے۔ آسٹریلیا کی ٹیم 35 پوائنٹس کے ساتھ چوتھے نمبر پر اپنی جگہ بنا سکی۔ پہلے راؤنڈ کے اختتام پر لیڈر بورڈ پہ انگلینڈ نے پہلی پوزیشن پر براجمان رہتے ہوئے فل 5 پوائنٹس، ریسٹ آف دی ورلڈ نے 3 پوائنٹس اور پاکستان نے 2 پوائنٹس کے ساتھ اپنا کھاتہ کھولا جبکہ چوتھے نمبر پر آنے والی آسٹریلیا کی ٹیم کو آخری پوزیشن پر ہونے کی وجہ سے کوئی پوائنٹ نہ مل سکا۔ اگلا مرحلہ اسٹینڈ اینڈ ڈیلیور نامی بیٹنگ چیلنج پر مبنی تھا جہاں بیٹسمینوں کو 63 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آتی ہوئی گیند کو زیادہ سے زیادہ پاور کے ساتھ ہٹ کرنا تھا، سب سے کم پاور والا کھلاڑی آؤٹ قرار پانے کے بعد لائف لائن کے طور پر اس ٹیم کے ایک اور بیٹسمین کو باری فراہم کی جاتی تھی اور دونوں بیٹسمین آؤٹ ہوجانے کی صورت میں ٹیم اس مرحلے سے باہر ہوجاتی، یہ چیلنج تنِ تنہاء شاہد آفریدی کے نام رہا جن کے مقابلے میں ایک ایک کر کے جیاسوریا، جوش کوب، ٹریسکوتھک، فلنٹوف، گلگرسٹ اور ٹام مینارڈ سب آؤٹ ہوتے چلے گئے اور شاہد آفریدی پاور ہٹنگ کے اس مقابلے میں بنا کوئی غلطی کیے آخر تک کامیاب رہے۔ شاہد آفریدی کی آخری 66 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے لگائی گئی ہٹ اس مرحلہ کی سب سے زیادہ پاورفل ہٹ بھی رہی۔ اس مرحلے کے اختتام پر پاکستان ٹیم فل 5 پوائنٹس حاصل کر کے لیڈر بورڈ پر 7 پوائنٹس کے ساتھ انگلینڈ کے برابر آ گئی جبکہ ریسٹ آف دی ورلڈ اور آسٹریلیا دونوں 3,3 پوائنٹس کے ساتھ نچلی دو پوزیشنز پر موجود رہیں۔ مقابلے کا تیسرا مرحلہ بیٹ اٹیک نامی چیلنج تھا جہاں ہر ٹیم کے 3,3 بیٹسمینوں کو 40,40 سیکنڈز کی بیٹنگ کے دوران مختلف ٹارگٹس کو ہٹ کر کے پوائنٹس

اسکور کرنا تھے۔ یہاں بھی عبدالرزاق کے 9اور جیسن رائے کے 5پوائنٹس کی بدولت پاکستان کی ٹیم 14پوائنٹس لے کر سرفہرست رہی۔ ریسٹ آف دی ورلڈ کی ٹیم 11پوائنٹس کے ساتھ دوسرے، انگلینڈ 9پوائنٹس کے ساتھ تیسرے اور آسٹریلیا 7پوائنٹس کے ساتھ چوتھے نمبر پر رہی۔ اس مرحلے کے اختتام پر بھی پاکستانی ٹیم فل 5پوائنٹس حاصل کر کے 12پوائنٹس کے ساتھ لیڈر بورڈ پر پہلی پوزیشن پہ براجمان ہوگئی جبکہ انگلینڈ 9پوائنٹس کے ساتھ دوسری، ریسٹ آف دی ورلڈ 6پوائنٹس کے ساتھ تیسری اور آسٹریلیا 3پوائنٹس کے ساتھ چوتھی پوزیشن پر موجود رہی۔ مقابلوں کا چوتھا مرحلہ اسٹمپس نامی چیلنج تھا، بال آؤٹ کی طرز پر کھیلے جانے والے اس مقابلے میں پہلی اور چوتھی جبکہ دوسری اور تیسری ٹیم کا آپس میں مقابلہ ہونا تھا۔ اس مقابلے میں دونوں ٹیموں کے پانچوں کھلاڑیوں کو ایک ایک بال کروا کے اسٹمپس گرانے کا چیلنج دیا گیا۔ دونوں مقابلوں میں فاتح ہونے والی دونوں ٹیموں کو پھر آپس میں مقابلے کے لیے اترنا تھا جس کے بعد اس راؤنڈ کے پوائنٹس کا تعین اس طرح ہوتا کہ آخری مقابلہ جیتنے والی ٹیم کو فُل 5 جبکہ ہارنے والی ٹیم کو 3پوائنٹس ملتے جبکہ پہلے دو مقابلوں کی شکست خوردہ ٹیموں کو کوئی پوائنٹ نہیں ملنا تھا۔ پاکستان کی ٹیم یہاں پہلے مقابلے میں آسٹریلیا کے خلاف 4-3 سے شکست کھا گئی، پہلی تین کوششوں میں عبدالرزاق، اظہر اور آفریدی نے تین وکٹیں گرائیں لیکن جیسن رائے اور شعیب اختر کا نشانہ خطا چلا گیا۔ دوسری طرف ریسٹ آف دی ورلڈ کپتان جیا سوریا کی واحد کامیابی کے ساتھ 0-1 سے انگلینڈ کو ہرا کر آسٹریلیا کے مدمقابل آنے کی حقدار ٹھہری جہاں اسے ایک بار پھر 0-1 سے فتح نصیب ہوئی، لیکن اس بار یہ واحد وکٹ اینڈریو ہال کے حصے میں آئی۔ اس راؤنڈ کے اختتام پر لیڈر بورڈ کی پوزیشن کچھ اس طرح ہوگئی کہ پاکستان ٹیم جو مجموعی 12پوائنٹس کے ساتھ اس راؤنڈ میں آئی تھی یہاں کوئی پوائنٹ حاصل نہ کر سکنے کے باوجود 12پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست ہی رہی۔ انگلینڈ کی ٹیم جو اس مرحلے سے قبل 9پوائنٹس کے ساتھ دوسرے نمبر پر تھی وہ بھی اس مرحلے میں کوئی پوائنٹ حاصل نہ کر پائی، لیکن ریسٹ آف دی ورلڈ جو گزشتہ راؤنڈ کے اختتام پر 6پوائنٹس کے ساتھ تیسرے نمبر پر تھی اس مرحلے میں فُل 5پوائنٹس لے کر 11 مجموعی پوائنٹس کے ساتھ اب انگلینڈ سے اوپر مجموعی طور پر دوسری پوزیشن پر براجمان ہوگئی۔ 3پوائنٹس کے ساتھ اس راؤنڈ میں آنے والی آسٹریلیا 3مزید پوائنٹس لے کر بھی 6مجموعی پوائنٹس کے ساتھ آخری نمبر پر ہی رہی۔

اب آخر میں ٹاپ دو ٹیموں کے مابین گرینڈ فائنل کا فیصلہ کن مرحلہ تھا جہاں ملنے والے ٹاسک میں بلاکس کی رکاوٹوں کو عبور کر کے پھر جال کے نیچے سے گزرنا، اس کے بعد اپنی ٹیم کے فیلڈر کو 5 کیچز پکڑوا کر آخر میں کچھ ٹارگٹس کو تھرو سے گرانا تھا۔ یہاں پاکستان اور ریسٹ آف دی ورلڈ کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں اور تمام چیلنجز سے گزرنے کے بعد آخر میں اینڈریو ہال اور شعیب اختر کے درمیان مقابلہ اس نہج پر پہنچ چکا تھا کہ دونوں کے پاس جیت حاصل کرنے کے لیے صرف ایک ایک ٹارگٹ بچا تھا۔ یہاں پر قسمت نے شعیب اختر کا ساتھ دیا جنھوں نے ہال سے پہلے آخری درست نشانہ لگا کر پاکستان کو ٹائٹنز آف کرکٹ مقابلوں کا چیمپئن بنوا دیا۔

آئی سی سی رینکنگ

آئی سی سی ٹیم رینکنگز سے مراد انٹرنیشنل کرکٹ کونسل کا وہ طریقہ کار ہے جس کے تحت ٹیموں کی کارکردگی کی بنیاد پر ان کی درجہ بندی کا تعین کیا جاتا ہے۔ کرکٹ کے تینوں فارمیٹس میں ہر ٹیم کی پرفارمنس کی الگ الگ درجہ بندی موجودہ دور میں آئی سی سی مینز ٹیسٹ ٹیم رینکنگز، آئی سی سی مینز ون ڈے انٹرنیشنل ٹیم رینکنگز اور آئی سی سی مینز ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل ٹیم رینکنگز کے نام سے جانی جاتی ہے۔ 2019ء میں ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ کے باقاعدہ آغاز سے قبل ٹیسٹ رینکنگز کو آئی سی سی ٹیسٹ چیمپئن شپ کے نام سے پکارا جاتا رہا جہاں پہلے نمبر پر براجمان ہونے والی ٹیم کو ہی ٹیسٹ چیمپئن کا درجہ دیا جاتا۔ موجودہ آئی سی سی مینز ون ڈے انٹرنیشنل ٹیم رینکنگز کو بھی ابتداء میں آئی سی سی ون ڈے انٹرنیشنل چیمپئن شپ کا نام دیا گیا۔ رینکنگ کا یہ طریقہ کار ہر فارمیٹ میں کھیلے جانے والے ہر دو ٹیموں کے میچوں کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مخصوص فارمولے کے تحت ریٹنگز نکال کر عمل میں لایا جاتا ہے جبکہ ریٹنگز کا یہ طریقہ کار ٹیموں کی گزشتہ تین سے چار سالوں کی کارکردگی پر محیط ہوتا ہے۔ 2003ء میں آئی سی سی ٹیسٹ چیمپئن شپ کی رینکنگ کے آغاز کے بعد پاکستان صرف ایک مرتبہ 2016ء میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکا لیکن اسی فارمولے کے تحت آئی سی سی نے 1952ء سے 2003ء تک ٹیموں کی ریٹنگز فراہم کرتے ہوئے جو درجہ بندیاں وضع کیں ان میں ایک بار 1988ء میں بھی پاکستان 2 ماہ کے لیے ٹیسٹ کرکٹ میں پہلی پوزیشن پر براجمان رہا۔

ون ڈے کرکٹ میں 2002ء سے آئی سی سی ون ڈے انٹرنیشنل چیمپئن شپ کے آغاز کے بعد اگرچہ پاکستان ایک بار بھی پہلی پوزیشن تک رسائی حاصل نہیں کر سکا لیکن اسی فارمولے کے تحت 1981ء سے 2002ء تک فراہم کی گئی آئی سی سی ریٹنگز کے تحت پاکستان دسمبر 1990ء سے جنوری 1991ء تک دو ماہ اور پھر اگست 1991ء میں ایک ماہ کے لیے ٹیبل پر پہلی پوزیشن پہ براجمان رہا۔

2011ء میں آئی سی سی ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل کی موجودہ رینکنگ کا آغاز ہوا تو اس سے قبل گزشتہ چند سالوں میں پاکستانی ٹیم کی کارکردگی اس فارمیٹ میں مثالی رہی تھی جس نے تین میں سے دو ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کے فائنل تک رسائی حاصل کر کے نہ صرف ایک بار چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کر رکھا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اگست 2006ء سے جولائی 2010ء تک نو دوطرفہ ٹی ٹوئنٹی سیریز میں سے چھ پاکستان کے حق میں رہی تھیں جبکہ ایک برابری اور دو پاکستان کی شکست پر اختتام پذیر ہوئیں لیکن 2011ء میں جب آئی سی سی کی موجودہ ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل رینکنگ کا آغاز ہوا تو اس سے کچھ عرصے قبل تک پانچ میں سے چار سیریز میں شکست نے پاکستان کو ٹیبل پر ساتواں نمبر ہی دیا جس کے بعد نومبر 2017ء میں بالآخر پاکستان نے پہلی پوزیشن پر اپنا قبضہ جمایا۔ ذیل میں موجودہ آئی سی سی رینکنگز سسٹم کے آغاز کے بعد ٹیسٹ اور ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل میں پاکستان کی نمبر ایک پوزیشن تک رسائی کی مختصر تفصیلات پیش خدمت ہیں۔

آئی سی سی ٹیسٹ چیمپئن شپ

2003ء سے آئی سی سی ٹیسٹ رینکنگ کے آغاز کے بعد اگست 2016 میں جب پہلی بار

پاکستانی ٹیم ٹیسٹ رینکنگ میں نمبر ایک پوزیشن پر براجمان ہوئی تب اعدادوشمار کے لحاظ سے پاکستان کے 25 ٹیسٹ میچوں میں 2767 مجموعی پوائنٹس کے ساتھ 111 ریٹنگ پوائنٹس تھے۔اس عرصے پر محیط تمام سیریزوں میں پاکستانی ٹیم کی کارکردگی پر نظر دوڑائی جائے تو ستمبر 2013ء میں زمبابوے کے خلاف ہرارے ٹیسٹ میں شکست کے بعد 1-1 سے برابری پر ختم ہونے والی سیریز کے نتیجے میں پاکستانی ٹیم چوتھی سے چھٹی پوزیشن پر تنزلی کا شکار ہوچکی تھی جس نے اس غم کا مداوا کسی حد تک اگلے ماہ یواے ای میں اس وقت کی نمبر ایک ٹیسٹ ٹیم جنوبی افریقہ کے پندرہ ٹیسٹ میچوں کے ناقابل شکست سفر کو بریک لگا کر کیا۔ یہاں 1-1 سے برابری پر ختم ہونے والی سیریز پاکستان کو واپس چوتھے نمبر پر لے آئی۔ دسمبر 2013ء سے جنوری 2014ء تک متحدہ عرب امارات میں ہی سری لنکا کے خلاف تین ٹیسٹ میچوں کی سیریز 1-1 سے برابری پر ختم کرنے کے بعد پاکستانی ٹیم اگست 2014ء میں سری لنکن ٹیم کے خلاف جوابی دورے پر 2-0 کی شکست سے دوچار ہوگئی۔ اکتوبر 2014ء میں آسٹریلیا کی نمبر دو رینک ٹیسٹ ٹیم عرب کے صحراؤں پر پاکستان کی مہمان بنی تو یہ سیریز حقیقی معنوں میں پاکستان کے نمبر ایک پوزیشن پر سفر کا آغاز ثابت ہوئی۔آسٹریلیا کے خلاف دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز میں 0-2 سے فتح نے اس وقت چھٹے نمبر پر موجود پاکستانی ٹیم کی تین درجے ترقی کرتے ہوئے اسے تیسری پوزیشن پر پہنچا دیا لیکن اگلے ماہ انہی میدانوں پر نیوزی لینڈ کے خلاف تین میچوں کی سیریز میں 1-1 سے برابری ایک درجہ تنزلی کے ساتھ پاکستان کو چوتھے نمبر پر لے آئی۔ اپریل 2015ء میں بنگلہ دیشی میدانوں پر دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز 0-1 سے جیتنے کے بعد جب جون کے مہینے میں پاکستانی ٹیم نے سری لنکا کی طرف رختِ سفر باندھا تو ایک بار پھر رینکنگ ٹیبل پر اس کی چھٹی پوزیشن تھی۔سری لنکا کے خلاف تین ٹیسٹ میچوں کی سیریز میں 1-2 سے فتح پاکستان کو ایک بار پھر تین درجے ترقی کے ساتھ تیسرے نمبر پر لے گئی جہاں سے اکتوبر 2015ء میں متحدہ عرب امارات کے میدانوں پر میزبان پاکستان نے انگلینڈ کے خلاف پڑاؤ ڈالا۔ انگلینڈ کی ٹیم کو تین میچوں کی سیریز میں 0-2 سے شکست دے کر پاکستانی ٹیم پہلی بار آئی سی سی ٹیسٹ رینکنگز میں دوسرے نمبر پر براجمان ہوئی۔ جولائی 2017ء میں جب پاکستانی ٹیم جوابی دورے پر انگلینڈ کی مہمان بنی تو اس وقت پاکستان ٹیسٹ رینکنگ میں تیسرے اور انگلینڈ کی ٹیم چوتھے نمبر پر موجود تھی۔ اسی عرصے میں نمبر ایک پر موجود آسٹریلیا کی ٹیم ساتویں نمبر پر موجود سری لنکا اور نمبر دو بھارت آٹھویں نمبر پر موجود ویسٹ انڈیز کی مہمان تھی۔ انگلینڈ کے خلاف چار ٹیسٹ میچوں کی سیریز پاکستان نے پہلے ٹیسٹ میں فتح ،دوسرے اور تیسرے ٹیسٹ میں شکست اور پھر آخری ٹیسٹ میں فتح کے ساتھ 2-2 سے برابری پر ختم کی۔لیکن اس سیریز کے خاتمے کے ٹھیک تین دن بعد آسٹریلوی ٹیم سری لنکا سے 3-0 کے ساتھ وہائٹ واش ہو کر پہلی سے سیدھی تیسری پوزیشن پر آ گئی۔ دوسری طرف بھارت جو اس وقت تک چار ٹیسٹ میچوں کی سیریز میں 2 فتوحات اور ایک ڈرا کے ساتھ ویسٹ انڈیز کے خلاف سیریز اپنے نام تو کر چکی تھی لیکن 112 ریٹنگ پوائنٹس کے ساتھ محض ایک پوائنٹ کی برتری جو اسے پاکستان کے مقابلے میں پہلی پوزیشن پر رکھے ہوئے تھی بھارت کو اگر وہ بچانی تھی تو اسے آخری ٹیسٹ میں ہر صورت فتح حاصل کرنا

ضروری تھی۔ لیکن قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔ بھارت اور ویسٹ انڈیز کے درمیان 18 سے 22 اگست تک پورٹ آف اسپین میں کھیلا جانے والا سیریز کا چوتھا اور آخری ٹیسٹ بارش کی نذر ہو گیا جس کے بعد بھارتی ٹیم دو ریٹنگ پوائنٹس گھٹنے کی وجہ سے 110 پوائنٹس کے ساتھ پاکستان سے ایک درجہ نیچے آ گئی یوں پاکستان پہلی بار آئی سی سی ٹیسٹ چیمپئن شپ میں پہلی پوزیشن پر براجمان ہو گیا۔ 21 ستمبر 2016ء کو ٹیسٹ کپتان مصباح الحق نے قذافی اسٹیڈیم لاہور میں منعقدہ تقریب میں آئی سی سی کے چیف ایگزیکٹو ڈیوڈ رچرڈسن سے ٹیسٹ چیمپئن شپ گرز وصول کیا تو یہ ہر پاکستانی کرکٹ شائق کے لیے ایک تاریخی لمحہ تھا۔

آئی سی سی مینز ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل ٹیم رینکنگز

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل کرکٹ کے ابتدائی دور میں پاکستان کرکٹ ٹیم کی شاندار پرفارمنس کے بعد 2011ء میں جب موجودہ آئی سی سی ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل رینکنگز کا آغاز ہوا تو اپنا اچھا وقت پیچھے چھوڑ کر آتی ہوئی پاکستانی ٹیم ساتویں نمبر کی حقدار قرار پائی۔ 2016ء کے ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ میں صرف ایک فتح کے ساتھ اخراج کے بعد جب پاکستانی ٹیم نے انگلینڈ کا رُخ کیا تو وہاں اکلوتے ٹی ٹوئنٹی میچ میں فتح پاکستان کے نئے سفر کی ابتداء ثابت ہوئی جس کے بعد ویسٹ انڈیز کے خلاف امارات میں 0-3 اور پھر کیریبین میں 1-3 سے فتح، ورلڈ الیون کی ٹیم کے خلاف 1-2 سے کامیابی اور اکتوبر 2017ء میں سری لنکا کو 0-3 سے کلین سوئیپ نے پاکستانی ٹیم کو ٹی ٹوئنٹی رینکنگ میں نیوزی لینڈ کے بعد دوسرے نمبر پر پہنچا دیا۔ یکم نومبر 2017ء کو نیوزی لینڈ کی ٹیم بھارت کے خلاف سیریز کا پہلا ٹی ٹوئنٹی ہاری تو پاکستان رینکنگ ٹیبل پر پہلے نمبر پہ آ گیا لیکن تین دن بعد نیوزی لینڈ نے دوسرا ٹی ٹوئنٹی جیت کر اپنی پوزیشن واپس لے لی، مزید تین دن کے وقفے سے بھارت نے ایک بار پھر نیوزی لینڈ کو شکست دی تو پاکستان دوبارہ رینکنگ ٹیبل پر پہلی پوزیشن پہ آ گیا۔ جنوری 2018ء میں نیوزی لینڈ نے ویسٹ انڈیز کو تین ٹی ٹوئنٹی میچوں کی سیریز میں 0-2 سے شکست دے کر ایک بار پھر پہلی پوزیشن حاصل کی لیکن اسی ماہ پاکستانی ٹیم نے نیوزی لینڈ ہی کے دورے پر 1-2 سے ٹی ٹوئنٹی سیریز جیت کر ایک مرتبہ پھر پہلی پوزیشن پر قبضہ جمایا جس کے بعد ریکارڈ ستائیس ماہ تک قومی ٹیم اس پوزیشن پر براجمان رہی اور ریکارڈ 286 ریٹنگ پوائنٹس بھی حاصل کئے۔

آئی سی سی ایوارڈز

2004ء سے شروع ہونے والے سالانہ آئی سی سی ایوارڈز بارہ مہینوں کے دوران کرکٹ کے کھیل کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے کھلاڑیوں اور آفیشلز کو دیئے جاتے ہیں۔ پاکستان کے محمد یوسف 2007ء میں آئی سی سی ٹیسٹ پلیئر آف دی ایئر، علیم ڈار 2009ء، 2010ء اور 2011ء میں مسلسل تین سال آئی سی سی امپائر آف دی ایئر، عمر گل 2013ء میں ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل پرفارمنس آف دی ایئر، مصباح الحق 2016ء میں سپرٹ آف کرکٹ ایوارڈ اور حسن علی 2017ء میں ایمرجنگ پلیئر آف دی ایئر ایوارڈ کے حق دار قرار پا چکے ہیں۔ ❁❁❁

کبڈی

کبڈی پاکستان کے روایتی کھیلوں میں سب سے زیادہ مقبول کھیل ہے۔ 1993ء میں ساؤتھ ایشین گیمز میں گولڈ میڈل حاصل کرنے والی پاکستان کی کبڈی ٹیم نے 2012ء اور 2016ء میں کبڈی ایشیاء کپ مقابلوں کا چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے نام کر رکھا ہے۔

ورلڈ کپ مقابلوں میں سرکل اسٹائل کبڈی ورلڈ کپ کے منعقدہ سات ایڈیشنز میں سے پاکستانی ٹیم نے چھ میں شرکت کی لیکن ابتدائی چھ ایڈیشنز بھارتی میزبانی میں ہونے کی وجہ سے پانچ بار شرکت کرنے والی ٹیم چار فائنلز کھیلنے کے باوجود میزبانوں کی ناجائز اجارہ داری، غیر منصفانہ فیصلوں اور ویزہ مسائل سے لے کر ڈوپ ٹیسٹ جیسے ہتھکنڈوں کے باعث بارہا فتح کے قریب پہنچ کر بھی ٹائٹل کے حصول سے محروم رہی۔ 2010ء، 2012، 2013 اور 2014ء میں فائنل کھیل کر رنراپ اور 2011ء میں تیسری پوزیشن پر رہنے والی پاکستانی ٹیم نے 2016ء میں شرکت سے محروم کئے جانے کے بعد بالآخر 2020ء میں پہلی بار بھارت سے باہر منعقدہ کبڈی کے عالمی کپ میں اپنے میدانوں پر فتح حاصل کر کے نہ صرف بھارتی فتوحات کا سلسلہ اپنے انجام کو پہنچایا بلکہ پاکستان کی عالمی فتوحات کے کھاتے میں ایک اور کھیل کا اضافہ بھی کیا۔ پاکستان کی خواتین کبڈی ٹیم نے بھی 2014ء کے عالمی کپ مقابلوں میں تیسری پوزیشن تک رسائی حاصل کی۔

ساتواں کبڈی ورلڈ کپ 2020ء۔ پاکستان

9 سے 16 فروری 2020ء تک پاکستانی میدانوں پر منعقدہ ساتویں سرکل اسٹائل کبڈی ورلڈ کپ مقابلوں میں پاکستانی ٹیم نے پہلی بار عالمی ٹائٹل پر اپنا قبضہ جماتے ہوئے بھارتی اجارہ داری کا خاتمہ کیا۔ ٹپال تیز دم کبڈی ورلڈ کپ 2020ء میں کل دس ٹیموں کی شرکت طے تھی لیکن کینیا کی دستبرداری کے باعث یہ تعداد گھٹ کر نو رہ گئی۔ میزبان پاکستان پول A میں آسٹریلیا، کینیڈا اور آذربائیجان کے ساتھ براجمان ہوا جبکہ پول B میں دفاعی چیمپئن بھارت کے ساتھ ایران، جرمنی، انگلینڈ اور سیرالیون کی ٹیموں کو جگہ ملی۔ پورے ٹورنامنٹ میں ناقابل شکست رہنے والی پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں فائنل میں آمنے سامنے آئیں جہاں پاکستانی ٹیم نے فتح کے ساتھ عالمی ٹائٹل اپنے نام کرلیا۔

فاتح اسکواڈ (پاکستان)

محمد عرفان (کپتان)، شفیق احمد (نائب کپتان)، ملک بنیامین، توصیف لیاقت عرف علی وڑائچ، قمر زمان، ظفر اقبال، ارسلان محمود، محمد نفیس، مشرف جاوید، کلیم اللہ، اکمل شہزاد، محمد سجاد، بلال محسن، وقاص احمد، ساجد نثار، عبید اللہ، شہرام ساجد، راشد محمود، محمد ذوالقرنین، اشتیاق رحمٰن عرف ہیرا بٹ۔

سپورٹ اسٹاف : محمد رزاق، عامر محمود، طاہر وحید، فریاد علی، شہزاد حنیف۔

پولA۔ پاکستان بمقابلہ کینیڈا

9فروری2020ء کو پنجاب اسٹیڈیم لاہور میں ساتویں کبڈی ورلڈ کپ کے افتتاحی مقابلے کے لئے پول A سے پاکستان اور کینیڈا کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں جہاں پاکستان نے ایک آسان فتح سمیٹتے ہوئے وکٹری اسٹینڈ کی طرف اپنی پیش قدمی کا آغاز کیا۔

کینیڈا کی طرف سے ہرویندر سنگھ پہلی ریڈ کے لئے میدان میں آئے جنہیں شانی بسرا نے قابو کرتے ہوئے پہلا پوائنٹ پاکستان کے کھاتے میں درج کروایا۔ دوسری طرف پاکستان کی طرف سے پہلی ریڈ وقاص بٹ نے ڈالی اور پوائنٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ ابتدائی چندمنٹوں میں اگرچہ کینیڈا کی طرف سے مزاحمت ضرور دیکھنے کو ملی لیکن پانچویں منٹ میں پاکستانی ٹیم نے اپنے رنگ میں آتے ہوئے دونوں اطراف سے پوائنٹس حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو ہاف ٹائم تک کینیڈا کے 11 پوائنٹس کے مقابلے میں پاکستان کے پوائنٹس کی تعداد 34 تک پہنچ چکی تھی۔

دوسرے ہاف میں بھی پاکستانی ٹیم نے کینیڈین ٹیم کو بے بس کرتے ہوئے اپنی یہی برتری برقرار رکھی اور مقررہ وقت کے اختتام پر23-64 سے مقابلہ اپنے حق میں کرکے دو میچ پوائنٹس کا اندراج بھی اپنے کھاتے میں کروالیا۔

پولA۔ پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا

13فروری کو کھیلے گئے پول A کے مقابلے کے لئے اپنے ابتدائی دونوں میچ جیت کر پوائنٹس ٹیبل پر پہلی پوزیشن پہ براجمان آسٹریلوی ٹیم ٹورنامنٹ میں اپنا دوسرا میچ کھیلنے والی میزبان ٹیم کے خلاف فیصل آباد کے اقبال اسٹیڈیم میں اُتری۔ 2016ء میں بھارت میں منعقدہ سرکل اور اسٹینڈرڈ اسٹائل کبڈی ورلڈ کپ مقابلوں کے بعد اگرچہ 2018ء میں آسٹریلیا میں بھی ایک کبڈی ورلڈ کپ ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا لیکن چونکہ اس ٹورنامنٹ کو آفیشل حیثیت حاصل نہیں تھی اس لئے اس کا شمار ورلڈ کپ کے منعقد شدہ ایڈیشنز میں نہیں کیا جاتا۔ بہرحال اس ٹورنامنٹ میں فتح حاصل کرنے والی آسٹریلوی ٹیم ان آفیشل ورلڈ چیمپئن ضرور تھی جو ان مقابلوں میں حصہ لے رہی تھی۔

پاکستانی کپتان عرفان مانا نے ٹاس جیت کر پہلے ریڈ کا فیصلہ کیا تو بلال محسن نے پہلی کبڈی ڈالتے ہوئے اپنی ٹیم کا کھاتہ بھی کھول دیا۔ کینیڈین ٹیم کی طرح آسٹریلوی ٹیم بھی ابتدائی چندمنٹوں میں پاکستان سے مقابلہ کرتی ہوئی ضرور نظر آئی لیکن یہاں بھی جب ایک بار پاکستانی ڈیفنس لائن کے حرکت میں آنے کے بعد دونوں اطراف سے پوائنٹس حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کے بعد یکطرفہ طور پر پہلے ہاف کے اختتام تک میزبانوں کو10-33 کی برتری حاصل ہوچکی تھی۔

دوسرے ہاف میں بھی پاکستانی ٹیم آسٹریلیا پر مکمل حاوی رہی اور میچ کے اختتام پر25-62 سے فتح اپنے نام کرتے ہوئے پول A سے آسٹریلیا کے ساتھ ہی سیمی فائنل تک رسائی بھی حاصل کرلی۔عرفان مانا

اور بلال محسن کو میچ کے بہترین ریڈرز اور شانی بسرا کو بہترین اسٹاپر قرار دیا گیا۔

پول A۔ پاکستان بمقابلہ آذربائیجان

14 فروری کو گجرات کے ظہور الٰہی اسٹیڈیم میں گروپ اسٹیج کے آخری مقابلے کے لئے پول A سے پاکستان اور آذربائیجان کی ٹیمیں مدِمقابل آئیں جہاں سیمی فائنل میں پہلے سے جگہ بنا چکی میزبان ٹیم نے مسلسل تیسری کامیابی حاصل کرتے ہوئے اپنا پول ٹاپ کر کے ناک آؤٹ مرحلے میں قدم رکھا۔

ٹاس جیت کر پہلے ریڈ ڈالنے والی پاکستانی ٹیم کی جانب سے ملک بنیامین نے کھاتہ کھولا تو ابتدائی دو میچوں کی نسبت زیادہ آسان حریف کے خلاف بھی پاکستان کی ایک یکطرفہ جیت واضح نظر آ رہی تھی جس کا اندازہ ابتدائی منٹوں میں ہی ہو گیا کیونکہ پانچویں منٹ تک آذربائیجان کے 2 پوائنٹس کے مقابلے میں پاکستان کے پوائنٹس کی تعداد 9 ہو چکی تھی۔ لیکن پہلے دو میچوں کے برعکس یہاں گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ آذربائیجان کے کھیل میں بہتری آتی دکھائی دینے لگی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہاف ٹائم تک پاکستان کے 23 پوائنٹس کے مقابلے میں آذربائیجان کے 16 پوائنٹس مہمانوں کی میچ میں واپسی کا عندیہ دے رہے تھے۔

دوسرے ہاف میں بھی آذربائیجان نے اپنی مزاحمت کا سلسلہ جاری رکھا اور چھ منٹ بعد ہونے والے پانی کے وقفے تک پاکستان کے 28 پوائنٹس کے مقابلے میں 24 پوائنٹس تک رسائی حاصل کر لی۔ دوسرے ہاف کے بارہویں منٹ میں پاکستان کے 33 اور آذربائیجان کے 29 پوائنٹس تھے جب ٹائم آؤٹ لیا گیا جس کے بعد پاکستانی ٹیم نے ابتدائی لمحات کی طرح ایک بار پھر مکمل طور پر میچ میں واپسی کرتے ہوئے مقررہ وقت کے اختتام تک 30-40 سے فتح اپنے نام کر لی۔ علی وڑائچ میچ کے بہترین اسٹاپر اور اکمل شہزاد بہترین ریڈر قرار پائے۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ ایران

15 فروری کو پنجاب اسٹیڈیم لاہور میں کھیلے گئے ساتویں کبڈی ورلڈ کپ کے سیمی فائنل معرکے کی غرض سے پاکستان اور ایران کی ٹیموں نے کم از کم شائقین کو نسبتاً ایک بہتر مقابلے کی توقع تھی۔

ابتداء میں یہ توقع درست بھی ثابت ہوتی دکھائی دی کیونکہ ٹاس جیت کر پہلے ریڈ ڈالنے والی ایرانی ٹیم کا کھاتہ عطا یاد نے پوائنٹ کے ساتھ کھولا تو ابتدائی سات منٹوں میں پاکستان کے 9 اور ایران کے 8 پوائنٹس مقابلے کو برابری کی سطح پر ظاہر کر رہے تھے۔ اس موقع پر پاکستانی ٹیم نے میچ کا کنٹرول سنبھالنا شروع کیا اور پندرہویں منٹ تک 15-20 پر جانے والا یہ مقابلہ بالآخر ہاف ٹائم پر میزبانوں کی 17-29 سے برتری اور میچ میں مستحکم پوزیشن کو ظاہر کر رہا تھا۔

دوسرے ہاف میں بھی پاکستانی ٹیم نے اپنے اسی شاندار کھیل کا سلسلہ جاری رکھا اور ایران کو میچ میں واپسی کا کوئی موقع نہ دیتے ہوئے بالآخر فل ٹائم پر 30-52 کی فتح کے ساتھ فائنل مقابلے میں اپنی نشست پکی کر لی جہاں اسی شام آسٹریلیا کو سیمی فائنل ہرانے والی کبڈی ورلڈ کپ کی تاریخ کی ''ناقابلِ

شکست'' بھارتی ٹیم نے مقابلے کے لئے اترنا تھا۔ وقاص بٹ میچ کے بہترین ریڈر اور سجاد گجر بہترین اسٹاپر قرار پائے۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ بھارت

16 فروری 2020ء کو پنجاب اسٹیڈیم لاہور میں تماشائیوں کے ایک جم غفیر کے سامنے ساتویں کبڈی ورلڈ کپ (سرکل اسٹائل) کے فائنل مقابلے کے لئے پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں تو یہ پانچواں موقع تھا جب دونوں روایتی حریف کبڈی ورلڈ کپ کے فائنل کے لئے ایک دوسرے کے خلاف میدان میں اُتر رہے تھے۔ اس سے پہلے منعقد شدہ تمام چھ کبڈی ورلڈ کپ جیتنے والی بھارتی ٹیم کا ریکارڈ پاکستان سے بہتر ضرور تھا لیکن بھارتی میزبانی تلے ہونے والے ان مقابلوں میں پاکستان بہت سی وجوہات کے باعث بارہا اچھا کھیل پیش کر کے بھی ٹائٹل حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تھا۔ بالخصوص 2014ء کے ورلڈ کپ میں جہاں پاکستان کی فائنل میں فتح تقریباً یقینی نظر آ رہی تھی لیکن جانبدارانہ امپائرنگ نے میزبان بھارت کے لئے آخری لمحات میں جیت کی راہیں ہموار کر دیں۔

پہلی بار بھارتی تسلط سے باہر منعقد ہونے والے کبڈی ورلڈ کپ کے فائنل مقابلے میں پاکستانی کپتان عرفان مانا نے ٹاس جیت کر پہلے ریڈ ڈالنے کا فیصلہ کیا جس کی لاج شفیق چشتی نے پوائنٹ کے ساتھ پاکستان کا کھاتہ کھولتے ہوئے رکھی۔ دوسری جانب بھارت کی جانب سے وینے کھتری نے بھی ریڈ پر پوائنٹ لے کر اپنی ٹیم کا کھاتہ کھولا۔ ابتدائی چند لمحات میں تو دونوں اطراف سے برابر برابر پوائنٹس اسکور ہوئے لیکن پھر بھارت نے برتری حاصل کرنا شروع کی تو پانچ منٹوں میں پاکستان کے 4 پوائنٹس کے مقابلے میں 7 پوائنٹس تک پہنچ جانے والی دفاعی چیمپئن ٹیم پہلے ہاف کے سولہویں منٹ میں لئے جانے والے ٹائم آؤٹ تک اپنی یہی برتری برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کے 15 پوائنٹس کے مقابلے میں 19 پوائنٹس تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔ پاکستانی ٹیم اگرچہ پہلے ہاف میں اس فاصلے کو کم کرنے کی کوشش ضرور کرتی رہی لیکن ہاف ٹائم تک مقابلہ 24-18 کے ساتھ چھ پوائنٹس کی برتری بھارت کے پلڑے میں ظاہر کر رہا تھا۔

مقابلے کا دوسرا ہاف پہلے ہاف کی نسبت زیادہ کانٹے دار اور اعصاب شکن ثابت ہوا جہاں ایک طرف پاکستانی ٹیم نے میچ میں اپنی واپسی کرنی شروع کی تو دوسری طرف بھارت کی جانب سے ہر پوائنٹ پر کوئی نہ کوئی تنازع کھڑا کر کے آفیشلز کو طویل وقت کے لئے مقابلہ روکنے پر مجبور کر دیا جاتا۔ دوسرے ہاف کے دسویں منٹ میں جب ٹائم آؤٹ لیا گیا تو پاکستان کا خسارہ کم ہو کر بھارت کے 32 پوائنٹس کے مقابلے میں 30 پوائنٹس پر آچکا تھا۔ اگلے منٹ میں میچ کے بہترین قرار دیئے جانے والے کھلاڑی ملک بنیامین نے ریڈ پر پوائنٹ حاصل کیا تو 32-32 کی برابری پاکستان کی میچ میں واپسی کو ظاہر کر رہی تھی۔ دوسرے ہاف کے اٹھارویں منٹ میں ایک طرف شفیق چشتی نے ریڈ پر پاکستان کے کھاتے میں پوائنٹ جوڑا اور دوسری طرف نفیس گجر نے روی دیوندرا کو اپنے شکنجے میں جکڑا تو بھارت کے 39 پوائنٹس

کے مقابلے میں 42پوائنٹس تک پہنچ جانے والی پاکستانی ٹیم کی فتح کے امکانات روشن ہو چکے تھے۔ اس دوران ٹائم آؤٹ لیا گیا جس کے بعد ملک بنیامین ریڈ کے لئے آئے اور ڈبل ٹچ کے نتیجے میں ایک اور پوائنٹ پاکستان کو دیا گیا تو شکست کو سامنے دیکھتے ہوئے بھارتی ٹیم اور مینجمنٹ کی جانب سے ایک بار پھر فیصلے کو چیلنج کر کے تنازع کھڑا کر دیا گیا۔

اس موقع پر بھارتی کوچ کی جانب سے ٹیم کو گراؤنڈ سے باہر بلائے جانے کا اشارہ ایشیاء کپ 2012ء کی کہانی دہراتا محسوس ہوا جب اسی میدان پر بھارتی کبڈی ٹیم فائنل میں شکست کو سامنے دیکھ کر مقابلہ مکمل کئے بنا ہی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی تھی، لیکن اس بار میزبانوں نے مہمانوں کا کوئی بہانہ چلنے نہ دیا اور انتہائی نازک صورتحال کے باوجود کمال جرأتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوائنٹ سے دستبردار ہونے پر رضامندی ظاہر کر کے اسے بھارت کے کھاتے میں جانے دیا جس کے بعد پاکستان کے 43 اور بھارت کے 39 پوائنٹس پر رکنے والا مقابلہ دوبارہ شروع ہوا تو نئی اسکور لائن کے مطابق پاکستان کے 42 اور بھارت کے 40 پوائنٹس تھے۔ بھارت کی جانب سے وینے کھتری نے ریڈ پر پوائنٹ حاصل کر کے پاکستان کے 42 کے مقابلے میں بھارت کو 41واں پوائنٹ دِلوایا تو پاکستان کی طرف سے شفیق چشتی میدان میں آئے جنہوں نے فیصلہ کن ریڈ پر پوائنٹ حاصل کر کے پہلی بار اپنی ٹیم کو کبڈی کے سب سے بڑے عالمی اعزاز کا حقدار بنا دیا۔

خوشی سے نہال تماشائیوں نے میدان کے اندر آ کر فاتح کھلاڑیوں کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تو یہ پاکستانی کھیلوں کا ایک اور تاریخی لمحہ تھا جو دیکھنے والوں کی آنکھوں میں محفوظ ہو چکا تھا۔

❁❁❁

اسنوکر

اسنوکر پاکستان میں بالخصوص نوجوان نسل کا پسندیدہ کھیل ہے۔ اگرچہ پروفیشنل لیول پر اسنوکر میں پاکستان کی کارکردگی کچھ خاص قابل ذکر نہیں ہے جہاں شوکت علی اور حمزہ اکبر ہی ایسے نام نظر آتے ہیں جنہوں نے چند عالمی ایونٹس تک رسائی حاصل کی ہے لیکن وہ بھی وہاں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل کرنے سے قاصر رہے، ماسوائے اس کے کہ شوکت علی نے 2001ء کے تھائی لینڈ ماسٹرز میں برطانوی اسنوکر لیجنڈ رونی اوسلیوین کو لاسٹ 16 راؤنڈ میں شکست دے کر کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی جو کسی پاکستانی کی پروفیشنل لیول پر اسنوکر میں سب سے بہترین کارکردگی ہے۔ اس کے برعکس نان پروفیشنل اسنوکر میں پاکستانی کھلاڑیوں کی کارکردگی کافی بہتر رہی جہاں پاکستان کی طرف سے محمد یوسف اور محمد آصف نے ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ کے ساتھ ساتھ ورلڈ ماسٹر اور ورلڈ ٹیم ایونٹ میں بھی ٹائٹل فتوحات اپنے نام کی ہیں 1998ء کی ایشین گیمز میں پاکستان کے شوکت علی اجتماعی مقابلوں کے کیو اسپورٹس ایونٹ میں گولڈ میڈل جیتنے والے دنیا کے پہلے کھلاڑی بنے جبکہ 2001ء کی ورلڈ گیمز میں انہوں نے برانز میڈل حاصل کیا۔

IBSF ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ

انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن کے زیر انتظام کھیلی جانے والی ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ نان پروفیشنل اسنوکر کا سب سے بڑا عالمی ٹورنامنٹ سمجھی جاتی ہے جس کا آغاز 1963ء میں بھارت کے شہر کلکتہ سے ہوا جہاں ویلز کے گیری اوون نے پہلا ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ تین سال بعد 1966ء میں اس سلسلے کا دوسرا ایونٹ پاکستان کے شہر کراچی میں کھیلا گیا جہاں ایک مرتبہ پھر گیری اوون کامیاب ٹھہرے۔ 1984ء سے یہ ٹورنامنٹ سالانہ بنیادوں پر کھیلا جا رہا ہے، اس دوران 2005ء میں اس کا انعقاد پاکستان میں تباہ کن زلزلے اور 2020ء میں کورونا وبا کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکا۔ پاکستان کی طرف سے محمد یوسف نے 1994ء میں جبکہ محمد آصف نے 2012ء اور 2019ء میں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ میں کامیابی حاصل کی۔ صالح محمد 2003ء اور محمد سجاد 2014ء میں فائنل تک پہنچے مگر کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

اکیسویں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ 1994ء۔ جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ

نومبر 1994ء میں جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ کے ہالیڈے ان گارڈن کورٹ میں 21ویں آئی بی ایس ایف ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا، جہاں پاکستان کے 42 سالہ محمد یوسف نے اپنے تمام میچز میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے اپنے ملک کا پہلا ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

گروپ میچز

گروپ مرحلے میں محمد یوسف نے آٹھ میچز کھیلے اور تمام میچز میں ناقابلِ شکست رہے۔ انہوں نے مالٹا کے رچرڈ ویب کو بیسٹ آف سیون فریمز میں سنسنی خیز مقابلے کے بعد 3-4 سے شکست دی۔ اسی طرح شمالی آئرلینڈ کے کیرن میکلنڈن کو بھی اسی مارجن یعنی 3-4 سے ہراتے ہوئے فرانس کے سیلوین کیلمو سے کو 1-4 سے جبکہ متحدہ عرب امارات کے محمد الجوکر اور نمیبیا کے مینفرڈ شمڈٹ کے علاوہ میزبان جنوبی افریقہ کے بروس سیلیرس کو بھی 1-4 سے شکست دی۔ باقی میچز میں بحرین کے سامی حسن اور آئرلینڈ کے پال ڈاؤلنگ کے خلاف سٹریٹ فریمز میں 0-4 سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے محمد یوسف نے لاسٹ 16 تک رسائی حاصل کی۔

لاسٹ 16۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ اینڈی شارپ (شمالی آئرلینڈ)

لاسٹ 16 میں محمد یوسف کا مقابلہ شمالی آئرلینڈ کے اینڈی شارپ سے ہوا۔ بیسٹ آف 9 فریمز پر مشتمل اس مقابلے میں محمد یوسف نے 4-5 سے فتح اپنے نام کی۔

کوارٹر فائنل.....محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ کرسچن ہیلگیسن (آئس لینڈ)

کوارٹر فائنل مقابلے میں محمد یوسف اور آئس لینڈ کے کرسچن ہیلگیسن آمنے سامنے آئے تو اس مرتبہ بھی بیسٹ آف 9 فریمز میں محمد یوسف نے 3-5 سے کامیابی حاصل کر کے سیمی فائنل تک رسائی حاصل کر لی۔

سیمی فائنل۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ اینڈریو ہکس (آسٹریلیا)

بیسٹ آف 15 فریمز پر مشتمل سیمی فائنل میں محمد یوسف نے آسٹریلیا کے اینڈریو ہکس کو 2-8 سے بآسانی پچھاڑ کر ایونٹ کے فائنل میں قدم رکھا۔

فائنل۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ جو ہانس جو ہانسن (آئس لینڈ)

26 نومبر 1994ء کو جنوبی افریقی شہر جوہانسبرگ کے بالیڈے اِن گارڈن کورٹ پر 21 ویں IBSF ورلڈ چیمپئن شپ کے بیسٹ آف 21 فریمز پر مشتمل فائنل میں ایونٹ کے دو ناقابلِ شکست کھلاڑی پاکستان کے محمد یوسف اور آئس لینڈ کے جوہانس جوہانسن ٹائٹل کے حصول کے لیے آمنے سامنے آئے جہاں محمد یوسف نے شاندار مقابلے کے بعد 9-11 سے فتح اپنے نام کرتے ہوئے پاکستان کی تاریخ کا پہلا اسنوکر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کرلیا۔

اڑتیسویں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ 2012ء۔ صوفیہ، بلغاریہ

24 نومبر سے 2 دسمبر 2012ء تک بلغاریہ کے شہر صوفیہ کے پرنس ہوٹل میں جاری رہنے والی 38 ویں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ میں کل 102 کھلاڑیوں نے شرکت کی جنھیں ابتدائی طور پر 20 گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ H سے پاکستان کے محمد آصف نے اس پورے ٹورنامنٹ میں اپنے تمام میچز جیتتے ہوئے اٹھارہ سال بعد دوسرا پاکستانی ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

گروپ H

گروپ H میں 24 نومبر کو پاکستان کے محمد آصف نے افغانستان کے نادر خان سلطانی کے خلاف اپنی فتح کے سفر کا آغاز بیسٹ آف 7 فریمز میں 1-4 سے کامیابی کے ساتھ کیا۔ محمد آصف نے پہلے تین فریمز 28-69، 26-83، 40-59 سے جیتنے کے بعد چوتھے فریم میں 68-35 سے شکست کھائی مگر پانچواں فریم ایک مرتبہ پھر 26-54 سے جیت کر اپونٹ میں پہلی فتح حاصل کرلی۔ 25 نومبر کو محمد آصف کا سامنا فرانس کے احمد بن رئیسی سے ہوا جہاں آصف نے 101 کی بریک کے ساتھ 22-79، 1-75، 35-88، 5-132 سے سٹریٹ فریمز میں 0-4 کی کامیابی کو گلے لگایا۔ 27 نومبر کو کینیڈا کے فیبیان لوئسن کو بھی محمد آصف کے خلاف سٹریٹ فریمز میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا، محمد آصف نے اس میچ میں 18-71، 8-78، 28-81، 31-67 کے ساتھ 0-4 سے فتح حاصل کی۔ 28 نومبر کو اپنے آخری گروپ میچ میں محمد آصف نے اسرائیل کے شاچر ربرگ کو 1-4 سے شکست دے کر تمام گروپ میچز میں فتوحات کے ساتھ لاسٹ 62 تک رسائی حاصل کرلی۔ آصف نے پہلے دونوں فریمز 6-81، 26-80 سے جیتے۔ تیسرے فریم میں انہیں 75-34 سے شکست ہوئی لیکن اگلے دو فریمز 58-71 اور 37-62 سے جیت کر آصف نے ٹورنامنٹ میں مسلسل چوتھی فتح اپنے نام کی۔

لاسٹ 62۔ محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ یاسر الشربینی (مصر)

29 نومبر کو لاسٹ 62 راؤنڈ میں ناک آؤٹ مقابلوں کا آغاز ہوا تو محمد آصف کے مدمقابل مصر کے یاسر الشربینی تھے۔ بیسٹ آف 7 فریمز کے اس مقابلے میں آصف نے 1-4 سے کامیابی حاصل کی۔ پہلے تین فریمز 45-78، 26-109، 28-65 سے جیتنے کے بعد چوتھے فریم میں 69-28 سے شکست اور پھر پانچویں فریم میں 6-59 سے واپسی کرتے ہوئے محمد آصف نے لاسٹ 32 راؤنڈ کے لیے کوالیفائی کرلیا۔

لاسٹ 32۔ محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ وینی کلیبر یس (آسٹریلیا)

30 نومبر کو لاسٹ 32 راؤنڈ میں محمد آصف نے آسٹریلیا کے وینی کلیبر یس کو بیسٹ آف 9 فریمز کے میچ میں 15-67، 55-67، 65-69، 14-115، 40-63 پوائنٹس کے ساتھ 0-5 سے شکست دے کر لاسٹ 16 میں اپنی جگہ پکی کرلی۔

لاسٹ 16۔ محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ وائل طلعت (مصر)

30 نومبر کو ہی لاسٹ 16 راؤنڈ میں محمد آصف کا جوڑ وائل طلعت سے پڑا تو مصری حریف بھی محمد آصف کے سامنے ٹِک نہ سکے۔ بیسٹ آف 9 فریمز کے اس مقابلے میں محمد آصف نے پہلا فریم 117 کی بریک کے ساتھ 0-118 سے جبکہ دوسرا فریم 58-62 سے جیتا۔ تیسرے فریم میں انہیں 62-37 سے شکست ہوئی مگر چوتھا اور پانچواں فریم 17-90 اور 0-105 سے جیت کر ایک مرتبہ پھر آصف نے میچ پر اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ چھٹا فریم آصف 108-4 سے ہار گئے لیکن ساتویں فریم میں 22-77 کے ساتھ 2-5 کی فتح ان کی کوارٹر فائنل تک رسائی کا مژدہ سنا رہی تھی۔

کوارٹر فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ عمر الکوجہ (شام)

یکم دسمبر کو کوارٹر فائنل مقابلے میں محمد آصف شام کے عمر الکوجہ کے خلاف کھیلنے کے لیے اترے اور بیسٹ آف 11 فریمز میں پہلا فریم 53-55 سے اپنے نام کیا مگر اگلے دو فریمز میں انہیں 63-50 اور 41-72 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ اس ٹورنامنٹ میں پہلا موقع تھا جب محمد آصف کو ایک فریم کے خسارے میں جانا پڑا لیکن انہوں نے دباؤ میں آئے بغیر کم بیک کرتے ہوئے 54-64، 26-99، 40-82، 36-73، 50-78 کے اسکور کے ساتھ مسلسل پانچ فریمز جیت کر 2-6 سے مقابلہ اپنے نام کیا اور سیمی فائنل میں داخلے کا ٹکٹ حاصل کیا۔

سیمی فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ الیکس بورگ (مالٹا)

یکم دسمبر کو ہی ٹورنامنٹ کے سیمی فائنل مقابلے میں پاکستان کے محمد آصف اور مالٹا کے الیکس بورگ کے درمیان بیسٹ آف 13 فریمز کے لیے پنجہ آزمائی شروع ہوئی تو 1-7 سے ایک آسان فتح آصف کا مقدر بنی۔ پہلے تین فریمز میں آصف 32-72، 39-48، 42-95 سے کامیاب رہے، چوتھے فریم میں انہیں 65-55 سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا لیکن اگلے چار فریمز میں ایک مرتبہ پھر 5-85، 0-69، 29-89، 30-99 سے کامیابی حاصل کر کے آصف نے فائنل کے لئے نشست پکی کر لی۔

فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ گیری وِلسن (انگلینڈ)

2 دسمبر 2012ء کو بلغاریہ کے شہر صوفیہ میں ایونٹ کے اپنے تمام میچز جیت کر آنے والے محمد آصف اور گروپ اسٹیج میں ایک شکست کا سامنا کرنے والے انگلینڈ کے گیری وِلسن ٹائٹل کے حصول کی جنگ کے لیے پرنس ہوٹل میں مدِمقابل آئے۔ بیسٹ آف 19 فریمز پر مشتمل یہ معرکہ مقابلے اور سنسنی خیزی کے لحاظ سے یادگار رہا۔ آصف نے پہلے فریم میں 36-73 سے کامیابی حاصل کی لیکن دوسرے فریم میں انہیں 72-11 سے شکست ہوئی جس کی وجہ سے مقابلہ 1-1 سے برابر ہو گیا۔ تیسرا اور چوتھا فریم 29-67 اور 2-72 سے آصف کے نام رہا لیکن وِلسن نے یہاں میچ میں واپسی کرتے ہوئے 79-39 اور 70-43 سے فتح حاصل کر کے میچ ایک مرتبہ پھر 3-3 سے برابر کر دیا۔ اگلے تین فریمز میں آصف نے پھر 41-88، 27-67 اور سینچری بریک کے ساتھ 29-106 سے فتوحات سمیٹ کر وقفے تک مقابلہ 3-6 کر دیا۔

وقفے کے بعد پہلا فریم وِلسن کے نام رہا جہاں آصف کو 78-47 سے ناکامی ہوئی اور مجموعہ 4-6 ہو گیا۔ گیارہویں فریم میں آصف نے 1-85 سے کامیابی حاصل کر کے اپنی برتری 4-7 کر دی۔ اگلے تین فریمز میں ایک مرتبہ پھر وِلسن نے کم بیک کرتے ہوئے 111-1 کی سینچری بریک کے علاوہ 64-4 اور 69-67 سے کامیابی حاصل کر کے مقابلہ 7-7 سے برابر کر دیا۔ پندرہویں فریم میں آصف نے 32-69 سے کامیابی حاصل کر کے ایک بار پھر 7-8 کی برتری حاصل کی جسے اگلے ہی فریم میں دوبارہ وِلسن نے 89-23 سے فتح کے ساتھ 8-8 کر دیا۔ میچ کے اس سنسنی خیز مرحلے میں اگلے دو فریمز میں قسمت آصف کے ساتھ رہی جنہوں نے سترہواں فریم 12-68 اور اٹھارہواں فریم 5-67 سے جیت کر سجدۂ شکر بجا لاتے ہوئے پاکستان کی تاریخ کے دوسرے چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے نام کر لیا۔

پینتالیسویں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ 2019ء۔انطالیہ، ترکی

29 اکتوبر سے 9 نومبر 2019ء تک انطالیہ، ترکی کے اسٹارلائٹ ریزورٹ ہوٹل میں جاری رہنے والی پینتالیسویں IBSF ورلڈ اسنوکر چیمپئن شپ میں کل 106 کھلاڑیوں نے حصہ لیا، جنہیں 22 گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ C سے محمد آصف نے اپنے تمام میچوں میں فتوحات حاصل کرتے ہوئے اپنا دوسرا اور پاکستان کا تیسرا چیمپئن شپ ٹائٹل قبضے میں کیا۔

گروپ C

گروپ C میں محمد آصف نے اپنی فتوحات کے سفر کا آغاز 29 اکتوبر کو ترکی کے اینس بکرسی کے خلاف 0-4 کی فتح سے کیا۔ بیسٹ آف سیون فریمز مقابلے میں محمد آصف 8-91، 38-80، 1-65، 40-58 سے فاتح رہے۔ اگلے روز نیوزی لینڈ کے میتھیو سکاربورو کے خلاف اپنے دوسرے مقابلے میں محمد آصف پہلا فریم 80-1 سے ہار گئے لیکن اگلے چار فریمز میں انہوں نے 7-79، 14-71، 11-79، 1-81 کے ساتھ واپسی کرتے ہوئے 1-4 سے فتح کو گلے لگایا۔ 31 اکتوبر کو جرسی کے راس سیمس کے خلاف بھی محمد آصف پہلا فریم 74-22 سے ہارنے کے بعد اگلے چار فریمز میں 17-55، 33-68، 25-73، 10-70 کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے 1-4 سے اپنے تیسرے گروپ میچ میں بھی سرخرو رہے۔ یکم نومبر کو محمد آصف گروپ میں اپنے چوتھے اور آخری مقابلے کے لئے اسرائیل کے ڈینئل رینڈ کے مدِمقابل آئے اور 36-72، 19-75، 25-59، 13-88 کے ساتھ 0-4 سے مسلسل چوتھی فتح اپنے نام کر کے مجموعی طور پر 106 کھلاڑیوں میں سے دوسرے نمبر پر رہتے ہوئے اگلے مرحلے میں قدم رکھا۔

لاسٹ 64۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ آئیون کاکوفسکی (روس)

6 نومبر کو شام سات بجے لاسٹ 64 راؤنڈ میں ناک آؤٹ مقابلے کے لئے محمد آصف روس کے آئیون کاکوفسکی کے خلاف نبرد آزما ہوئے جنہیں پہلے دو فریمز 42-71، 37-87 سے ہرانے کے بعد سابق پاکستانی چیمپئن اگلے تین فریمز 112-13، 66-32، 64-35 سے خود ہار گئے، اس موقع پر ایک مزید شکست محمد آصف کی ایونٹ سے چھٹی کروا سکتی تھی لیکن انہوں نے اگلے دونوں فریمز میں کوئی غلطی نہ کرتے ہوئے 0-101، 22-85 کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے 3-4 سے مقابلہ اپنے نام کیا اور اگلے مرحلے میں جگہ بھی بنالی۔

لاسٹ 32۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ شاچر ربرگ (اسرائیل)

7 نومبر کو لاسٹ 32 مرحلے میں دن ایک بجے اسرائیل کے شاچر ربرگ بیسٹ آف نائن فریمز مقابلے کے لئے محمد آصف کے سامنے آئے۔ پہلا فریم 9-65 سے اپنے نام کرنے کے بعد اگلے دو فریمز میں محمد آصف کو 75-47، 109-23 سے شکست ہوگئی۔ چوتھا فریم 0-93 سے جیت کر محمد آصف نے مقابلہ برابر کیا لیکن اگلے فریم میں 51-20 سے ربرگ پھر بازی لے گئے۔ آنے والے تین فریمز میں آخر کار

آصف نے اپنی برتری ثابت کرتے ہوئے 55-66، 17-74، 19-62 کے ساتھ فتوحات حاصل کر کے 3-5 سے یہ مقابلہ بھی اپنے نام کرلیا اور آخری 16 کھلاڑیوں میں اپنی جگہ بھی پکی کر لی۔

لاسٹ 16۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ جیمز مفسود (آسٹریلیا)

7 نومبر کو ہی شام سات بجے پری کوارٹر فائنل مقابلے کے لئے محمد آصف آسٹریلیا کے جیمز مفسود کے خلاف نبرد آزما ہوئے جہاں پہلا فریم 50-96 سے جیتنے کے بعد انہیں دوسرے فریم 91-0 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اگلے دو فریمز میں سینچری بریکس ساتھ محمد آصف نے 35-60، 43-60، 8-104، 7-109 سے چار مسلسل کامیابیاں سمیٹ کر 1-5 سے کوارٹر فائنل کے لئے اپنی نشست پکی کر لی۔

کوارٹر فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ تھناوت ترا پونگپیبون (تھائی لینڈ)

8 نومبر کو صبح دس بجے کوارٹر فائنل مقابلے میں محمد آصف تھائی لینڈ کے تھناوت ترا پونگپیبون کے خلاف بیسٹ آف الیون فریمز کے لئے کھیلنے اُترے اور پہلا فریم 73-20 سے ہارنے کے بعد اگلے فریم میں سینچری بریک کے ساتھ واپسی کرتے ہوئے 30-101 سے برابری کی۔ تیسرا فریم 89-42 سے ایک بار پھر تھائی کھلاڑی کے حق میں رہا جس سے اگلے فریم میں آصف نے 18-89 کے ساتھ دوبارہ برابری کی۔ رولر کوسٹر ثابت ہونے والے اس مقابلے میں پانچواں فریم 60-66 کے ساتھ آصف کو میچ میں پہلی مرتبہ برتری دلوا گیا جسے چھٹے فریم میں تھناوت نے 66-34 سے کامیابی حاصل کر کے پھر برابر کر دیا۔ اگلے دو فریمز 41-82، 8-65 سے محمد آصف نے جیتے جس کے بعد نویں فریم میں انہیں 75-61 سے شکست ہوگئی دسواں فریم ایک کانٹے دار مقابلے کے بعد 59-60 سے محمد آصف کے نام رہا جنہوں نے اس کامیابی کے ساتھ 4-6 سے یہ کوارٹر فائنل مقابلہ جیت کر سیمی فائنل میں قدم بھی رکھ لیا۔

سیمی فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ کرٹسا نوٹ لرٹسیٹا یاتھورن (تھائی لینڈ)

8 نومبر کو ہی شام چار بجے محمد آصف سیمی فائنل مرحلے میں ایک اور تھائی حریف کرٹسا نوٹ لرٹسیٹا یاتھورن کے خلاف بیسٹ آف تھرٹین مقابلے کے لئے اُترے تو گزشتہ مقابلے کے برعکس یہ ان کے لئے ایک بالکل یکطرفہ معرکہ ثابت ہوا جہاں 77-78، 51-69، 17-73، 2-54، 35-86، 20-65، 41-88 کے ساتھ 0-7 سے بآسانی کامیابی حاصل کر کے انہوں نے فائنل کی ٹکٹ بک کروالی۔

فائنل۔محمد آصف (پاکستان) بمقابلہ جیفری روڈا (فلپائن)

9 نومبر 2019ء کو ترکی کے شہر انطالیہ کے اسٹارلائٹ ریزورٹ ہوٹل میں مقامی وقت کے مطابق دن دس بجے ٹیبل نمبر 4 پر پاکستان کے محمد آصف اور فلپائن کے جیفری روڈا پینتالیسویں IBSF ورلڈ اسنوکر چیمپئن شپ کے فائنل مقابلے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ گروپ اسٹیج کے بعد مجموعی طور پر دوسرے نمبر پہ ناک آؤٹ مرحلے میں قدم رکھنے والے محمد آصف نے اپنے تمام میچز جیت کر فائنل تک رسائی حاصل کی جبکہ روڈا گروپ مرحلے میں ایک شکست کے ساتھ تیسویں نمبر پر ناک آؤٹ مرحلے میں

رسائی حاصل کر کے فائنل تک پہنچے۔ بیسٹ آف ففٹین فریمز پر مشتمل فیصلہ کن معرکے کے پہلے تینوں فریمز میں محمد آصف نے 17-69، 0-88، 35-68 کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے اپنی پوزیشن مضبوط بنالی۔ اگلے دو فریمز روڈا نے 118-5، 73-28 کے ساتھ جیت کر فائنل میں اپنا کھاتہ کھولا لیکن آنے والے تین فریمز میں محمد آصف نے ایک بار پھر 57-72، 1-69، 0-93 کے ساتھ کامیابی سمیٹتے ہوئے اپنی برتری 2-6 تک پہنچادی۔ نواں فریم 93-10 سے روڈا کے نام رہا جس کے بعد دسویں فریم میں محمد آصف نے 4-77 سے کامیابی حاصل کی۔ اگلے دو فریمز میں روڈا نے ایک مرتبہ پھر 66-54، 65-21 کے ساتھ مزاحمت ضرور دکھائی لیکن تب تک پانی سر سے گزر چکا تھا، کیونکہ تیرہواں فریم محمد آصف نے 51-68 سے جیت کر نہ صرف دو فریمز قبل ہی یہ مقابلہ 5-8 کی برتری کے ساتھ اپنے نام کرلیا بلکہ انفرادی طور پر دوسرا اور مجموعی طور پر تیسرا IBSF ورلڈ اسنوکر ٹائٹل بھی پاکستان کے کھاتے میں درج کروادیا۔

IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ

2013ء سے انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن کے زیر انتظام نان پروفیشنل کھلاڑیوں کا ورلڈ ٹیم ایونٹ شروع ہوا۔ آئرلینڈ میں اس کے افتتاحی ایڈیشن میں پاکستان کے محمد آصف اور محمد سجاد نے ٹائٹل پر قبضہ جمایا۔ 2014ء میں مصر میں بھی یہ جوڑی فائنل تک پہنچی لیکن ہانگ کانگ کے خلاف ٹائٹل کے دفاع میں ناکام رہی۔ 2015ء میں ایک اور پاکستانی جوڑی اسجد اقبال اور شاہد آفتاب بھی فائنل تک پہنچے لیکن کراچی میں کھیلے گئے اس ایونٹ کے فائنل میں انہیں بھی ملائیشیا کے خلاف شکست ہوگئی۔ 2017ء میں مصر میں منعقدہ ایڈیشن میں شریک دونوں پاکستانی جوڑیاں فائنل میں پہنچیں جہاں آصف اور اسجد نے سجاد اور بابر کو شکست دے کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔

پہلی IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ 2013ء۔ کارلو، آئرلینڈ

انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن کے زیر اہتمام پہلی ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ کا انعقاد 30 ستمبر سے 6 اکتوبر 2013ء تک آئرلینڈ میں ہوا جہاں شریک سولہ ملکوں کی تیس ٹیموں کو چھ گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پاکستان کی واحد ٹیم محمد آصف اور محمد سجاد پر مشتمل تھی جسے گروپ F میں آئرلینڈ (6)، انگلینڈ (1)، بھارت (2) اور فن لینڈ کے ساتھ جگہ ملی۔ پاکستانی جوڑی نے پورے ایونٹ میں تمام میچز جیتتے ہوئے یہ افتتاحی ایڈیشن اپنے نام کیا۔

گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ انگلینڈ (1)

یکم اکتوبر 2013ء کو ٹیبل نمبر 1 پر گروپ F کے چوتھے میچ میں پاکستان اور انگلینڈ (1) کی ٹیمیں دن 12:30 بجے مدِمقابل آئیں جہاں پاکستان کے محمد آصف اور محمد سجاد نے برطانوی حریفوں جیف کنڈی اور نِک جیننگس کے خلاف 1-4 سے کامیابی حاصل کی۔ پہلے فریم میں آصف نے کنڈی کو 51-63 سے جبکہ دوسرے فریم میں سجاد نے جیننگس کو 0-100 سے شکست دی۔ ڈبلز فریم بھی 22-70 سے پاکستان کے نام رہنے کے بعد سجاد نے کنڈی کو 12-106 سے ہرا کر برتری 0-4 کر دی۔ آخری فریم میں آصف، جیننگس

سے 36-76 سے ہار گئے لیکن مقابلہ 1-4 سے پاکستان کے نام رہا۔

گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ آئرلینڈ (6)

2 اکتوبر کو صبح 10:00 بجے ٹیبل نمبر 3 پر گروپ F کا پانچواں مقابلہ پاکستان اور آئرلینڈ (6) کی ٹیموں کے مابین سجا تو پاکستانی جوڑی نے میزبانوں کو 2-3 سے شکست دے کر دوسری فتح اپنے نام کر لی۔ انفرادی فریمز میں آصف نے ڈینئل ڈیمپسی کو 12-68 سے شکست دی مگر سجاد، جیسن ڈیوانے کے خلاف 23-87 سے ہار گئے۔ ڈبلز فریم میں پاکستان نے 4-84 سے فتح حاصل کر کے مقابلہ 1-2 کیا جسے سجاد نے ڈیمپسی کے خلاف 35-60 سے جیت حاصل کر کے 1-3 کر دیا۔ آخری فریم آصف، ڈیوانے کے ہاتھوں 24-82 سے ہار گئے لیکن میچ 2-3 سے پاکستان کے حصے میں آیا۔

گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ فن لینڈ

2 اکتوبر کو ہی دن 12:30 بجے گروپ F کے آٹھویں میچ میں ٹیبل نمبر 11 پر پاکستانی جوڑی محمد آصف اور محمد سجاد نے فن لینڈ کے جو ہالیتھو اور اَکی سوتاری کے خلاف 0-5 سے ایک آسان فتح اپنے نام کی۔ انفرادی فریمز میں آصف نے لیتھو کو 21-79 جبکہ سجاد نے سوتاری کو 6-93 سے ہرایا۔ ڈبلز فریم میں 3-50 سے کامیابی کے بعد آصف نے سوتاری کو 16-89 اور سجاد نے لیتھو کو 6-75 سے شکست دے کر مسلسل تیسری فتح حاصل کی۔

گروپ F۔ پاکستان بمقابلہ بھارت (2)

3 اکتوبر کو دن 12:30 بجے گروپ F کے دسویں اور اپنے آخری گروپ میچ میں ٹیبل نمبر 14 پر پاکستانی جوڑی نے بھارتی حریفوں شیوام اروڑہ اور شہباز عادل خان کو 1-4 سے پچھاڑ کر تمام گروپ میچز میں فتوحات کے ساتھ اگلے مرحلے میں قدم رکھا۔ انفرادی فریمز میں آصف نے اروڑہ کو 7-68 جبکہ سجاد نے شہباز کو 7-72 سے شکست دے کر 0-2 کی برتری حاصل کی۔ ڈبلز فریم میں پاکستانی جوڑی کو 66-48 سے شکست ہوئی لیکن انفرادی فریمز میں ایک مرتبہ پھر آصف نے شہباز کو 7-78 اور سجاد نے اروڑہ کو 12-78 سے شکست دے کر 1-4 سے فتح اپنے نام کی۔

گروپ مقابلوں کے بعد اب لاسٹ 18 کا مرحلہ تھا جہاں تمام میچز ناک آؤٹ فارمیٹ کے تحت ہوئے۔ پاکستان نے گروپ F سے پہلی پوزیشن حاصل کی لیکن کوالیفائی کرنے والی اٹھارہ ٹیموں میں سے مجموعی طور پر پاکستان کی تیسری پوزیشن رہی۔ گروپ A سے آئرلینڈ (1) کی ٹیم نے 20 میں سے 18 فریمز جیت کر مجموعی طور پر پہلی، گروپ D میں سے متحدہ عرب امارات نے 20 میں سے 17 فریمز جیت کر دوسری اور گروپ F میں سے پاکستان نے 20 میں سے 16 فریمز جیت کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

لاسٹ 18۔ پاکستان بمقابلہ پولینڈ (1)

4 اکتوبر کو دن 14:30 بجے پاکستان اور لاسٹ 18 میں 14 ویں نمبر پر کوالیفائی کر کے آنے والی ٹیم پولینڈ (1) ٹیبل نمبر 10 پر معرکہ آراء ہوئیں تو بیسٹ آف 5 فریمز میں پاکستان نے ایک دلچسپ

مقابلے کے بعد 2-3 سے فتح حاصل کی۔ پہلے فریم میں آصف کو مائیک زیلینسکی کے ہاتھوں 65-39 سے شکست ہوئی لیکن سجاد نے کیسپر فلیپیاک کو 31-65 سے ہرا کر مقابلہ 1-1 سے برابر کر دیا۔ ڈبلز فریم میں پاکستان نے 12-81 سے کامیابی حاصل کر کے 1-2 سے برتری حاصل کر لی لیکن آصف پھر اپنے فریم میں فلیپیاک سے 67-37 سے شکست کھا گئے۔ فیصلہ کن فریم میں سجاد نے اپنی ٹیم کی لاج رکھتے ہوئے زیلینسکی کو 8-64 سے شکست دے کر کوارٹر فائنل مرحلے کے لیے کوالیفائی کر لیا۔

کوارٹر فائنل۔ پاکستان بمقابلہ بھارت (1)

4 اکتوبر کو ہی شام 17:00 بجے ٹیبل نمبر 9 پر کوارٹر فائنل مرحلے کے میچ میں پاکستانی جوڑی نے بھارتی حریفوں منان چندرا اور برجیش دمانی کو مکمل آؤٹ کلاس کرتے ہوئے 0-3 کی شکست کے ساتھ گھر واپسی کی ٹکٹ تھما دی۔ بیسٹ آف فائیو مقابلے کے پہلے فریم میں آصف نے چندرا کو 25-70 سے ہرا کر 0-1 کی برتری حاصل کی جسے سجاد نے دمانی کو 25-67 سے شکست دے کر 0-2 کر دیا۔ ڈبلز فریم میں بھی میدان پاکستان کے نام رہا اور 79 کی ایک ہی بریک بھارتی ٹیم کی گرتی دیوار کیلئے آخری دھکا ثابت ہو گئی۔

سیمی فائنل۔ پاکستان بمقابلہ آئرلینڈ (2)

5 اکتوبر کو دن 15:30 بجے ٹیبل نمبر 10 پر میزبانوں کی مزاحمت بھی پاکستانی جوڑی کی فائنل تک پیش قدمی کو نہ روک سکی جو ایک دلچسپ مقابلے کے بعد بالآخر شکست سے دوچار ہو گئے۔ پہلے فریم میں آصف کو مائیکل جج کے خلاف 69-35 سے شکست ہوئی جسے سجاد نے رابرٹ مرفی کو 53-67 سے ہرا کر برابر کیا۔ ڈبلز فریم میں ایک بار پھر پاکستانی جوڑی 69-39 سے ہاری تو شکست کا خطرہ سر پر منڈلانے لگا لیکن آخری دونوں فریمز میں آصف نے مرفی کے خلاف 46-79 جبکہ سجاد نے جج کے خلاف 51-67 سے فتح حاصل کر کے 2-3 سے کامیابی کے ساتھ فائنل تک رسائی حاصل کر لی۔

فائنل۔ پاکستان بمقابلہ ایران

6 اکتوبر 2013ء کو دن 12:00 بجے کارلو، آئرلینڈ میں پاکستان اور ایران کی جوڑیاں ٹیبل نمبر 2 پر پہلی IBSF ورلڈ ٹیم چیمپئن شپ کے ٹائٹل کی جنگ کے لیے مدمقابل آئیں۔ بیسٹ آف 9 فریمز پر مشتمل اس مقابلے میں جہاں محمد آصف پہلا فریم عامر سرخوش کے خلاف 70-3 سے ہارے وہیں سجاد کو بھی سہیل وحیدی کے خلاف 68-18 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی نہیں بلکہ ڈبلز فریم میں بھی 88-20 سے شکست پاکستان کے خسارے کو 3-0 کر گئی۔ اس مشکل صورت حال میں سجاد نے فائٹ بیک کرتے ہوئے 83 کی بریک کے ساتھ سرخوش کو 20-88 سے ہرایا تو آصف نے بھی 50 کی بریک کے ساتھ وحیدی کو 11-67 سے شکست دے کر مجموعہ 3-2 کر دیا۔ اگلے فریم میں آصف نے سرخوش سے پہلے فریم کی شکست کا بدلہ لیتے ہوئے 15-87 سے کامیابی حاصل کر کے میچ 3-3 سے برابر کر دیا۔ اس موقع پر سجاد بھی پیچھے نہ رہے اور وحیدی سے اپنا سابقہ حساب 43-75 کے ساتھ بے باق کر کے 3-4 کی لیڈ حاصل کر لی۔ سجاد نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آٹھویں فریم میں انہوں نے 51 کی بریک کے ساتھ سرخوش کو 35-58 کی

شکست سے نوازا تو آصف اور وحیدی کے آخری فریم کی نوبت آنے سے قبل ہی پاکستان انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن کی تاریخ کی پہلی ورلڈ چیمپئن ٹیم بن چکی تھی۔

پانچویں IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ 2017ء۔ غردقہ، مصر

7 سے 10 اگست 2017ء تک مصر کے شہر غردقہ میں منعقد ہونے والی پانچویں IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ میں پاکستان نے دوسری مرتبہ ورلڈ ٹیم ٹائٹل اپنے نام کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ 36 ٹیموں پر مشتمل اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کی 2 ٹیمیں شریک ہوئیں۔ پاکستان (1) میں اسجد اقبال اور محمد سجاد جبکہ پاکستان (2) میں محمد آصف اور بابر مسیح کی جوڑی شامل تھی۔ یہی 2 ٹیمیں دیگر تمام ٹیموں کو پچھاڑتے ہوئے ٹورنامنٹ کے فائنل میں پہنچیں جہاں آصف اور بابر پر مشتمل پاکستان (2) کی جوڑی نے ایک شاندار مقابلے کے بعد ٹائٹل اپنے نام کیا۔ ابتدائی راؤنڈ میں اس ٹیم کو گروپ C میں بھارت (1) روس (2) اور افریقن بلیئرڈ اینڈ اسنوکر فیڈریشن (2) کے ساتھ رکھا گیا۔

گروپ C۔ پاکستان (2) بمقابلہ افریقن بلیئرڈ اینڈ اسنوکر فیڈریشن (2)

7 اگست 2017ء کو ٹیبل نمبر 13 پر گروپ C کے دوسرے میچ میں پاکستان (2) اور ABSF(2) کی ٹیمیں آپس میں دن 10 بجے مقامی وقت کے مطابق مدمقابل آئیں جہاں کامیابی 5-0 سے پاکستانی جوڑی کے حصے میں آئی۔ ابتدائی فریم میں بابر مسیح نے محمود الحریدے کو 22-60 جبکہ دوسرے فریم میں محمد آصف نے محمد اسماعیل کو 43-47 سے شکست دی۔ ڈبلز فریم 28-78 سے پاکستان (2) کے نام رہا جس کے بعد محمد آصف نے محمود الحریدے کو 16-80 اور بابر مسیح نے محمد اسماعیل کو 07-86 سے شکست دے کر مقابلہ 0-5 سے اپنے نام کرلیا۔

گروپ C۔ پاکستان (2) بمقابلہ بھارت (1)

7 اگست کو ہی مقامی وقت کے مطابق دن 3 بجے ٹیبل نمبر 7 پر پاکستان (2) اور انڈیا (1) کی ٹیمیں گروپ C کے تیسرے مقابلے کے لیے آمنے سامنے آئیں جہاں پاکستان کو 4-1 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ابتدائی مقابلے میں اگرچہ بابر مسیح، لکشمن راوت پر 38-52 سے حاوی رہے لیکن اس کے بعد بھارتی ٹیم نے کم بیک کرتے ہوئے پہلے پنکج ایڈوانی کی محمد آصف کے خلاف 77-01 اور پھر ڈبلز فریم میں 06-89 کی فتح کے ساتھ میچ میں برتری حاصل کرلی۔ جس کے بعد لکشمن راوت نے محمد آصف کو 82-34 اور پنکج ایڈوانی نے بابر مسیح کو 48-01 کی مزید شکست کے ساتھ 4-1 سے میچ اپنے حق میں کرلیا۔

گروپ C۔ پاکستان (2) بمقابلہ روس (2)

8 اگست 2017ء کو دن 10 بجے ٹیبل نمبر 10 پر پاکستان (2) کی جوڑی نے گروپ C کے چھٹے اور آخری میچ میں روس (2) کی جوڑی کو 0-5 سے شکست دے کر اگلے مرحلے تک رسائی حاصل کرلی۔ پہلے فریم میں بابر مسیح نے پیٹر سفیلوف کو 02-69 جبکہ دوسرے فریم میں محمد آصف نے آرٹم اسٹومین کو 34-82

سے شکست دی۔ ڈبلز فریم میں پاکستانی جوڑی 00-86 سے فاتح رہی جس کے بعد بابر مسیح نے اسٹوبین کو 76-06 اور محمد آصف نے سفیلوف کو 09-83 سے شکست دے کر مقابلہ 0-5 سے اپنے حق میں کر لیا۔ اس فتح کے ساتھ ہی پاکستان (2) کی جوڑی نے مجموعی طور پر گیارہویں پوزیشن کے ساتھ اگلے مرحلے کے لیے کوالیفائی کرنے والی 18 ٹیموں کی فہرست میں اپنی جگہ بنالی۔

لاسٹ 18۔ پاکستان (2) بمقابلہ ہانگ کانگ (1)

8 اگست کو ہی شام 7 بجے ٹیبل نمبر 6 پر پری کوارٹر فائنل مرحلے میں گیارہویں نمبر پر کوالیفائی کر کے آنے والی پاکستان (2) کی جوڑی چھٹے نمبر پر اس مرحلے میں جگہ بنانے والی ہانگ کانگ (1) کے مدمقابل آئی جہاں ایک سخت مقابلے کے بعد فتح 2-3 سے پاکستانی جوڑی کے حصے میں آئی۔ پہلے فریم میں بابر مسیح نے فنگ کووکوائی کو 59-67 سے شکست دی لیکن بعد میں آصف کو لی چن وائی کے مقابلے میں 70-57 سے شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ ڈبلز مقابلے میں پاکستانی جوڑی ایک مرتبہ پھر 49-57 کے ساتھ فاتح رہی جس کے بعد لی چن وائی نے ایک بار پھر اپنی ٹیم کو واپسی کرواتے ہوئے بابر مسیح کو 65-54 سے شکست دے دی۔ فیصلہ کن فریم محمد آصف کے نام رہا جنھوں نے 84 کی بریک کے ساتھ 08-114 سے پانچواں فریم اپنے نام کرتے ہوئے 2-3 کے مجموعی اسکور کے ساتھ اپنی ٹیم کو کوارٹر فائنل مرحلے میں جگہ دلوا دی۔

کوارٹر فائنل۔ پاکستان (2) بمقابلہ ایران (1)

9 اگست 2017ء کو مقامی وقت کے مطابق دن 10 بجے ٹیبل نمبر 3 پر تیسرے کوارٹر فائنل کے لیے پاکستان (2) اور ایران (1) کی ٹیمیں بیسٹ آف سیون فریمز مقابلے کے لیے مدمقابل آئیں جہاں ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد فتح 3-4 سے بالآخر پاکستان کے حصے میں آئی۔ ابتدائی دونوں مقابلے پاکستان کے نام رہے جہاں محمد آصف نے عامر سرخوش کے خلاف 24-55 اور بابر مسیح نے احسان حیدری نژاد کے خلاف 40-60 سے فتح حاصل کی۔ ڈبلز فریم میں پاکستانی ٹیم کو 114-06 سے شکست ہوگئی جس کے بعد بابر مسیح بھی 71-52 سے عامر سرخوش کے مقابلے میں ہار گئے اور مقابلہ 2-2 سے برابر ہو گیا۔ اس موقع پر محمد آصف نے شاندار کھیل پیش کرتے ہوئے 129 کی ایک بریک کے ساتھ ہی احسان حیدری کو شکست دے دی۔ ڈبلز فریم میں ایک بار پھر پاکستان ٹیم کو 87-11 سے شکست ہوگئی اور مقابلہ دوبارہ 3-3 سے برابر ہو گیا۔ فیصلہ کن فریم میں محمد آصف نے ایک مرتبہ پھر بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے احسان حیدری نژاد کو 40-70 سے شکست دے کر 3-4 کے ساتھ اپنی ٹیم کو سیمی فائنل کی ٹکٹ دلوا دی۔

سیمی فائنل۔ پاکستان (2) بمقابلہ آئرلینڈ

9 اگست کو ہی دن 3 بجے ٹیبل نمبر 10 پر پاکستان (2) کی جوڑی دوسرے سیمی فائنل کے لیے آئرلینڈ کے خلاف نبرد آزما ہوئی اور بیسٹ آف سیون فریمز کے اس معرکے میں 0-4 سے کامیاب ٹھہری۔ ابتدائی فریم میں بابر مسیح نے مارک والش کو 04-86 سے ہرایا۔ دوسرے فریم میں محمد آصف نے راڈنی گاگنز

کو 31-109 سے شکست دی۔ ڈبلز فریم بھی 50-63 سے پاکستان کے حق میں رہا، جس کے بعد چوتھے فریم میں بابر مسیح نے 08-95 سے راؤنی گاگنز کو شکست دیتے ہوئے 0-4 کے ساتھ ہی آئرلینڈ کی بساط لپیٹ کر فائنل کے لیے کوالیفائی کر لیا جہاں ایونٹ میں اپنے تمام مقابلے جیت کر آنے والی پاکستان(1) کی جوڑی پہلے سے ہی موجود تھی۔

فائنل۔ پاکستان(2) بمقابلہ پاکستان(1)

10 اگست 2017ء کو مقامی وقت کے مطابق دن 10 بجے ٹیبل نمبر 6 پر محمد آصف اور بابر مسیح پر مشتمل پاکستان(2) کی جوڑی نے اس ایونٹ میں بھارت(1) سمیت اپنے تمام حریفوں کو شکست دے کر آنے والی محمد سجاد اور اسجد اقبال پر مشتمل پاکستان(1) کی جوڑی کے خلاف پانچویں IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ کے فیصلہ کن معرکے کے لیے کمر کسنا شروع کی تو میچ کے آغاز سے پہلے ہی ٹائٹل پاکستان کے نام ہو چکا تھا۔ بیسٹ آف نائن فریمز پر مشتمل یہ مقابلہ نہایت کانٹے دار ثابت ہوا جہاں پورے ٹورنامنٹ کی ناقابل شکست جوڑی پاکستان(1) بالآخر اپنی ہم وطن جوڑی پاکستان(2) سے شکست کھا گئی۔ میچ کے پہلے دونوں فریم پاکستان(2) کے نام رہے جہاں بابر مسیح نے محمد سجاد کو 08-76 جبکہ محمد آصف نے اسجد اقبال کو 33-74 سے شکست دی۔ ڈبلز فریم میں پاکستان(2) کی ٹیم پاکستان(1) کے مقابلے میں 70-26 سے شکست کھا گئی جس کے بعد محمد آصف نے محمد سجاد کو 52-78 سے ہرا کر مقابلہ 1-3 کر دیا۔ پانچویں فریم میں بابر مسیح کی اسجد اقبال کے خلاف 52-31 اور ڈبلز فریم میں پاکستان(2) کی 53-05 سے شکست کے ساتھ مقابلہ 3-3 سے برابر ہو گیا۔ ساتویں فریم میں بابر مسیح نے سخت مقابلے کے بعد محمد سجاد کو 44-46 سے ہرا کر ایک بار پھر برتری لی جو اگلے فریم میں محمد آصف کی اسجد اقبال کے خلاف 68-13 کی شکست کے ساتھ دوبارہ برابر ہو گئی۔ فیصلہ کن ڈبلز فریم میں گزشتہ دونوں ڈبلز فریمز ہارنے والی محمد آصف اور بابر مسیح کی جوڑی نے بالآخر 28-70 سے میدان اپنے نام کرتے ہوئے 4-5 سے فتح حاصل کر کے پاکستان(2) کو پانچویں IBSF ورلڈ ٹیم اسنوکر چیمپئن شپ کا فاتح بنا دیا۔

IBSF ورلڈ ماسٹرز اسنوکر چیمپئن شپ

2004ء میں ہالینڈ میں انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن نے عمر رسیدہ کھلاڑیوں کے لیے ورلڈ ماسٹرز اسنوکر چیمپئن شپ کا آغاز کیا جس کے ابتدائی دونوں ایڈیشنز نیوزی لینڈ کے ڈین اوکین نے جیتے۔ 2006ء میں اُردن کے دارالحکومت عمان میں کھیلے جانے والے اس ٹورنامنٹ کے تیسرے ایڈیشن میں پاکستان کے سابق امپائر ورلڈ چیمپئن محمد یوسف نے کامیابی حاصل کی۔ یہ کسی بھی پاکستانی کی اس ایونٹ کے فائنل تک تادمِ تحریر واحد رسائی ہے۔

تیسری IBSF ورلڈ ماسٹرز اسنوکر چیمپئن شپ 2006ء۔ عمان، اردن

نومبر 2006ء میں اردن کے دارالحکومت عمان میں تیسری IBSF ورلڈ ماسٹرز اسنوکر چیمپئن

282

شپ میں 12 سال قبل جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں ورلڈ امیچر اسنوکر چیمپئن شپ جیتنے والے پہلے پاکستانی کھلاڑی محمد یوسف نے کامیابی حاصل کر کے IBSF ورلڈ ماسٹرز چیمپئن بننے کا اعزاز بھی حاصل کر لیا۔

گروپ A

گروپ مقابلوں میں محمد یوسف نے گروپ A میں 8 میچز کھیلے جن میں سے انہوں نے 6 میں فتوحات حاصل کیں اور دو میچز میں ان کو شکست کا گھونٹ پینا پڑا۔ گروپ اسٹیج میں تمام مقابلے بیسٹ آف 5 فریمز پر مشتمل تھے۔ 6 نومبر 2006ء کو اپنے پہلے مقابلے میں محمد یوسف نے میزبان ملک اردن کے عونی ابونبھان کو 28-48، 14-67، 38-85 کے ساتھ سٹریٹ فریمز میں 0-3 کی شکست سے دوچار کر کے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ 7 نومبر کو قبرص کے پیٹرس جارجیڈس بھی محمد یوسف کے آگے نہ ٹک سکے۔ محمد یوسف نے ایک مرتبہ پھر سٹریٹ فریمز میں 43-63، 18-66، 16-65 کے ساتھ 0-3 سے کامیابی حاصل کی۔ آنے والے مزید تین میچز میں ویلز کے جان ڈاہسن، اردن کے داؤد الشریف اور جنوبی افریقہ کے مائیک ہائنس کے خلاف بھی بغیر کوئی فریم ہارے 0-3 کی کامیابیوں کے ساتھ محمد یوسف نے ایونٹ میں اپنی فتوحات کے سلسلے کو طول دیا۔ 10 نومبر کو ہانگ کانگ کے یام شوئی کے خلاف محمد یوسف کو 3-0 سے پہلی شکست کا سامنا کرنا پڑا مگر آئرلینڈ کے کیون مونزوئے سے ایک شاندار مقابلے کے بعد 2-3 سے فتح حاصل کر کے انہوں نے لاسٹ 16 راؤنڈ کے لیے کوالیفائی کر لیا۔ اس میچ کے پہلے فریم میں یوسف کو 61-40 سے شکست ہوئی لیکن اگلے دو فریمز میں 37-70 اور 16-64 کی فتوحات نے ان کو 1-2 سے برتری دلوا دی۔ چوتھے فریم میں 66-57 سے شکست نے مقابلہ پھر 2-2 سے برابر کر دیا لیکن آخری فریم 7-57 سے یوسف کے نام رہا جس نے انہیں میچ میں 2-3 سے فتح دلوا دی۔ آخری گروپ میچ میں محمد یوسف کو آسٹریلیا کے گلین ولکنسن کے خلاف 3-0 سے شکست ہوئی لیکن وہ اگلے راؤنڈ تک پہلے ہی رسائی حاصل کر چکے تھے۔

لاسٹ 16۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ پال بیسن (نیوزی لینڈ)

لاسٹ 16 مرحلے میں محمد یوسف کا مقابلہ نیوزی لینڈ کے پال بیسن سے ہوا۔ بیسٹ آف 7 فریمز کے اس مقابلے میں محمد یوسف نے 0-4 سے فتح حاصل کی۔ یہاں ان کا اسکور 5-58، 28-63، 80-28، 1-64 رہا۔

کوارٹر فائنل۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ گیت سیٹھی (بھارت)

کوارٹر فائنل مرحلے میں محمد یوسف بھارت کے گیت سیٹھی کے خلاف بیسٹ آف 7 فریمز کے لیے نبرد آزما ہوئے تو اس مرتبہ بھی 17-66، 28-56، 46-66، 52-55 پوائنٹس کے ساتھ 0-4 سے فتح محمد یوسف کے حصے میں آئی جو ان کے سیمی فائنل تک رسائی کا پروانہ تھی۔

سیمی فائنل۔ محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ دیویندرا جوشی (بھارت)

کوارٹر فائنل کی طرح سیمی فائنل مرحلے میں بھی محمد یوسف کا مقابلہ بھارتی حریف سے ہوا تو محمد

یوسف نے اس کا حشر بھی وہی کیا۔اس مقابلے میں 37-51، 36-55، 0-75، 34-58 پوائنٹس کے ساتھ 4-0 سے فتح محمد یوسف کو فائنل اور دیویندرا جوشی کو بھارت کا ٹکٹ دلوانے کے لیے کافی رہی۔

فائنل۔محمد یوسف (پاکستان) بمقابلہ گلین ولکنسن (آسٹریلیا)

14 نومبر 2006ء کو اردن کے شہر عمان میں تیسرے IBSF ورلڈ ماسٹرز اسنوکر چیمپئن شپ کے فائنل میں پاکستان کے محمد یوسف اور آسٹریلیا کے گلین ولکنسن آمنے سامنے آئے۔اس سے قبل گروپ میچ میں بھی یہ دونوں کھلاڑی آپس میں ٹکرا چکے تھے جہاں محمد یوسف کو 3-0 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بیسٹ آف 9 فریمز کے اس فائنل مقابلے میں بھی ابتداء میں گلین ولکنسن کا پلڑا بھاری رہا۔یوسف کو پہلے دو فریمز میں 72-45 اور 63-53 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا مگر اگلے دو فریمز میں انہوں نے واپسی کرتے ہوئے 42-51 اور 14-87 پوائنٹس کی فتوحات کے ساتھ مقابلہ 2-2 سے برابر کر دیا۔پانچویں اور چھٹے فریم میں گلین ولکنسن نے پھر چڑھائی کرتے ہوئے یوسف کو 74-0 اور 67-38 سے شکست کے ساتھ 2-4 کے خسارے میں دھکیل دیا جس کے بعد اب یوسف کے پاس ایک فریم میں شکست کی گنجائش بھی نہیں بچی تھی۔اس موقع پر سابق ورلڈ چیمپئن نے اپنے اعصاب کو قابو میں رکھا اور اگلے تینوں فریمز 31-61، 106-12 اور 24-61 سے جیت کر اسنوکر کی ورلڈ ماسٹرز چیمپئن شپ کا اعزاز اپنے قبضے میں کرلیا۔

IBSF ورلڈ انڈر۔18 اسنوکر چیمپئن شپ

کم عمر نو وارد کھلاڑیوں کو عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے IBSF کا ادارہ لڑکے اور لڑکیوں کے انڈر 21 اور انڈر 18 ٹورنامنٹس کا انعقاد کرتا ہے۔2017ء میں چائنہ کے شہر بیجنگ میں منعقد ہونے والی تیسری ورلڈ انڈر 18 بوائز چیمپئن شپ میں پاکستان کے محمد نسیم اختر نے فتح اپنے نام کرتے ہوئے چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

تیسری IBSF ورلڈ انڈر۔18 اسنوکر چیمپئن شپ 2017ء۔بیجنگ، چائنہ

چین کے شہر بیجنگ میں کھیلی گئی IBSF ورلڈ انڈر 18 بوائز چیمپئن شپ میں کل 48 کھلاڑیوں نے حصہ لیا جنہیں 4۔4 کے بارہ (12) گروپس میں تقسیم کیا گیا۔پاکستان کی طرف سے اس ٹورنامنٹ میں 2 کھلاڑی شریک ہوئے۔حارث طاہر کو گروپ H جبکہ ٹورنامنٹ کے فاتح محمد نسیم اختر کو گروپ G میں جگہ ملی۔

گروپ۔G

8 جولائی 2017ء کو مقامی وقت کے مطابق دن 12:3 بجے گروپ G کے پہلے مقابلے میں ٹیبل نمبر 1 پر محمد نسیم اختر نے ویلز کے ڈیلان ایمرے کو 2-3 سے شکست دی۔پہلا فریم 48-67 سے نسیم اختر کے نام رہا۔دوسرے فریم میں انہیں 90-17 سے شکست ہوگئی۔تیسرے فریم میں ایک بار پھر انہوں نے 73-46 کے ساتھ واپسی کی لیکن چوتھا فریم وہ 72-53 سے ہار گئے۔جس کے بعد فیصلہ کن فریم 54-67 سے اپنے نام کر کے نسیم اختر نے ایونٹ میں اپنی پہلی کامیابی حاصل کی۔اسی روز شام 17:30 بجے اپنے

دوسرے گروپ میچ میں نسیم اختر نے چائنہ کے ہاوئی وانگ کو ٹیبل نمبر 2 پر 1-3 سے شکست دے کر دوسری کامیابی بھی اپنے نام کر لی۔ میچ کا پہلا فریم 22-81 سے نسیم اختر کے نام رہا لیکن دوسرے فریم میں وہ 45-71 سے شکست کھا گئے۔ تیسرے اور چوتھے فریم میں بالترتیب 00-93 اور 61-68 کے ساتھ کامیابی نے 1-3 سے مقابلے کو نسیم اختر کے حق میں کر دیا۔ اگلے روز دن ساڑھے بارہ بجے ٹیبل نمبر 2 پر اپنے آخری گروپ میچ میں آئرلینڈ کے دارگ کیوسک کو سٹریٹ فریمز میں 17-61، 27-66، 17-68 کے ساتھ شکست دے کر محمد نسیم اختر نے لاسٹ 24 راؤنڈ میں قدم رکھا۔

لاسٹ 24۔ محمد نسیم اختر (پاکستان) بمقابلہ فوئی ڈینگ (چائنہ)

9 جولائی 2017ء کو لاسٹ 24 راؤنڈ میں ٹیبل نمبر 10 پر شام 17:30 بجے پاکستان کے محمد نسیم اختر اور چائنہ کے فوئی ڈینگ آمنے سامنے آئے جہاں بیسٹ آف فائیو مقابلے میں 54-58، 14-83 اور 74-66 کے ساتھ 0-3 کی فتح نسیم اختر کو لاسٹ 16 راؤنڈ تک لے گئی۔

لاسٹ 16۔ محمد نسیم اختر (پاکستان) بمقابلہ حارث طاہر (پاکستان)

10 جولائی 2017ء کو دن 10 بجے ٹیبل نمبر 12 پر لاسٹ 16 راؤنڈ کے دوسرے بیسٹ آف سیون معرکے میں دونوں پاکستانی ہم وطن محمد نسیم اختر اور حارث طاہر آمنے سامنے آئے۔ یہاں بھی کامیابی 4-1 سے محمد نسیم اختر کے حصے میں آئی جو پہلا فریم 16-72 سے جیتنے کے بعد اگرچہ دوسرا فریم 67-07 سے ہار گئے لیکن اگلے تینوں فریمز میں 24-63، 45-69، 37-91 کی فتح انہیں کوارٹر فائنل مرحلے میں لے گئی۔

کوارٹر فائنل۔ محمد نسیم اختر (پاکستان) بمقابلہ فلورین نوبل (آسٹریا)

10 جولائی کو ہی دن 15:00 بجے ٹیبل نمبر 8 پر بیسٹ آف سیون فریمز پر مشتمل پہلے کوارٹر فائنل مقابلے میں پاکستان کے محمد نسیم اختر اور آسٹریا کے فلورین نوبل مدمقابل آئے جہاں پہلا فریم 67-62 سے ہارنے کے بعد محمد نسیم اختر نے اگلے چار فریم 21-72، 08-74، 29-86، 07-74 کے ساتھ جیت کر 4-1 سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے سیمی فائنل مقابلے کے لیے اپنی نشست پکی کر لی۔

سیمی فائنل۔ محمد نسیم اختر (پاکستان) بمقابلہ امرنارڈیا (اسرائیل)

11 جولائی 2017ء کو دن 10 بجے ٹیبل نمبر 7 پر بیسٹ آف سیون فریمز ہی کے سیمی فائنل معرکے میں پاکستان کے محمد نسیم اختر نے 42-89، 21-90، 00-82، 19-74 کے اسکور کے ساتھ 4-0 سے اسرائیلی حریف امرنارڈیا کو شکست دیتے ہوئے فائنل مقابلے تک رسائی حاصل کی۔

فائنل۔ محمد نسیم اختر (پاکستان) بمقابلہ یُی فان لی (چائنہ)

11 جولائی 2017ء کو مقامی وقت کے مطابق دن 15:00 بجے چین کے دارالحکومت بیجنگ میں IBSF ورلڈ انڈر 18 اسنوکر چیمپئن شپ کے فائنل مقابلے کے لیے ٹیبل نمبر 9 پر پاکستان کے محمد نسیم اختر اور

میزبان چائنہ کے یئی فان لی آمنے سامنے آئے۔ بیسٹ آف نائن فریمز پر مشتمل اس مقابلے میں پہلا فریم 20-62 سے ہارنے کے باوجود محمد نسیم اختر نے دوسرے فریم میں کانٹے دار مقابلے کے بعد 68-69 سے واپسی کی لیکن اگلے دونوں فریم 57-19 اور 71-37 کے اسکور کے ساتھ ایک بار پھر محمد نسیم اختر کے خلاف چلے گئے جس کے بعد انہیں فتح کے لیے باقی 5 میں سے 4 فریم جیتنا ضروری ہو گئے۔ اس موقع پر انہوں نے شاندار واپسی کرتے ہوئے اگلے چاروں فریم 08-74، 37-61، 40-85، 06-127 سے جیت کر ایک فریم قبل ہی 3-5 کی فتح کے ساتھ انڈر 18، IBSF ورلڈ اسنوکر چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کرلیا۔

ورلڈ ٹیم کپ 2019ء۔ دوحہ، قطر

2018ء میں قطر بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن، انٹرنیشنل بلیئرڈز اینڈ اسنوکر فیڈریشن اور ایشین کنفیڈریشن آف بلیئرڈ اسپورٹس کے اشتراک سے دوحہ میں ایک ورلڈ ٹیم کپ نامی اسنوکر چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا جس کے فائنل میں پنکج ایڈوانی اور منان چندرا کی بھارتی جوڑی نے پاکستان کے محمد آصف اور بابر مسیح کو شکست دے کر ٹائٹل جیتا۔ 29 جون سے 2 جولائی 2019ء تک دوحہ میں ہی ورلڈ ٹیم کپ کا دوسرا ایڈیشن کھیلا گیا جس میں اسجد اقبال اور محمد بلال پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے پنکج ایڈوانی اور لکشمن راوت کی بھارتی ٹیم کو فائنل ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ اٹھارہ ٹیموں پر مشتمل اس ٹورنامنٹ کے گروپ مرحلے میں 29 جون کو پاکستانی ٹیم نے قطر (2) کو 17-81، 63-49، 12-51، 39-73 کے اسکور کے ساتھ 1-3 جبکہ اسی روز مصر کی ٹیم کو 28-89، 56-61، 14-67 کے اسکور کے ساتھ 0-3 سے ہرا کر کوارٹر فائنل تک رسائی حاصل کی۔ 30 جون کو کوارٹر فائنل مقابلے میں پاکستانی جوڑی تھائی لینڈ کے خلاف 8-63، 30-89، 1-104 کے ساتھ 0-3 سے کامیاب رہی۔ یکم جولائی کو پاکستانی ٹیم میزبان قطر 1 کے خلاف سیمی فائنل مقابلے کے لئے اتری جہاں اس نے پہلے انفرادی فریم میں 59-48 سے شکست کے باوجود اگلے تین فریمز 35-64، 1-109، 0-75 کے اسکور کے ساتھ یکطرفہ طور پر جیت کر 1-3 سے فائنل کی ٹکٹ بک کروائی۔

2 جولائی کو دوسرے اسنوکر ورلڈ ٹیم کپ کے فائنل مقابلے میں روایتی حریف پاکستان اور بھارت کی ٹیمیں آمنے سامنے آئیں جہاں اسجد، بلال کی جوڑی نے ایڈوانی، راوت کی جوڑی کو پہلے دونوں انفرادی فریمز میں 1-93، 11-64 سے شکست دے کر اپنی پوزیشن مضبوط کرلی۔ ڈبلز فریم میں اگرچہ بھارت نے 79-23 کے ساتھ واپسی کرنے کی کوشش کی لیکن اگلا انفرادی فریم ایک زبردست مقابلے کے بعد ایک بار پھر 33-58 سے پاکستان کے حق میں رہا جو 1-3 کی برتری کے ساتھ پاکستانی جوڑی کو ورلڈ ٹیم کپ ٹائٹل کا حقدار بھی بنا گیا۔

ریسلنگ

قیام پاکستان کے بعد اس وقت کے دنیائے کُشتی کے عظیم گاما خاندان نے جب ہجرت کا فیصلہ کرتے ہوئے سرزمین پاک کا رخ کیا تو اس کے ساتھ ہی پہلوانی کا فن بھی پاکستان کو میراث میں مل گیا۔ایک طویل عرصے تک اس خاندان میں پیدا ہونے والے پہلوانوں نے کشتی کے اکھاڑوں میں پاکستان کا سبز ہلالی پرچم سربلند کیے رکھا لیکن پھر وقت کے ساتھ ساتھ عدم حکومتی دلچسپی اور وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ فن زوال پذیری کا شکار ہو گیا۔

پاکستان میں فری اسٹائل ریسلنگ کو متعارف کروانے کا سہرا 1952 میں ٹوکیو، جاپان میں فری اسٹائل ریسلنگ چیمپئن شپ جیتنے والے سید سیف شاہ اور ان کے پارٹنر سردار خان کے سر ہے۔1960ء کے روم اولمپکس میں پاکستان کے محمد بشیر نے فری اسٹائل ریسلنگ کی ویلٹر ویٹ 73 کلوگرام کلاس میں کانسی کا تمغہ حاصل کیا جو انفرادی طور پر پاکستان کا پہلا اور اب تک ریسلنگ کے کھیل میں حاصل کیا جانے والا اکلوتا اولمپک میڈل ہے۔طویل عرصے کے بعد گزشتہ کچھ سالوں سے ایک مرتبہ پھر پاکستانی ریسلنگ کے اکھاڑوں میں کسی حد تک بہتری کی امید بیدار ہوتی نظر آ رہی ہے جس کا ثبوت حال ہی میں عالمی سطح پر حاصل ہونے والی چند کامیابیاں ہیں۔ذیل میں پاکستانی پہلوانوں کی عالمی سطح پر حاصل کی گئی فتوحات کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

گاما پہلوان

ہر انسان کسی بھی سطح پر کسی بھی میدان میں اپنے ملک کی نمائندگی کو اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتا ہے اور اگر بات نمائندگی کے بعد عالمی سطح پر فتوحات کی ہو تو اس اعزاز پر ساری زندگی فخر کرتا رہتا ہے لیکن بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جن کی نمائندگی بذاتِ خود کسی ملک کے لیے باعث افتخار ہوتی ہے۔ایسے ہی چند خوش نصیب لوگوں میں ایک نام اپنی پوری زندگی ناقابلِ شکست رہنے والے برصغیر کے عظیم پہلوان رستم زماں غلام محمد بخش عرف دی گریٹ گاما پہلوان کا بھی ہے۔1947ء میں قیامِ پاکستان کے بعد اس دور میں فن پہلوانی اور کُشتی کے کھیل کے عظیم ترین سمجھے جانے والے گاما خاندان نے جب مستقل طور پر لاہور میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تو دنیائے کُشتی کے عظیم ترین پہلوان گاما کے ساتھ ساتھ ریسلنگ کی دنیا کا سب سے بڑا عالمی اعزاز ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ بھی پاکستان کے حصے میں آ چکا تھا۔اگرچہ پاکستان کے قیام کے بعد گاما نے کوئی مقابلہ نہیں لڑا لیکن 1952ء میں ریٹائرڈ ہونے تک رستمِ زماں یعنی ورلڈ ہیوی ویٹ

چیمپئن شپ کا اعزاز ان کے کھاتے میں درج رہا اور کوئی بھی مدمقابل ان کے پورے کیرئیر میں انہیں شکست نہ دے سکا۔

22 مئی 1878ء کو امرتسر کے ایک مسلمان کشمیری گھرانے میں پیدا ہونے والے غلام محمد بخش کو فن پہلوانی وراثت میں ملا لیکن دی گریٹ گاما کی عرفیت سے مشہور ہونے والے یہ عظیم پہلوان اپنے خاندان کی پہچان بنے اور آنے والے عرصے میں اس خاندان کو گاما خاندان کے نام سے ہی یاد کیا جانے لگا۔ گاما کے والد محمد عزیز بخش جو خود بھی ایک پہلوان تھے ان کی پراسرار انداز میں وفات کے بعد گاما کی پرورش کا ذمہ ان کے نانا نون پہلوان نے لیا، نون پہلوان کے افسوسناک قتل کے بعد گاما کے ماموں عیدا پہلوان نے ان کی کفالت سنبھالی اور انہوں نے ہی گاما کو فنِ پہلوانی کی تربیت دینا شروع کی۔ 10 سال کی عمر میں پہلوانی کے میدان میں قدم رکھنے والے گاما کو 17 سال کی عمر میں اس وقت شہرت کی بلندیاں نصیب ہوئیں جب انہوں نے گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے رستم ہند رحیم بخش سلطانی والا کو مقابلے کا چیلنج دیا۔ امید کی جا رہی تھی کہ سات فٹ طویل سلطانی والا پانچ فٹ آٹھ انچ قد و قامت کے مالک گاما کو بآسانی پچھاڑ دیں گے لیکن ایسے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے اور طویل وقت تک جاری رہنے والے اس مقابلے کو بالآخر بلانتیجہ ختم کرنا پڑا، اگرچہ اس مقابلے کے دوران گاما کی ناک اور کانوں سے خون بہنے لگا لیکن اس کے باوجود انہوں نے بھی سلطانی والا کو شدید چوٹیں پہنچائیں۔ یہ مقابلہ گاما کے کیرئیر کا ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ گاما نے 1902ء میں 1200 کلوگرام وزنی پتھر بھی اٹھایا جو بڑودہ کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ 1910ء میں گاما نے ہندوستان سے نکل کر عالمی سطح پر اپنا لوہا منوانے کا فیصلہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی امام بخش کے ساتھ مل کر انگلستان کا رخ کیا تاکہ مغربی پہلوانوں سے مقابلہ کیا جا سکے لیکن 5 فٹ 8 انچ قامت کے مالک گاما کو اس وقت شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب ان کا قد کم ہونے کی وجہ سے ان کو زیادہ پذیرائی نہیں دی گئی۔ اس رویے نے گاما کی اَنا کو شدید ٹھیس پہنچائی اور انہوں نے لندن میں تمام پہلوانوں کو چیلنج دیا کہ وہ کسی بھی ویٹ کلاس کے پہلوان کو 30 منٹ کے اندر اندر پٹخ سکتے ہیں، لیکن تمام پہلوانوں نے یہ دعویٰ بھی محض خودنمائی کی ایک کوشش سمجھا اور کوئی بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر گاما نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے اس وقت کے بہترین ہیوی ویٹ ریسلرز ستینسلاس زبیسکو اور فرینک گوچ کو براہِ راست مخاطب کر کے مقابلے کا چیلنج دے دیا۔ بالآخر امریکہ کے بینجمن رولر، گاما کا چیلنج قبول کرنے والے پہلے ریسلر بنے جنہیں گاما نے پہلی بار 1 منٹ 40 سیکنڈز اور دوسری بار 9 منٹ 10 سیکنڈز میں چت کر دیا۔ دوسرے دن گاما نے 12 مزید ریسلرز کو شکست دے کر بالآخر آفیشل ٹورنامنٹ میں اپنے نام کا اندراج کروالیا۔

10 ستمبر 1910ء کو گاما اور اس دور کے دنیائے کُشتی کے بہترین مانے جانے والے مغربی ریسلر ستینسلاس زبیسکو کے درمیان جان بُل بیلٹ اور 250 پاؤنڈز انعامی رقم کا مقابلہ لندن میں جان بُل ورلڈ چیمپئن شپ کے اعزاز کے حصول کے لیے سجا۔ مقابلے کے شروع ہوتے ہی گاما نے زبیسکو کو پہلے ہی منٹ میں نیچے گرا لیا، خود سے تگڑے حریف کی طاقت کا اندازہ ہونے پر زبیسکو پیٹ کے بل فرش سے چمٹ گئے

اور 2 گھنٹے 35 منٹ تک اسی پوزیشن پر موجود رہے، بالآخر اس میچ کو بلانتیجہ قرار دے دیا گیا۔ زبیسکو کی اس بزدلی کی حد تک دفاعی حکمت عملی نے شائقین کو بھی شدید غم و غصے میں مبتلا کر دیا لہٰذا لڑائی کا نتیجہ سامنے لانے کے لیے دوبارہ مقابلہ کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن زبیسکو اس بار گاما کے مدمقابل آنے کی ہمت نہ کر سکے اور مقابلے والے دن سرے سے ہی غائب ہو گئے جس کے نتیجے میں 15 ستمبر 1910ء کو گاما پہلوان کو رستم زماں یعنی ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن کے اعزاز سے نوازا گیا۔

اسی دورے میں گاما نے بینجمن رولر، موریس ڈیریاز، یورپین چیمپئن جان لیم اور سابقہ ورلڈ چیمپئن جسی پیٹرسن جیسے شہرہ آفاق ریسلرز کو شکست دی۔ رولر کے خلاف ایک مقابلے میں گاما نے انہیں 15 منٹ کے دوران 13 مرتبہ اٹھا کے پٹخا۔ اس کے بعد گاما نے ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ کے امیدوار سمجھے جانے والے اس دور کے تمام شہرہ آفاق ریسلرز کو مقابلے کی دعوت دی لیکن کوئی بھی گاما کے مقابلے پر اترنے کے لیے تیار نہ ہوا، حتیٰ کہ گاما نے اس حد تک اعلان کیا کہ وہ ایک ایک کر کے بیس ولایتی پہلوانوں کو شکست دے سکتے ہیں اور ناکامی کی صورت میں انہوں نے انعامی رقم بھی دینے کا اعلان کیا لیکن کوئی بھی ریسلر اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ انگلینڈ کے دورے سے واپسی کے بعد الہ آباد کے مقام پر آخری مرتبہ گاما کا ہندوستان میں اپنے روایتی حریف رحیم بخش سلطانی والا سے جوڑ پڑا، یہاں بالآخر گاما نے فتح حاصل کر کے ایک عرصے تک بلانتیجہ چلی آنے والی اس جنگ کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی رستم ہند کا ٹائٹل بھی اپنے نام کر لیا۔ بعد میں گاما سے جب بھی ان کی زندگی کے مشکل ترین حریف کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے رحیم بخش سلطانی والا کا نام لیا۔ سلطانی والا کو شکست دینے کے بعد 1916ء میں گاما نے ہندوستان کے ایک اور مایہ ناز پہلوان پنڈت بِدو کو شکست دی۔ 1922ء میں پرنس آف ویلز نے ہندوستان میں اپنے دورے کے دوران گاما کو چاندی کا گرز پیش کیا۔ 1928ء میں گاما کے پرانے حریف زبیسکو کے دل میں ایک مرتبہ پھر مقابلہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اس بار پوری تیاری کے ساتھ ہندوستان کا رخ کیا۔ جنوری 1928ء میں پٹیالہ کے مقام پر ہونے والے اس مقابلے میں گاما نے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں زبیسکو کو پچھاڑ کر ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ کا ہندوستانی ورژن بھی اپنے نام کر لیا۔ اس مقابلے کے بعد زبیسکو نے گاما کو ''ٹائیگر'' کہہ کر ان کی تعریف کی۔ 1947ء میں آزادی کے بعد گاما نے اسی طرح ورلڈ چیمپئن کی حیثیت سے ہی پاکستان میں سکونت اختیار کی اور 1952ء میں کُشتی سے باضابطہ طور پر ریٹائرمنٹ کا اعلان کیا۔ اگرچہ اس عرصے میں ان کے مقابلے میں کوئی بھی حریف رِنگ میں نہ اترا لیکن پوری زندگی ناقابلِ شکست رہنے والے غلام محمد بخش بٹ عرف دی گریٹ گاما تاحیات رستم زماں یعنی ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن کے خطاب کے ساتھ ہی جانے جاتے رہے۔

23 مئی 1960ء کو دنیائے کُشتی کی یہ عظیم ناقابل شکست شخصیت 82 سال کی عمر میں بالآخر موت سے ہار کر اس دارِفانی سے رخصت ہو گئی۔ 2015ء میں گاما کا نام پروفیشنل ریسلنگ ہال آف فیم میں شامل کیا گیا۔

بھولو برادران

24 جنوری 1922ء کو امرتسر میں پیدا ہونے والے حاجی منظور حسین عرف بھولو پہلوان، امام بخش پہلوان کے صاحبزادے اور رستم زماں گاما پہلوان کے بھتیجے تھے جو بلاشبہ قیامِ پاکستان کے بعد کُشتی کے اکھاڑوں میں پاکستان کی تاریخ کے سب سے کامیاب ترین شہ زور رہے۔ بھولو پہلوان نے فنِ پہلوانی کا آغاز رادھن پور میں استاد عبدالحمید رحمانی کی زیرنگرانی کیا اور 1935ء میں محض 13 برس کی عمر میں لاہور میں اپنی پہلی کُشتی لڑی جہاں احمد بخش پہلوان کے ساتھ 12 منٹ تک جاری رہنے والا مقابلہ بِلا نتیجہ رہا۔ 1935ء سے 1940ء تک اپنے کیریئر کے ابتدائی سالوں میں بھولو پہلوان ہندوستان کے چند پائے کے پہلوانوں کے خلاف فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے جن میں منگل سنگھ، کھڑک سنگھ، بورا سنگھ، بُلھڑ پہلوان اور علیم پہلوان جیسے نام شامل تھے۔ اسی عرصے میں غونشہ پہلوان کو تین مرتبہ شکست دینے والے بھولو پہلوان نے 1944ء میں پوران سنگھ امرتسری نامی پہلوان کو پانچ منٹ اور پھر اسی سال پوران سنگھ پٹیالا والا کو تین منٹ میں شکست دینے کے بعد 1945ء میں دربارا سنگھ پہلوان کو قصور میں ایک منٹ کے عرصے میں پچھاڑ کر اپنی دھاک بٹھا دی۔ 1946ء میں کولہہ پور کے مقام پر بھولو پہلوان اور جیوتی پانڈے کا مقابلہ ہونا طے پایا لیکن عین مقابلے والے دن جیوتی پہلوان غائب ہوگیا جس کے بعد مقابلہ دیکھنے کے لیے آئے ہوئے شائقین نے غصے میں آ کر جلاؤ گھیراؤ شروع کر دیا۔ صورتحال بگڑتی دیکھ کر پولیس کو مداخلت کرنی پڑی اور مقابلے کے کنٹریکٹر کو بھی سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا۔ لیکن شائقین کی ڈوبی ہوئی رقم کی تلافی کے لیے حمیدا پہلوان نے جلد ہی ایک ری میچ کا انعقاد کیا جس کے لیے بھولو پہلوان نے بِلا معاوضہ لڑنے کی حامی بھری اور اس مقابلے میں جیوتی پہلوان کو شکست دے کر اپنی برتری ثابت کی۔ اس کے بعد کولہہ پور میں ہی بھولو نے شیو گوبندہ کو بھی صرف دو منٹ کے اندر پچھاڑ دیا۔ اسی سال بھولو نے رستمِ کولہہ پور، درباری پہلوان ٹلا تڑاکیہ کے خلاف مہاراجہ کی طرف سے منعقد کیے گئے ایک بڑے مقابلے میں جہاں تماشائیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے علاوہ اڑوس پڑوس کی ریاستوں کے مہاراجہ بھی موجود تھے اکھاڑے میں قدم رکھا اور کامیابی حاصل کی لیکن تڑاکیہ نے ہار ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے آبائی علاقے نیپانی میں مقابلے کا مطالبہ کیا جہاں کچھ ہی دنوں بعد بھولو نے ایک مرتبہ پھر متفقہ فیصلے کے ساتھ تڑاکیہ کو پچھاڑ کر اس کی تسلی کروا دی۔

1947ء میں آزادی کے بعد جب رستمِ زماں گاما کا پورا خاندان مستقل طور پر پاکستان منتقل ہوا تو بھولو نے اپنے بھائی اسلم پہلوان کے ساتھ مل کر اپنے چچا گاما اور والد امام بخش کی عہد جدید کی جوڑی تیار کی اور فنِ پہلوانی اور کُشتی کے کھیل کو پاکستان میں فروغ دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس مقصد کے لیے ان کے دیگر بھائی اکرم پہلوان، اعظم پہلوان، حسو پہلوان اور گوگا پہلوان بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔ بھولو پہلوان نے لاہور اور کراچی میں دو مشہور اکھاڑوں کی بنیاد رکھی۔ لاہور میں بلال گنج اکھاڑہ اور کراچی میں پاکستان چوک پر دارالصحت یا بھولو کا اکھاڑہ اس دور میں فنِ پہلوانی کی بہترین تربیت گاہ رہے۔ قیامِ پاکستان کے ابتدائی دنوں میں بھولو پہلوان نے منٹو پارک میں یونس گوجرانوالیہ کو شکست دی اور پھر اپریل 1949ء میں ایک بار

پھر مہمان خصوصی پاکستان کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کے سامنے یونس گوجرانوالیہ کو 8 منٹ میں شکست دے کر پاکستان کی تاریخ کا پہلا چیمپئن شپ ٹائٹل ''رستمِ پاکستان'' اپنے نام کیا۔ 1953ء میں بھولو پہلوان نے عالمی چیمپئن لُوتھیسز کو ورلڈ چیمپئن شپ مقابلے کے لیے چیلنج کیا اور باقاعدہ طور پر حکومت سے اس مقابلے کا انعقاد کروانے کی درخواست کی حتیٰ کہ انہوں نے مقابلے کے لیے ایک لاکھ روپے کی انعامی رقم کی پیشکش بھی کی لیکن اس مقابلے کا انعقاد نامعلوم وجوہات کی بناء پر نہ ہوسکا۔ بعد میں انہوں نے اس مقابلے کے لیے بھارتی ورلڈ چیمپئن دارا سنگھ کے خلاف نبرد آزما ہونے کی کوشش بھی کی لیکن دارا سنگھ کی جانب سے خاموشی کے باعث اس مقابلے کا انعقاد بھی ممکن نہ ہو سکا۔ 1960ء کی دہائی کے آغاز میں بھولو پہلوان نے مختلف اخبارات اور جرائد کے ذریعے دنیا بھر کے پہلوانوں کو مقابلے کے لیے للکارا لیکن کوئی بھی ان کے مدمقابل نہ آیا کیونکہ اوسط درجے کے پہلوان ان کے مقابل آنے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھے۔

1962ء میں بھولو پہلوان کو حکومتِ پاکستان کی جانب سے پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ سے نوازا گیا اور پھر 31 مارچ 1964ء کو بالآخر پاکستان ریسلنگ ایسوی ایشن نے انہیں ''رستم زماں'' یعنی پاکستانی ورلڈ چیمپئن قرار دے دیا۔ لیکن اس اعزاز کی توثیق کے لیے ان پر یہ شرط رکھی گئی کہ انہیں بیرون ملک مقابلہ کر کے کم از کم ایک ورلڈ ٹائٹل جیتنا ہوگا۔ چونکہ زیادہ تر غیر ملکی پہلوان بھولو کے خلاف اکھاڑے میں اترنے پر متذبذب تھے لہٰذا انہوں نے ایک برطانوی پروموٹر اورگ ولیمز کے توسط سے اپنے خلاف جیتنے والے پہلوان کو پانچ ہزار پاؤنڈز کی انعامی رقم دینے کی پیشکش بھی کی۔ بالآخر 29 مئی 1967ء کو مقامی پروموٹر فہیم الدین فہمی کی کاوشوں اور ایسٹرن پروموشنز لمیٹڈ نامی ادارے کے تعاون سے ایمپائر پول، ویمبلے اسٹیڈیم لندن، انگلینڈ میں بھولو پہلوان ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ مقابلے کے لیے اینگلو فرنچ ریسلر ہنری پیری کے مدِ مقابل آئے۔ چالیس ہزار تماشائیوں کے سامنے لڑی گئی اس فری اسٹائل کُشتی کے آغاز میں ہی محض دو قدم کے فاصلے سے ہنری نے بھولو کے سینے پر ایک برق رفتار فلائنگ کک ماری لیکن بھولو اس وار کو چھاتی پر سہتے ہوئے چٹان کی طرح اپنی جگہ پہ جمے رہے، یہ مہلک وار خالی جاتا دیکھ کر ہنری ایک اور حملہ کرنے کے لیے الٹے قدموں پیچھے ہٹے اور بھولو کے گرد چکر کاٹتے ہوئے اگلے داؤ کے لیے پر تولنے لگے، بھولو نے ایک قدم بائیں ہٹ کر اگلا وار بچاتے ہوئے ہنری کی گردن کو دائیں بازو میں جکڑ لیا اور بائیں گھٹنے سے ایک زوردار ضرب ان کے سینے پہ رسید کی جس نے ہنری کو اکھاڑے میں چِت لٹا دیا۔ اپنے حواس بحال کرتے ہوئے ہنری نے اٹھ کر ایک بار پھر حملہ کیا اور بھولو نے ایک بار پھر اس حملے کا وہی حشر کرتے ہوئے انہیں اکھاڑے کی رسیوں پر پھینک دیا۔ ہنری دوبارہ کھڑے ہوئے تو اس بار بھولو نے حملے میں پہل کرتے ہوئے انہیں اپنے بازوؤں پر اٹھایا اور ہوا میں لہرانے کے بعد پھر نیچے اکھاڑے پر پچھاڑتے ہوئے اپنا گھٹنا درمیان میں حائل کر کے ان کی کمر کو جکڑ کر اپنی ٹانگ کو حرکت دی، ہنری اس داؤ کی تاب نہ لا سکے اور رنگ میں گر کر تڑپنے لگے۔ ریفری نے گنتی مکمل کی اور بھولو پہلوان کا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے ان کے رستمِ زماں یعنی ورلڈ چیمپئن بننے کا اعلان کر دیا۔ یہ شرط پوری ہونے پر ستمبر 1967ء میں پاکستان ریسلنگ ایسوی

282

ایشن کی جانب سے کراچی میں منعقدہ ایک تقریب میں انہیں باضابطہ طور پر پاکستانی ''ورلڈ چیمپئن''، رستم زماں قرار دیئے جانے کی تصدیق بھی کر دی گئی۔ زندگی کے آخری ایام میں بہت سے سانحات کے ساتھ ساتھ دل کے عارضے، ذیابیطس کے مرض اور دیگر کئی بیماریوں کے ساتھ جنگ نے بھولو پہلوان کو توڑ کر رکھ دیا جن کی وفات سے چند روز قبل ڈاکٹروں کو ان کی ٹانگ بھی کاٹنا پڑی لیکن آخر کار دستِ اجل نے 6 مارچ 1985ء کو لاہور میں رستم زماں کو شکست دیتے ہوئے پاکستان میں کشتی کے اکھاڑوں کو یتیم کر دیا۔

بھولو پہلوان کے چھوٹے بھائی محمد اسلم 14 جنوری 1927ء کو رُستمِ ہند امام بخش پہلوان کے گھر پیدا ہونے والے چوتھے فرزند تھے۔ رستم ہند کے ٹائٹل کے حوالے سے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ گاما پہلوان نے رحیم بخش سلطانی والا کو شکست دے کر یہ ٹائٹل اپنے نام کیا تھا لیکن 1918ء میں کولہہ پور میں ایک ٹورنامنٹ میں امام بخش نے سلطانی والا کو 20 منٹ کے اندر پچھاڑ دیا تو گاما نے اپنا رستم ہند کا ٹائٹل اپنے بھائی امام بخش کے حوالے کر دیا۔ اسلم عرف اچھا پہلوان جنہیں ان کے چچا رستمِ زماں گاما پہلوان نے اپنا پسرِ خواندہ بنا رکھا تھا انہوں نے بھی اپنے بڑے بھائی بھولو پہلوان کی طرح حمیدا پہلوان کی زیر نگرانی ہی ریسلنگ کی تربیت حاصل کی اور 1947ء میں قیامِ پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ مستقل طور پر لاہور میں رہائش اختیار کرتے ہوئے اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ مل کر بڑے بھائی بھولو پہلوان کی زیر نگرانی پاکستان میں فنِ پہلوانی کو فروغ دینے کی کوششیں شروع کر دیں۔ رستمِ جہاں کے لقب سے مشہور اسلم پہلوان کو اگرچہ ان کے بڑے بھائی بھولو پہلوان کی طرح باقاعدہ طور پر رستمِ زماں کا اعزاز حاصل نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود کئی ایک مقامات پر اسلم پہلوان کے نام کے ساتھ مغربی پرو ریسلنگ کے ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن کے طور پر ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ ان کی وہاں پر حاصل کی گئی کامیابیاں ہیں۔ 1951ء میں اسلم پہلوان نے منٹو پارک میں یونس گجرانوالیہ کو شکست دے کر رستمِ پنجاب کا ٹائٹل اپنے نام کیا جس کے بعد 1953ء میں کامن ویلتھ ریسلنگ چیمپئن شپ میں بھی فتح ان کا مقدر بنی۔ ان کامیابیوں کے بعد اسلم پہلوان کے دل میں ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ کی خواہش پیدا ہوئی جس کے لیے انہوں نے پوری دنیا کے ریسلرز کو ایک لاکھ روپے انعامی رقم کی پیشکش کے ساتھ مقابلے کا چیلنج دیا۔ 1953ء میں انہوں نے ایک چیلنج مقابلے میں بھارتی پہلوان ترلوک سنگھ کو نیشنل اسٹیڈیم کراچی میں شکست دی جس کے بعد بھارت ہی کے مہندر سنگھ کو کینیا کے شہر نیروبی میں پچھاڑا۔ 1954ء میں یورپین ہیوی ویٹ چیمپئن اور سابقہ عالمی چیمپئن برطانیہ کے بیرٹ اسیراتی نے رستمِ زماں گاما پہلوان کو مقابلے کی دعوت دی۔ گاما چونکہ اس وقت تک دنیائے ریسلنگ کو خیرباد کہہ چکے تھے لہٰذا ان کی ڈھال کے طور پر اسلم پہلوان نے اکھاڑے میں اترنے کا اعلان کیا اور 3 جون 1954ء کو بھارت کی بمبئی نگری میں سجنے والے اس دنگل میں اپنے کیریئر کے مشکل ترین مقابلے میں اسیراتی کو پچھاڑ کر گاما خاندان کے نام کی لاج رکھ لی۔ 1957ء میں اسلم پہلوان نے انہیں شکست دینے والے ریسلر کی انعامی رقم کی پیشکش بڑھا کر ایک لاکھ ڈالر کر دی۔ اس عرصے میں ریسلنگ پروموٹرز نے سنگاپور اور ملائیشیا میں منعقدہ ریسلنگ مقابلوں میں انہیں متعارف کروایا جہاں اسلم پہلوان نے اس دور کے

کئی شہرہ آفاق ریسلرز کو دھول چٹائی۔ 29 نومبر 1957ء کو اسلم پہلوان نے عرب دنیا کے ٹاپ رینک ریسلر شیخ ودیع ایوب کو بیپی ورلڈ اسٹیڈیم سنگاپور میں ایک سخت مقابلے کے بعد شکست دی جبکہ مارچ 1958ء میں اس وقت کے دنیا کے بہترین ریسلرز میں سے ایک سمجھے جانے والے مین ماؤنٹین ''کنگ کانگ'' ایمل زاجا اور باسکو بوکو بھی پچھاڑا۔ اسی عرصے میں اسلم پہلوان سیاہ فام ریسلر رکی والڈو کے خلاف بھی مقابلے پر آئے، ان مقابلوں میں فتوحات نے انہیں چیمپئن آف ایشیاء یعنی رستمِ ایشیاء کا خطاب دلوا دیا۔ دسمبر 1958ء میں کراچی میں اسلم پہلوان نے ایک مقابلے میں مشہور بھارتی ریسلر ارجن سنگھ کو شکست سے دوچار کیا جس نے خود کو ہرانے والے ریسلر کے لیے ایک ہزار ڈالر انعام کا اعلان کر رکھا تھا۔ 1962ء میں اسلم پہلوان نے دارا سنگھ کے بھائی ٹائیگر جوگندر سنگھ کو شکست دی اور پھر اس کے بعد کراچی میں آل ایشین چیمپئن شیخ ودیع ایوب کو پچھاڑا۔ مئی 1962ء میں ساٹھ ہزار تماشائیوں کے مجمع کے سامنے انہوں نے ''کنگ کانگ'' ایمل زاجا کو ایک بار پھر شکست دی۔ 1963ء میں انہوں نے کینیڈین ریسلر پال ''بچر'' واشن کو اس وقت پچھاڑا جب وہ ان کے چھوٹے بھائی اعظم کو ہرا چکا تھا۔ 1967ء میں ریسلنگ پروموٹرز کرسٹوفر وہیلن اور فہیم الدین فہمی انہیں برطانیہ لے گئے جہاں انہوں نے گلاسکو میں منعقدہ ایک مقابلے میں اولمپک میڈلسٹ جم آرمسٹرانگ کو ایک منٹ کے اندر پچھاڑ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے امریکن چیمپئن رون ریڈ کو بھی پہلے راؤنڈ میں شکست دی۔ 1967ء میں ہی انہیں حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ سے نوازا گیا۔ 24 مئی 1967ء کو دنیائے ریسلنگ کے اس وقت کے بہترین پہلوانوں میں سے ایک کینیڈین چیمپئن جارج گورڈینکو بھی اسلم پہلوان کے سامنے نہ ٹِک سکے اور شکست سے دوچار ہو گئے۔ 1971ء میں ریسلنگ پروموٹر اورگ ولیمز نے یوکے میں ان کے مقابلوں کو اسپانسر کیا جہاں انہوں نے وائلڈ مین، گونگا سنگھ اور وائلڈ انگس کیمپبل جیسے ریسلرز کو شکست دی لیکن پھر 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے باعث وہ یہ دورہ ادھورا چھوڑ کر واپس آ گئے۔ 7 جنوری 1989ء کو باسٹھ برس کی عمر میں اسلم پہلوان خالق حقیقی سے جا ملے۔

بھولو پہلوان اور اسلم پہلوان کے دیگر بھائیوں نے بھی کشتی کے اکھاڑوں میں کئی یادگار فتوحات سمیٹیں۔ ان کے بھائی اکرم عرف اکی پہلوان نے 1953ء میں یوگنڈا کے چیمپئن عیدی امین کو شکست دی (یہی عیدی امین بعد میں یوگنڈا کے حکمران بنے)۔ اس موقع پر انہیں مشرقی افریقہ کے عوام کی جانب سے ''دی لائن'' کا خطاب بھی ملا، لیکن 1976ء میں کراچی میں منعقدہ ایک بڑے دنگل میں اس وقت سینتالیس سال کے ہو چکے اکی پہلوان کا کیریئر جاپانی ورلڈ چیمپئن انتونیو انوکی نے بازو توڑ کر ختم کر دیا۔ اسی خاندان میں جب یہ فن اگلی نسل کو منتقل ہوا تو بھولو پہلوان کے صاحبزادے ناصر بھولو اور اسلم پہلوان کے فرزند زبیر جھارا پہلوان نے فنِ پہلوانی کی یہ میراث سنبھالی۔ جھارا پہلوان نے 17 جون 1979ء کو لاہور میں انوکی کے خلاف چچا کے بدلے کے لیے کشتی لڑی جس کے اختتام پر انوکی نے خود جھارا کا ہاتھ فضاء میں بلند کر کے ان کی فتح کا اعلان کیا۔ لیکن اس کے کچھ عرصے بعد 1981ء میں ایک اور المناک سانحہ رونما ہو گیا جب ایک نمائشی دنگل کے دوران ناصر بھولو نے اپنے چچا معظم عرف گوگا پہلوان کے سینے میں انہی کی سکھائی ہوئی ریورس

فلائنگ کک ماری جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ اپنے استاد اور چچا کی اس ناگہانی موت نے ایک طرف ناصر بھولو کا دل ریسلنگ سے اچاٹ کر دیا تو دوسری طرف انوکی سے فتح حاصل کرنے کے بعد بدقسمتی سے جھارا پہلوان بھی نشے کی لت میں مبتلا ہو گئے، جن کے 10 ستمبر 1991ء کو صرف تیس برس کی عمر میں انتقال کے ساتھ ہی پاکستان میں دیسی کشتی کی بھی موت واقع ہوگئی۔

اسپورٹس انٹرٹینمنٹ پرو ریسلنگ

پہلے وقتوں میں ریسلنگ کو ایک خونی اور قاتل کھیل سمجھا جاتا تھا اور اسے ایک جائز مسابقتی کھیل کی حیثیت حاصل تھی لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ مختلف اداروں نے اپنے کاروبار کے طور پر اس میں گلیمر اور ڈرامے جیسی تبدیلیوں کا اضافہ کر کے ریسلنگ کو مسابقتی کھیل کی بجائے ایک اسپورٹس انٹرٹینمنٹ کا درجہ دلوا دیا۔ ان کاروباری حربوں نے ریسلنگ کو بطور آرٹ مقبولیت کی نئی بلندیوں پر پہنچا دیا اور طے شدہ مقابلوں کے باوجود اس کھیل کے چاہنے والے شائقین کی تعداد میں روز بروز اضافہ دیکھنے کو ملا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکرپٹڈ کھیل ہونے کے باوجود یہاں محض قارئین کی معلومات اور ریکارڈز کی درستگی کی خاطر چند ایسے ریسلرز کا تذکرہ بھی پیشِ خدمت ہے جو موجودہ دور میں اس پیشہ وارانہ انٹرٹینمنٹ ریسلنگ کا حصہ بن کر شائقین میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

پاکستان میں ریسلنگ کا کھیل بہت ذوق وشوق سے دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے جہاں دورِ حاضر میں پروفیشنل ریسلنگ انٹرٹینمنٹ کے سب سے بڑے ادارے ڈبلیو ڈبلیو ای کے چاہنے والوں کی بڑی تعداد موجود ہے، اسی حوالے سے جون 2015ء میں ایک پاکستانی ریسلر بادشاہ پہلوان خان کا نام اس وقت سرخیوں کی زینت بنا جب انہوں نے ڈبلیو ڈبلیو ای کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے ''ٹف اینف'' نامی رئیلٹی شو میں شرکت کے لیے درخواست دی۔ 9 ستمبر 1993ء کو جنم لینے والے بادشاہ پہلوان خان کے خاندان کا تعلق پاکستان کے شہر واہ سے ہے۔ 2010ء میں فرانس سے ریسلنگ کی تربیت حاصل کرنے والے بادشاہ پہلوان خان نے ایک پاکستانی ریسلر کے طور پر اپنی شناخت قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور 2012ء میں اپنی پہلی پروفیشنل فائٹ لڑنے کے بعد انہوں نے یورپ کی ایک بڑی کمپنی ''ریسلنگ اسٹارز'' کے ساتھ معاہدہ کیا۔ 2015ء میں ڈبلیو ڈبلیو ای کے رئیلٹی شو ''ٹف اینف'' کے لیے اگرچہ بادشاہ پہلوان خان کا انتخاب ممکن نہ ہو سکا لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور پرو ریسلنگ کے مقابلوں کو پاکستانی سرزمین پر منعقد کروانے کی کاوشیں شروع کر دیں۔ سال 2017ء کی ابتداء میں سید عاصم کی سربراہی میں قائم کردہ ادارے ''پرو ریسلنگ انٹرٹینمنٹ'' نے بادشاہ پہلوان خان کی ان کاوشوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے پاکستان میں ایک پروفیشنل ریسلنگ ایونٹ منعقد کروانے کا فیصلہ کیا، اس مقصد کے لیے 16 اپریل 2017ء کو لاہور میں پاکستان کے بادشاہ پہلوان خان کے علاوہ انگلینڈ کے ٹائی آئرن اور آسٹریا کے بامبی کلر کی موجودگی میں پاکستانی ساختہ ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ بیلٹ کی تقریبِ رونمائی کی گئی اور 19,17 اور 21 مئی کو بالترتیب کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں اس ایونٹ کے تین پروگرام منعقد کروانے کا فیصلہ کیا

گیا۔ ان مقابلوں میں شرکت کے لیے تقریباً 20 ممالک کے 25 سے زائد ریسلرز مئی 2017ء میں پاکستان آئے جن میں ڈبلیو ڈبلیو ای کے سابق سپر اسٹارز کارلیٹو اور ویڈ بیرٹ جیسے نام بھی شامل تھے۔ 17 مئی کو KMC اسپورٹس کمپلیکس کراچی میں منعقدہ اس سلسلے کے پہلے پروگرام میں بادشاہ پہلوان خان اور کارلیٹو کے درمیان مین ایونٹ مقابلہ ہوا جہاں ویڈ بیرٹ نے بطور سپیشل گیسٹ ریفری شرکت کی۔ مقابلے کے دوران کارلیٹو نے خان کے چہرے پر سیب تھوکنے کی کوشش کی جو ان کے بچاؤ کی کوشش کے دوران ریفری ویڈ بیرٹ کے چہرے پر جا گرا۔ کارلیٹو اور بیرٹ کی بحث سے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بادشاہ پہلوان خان نے کارلیٹو کو چت کر دیا لیکن کارلیٹو نے شکست قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فتح کا جشن مناتے بادشاہ پہلوان خان پر حملہ کر دیا۔ ریفری ویڈ بیرٹ نے بیچ بچاؤ کروانے کی کوشش کی تو کارلیٹو نے بیرٹ کو بھی دھکے دینے شروع کر دیئے جس پر انہوں نے غصے میں آ کر کارلیٹو کو رنگ سے باہر پھینک دیا۔ 19 مئی کو الحمرا کلچرل کمپلیکس لاہور میں منعقدہ اس سلسلے کے دوسرے پروگرام میں بادشاہ پہلوان خان اور اومین کے درمیان ہونے والے مقابلے میں کارلیٹو نے انتقامی کاروائی کرتے ہوئے اومین کے ساتھ مل کر خان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں بادشاہ پہلوان خان کو پیشانی پر چوٹ آئی۔ ٹائنی آئرن اور دوسرے ساتھی ریسلرز کی مداخلت پر بالآخر بادشاہ پہلوان خان کو کارلیٹو اور ان کے ساتھیوں کے نرغے سے چھڑوایا گیا۔ 21 مئی کو اسلام آباد کے لیاقت جمنازیم میں منعقدہ اس سلسلے کے تیسرے اور آخری شو میں بادشاہ پہلوان خان اور ٹائنی آئرن کی ٹیگ ٹیم کارلیٹو اور اومین کے مدمقابل آئی جہاں ڈسکوالیفکیشن کی بنیاد پر فتح کارلیٹو اور اومین کے حصے میں آئی، اس شو کے اختتام پر مین ایونٹ میں ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن شپ کے لیے رمبل فائٹ لڑی گئی جہاں چھٹے نمبر پر رِنگ میں داخل ہونے والے بادشاہ پہلوان خان نے آخر تک رِنگ میں اپنے قدم جمائے رکھے۔ مقابلے کے آخر میں رِنگ کے اندر بادشاہ پہلوان خان کے ساتھ دونوں حریف کارلیٹو اور اومین بچے جنھوں نے مل کر بادشاہ پہلوان خان کو رِنگ سے باہر گرانے کی کوشش کی لیکن بادشاہ نے ان کی کوششیں ناکام بناتے ہوئے دونوں کو باری باری رِنگ سے باہر پھینک کر پہلے پرو ریسلنگ انٹرٹینمنٹ ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے قبضے میں کرلیا۔ آنے والے عرصے میں اس ٹائٹل کو ریٹائرڈ کر کے اس کی جگہ رِنگ آف پاکستان ورلڈ ہیوی ویٹ چیمپئن کا ٹائٹل بادشاہ پہلوان خان کو دیا گیا جبکہ یہ مقابلے پاکستان میں پرو ریسلنگ اسپورٹس انٹرٹینمنٹ کے ایک نئے دور کا آغاز بھی ثابت ہوئے جس کے بعد اب چند دیگر مقامی اداروں کے زیرِ اہتمام اُبھرتے ہوئے مقامی ریسلرز ان اداروں کے چیمپئن شپ ٹائٹلز کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

بادشاہ پہلوان خان تو ڈبلیو ڈبلیو ای کے مقابلوں میں اپنی شرکت ممکن نہ بنا سکے لیکن کچھ عرصے بعد ایک اور پاکستانی نژاد ریسلر کا نام اس حوالے سے سامنے آیا جو ڈبلیو ڈبلیو ای کا حصہ بننے میں کامیاب رہے۔ 28 مارچ 1986ء کو امریکی ریاست الینوائے میں پیدا ہونے والے عدیل عالم کے والدین کا تعلق پاکستان کے شہر کراچی سے ہے۔ پانچ فٹ دس انچ قد و قامت کے مالک پیشے کے اعتبار سے ایک پولیس افسر

عدیل عالم نے 2003ء میں انڈیپنڈنٹ سرکٹ سے اپنے ریسلنگ کیریئر کا آغاز کیا جو اب ریسلنگ کے حلقوں میں پرنس مصطفیٰ علی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ جون 2016ء میں امریکی پروفیشنل ریسلنگ کے سب سے بڑے ادارے ڈبلیوڈبلیوای نے کروز رویٹ کلاسک ڈویژن نامی 205 پاؤنڈز تک وزن کے ریسلرز کی چیمپئن شپ کا آغاز کیا تو زومبی نامی برازیلین ریسلر کو ویزہ مسائل کے باعث شمولیت کا موقع نہ ملنے پر پرنس مصطفیٰ علی کا نام مقابلوں میں شرکت کے لیے آ گیا۔ پاکستانی ریسلنگ شائقین کے لیے یہ ایک تاریخی موقع تھا جب پرنس مصطفیٰ علی نے پاکستانی پرچم کے ساتھ ڈبلیوڈبلیوای کے رنگ میں انٹری دیتے ہوئے اس پلیٹ فارم پہ حصہ لینے والے پہلے پاکستانی سپر اسٹار ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ مصطفیٰ علی کے بقول اگرچہ وہ 2013ء میں بھی ڈبلیوڈبلیوای میں شمولیت کی کوشش کر چکے تھے لیکن اس وقت انہیں ایک متنازعہ کردار ادا کرنے کا کہا گیا جس سے انہوں نے انکار کر دیا۔ 20 جولائی کو اپنے اولین ڈبلیوڈبلیوای مقابلے میں وہ لینسے ڈوراڈو سے ہار کر ٹورنامنٹ سے باہر ہو گئے لیکن اس کے باوجود ڈبلیوڈبلیوای مقابلوں میں شرکت کے لئے ان پر دروازے ضرور کھل چکے تھے۔ اس دوران انڈیپنڈنٹ سرکٹ میں پرنس مصطفی علی نے اپنی کامیابیوں کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے 6 اگست 2016ء کو ڈریم ویو نامی ادارے کا ورلڈ ٹائٹل اے آر فوکس نامی ریسلر کو شکست دے کر اپنے نام کرلیا۔ اس سے قبل مارچ میں وہ اسی ادارے کا آلٹرنیٹو ٹائٹل اور جون میں فری لانس ریسلنگ ٹائٹل بھی اپنے نام کر چکے تھے۔ دسمبر 2016ء تک ڈریم ویو کمپنی کے آلٹرنیٹو اور ورلڈ ٹائٹلز پرنس مصطفی علی کے قبضے میں رہے جن کا وہ کامیابی سے دفاع کرتے رہے۔ 9 دسمبر 2016ء کو تھری وے میچ میں فری لانس ٹائٹل ہارنے کے بعد پرنس مصطفی علی نے انڈیپنڈنٹ سرکٹ کو خیر باد کہتے ہوئے مستقل طور پر ڈبلیوڈبلیوای کے بینر تلے ہونے والے مقابلوں کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا جس کے بعد وہ اب ورلڈ ریسلنگ انٹرٹینمنٹ کے تمام بڑے شوز میں باقاعدگی سے شرکت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

برطانیہ میں بسنے والی پاکستانی کمیونٹی کی اکثریت آزاد کشمیر سے تعلق رکھتی ہے جو زور آزمائی کے کھیلوں کے ساتھ گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور طاقت کا مظاہرہ کرنے والے کھیلوں میں اپنی آبائی ریاست کی نمائندگی کرنا اپنے لیے اعزاز کا باعث سمجھتے ہیں۔ یوں تو اس کمیونٹی میں کئی ایسے کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں حصہ لینے کے بعد فتح یاب ہونے والے کھلاڑی ان کھیلوں میں ورلڈ چیمپئن ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں، جس طرح آرم ریسلنگ سے ملتا جلتا کھیل جس میں ایک مخصوص گرفت کے ساتھ بازو کو پکڑنا اور چھڑانا مقصود ہوتا ہے، ورلڈ ''بینی'' چیمپئن شپ کے نام سے ہونے والے ان مقابلوں میں اس حلقے سے تعلق رکھنے والے کھلاڑی چیمپئن ہونے کے دعویدار ہیں۔ اسی طرح اسٹون لفٹنگ کے مقابلے بھی برطانیہ اور آزاد کشمیر میں بڑے ذوق وشوق سے کروائے جاتے ہیں جہاں فاتحین کے بارے میں مذکورہ کھیل کے ورلڈ چیمپئن ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اسی کمیونٹی میں ایک نام ریسلنگ کے کھیل میں راجہ سونی پہلوان عرف شق خان کا بھی ہے۔ ڈڈیال سے تعلق رکھنے والے شق خان کی ویب سائٹ پر ان کے آزاد کشمیر کے پاکستانی ہیوی ویٹ چیمپئن ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے جو بقول ان کے ان سے پہلے ان کے کوچ علی شان کے پاس

موجود تھا جنھوں نے بوقت ریٹائرمنٹ وہ شق خان کو منتقل کر دیا۔ 1998ء میں دبئ ڈیزرٹ چیلنج میں شق خان نے سابقہ ورلڈ چیمپئن مارٹی جونز کے خلاف ایک ٹیگ ٹیم میچ میں حصہ لیا جبکہ 2005ء میں آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے کے بعد انہوں نے باکسر عامر خان کو ایک چیریٹی میچ کی دعوت بھی دی۔ان کی فتوحات میں سب سے بڑی فتح 2010ء میں جنوبی افریقہ میں منعقدہ ورلڈ آل اِن پروفیشنل ہیوی ویٹ چیمپئن شپ میں سامنے آئی جب انہوں نے دس راؤنڈ زپر مبنی مقابلے کے چھٹے راؤنڈ میں جنوبی افریقی حریف ڈینی کوئن کو سبمیشن کے نتیجے میں ہرا کر چیمپئن شپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔

بیچ ریسلنگ

یونائیٹڈ ورلڈ ریسلنگ دنیا بھر میں ریسلنگ کے تمام اسٹائلز کے عالمی مقابلے کروانے والا سب سے بڑا ادارہ ہے۔اسی ادارے کے زیر انتظام ہونے والے بیچ ریسلنگ کے عالمی مقابلوں میں گزشتہ چند سالوں کے دوران پاکستانی ریسلرز نے جو فتوحات حاصل کی ہیں ان کی تفصیلات پیشِ خدمت ہیں۔

ورلڈ بیچ ریسلنگ چیمپئن شپ 2017ء۔ترکی

13 سے 15 اکتوبر 2017ء تک ترکی میں منعقدہ ورلڈ بیچ ریسلنگ چیمپئن شپ میں دو پاکستانی ریسلرز نے شرکت کی اور دونوں اپنی اپنی ویٹ کیٹیگری میں فاتح رہے۔

70 کلوگرام کی کیڈٹس کیٹیگری میں کل بارہ ریسلرز نے حصہ لیا جہاں عنایت اللہ ٹاپ آٹھ کھلاڑیوں میں ایکشن میں نظر آئے۔کوارٹر فائنل مقابلے میں ترکی کے ابراہیم سامسیل اوزاک کو 1-3 سے ہرانے کے بعد عنایت نے سیمی فائنل مرحلے میں بھی ترکی ہی کے احمد فاروق اوغوز کو 0-3 سے شکست دے کر فائنل میں قدم رکھا جہاں ایران کے عامر حسین ہادیپور کو 0-3 سے ہرا کر انہوں نے ٹائٹل اپنے نام کیا۔

90 کلوگرام سینئرز کیٹیگری میں کل اٹھارہ ریسلرز نے حصہ لیا جہاں ٹاپ سولہ کے پری کوارٹر فائنل مرحلے میں محمد انعام بٹ نے میکسیکو کے کارلوس رابرٹو کو 0-3 سے ہرا کر کوارٹر فائنل میں قدم رکھا۔ کوارٹر فائنل میں یونانی حریف پیٹریڈس کرسٹوس کو 0-3 سے پچھاڑنے کے بعد سیمی فائنل میں ایک اور یونانی حریف پاؤلیدس تھیوڈوسیس کو بھی 0-3 سے شکست دے کر انعام بٹ فائنل میں پہنچے جہاں انہوں نے ایران کے پہلوان فضل اللہ نغراچی کو 1-3 سے ہراتے ہوئے ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔

ورلڈ بیچ ریسلنگ چیمپئن شپ 2018ء۔ترکی

6-7 اکتوبر 2018ء کو ایک بار پھر ترکی میں منعقدہ ورلڈ بیچ ریسلنگ چیمپئن شپ میں پاکستان کے انعام بٹ نے 90 کلوگرام سینئرز کیٹیگری میں کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔بیس ریسلرز پر مشتمل اس مقابلے میں محمد انعام بٹ نے پہلے مرحلے میں ناروے کے آندرے بیرگان کو 0-4، دوسرے مرحلے میں پرتگال کے رفائیل ڈاسلوا کو 0-4 اور تیسرے مرحلے میں رومانیہ کے نکولائی پیلاغیا کو 0-4 سے شکست دے کر کوارٹر فائنل میں قدم رکھا۔کوارٹر فائنل مرحلے میں یوکرین کے وِکٹر سولوویوف پاکستان کے محمد انعام کے

مدِ مقابل آئے جنہیں 1-2 سے شکست دے کر دفاعی چیمپئن نے سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی۔ سیمی فائنل میں محمد انعام کا ٹاکرا گریس کے گریگوریس کریریڈس سے ہوا جن کے خلاف 0-4 سے فتح پاکستانی ریسلر کو فائنل تک لے گئی۔ فائنل میں جارجیا کے ایریکلی مٹسیٹوری کو 1-4 سے شکست دے کر انعام بٹ نے مسلسل دوسری مرتبہ بیچ ریسلنگ مقابلوں کے عالمی چیمپئن بننے کا اعزاز اپنے نام کرلیا۔

ورلڈ بیچ گیمز 2019ء۔قطر

اکتوبر 2019ء میں دوحہ، قطر میں ہونے والی افتتاحی ورلڈ بیچ گیمز میں بھی انعام بٹ نے ریسلنگ کے کھیل میں سونے کا تمغہ حاصل کر کے پاکستانی کھیلوں کی فتوحات میں ایک اور باب کا اضافہ کیا۔

انعام بٹ نے 90 کلوگرام کیٹیگری میں ابتدائی مرحلے کے دوران گروپ A سے پرتگال کے رفائیل ڈاسلوا، جارجیا کے ڈاٹو مارساغیشولی، ترکی کے مراد اوزکان اور آذربائیجان کے کانن آلییو کو ہرا کر ناقابلِ شکست حیثیت سے سیمی فائنل میں قدم رکھا جہاں انہوں نے اسپین کے پیڈرو گارسیا پریز کو بھی باآسانی 0-3 سے شکست دی۔ فائنل میں انعام کا مقابلہ ایک مرتبہ پھر اپنے گروپ A کے حریف اور اولمپکس 2012ء کے برانز میڈلسٹ جارجیا کے ڈاٹو مارساغیشولی سے ہوا جن کے خلاف ابتداء میں 2-0 سے خسارے میں جانے کے بعد شکست کے دہانے پر پہنچنے کے باوجود انعام بٹ نے شاندار واپسی کرتے ہوئے آخری پندرہ سیکنڈز کے اندر بازی اپنے حق میں پلٹ کر 2-5 سے فتح اور گولڈ میڈل اپنے نام کرلیا۔

بیچ ریسلنگ ورلڈ سیریز

ستمبر 2021ء میں انعام بٹ نے بیچ ریسلنگ ورلڈ سیریز مقابلوں کی 90 کلوگرام کیٹیگری میں دو گولڈ میڈلز حاصل کیے۔ انہوں نے پہلا گولڈ میڈل اٹلی کے شہر روم میں منعقدہ ٹورنامنٹ کے فائنل میں یوکرین کے اولیسکی یاکووچک کو 0-3 جبکہ دوسرا گولڈ میڈل گریس میں منعقدہ اس سیریز کے اگلے ایونٹ کے فائنل میں آذربائیجان کے ابراہیم یوسوف کو 2-3 سے شکست دے کر اپنے نام کیا۔

❁❁❁

باکسنگ

پاکستان میں اگر باکسنگ کے کھیل کی بات کی جائے تو عالمی سطح پر کامیابیوں کے حوالے سے پہلا نام حسین شاہ کا سامنے آتا ہے جنہوں نے 1988ء کے سیول اولمپکس میں 75 کلوگرام مڈل ویٹ ڈویژن کے مقابلوں میں کانسی کا تمغہ اپنے نام کیا۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا دوسرا اور آخری انفرادی جبکہ باکسنگ کے کھیل میں اکلوتا اولمپک میڈل تھا۔

پروفیشنل باکسنگ کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پاکستانی نژاد باکسر عامر خان عالمی سطح پر اپنی کامیابیوں کے جھنڈے ضرور گاڑ چکے ہیں لیکن انہوں نے اپنے پورے کیریئر میں انگلینڈ کی نمائندگی کی ہے۔ البتہ عامر کے چھوٹے بھائی ہارون خان نے 2010ء کی دہلی کامن ویلتھ گیمز میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے کانسی کا تمغہ حاصل کیا لیکن 2012ء اولمپکس کوالیفائیر کے لیے ورلڈ امیچر باکسنگ چیمپئن شپ میں پاکستانی کھلاڑی کے طور پر انٹرنیشنل باکسنگ ایسوسی ایشن نے انہیں یہ جواز بنا کر شریک ہونے سے روک دیا کہ وہ اس سے قبل یوتھ لیول پر انگلینڈ کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ 1999ء میں سیف گیمز میں سونے کا تمغہ جیتنے والے حیدر علی جنہوں نے 2002ء میں ایشین باکسنگ چیمپئن شپ میں بہترین کھلاڑی کا اعزاز پاتے ہوئے گولڈ میڈل کے حصول سمیت اسی سال مانچسٹر میں ہونے والی کامن ویلتھ گیمز میں بھی گولڈ میڈل جیت کر اپنے تابناک مستقبل کا اعلان کیا لیکن پروفیشنل سطح پر قدم رکھنے کے بعد فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث یہ باصلاحیت گوہر نایاب ضائع ہو کر رہ گیا۔ 2004ء میں لائٹ فلائی ویٹ ایشین چیمپئن شپ جیتنے والے نعمان کریم نے 2003ء اور 2005ء کے ورلڈ امیچر باکسنگ چیمپئن شپ مقابلوں میں شرکت کی اور 2003ء میں کانسی کا تمغہ بھی اپنے نام کیا۔

موجودہ دور میں کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے محمد وسیم کا نام پاکستانی باکسنگ کے حوالے سے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ 2010ء میں ڈھاکہ میں منعقدہ سیف گیمز میں چاندی کا تمغہ حاصل کرنے والے محمد وسیم نے اسی سال چائنہ میں منعقد ہونے والی پہلی ورلڈ کمبیٹ گیمز میں شرکت کی۔ 28 اگست سے 4 ستمبر 2010ء تک بیجنگ میں جاری رہنے والی ان گیمز کے دوران بارہ مختلف مارشل آرٹس ڈسپلنز میں 96 ممالک کے 1108 فائٹرز نے حصہ لیا۔ محمد وسیم نے باکسنگ کے 52 کلوگرام فلائی ویٹ ڈویژن میں ڈومینیکن ریپبلک کے ڈاگو بیرٹو اگویرو کو شکست دے کر ان عالمی مقابلوں میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔ اس کامیابی کے بعد اسی سال اکتوبر میں دہلی میں منعقدہ کامن ویلتھ گیمز میں کانسی اور پھر چار سال بعد گلاسکو میں

منعقدہ کامن ویلتھ گیمز میں چاندی کا تمغہ وسیم کے حصے میں آیا۔ 2014ء کی انچیون ایشین گیمز میں بھی محمد وسیم کانسی کا تمغہ جیتنے میں کامیاب ہوئے۔

جون 2015ء میں محمد وسیم نے اینڈی کم نامی ایک کورین پرموٹر کی کمپنی اے کے پروموشنز سے معاہدہ کرتے ہوئے پروفیشنل باکسنگ کی دنیا میں قدم رکھا۔ 4 اکتوبر 2015ء کو انچیون، ساؤتھ کوریا میں منعقدہ اپنے پہلے پروفیشنل باکسنگ مقابلے میں انہوں نے میزبان ملک کے مِن ووک لی کو نویں راؤنڈ میں ناک آؤٹ کر کے ساؤتھ کوریا بینٹم ویٹ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 19 جولائی 2016ء کو جنوبی کوریا ہی کے دارالحکومت سیئول کے میلینیئم ہلٹن ہوٹل میں اپنی چوتھی پروفیشنل فائٹ میں محمد وسیم نے فلپائن کے جیدر اولیویا کو پوائنٹس کی بنیاد پر شکست دے کر باکسنگ کی دنیا کے چار بڑے اداروں میں سے ایک ورلڈ باکسنگ کونسل کا سلور فلائی ویٹ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 27 نومبر 2016ء کو سیئول میں ہی محمد وسیم نے گزشتہ سترہ مقابلوں میں ناقابلِ شکست فلپائنی حریف گیمل میگرامو کو سخت مقابلے کے بعد محض ایک پوائنٹ کے فرق سے شکست دے کر اپنے اعزاز کا کامیابی سے دفاع کیا۔ مارچ 2017ء میں پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ حاصل کرنے والے محمد وسیم نے جولائی میں پانامہ کا رخ کیا جہاں انہوں نے 5 جولائی کو میزبان ملک کے ایلیسر والڈز اور 29 جولائی کو پانامہ ہی کے آئیون ٹریجوس کو شکست دینے کے بعد 30 ستمبر 2017ء کو ایک بار پھر میزبان ملک کے لوئیس کالوو کو ناک آؤٹ کرتے ہوئے نہ صرف اپنے پروفیشنل مقابلوں میں فتوحات کی تعداد کو 0-8 تک پہنچا دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ورلڈ باکسنگ کونسل کی فلائی ویٹ رینکنگ میں ٹاپ پوزیشن بھی حاصل کرلی۔ 2018ء کے آغاز میں محمد وسیم کی ورلڈ باکسنگ کونسل کے فلائی ویٹ چیمپئن شپ ٹائٹل کے لئے ڈائیکو ہگا سے فائٹ متوقع تھی جو اسپانسر کی عدم دستیابی کے باعث ممکن نہ ہوسکی۔ بعد میں انٹرنیشنل باکسنگ فیڈریشن کے ورلڈ فلائی ویٹ ٹائٹل کے لئے وہ جنوبی افریقہ کے موروتی متھالانے کے مدِمقابل آئے لیکن 15 جولائی 2018ء کو ملائیشیا میں ہونے والے اس مقابلے میں انہیں تادمِ تحریر پروفیشنل کیریئر کی اکلوتی شکست ہوگئی۔

مارشل آرٹس

مِکس مارشل آرٹس دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی تیزی سے مقبول ہوتا ہوا کھیل ہے جس کی پاکستان میں بنیاد کا سہرا بشیر سوہجائی احمد کے سر جاتا ہے جو انٹرنیشنل مکس مارشل آرٹس مقابلوں میں حصہ لینے والے پہلے پاکستانی ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ پاکستان میں مکس مارشل آرٹس کے ابتدائی عرصے میں مقامی ٹائٹلز کی بات کی جائے تو 25 دسمبر 2012ء کو لاہور میں دسمبر ٹو ریمیمبر کے نام سے پہلے وحشی چیمپئن شپ لیگ مکس مارشل آرٹس مقابلوں کا انعقاد ہوا جہاں علوی کریم نے ذوالقرنین کو پہلے راؤنڈ میں TKO شکست دے کر پہلے پاکستانی ساختہ VCL ورلڈ لائٹ ویٹ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 10 فروری 2013ء کو بلڈی فیبرری نامی اس سلسلے کے دوسرے مقابلے میں علوی کریم نے ایک مرتبہ پھر ذوالقرنین کو TKO شکست دے کر اپنے اعزاز کا دفاع کیا، انہی مقابلوں میں عثمان مرزا نے افغانستان کے ادریس زازئی کے خلاف مقابلے میں VCL ورلڈ مِڈل ویٹ چیمپئن شپ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 27 اپریل 2014ء کو راک آف ایجز نامی اس سلسلے کے تیسرے ایڈیشن میں سمیر خان اور پاکستان کے پہلے VCL گلوبل آرم ریسلنگ چیمپئن ساشا خان کے درمیان شیڈول VCL ہیوی ویٹ چیمپئن شپ مقابلہ سمیر خان کے نام پہلے VCL ہیوی ویٹ چیمپئن کی صورت میں رہا۔ 26 مارچ 2016ء کو VCL شوڈاؤن ٹو میں عالمگیر خان نے علی عارف کو شکست دے کر VCL لائٹ ویٹ ٹائٹل اپنے نام کیا۔

22 جنوری 2016ء کو فلپائن میں منعقدہ انڈر گراؤنڈ بیٹل مکس مارشل آرٹس چیمپئن شپ -13 میں پہلے پاکستانی لائٹ ویٹ چیمپئن علوی کریم شاہین ''کارتوس'' نے مین کارڈ مقابلے میں میزبان ملک کے مائیکل مونڈریگن کو پہلے راؤنڈ میں ناک آؤٹ شکست دے کر اپنا ایم ایم اے ریکارڈ 3-6 تک پہنچایا اور کسی بھی انٹرنیشنل چیمپئن شپ میں پہلے پاکستانی چیمپئن کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے بینٹم ویٹ ٹائٹل پر اپنا قبضہ بھی جمایا۔ اسی شو کے کو مین ایونٹ میں ایک اور پاکستانی فائٹر احمد مجتبیٰ نے فلپائن ہی کے روڈیان منشا ویز کو پہلے راؤنڈ میں سمیشن کے ذریعے شکست دے کر اپنا مکس مارشل آرٹس ریکارڈ 0 - 4 تک پہنچاتے ہوئے انڈر گراؤنڈ بیٹل چیمپئن شپ کا فیدرویٹ ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 30 جولائی 2016ء کو فلپائن ہی میں منعقدہ انڈر گراؤنڈ بیٹل کے ورلڈ سیریز آف فائٹنگ گلوبل چیمپئن شپ -3 نامی مقابلوں میں احمد مجتبیٰ نے مین کارڈ باؤٹ میں میزبان ملک کے نیل لارانو کو پہلے راؤنڈ میں سمیشن کے ذریعے شکست دے کر کامیابی سے اپنے اعزاز کا دفاع کرتے ہوئے اپنا مکس مارشل آرٹس ریکارڈ 0-6 تک پہنچا دیا۔ اسی چیمپئن شپ کی

مین کارڈ باؤٹ میں علومی کریم نے بھارتی فائٹر یدوندر سنگھ کو بھی ان کی پہلی کیریئر شکست سے دوچار کیا۔ 26اگست 2018ء کو ایسپر ا ایف سی ایشیاء کے فیدرویٹ ٹائٹل کے لئے مین کارڈ باؤٹ میں پاکستان کے مہوش رضا نے میزبان ملک فلپائن کے ایڈونس سیویلینو کو شکست دی۔ ان فائٹرز کے علاوہ چند دیگر فائٹرز بھی ون فائٹنگ چیمپئن شپ اور بریو کمبیٹ فیڈریشن جیسے اداروں کے ساتھ منسلک ہوکر دنیا میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں جبکہ کچھ پاکستانی نژاد فائٹرز انگلینڈ میں بھی اس کھیل کا حصہ ہیں۔

مِکس مارشل آرٹس کے بعد دیگر مارشل آرٹس مقابلوں کی بات کی جائے تو دنیا بھر میں مارشل آرٹس کا کھیل بے شمار اسٹائلز کے ساتھ کھیلا جاتا ہے اور ہر اسٹائل کو پروموٹ کرنے والے لاتعداد ادارے موجود ہیں۔ یہ ادارے اپنے اپنے اسٹائلز کو فروغ دینے کی خاطر ان اسٹائلز کے مقابلے منعقد کرواتے رہتے ہیں جن میں فتح حاصل کرنے والے فائٹرز اپنی ویٹ کیٹیگری میں متعلقہ اسٹائل کا اپنے ادارے سے جاری کردہ ٹائٹل اپنے نام کرتے ہیں۔

پاکستان میں اگر ان مقابلوں کے چند قابل ذکر ناموں کا تذکرہ کیا جائے تو کِک باکسنگ میں ایک بڑا نام گرینڈ ماسٹر اشرف طائی کا ہے جو اپنے کیرئیر کی 44 پروفیشنل فائٹس میں ناقابل شکست رہے۔ 24جون 1981ء کو جاپان میں ورلڈ کِک باکسنگ ایسوسی ایشن کے تحت منعقدہ اپنی پینتالیسویں باؤٹ میں امریکہ کے ڈان وِلسن سے شکست کھانے کے بعد وہ اپنے کیرئیر کو خیر باد کہہ گئے۔

گرینڈ ماسٹر اشرف طائی کے شاگردوں میں سے ایک گرینڈ ماسٹر زلفی جنہوں نے 1985ء میں امریکہ منتقل ہونے کے بعد بُشی بان نامی ادارے کی بنیاد رکھی۔ 1992ء میں یو ایس کے اے اوپن فورمز ورلڈ ٹائٹل اور 1993ء میں این بی ایل ورلڈ ٹریڈیشنل ویپنز ٹائٹل جیتنے والے گرینڈ ماسٹر زلفی کی سربراہی میں دسمبر 2016ء میں ایک ورلڈ مارشل آرٹس سمٹ تھائی لینڈ میں منعقد ہوا جس میں کئی مارشل آرٹس اداروں نے اپنے اپنے اسٹائلز کے مقابلے منعقد کروائے، ان مقابلوں میں سعید آفریدی کے دو گولڈ میڈلز کے علاوہ پاکستان کی کِک باکسنگ ٹیم نے انعام الحق کی قیادت میں پانچ گولڈ میڈلز اپنے نام کیے۔ مارچ 2017ء میں دوسرے انٹرنیشنل تھائی مارشل آرٹس فیسٹیول میں ہونے والی موئے بوران چیمپئن شپ میں بھی سعید آفریدی نے 57 کلوگرام کی سپیشل کیٹیگری میں سونے کا تمغہ جیتا۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ مذکورہ مقابلے کی سپیشل کیٹیگری تھی جہاں اسی ویٹ کی ریگولر کیٹیگری میں اٹلی کے ڈیکوینو فاتح قرار پائے۔

نومبر 2017ء میں ورلڈ موئے تھائی کے مقابلوں میں پاکستان کسٹمز کے عبدالصمد، ادریس یعقوب، جواد محمود، علی اظہر، اریش خان اور غلام مصطفی نے 6 سونے کے تمغے حاصل کیے۔ مارچ 2018ء میں مصر میں ہونے والی ورلڈ آل مارشل آرٹس چیمپئن شپ میں پاکستان کے محمد گل نے 75 کلوگرام اور محمد عارف نے 70 کلوگرام کیٹیگری میں کِک باکسنگ کے کھیل میں سونے کے تمغے جیتے۔ ستمبر 2016ء میں جنوبی کوریا میں ورلڈ مارشل آرٹس ماسٹر شپ کے مقابلے منعقد ہوئے جہاں بیلٹ ریسلنگ میں پاکستان کے محمد علی نے 75 اور احمد بٹ نے 85 کلوگرام کیٹیگریز میں فتوحات حاصل کیں۔

کراٹے کے کھیل میں موجودہ دور میں پاکستان کا سب سے کامیاب نام کراٹے کا ز سعدی عباس کا ہے جنھوں نے ایشیائی اور کامن ویلتھ سطح پر کئی ٹائٹل پاکستان کے نام کیے۔ سعدی عباس نے 2008ء اور 2010ء میں ورلڈ کراٹے فیڈریشن کلب ورلڈ کپ اور 2014ء میں یو ایس کراٹے چیمپئن شپ میں بھی کامیابی حاصل کی لیکن ان ایونٹس میں وہ دبئی کے الاھلی کلب کی نمائندگی کر رہے تھے۔

2015ء میں جیوجٹسو مقابلوں کی عالمی چیمپئن شپ میں پاکستانی جوڑی محمد عمار اور ابو ہریرہ نے ڈوشو ایونٹ کے فائنل تک رسائی حاصل کرنے کے بعد سلور میڈل حاصل کیا جبکہ 2021ء میں ورلڈ جیوجٹسو ای ٹورنامنٹ کی ڈو کلاسک جونیئر کیٹیگری میں اسراء وسیم اور کائنات عارف سونے کا تمغہ جیتنے میں کامیاب رہیں۔

دیگر خواتین پاکستانی کھلاڑیوں کی مارشل آرٹس میں کارکردگی کا ذکر کیا جائے تو 2017ء میں ایک خاتون کھلاڑی کے بارے میں چند جگھوں پر ورلڈ چیمپئن بننے کی خبر شائع ہوئی لیکن نہ تو ان مقابلوں کا کہیں تفصیلاً ذکر کیا گیا اور نہ ہی ان تاریخوں میں مارشل آرٹس کے کسی اہمیت کے حامل بین الاقوامی یا عالمی مقابلے کا تذکرہ ملتا ہے جہاں مذکورہ کھلاڑی نے کامیابی حاصل کی ہو، جبکہ خبر میں بھی ایونٹ کی تفصیلات کی بجائے محض میڈیا کے ناروا سلوک کا شکوہ ہی سامنے آیا۔ البتہ موجودہ دور میں چند خواتین کھلاڑی علاقائی سطح پر اپنی شناخت ضرور قائم کر رہی ہیں جبکہ عالمی سطح پر نسبتاً قابلِ ذکر کامیابی تائیکوانڈو فائٹر ناجیہ رسول کی ہے جنھوں نے 2016ء میں یو ایس اوپن تائیکوانڈو چیمپئن شپ کی پومسے U-30 کیٹیگری میں چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔

کم سن مارشل آرٹس کھلاڑیوں میں نو سالہ عائشہ ایاز نے 2020ء میں دبئی میں ہونے والی فجیرہ اوپن تائیکوانڈو چیمپئن شپ میں سونے کا تمغہ حاصل کیا جبکہ 2019ء میں آٹھ سالہ برٹش پاکستانی ابوبکر نے لندن میں منعقدہ مارشل آرٹس چیمپئن شپ میں نن چکو کے مقابلوں میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔ برٹش پاکستانی مارشل آرٹس کھلاڑیوں کے حوالے سے ایک نام نثار سمائیلر کا بھی ہے جو 1953ء میں پاکستان میں پیدا ہوئے اور بعد میں انگلینڈ میں سکونت اختیار کرتے ہوئے انہوں نے مارشل آرٹس میں بین الاقوامی سطح پر کامیابیاں سمیٹیں۔

❁❁❁

باڈی بلڈنگ

تن سازی کا فن پاکستان میں ایک مقبول حیثیت رکھتا ہے ۔یوں تو باڈی بلڈنگ کے عالمی مقابلے انٹرنیشنل باڈی بلڈنگ فیڈریشن کے تحت منعقد ہوتے ہیں لیکن چند پرائیویٹ ادارے اپنے طور پر بھی مختلف قسم کے مقابلوں کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔گزشتہ کچھ عرصے سے چند پاکستانی باڈی بلڈرز کی عالمی سطح پر مقابلوں میں کامیابیوں کی خبریں بھی میڈیا پر گرم رہتی ہیں جہاں مارشل آرٹس مقابلوں کی طرح ادھوری معلومات اور ملتے جلتے ناموں نے ان ٹائٹلز کے بارے میں شائقین کو الجھن میں مبتلا کر رکھا ہے۔اسی مقصد کے پیش نظر یہاں پر ان ٹائٹلز کی مختصر تفصیلات پیشِ خدمت ہیں۔امریکہ میں قائم شدہ مسل مینیا نامی ایک کمپنی دنیا بھر میں تن سازی کے مقابلے منعقد کرواتی ہے جن میں ہر سال دو بڑے مقابلے میامی میں فٹنس یونیورس ویک اینڈ اور لاس ویگاس میں فٹنس امریکہ ویک اینڈ ہوتے ہیں۔2014ء کے فٹنس یونیورس ویک اینڈ میں مسل مینیا یونیورس شو کے مقابلے میں ماسٹرز کیٹیگری کے اندر پاکستان کے بنارس خان نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔کیٹیگری میں کل چار باڈی بلڈرز شامل تھے جن میں بنارس خان 104 پوائنٹس لے کر پہلے نمبر پر رہے۔انہی مقابلوں کی لائٹ ویٹ کیٹیگری میں پاکستان کے سلمان احمد دوسری پوزیشن پر آئے۔2015ء میں فٹنس امریکہ ویک اینڈ کے مسل مینیا امریکہ مقابلوں کی ورلڈ لائٹ ویٹ کیٹیگری میں سلمان احمد نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔اس کیٹیگری میں کل آٹھ تن ساز شریک ہوئے جن میں سلمان احمد 112 پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست رہے۔ اسی سال فٹنس یونیورس ویک اینڈ کے مسل مینیا یونیورس مقابلوں میں پاکستان کے عبدالمالک نے مڈل ویٹ کیٹیگری میں پانچویں پوزیشن حاصل کی۔2015ء میں انٹرنیشنل فیڈریشن آف باڈی بلڈنگ اینڈ فٹنس کے زیر انتظام منعقدہ آرنلڈ کلاسک انٹرنیشنل سلسلے کے آسٹریلیا میں منعقد ہونے والے پروگرام ''آرنلڈ کلاسک آسٹریلیا''میں پاکستان کے عاطف انور اوپن کیٹیگری (100+کلاس) میں فاتح رہے۔2021ء میں ازبکستان میں منعقدہ ورلڈ باڈی بلڈنگ اینڈ فزیک اسپورٹس چیمپئن شپ کی +50 ایج کیٹیگری میں پاکستان کے ساٹھ سالہ باڈی بلڈر عبدالوحید نے سونے کا تمغہ جیتا۔انہی مقابلوں کی 80 کلوگرام کلاس میں شہزاد قریشی جبکہ جونیئر کیٹیگری میں عمر شہزاد نے چاندی کے تمغے حاصل کیے۔

پولیو سے متاثرہ پاکستانی باڈی بلڈر نوید بٹ نے انٹرنیشنل نیچرل باڈی بلڈنگ ایسوسی ایشن کے دبئی میں منعقدہ مقابلوں کی فزیکلی چیلنجڈ کیٹیگری میں گولڈ میڈل حاصل کرنے کے بعد 3 مرتبہ 2013,2014 اور 2016ء کے امریکہ میں منعقدہ نیچرل اولمپیا مقابلوں کی فزیکلی چیلنجڈ وہیل چیئر کیٹیگری میں بھی گولڈ میڈلز حاصل کیے لیکن یاد رہے کہ مذکورہ مقابلے کا دنیا کے سب سے بڑے باڈی بلڈنگ مقابلے مسٹر اولمپیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

❁❁❁

شطرنج

1924ء سے اَن آفیشل اور 1927ء سے آفیشلی شروع ہونے والے چیس اولمپیاڈ ٹورنامنٹ کو شطرنج کے کھیل کا سب سے بڑا ٹیم ایونٹ سمجھا جاتا ہے جس کا انعقاد دوسری جنگِ عظیم کے بعد ہر دو سال کے عرصے میں تواتر کے ساتھ ہو رہا ہے۔ 2006ء میں اٹلی کے شہر تورینو میں منعقدہ اس ٹورنامنٹ کے سینتیسویں ایڈیشن میں پاکستان کے تنویر محی الدین گیلانی نے ٹاپ ٹیبل پر آٹھ مقابلوں میں چھ فتوحات اور دو ڈراز کے ساتھ 87.8 کی اوسط سے بہترین انفرادی کارکردگی پر گولڈ میڈل اپنے نام کر رکھا ہے۔

عصرِ حاضر میں پاکستان کے چند بہترین شطرنج کے کھلاڑیوں میں سرِفہرست نام محمود لودھی کا ہے جنہیں 1987ء میں ورلڈ چیس فیڈریشن کی جانب سے انٹرنیشنل ماسٹر کے ٹائٹل سے نوازا جاچکا ہے۔ ان سے قبل 1985ء میں شہزاد مرزا بھی انٹرنیشنل ماسٹر کے ٹائٹل سے نوازے جانے والے پاکستانی کھلاڑی ہیں جبکہ خواتین میں 2012ء کے پنجاب یوتھ فیسٹیول کے دوران 45 سیکنڈز کے وقت میں شطرنج کی بساط ترتیب دینے والی مہک گل کو 2016ء میں بیالیسویں چیس اولمپیاڈ کے موقع پر وومین کینڈیڈیٹ ماسٹر کے خطاب سے نوازا گیا۔

قیامِ پاکستان سے قبل خطے میں شطرنج کے بہترین کھلاڑیوں میں سرفہرست نام 1905ء میں سرگودھا میں پیدا ہونے والے میر سلطان خان کا ہے جنہیں اپنے دور کا بہترین چیس ماسٹر تصور کیا جاتا ہے۔ میر سلطان خان نے 1929ء، 1932ء اور 1933ء کی برٹش اوپن چیس چیمپئن شپ فتوحات اپنے نام کیں جبکہ اسی دور میں مس فاطمہ نامی ایک خاتون کھلاڑی بھی بہترین چیس ماسٹر رہیں جنہوں نے 1933ء میں خواتین کی برٹش اوپن چیس چیمپئن شپ اپنے نام کی۔

اسکریبل

اسکریبل ایک ذہنی آزمائش کا کھیل ہے جس میں چوکور تختے پر بنے ہوئے خانوں میں چھوٹی چوکور ٹائلز پر لکھے ہوئے حروف کو ایک مخصوص طریقہ کار کے تحت ترتیب دے کر الفاظ کی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس کھیل میں مختلف حروف اور خانوں کی مختلف پوائنٹ ویلیوز ہوتی ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ پوائنٹس کا حصول کھلاڑیوں کا مقصد ہوتا ہے۔ ورلڈ یوتھ اسکریبل مقابلوں کی ابتداء 2006ء میں آسٹریلیا میں ہوئی۔ 2013ء میں دبئی میں منعقدہ آٹھویں ورلڈ یوتھ اسکریبل چیمپئن شپ میں پاکستان کے معز اللہ بیگ نے کل 24 میں سے 19 مقابلوں میں فتح حاصل کرتے ہوئے اوسطاً 19.5 فتوحات میں +1448 کے سپریڈ اسکور کے ساتھ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان مقابلوں میں رنر اپ پوزیشن پر بھی پاکستان ہی کی جویریہ مرزا موجود رہیں جبکہ پاکستانی ٹیم ٹورنامنٹ کی بہترین ٹیم بھی قرار پائی۔

2015ء میں ان مقابلوں میں دیگر ایج گروپس کا اضافہ بھی کیا گیا۔ جس کے بعد 2016ء میں فرانس میں منعقدہ گیارہویں ورلڈ یوتھ اسکریبل چیمپئن شپ کی انڈر 14 کیٹیگری میں پاکستان کے حشام ہادی خان، انڈر 12 کیٹیگری میں سید عماد علی اور انڈر 10 کیٹیگری میں مونس خان ورلڈ چیمپئن بنے۔

2017ء میں یہ مقابلے ورلڈ انگلش لینگویج اسکریبل پلیئرز ایسوسی ایشن (WESPA) یوتھ کپ کے نام سے ملائیشیا میں منعقد ہوئے جہاں انڈر 14 کیٹیگری میں حشام ہادی خان نے چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسی سال انگلینڈ کے شہر ناٹنگھم میں مائنڈ اسپورٹس اکیڈمی کے تحت منعقد ہونے والی ورلڈ جونیئر اسکریبل چیمپئن شپ کی کل چھ کیٹیگریز میں پاکستانی کھلاڑی مین ٹائٹل کے سوا دیگر تمام کیٹیگریز میں چیمپئن بنے۔ احد ریاض انڈر 18، صہیب ثناء اللہ انڈر 16، حمزہ نعیم انڈر 14، سید عماد علی انڈر 12 اور مونس خان انڈر 10 کیٹیگری میں فاتح رہے۔ لیکن مین ایونٹ جونیئر ٹائٹل کے لیے معز اللہ بیگ دوسرے نمبر پر آسکے۔

2018ء میں دبئی میں منعقدہ ویسپا یوتھ اسکریبل چیمپئن شپ میں سید عماد علی نے 24 میچوں میں 20 فتوحات حاصل کرتے ہوئے +1694 کے سپریڈ اسکور کے ساتھ مین ایونٹ میں کامیابی حاصل کی اور 2013ء میں معز اللہ کے بعد پاکستان کے دوسرے اور سب سے کم عمر عالمی یوتھ اسکریبل چیمپئن قرار پائے۔ ان مقابلوں میں عماد انڈر 16 اور انڈر 14 کیٹیگریز میں بھی پہلے نمبر پر رہے جبکہ انڈر 12 کیٹیگری میں صائم عثمانی نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ عماد علی، صہیب ثناء اللہ اور راشد خان پر مشتمل پاکستانی ٹیم ٹورنامنٹ کی

بہترین ٹیم بھی قرار پائی۔ اس سال انگلینڈ میں منعقدہ ورلڈ جونیئر اسکریبل چیمپئن شپ میں پاکستان کے معزاللہ بیگ نے فتح حاصل کرتے ہوئے یوتھ اور جونیئر اسکریبل چیمپئن شپ جیتنے والے پہلے کھلاڑی بننے کا اعزاز بھی اپنے نام کرلیا۔ معزاللہ نے 24 میچوں میں 20 فتوحات سمیٹ کر 1964+ کے سپریڈ اسکور کے ساتھ ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔ پاکستان اس ایونٹ کی تمام چھ کیٹیگریز میں فاتح رہا جس کی دیگر ایج کیٹیگریز میں صہیب ثناء اللہ انڈر 18، حمزہ نعیم انڈر 16، سید عماد علی انڈر 14، مزمل عاصم انڈر 12 اور مصباح الرحمٰن انڈر 10 چیمپئن قرار پائے۔

2019ء میں ملائیشیا میں منعقدہ ویسپا یوتھ اسکریبل چیمپئن شپ میں عماد علی مین ایونٹ میں اپنے اعزاز کا دفاع نہ کرسکے اور صرف انڈر 16 کیٹیگری میں ایک ٹائٹل کا اندراج ہی پاکستان کے کھاتے میں کروا پائے لیکن اس سال انگلینڈ میں ہونے والی ورلڈ جونیئر اسکریبل چیمپئن شپ میں وہ 20 میں سے 17 میچ جیت کر 2159+ کے سپریڈ اسکور کے ساتھ اسکریبل کا جونیئر عالمی ٹائٹل اپنے نام کرنے میں کامیاب رہے اور اپنے ہم وطن معزاللہ بیگ کے بعد صرف دوسرے کھلاڑی بنے جنہوں نے یوتھ اور جونیئر اسکریبل چیمپئن شپ کی عالمی فتوحات حاصل کررکھی ہیں۔ اس ایونٹ کی دیگر ایج کیٹیگریز میں طٰہٰ مرزا انڈر 18، صائم وقار انڈر 14، مونس خان انڈر 12 اور مصباح الرحمٰن انڈر 10 چیمپئن قرار پائے۔

2021ء میں پاکستان میں منعقدہ دوسرے آن لائن ویسپا یوتھ کپ میں عماد علی نے چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا جبکہ پاکستانی ٹیم ٹورنامنٹ کی بہترین ٹیم بھی رہی۔

❀❀❀

پولو

پولو کا کھیل پاکستان میں ایک جانا پہچانا کھیل ہے۔ چترال میں شندور ٹاپ دنیا کا سب سے بلند پولو گراؤنڈ ہونے کا اعزاز رکھتا ہے۔ اگرچہ پولو کے عالمی مقابلوں میں پاکستان کی کارکردگی کچھ خاص متاثر کُن نہیں ہے جہاں پاکستانی ٹیم کبھی ابتدائی مراحل سے آگے نہیں بڑھ سکی لیکن تین عالمی کپ مقابلوں میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے حسام علی حیدر اس کے باوجود پولو کے کھیل کا عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ پاکستان میں 6 پلس ہینڈی کیپ گولز کا درجہ رکھنے والے حسام علی حیدر نے یہ ٹائٹل 2014ء کی سنو پولو ورلڈ چیمپئن شپ میں حاصل کیا۔

1985ء سے سوئٹزرلینڈ میں منعقد ہونے والی ''سنو پولو ورلڈ چیمپئن شپ'' کے یہ مقابلے برف پر منعقد ہونے والے سب سے پہلے پولو مقابلوں کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ فروری 2014ء میں سینٹ موریتز میں منعقدہ ان مقابلوں کے تیسویں ایڈیشن میں پاکستان کے حسام حیدر نے آسٹریلیا کے جوناتھن فورڈ، انگلینڈ کے میکس چارلٹن اور انگلینڈ ہی کے کرس ہائیڈ کے ساتھ مل کر کارتیے کی ٹیم کی نمائندگی کرتے ہوئے فائنل میں رالف لاورین کو میچ کے چھٹے چوکس میں 2:1 سے شکست دے کر چیمپئن شپ اپنے نام کی۔ اس فائنل مقابلے کا فاتحانہ گول بھی حسام علی حیدر کے حصے میں آیا جو ٹورنامنٹ کے سب سے بہترین کھلاڑی قرار پائے اور اپنی ٹیم کے ہمراہ پاکستانی پرچم کے ساتھ وکٹری اسٹینڈ پر براجمان ہوئے، اس کے علاوہ انہیں جنوری 2014ء کے ورلڈ پولو ٹور کے موسٹ ویلیوایبل پلیئر کے اعزاز سے بھی نوازا گیا۔

برج

برج تاش کے پتوں کے ساتھ کھیلا جانے والا ایک مقبول کھیل ہے جس کا سب سے بڑا عالمی ٹورنامنٹ ''برمودا باؤل'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 1981ء میں ضیاء محمود، نشاط عابدی، نثار احمد، منیر عطاء اللہ خان، جانِ عالم فاضل اور مسعود سلیم پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے نیویارک میں منعقد ہونے والی برمودا باؤل چیمپئن شپ میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے اس کھیل کے حلقوں کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا۔ یہ اُس دور میں اس ٹورنامنٹ کی تاریخ کا صرف تیسرا موقع تھا جب یورپ یا شمالی امریکہ سے باہر کی ٹیم نے اس مقابلے میں چاندی کا تمغہ جیتا ہو۔ اس سے قبل یہ کارنامہ دونوں بار تائیوان کے نام رہا۔ 1986ء میں کم وبیش انہی کھلاڑیوں پر مشتمل پاکستانی ٹیم نے میامی بیچ پر ہونے والی ایک اور بڑی عالمی چیمپئن شپ ''روزینبلم کپ'' یا ''ورلڈ اوپن ناک آؤٹ ٹیمز'' نامی ٹورنامنٹ میں بھی دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ان مقابلوں میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے ضیاء محمود آنے والے عرصے میں عالمی سطح پر اس کھیل کی تاریخ کے کامیاب ترین کھلاڑیوں میں سے ایک قرار پائے۔

7 جنوری 1946ء کو کراچی میں پیدا ہونے والے ''گرینڈ لائف ماسٹر'' ضیاء محمود نے اپنے کیریئر کے دوسرے حصے میں امریکہ کی نمائندگی کرتے ہوئے استنبول میں منعقدہ ورلڈ ٹرانسینیشنل مکسڈ ٹیم چیمپئن شپ 2004ء میں جرمن اور فرانسیسی پارٹنرز کے ہمراہ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 2009ء میں ساؤ پاؤلو برازیل میں ہونے والی ''برمودا باؤل چیمپئن شپ'' میں ضیاء محمود دیگر امریکی پارٹنرز کے ہمراہ برج کے کھیل کا سب سے بڑا عالمی ٹائٹل اپنے نام کرنے میں کامیاب رہے۔ اس تمام کامیابیوں کے سفر کی سب سے قابلِ ستائش بات ضیاء محمود کا اپنی پاکستانی شناخت پر فخر ہے جن کا کہنا ہے کہ امریکہ کی نمائندگی اپنی جگہ پر خوشی اور اعزاز کی بات ضرور ہے لیکن وہ پاکستانی شناخت کو کسی طرح سے پسِ پشت ڈالنے کو تیار نہیں، جو خود کو امریکہ میں رہنے والا ایسا پاکستانی سمجھتے ہیں جو امریکہ کے لیے کھیلتا ہے۔ اپنے نقطۂ نظر کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے انھوں نے ایک میچ میں اپنے امریکن پارٹنرز کے ہمراہ پاکستانی لباس زیبِ تن کر کے اپنی حُب الوطنی کا ثبوت بھی دیا۔

ای اسپورٹس

گزشتہ دو دہائیوں سے ٹیکنالوجی کے شعبے میں آنے والے انقلاب نے انسانی طرزِ زندگی پر ایسے اثرات مرتب کیے ہیں جنہوں نے پوری دنیا کا منظر نامہ ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ ویڈیو گیمز کی آمد کے بعد اب کھیل اور لڑائیاں میدانوں یا اکھاڑوں کی بجائے اسکرینوں پر بٹنوں کی مدد سے دی گئی کمانڈز کے ساتھ لڑی جاتی ہیں۔ انٹرنیشنل ای اسپورٹس سرکٹ میں مختلف سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کمپنیاں اپنی تشہیر کے ساتھ ساتھ ای اسپورٹس مقابلوں کا انعقاد کرواتی رہتی ہیں جن میں ایک نام VALVE نامی ادارے کے تحت سالانہ بنیادوں پر منعقد دی انٹرنیشنل ڈوٹا۔2 چیمپئن شپ کا ہے۔ 2011ء سے شروع ہونے والی اس چیمپئن شپ کے 2015ء میں سیٹل میں منعقدہ پانچویں ایڈیشن میں ''ایول جینئیس'' نامی ٹیم نے کامیابی حاصل کی۔ اس ٹیم میں شامل کھلاڑیوں میں امریکہ کے کلنٹن لومِس، ساحل اروڑہ، پیٹر ڈیگر اور کینیڈا کے کرٹس ڈینئل کے علاوہ ایک نام پاکستان کے سید سمیل حسن کا تھا جو اس لیول پر ای اسپورٹس چیمپئن بننے والے پہلے پاکستانی ہیں۔ 2015ء میں شنگھائی میں ڈوٹا۔2 ایشین چیمپئن شپ جیتنے والے سمیل حسن 2017ء تک ای اسپورٹس کے تیسرے سب سے زیادہ کمائی کرنے والے پروفیشنل کھلاڑی تھے جن کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں سب سے کم عمر ایک ملین امریکی ڈالر جیتنے والے گیمر کے طور پر درج ہوا۔

EVO یا ایولوشن چیمپئن شپ سیریز، فائٹنگ گیمز کے عالمی مقابلے منعقد کروانے والا ادارہ ہے۔ ارسلان ایش کے نام سے ٹیکن مقابلوں میں حصہ لینے والے پاکستان کے ارسلان صدیقی نے فروری 2019ء میں ٹوکیو میں منعقدہ ایوو جاپان چیمپئن شپ کے ٹیکن-7 مقابلوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اسی سال اگست میں لاس ویگاس میں ہونے والی ایوو چیمپئن شپ سیریز میں بھی ارسلان ایش نے نہ صرف ٹیکن-7 مقابلوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی بلکہ سال کے دونوں ایوو مقابلے جیتنے والے پہلے کھلاڑی بننے کے ساتھ ساتھ ٹیکن-7 گیم کے عالمی چیمپئن بھی قرار پائے۔

اگست 2019ء میں لاس ویگاس میں منعقدہ اس چیمپئن شپ سیریز میں کل نو گیمز کے ٹائٹل مقابلے ہوئے جہاں ارسلان ایش ٹیکن-7 کے گرینڈ فائنل میں اس گیم کے لیجنڈ سمجھے جانے والے جنوبی کوریا کے ہولی نی کے مدمقابل آئے۔ ارسلان ایش اپنے ابتدائی مرحلے کے تمام مقابلے جیت کر فائنل میں آرہے تھے جبکہ ہولی نی ابتدائی مراحل میں بھی ارسلان سے شکست کھانے کی وجہ سے لوزر بریکٹ میں تھے، یعنی ارسلان کو چیمپئن بننے کے لئے اس فائنل مقابلے میں بیسٹ آف فائیو گیمز پر مشتمل ایک سیٹ جیتنا تھا لیکن ہولی نی کو چیمپئن بننے کے لئے دو سیٹس کی فتوحات درکار تھیں۔ بیسٹ آف فائیو گیمز کے ہر سیٹ میں ایک گیم

بھی پانچ راؤنڈز پر ہی مشتمل تھی جسے جیتنے کے لئے تین راؤنڈز میں فتح ضروری تھی۔

ارسلان ایش نے فائنل مقابلے کے لئے کزومی کو میدان میں اتارا جبکہ ہولی نی نے کزویا کے ساتھ فائنل کا آغاز کیا (کزومی اور کزویا کا آپس میں افسانوی رشتہ ماں اور بیٹے کا ہے)۔ پہلے گیم میں ارسلان نے پہلا راؤنڈ جیت کر فائنل مقابلے کی ابتداء نیک شگون کے ساتھ کی لیکن نی نے اگلے دو راؤنڈز میں فتح حاصل کر کے برتری حاصل کر لی۔ ارسلان نے بھی یہاں ہار نہ مانی اور اگلے دونوں راؤنڈز میں فتح حاصل کر کے پہلا گیم اپنے نام کرلیا۔ دوسرے گیم کی ابتداء بھی ارسلان نے پہلے راؤنڈ کی جیت کے ساتھ کی لیکن ہولی نی نے اگلے تینوں راؤنڈز جیت کر مقابلہ 1-1 کر دیا۔ تیسرے گیم میں ارسلان ایش نے واپسی کرتے ہوئے پہلے تینوں راؤنڈز جیت کر مقابلہ 1-2 کیا۔ چوتھے گیم میں ہولی نی نے اپنا کردار بدلتے ہوئے ڈیول جن کا انتخاب کیا جو کزویا کے بیٹے اور کزومی کے پوتے کا کردار تھا۔ ارسلان ایش نے چوتھے گیم میں پہلے دو راؤنڈز جیتے تو ان کی فتح صرف ایک راؤنڈ کے فاصلے پر تھی لیکن اگلے تینوں راؤنڈز جیت کر ہولی نی نے مقابلے میں اپنی جگہ بنائے رکھی۔ پانچویں گیم کی ابتداء ہوئی تو ارسلان ایش کو ابھی بھی سیٹ اور میچ جیتنے کے لئے اس ایک گیم کی فتح ہی کافی تھی لیکن ہولی نی اگر یہ گیم جیتتے تو ان کی لوزر بریکٹ ٹوٹنے کے بعد مقابلہ اگلے سیٹ پر چلا جاتا۔ بہرحال ارسلان ایش نے اس کی نوبت نہ آنے دی اور یہی گیم سٹریٹ راؤنڈز کے ساتھ جیت کر نہ صرف میچ اپنے نام کرلیا بلکہ ٹیکن-7 مقابلوں کے پہلے پاکستانی عالمی چیمپئن بھی بن گئے۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو لئے سجدۂ شکر اس بات کا گواہ تھا کہ چند ماہ قبل جاپان میں ہونے والے مقابلوں کے لئے ویزے کی تگ و دو سمیت کئی ایک مسائل سے دوچار رہنے والا یہ ہیرو حقیقی زندگی میں بھی کسی فائٹر سے کم نہیں ہے۔

2021ء میں ارسلان ایش نے وی پلے الٹی میٹ فائٹنگ لیگ کے ٹیکن۔7 مقابلوں میں اپنے ہم وطن اویس ہنی کو ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کیا جبکہ ایک اور پاکستانی ٹیکن گیمر عاطف بٹ نے بھی 2019ء میں اویس ہنی کو ہی شکست دے کر ٹوکیو ٹیکن ماسٹرز ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کی۔

❀❀❀

ٹینس

ٹینس کے کھیل میں پاکستانی تاریخ کے سب سے کامیاب کھلاڑی کے طور پر اعصام الحق کا نام سامنے آتا ہے جو کسی بھی گرینڈ سلیم کے فائنل تک پہنچنے والے واحد پاکستانی کھلاڑی ہیں۔ انہوں نے یہ اعزاز 2010ء کے یو ایس اوپن میں مینز ڈبلز مقابلوں میں بھارت کے روہن بھوپنا اور مِکسڈ ڈبلز مقابلوں میں چیک ریپبلک کی کویتا پیشکے کے ہمراہ فائنل میں جگہ بنا کر حاصل کیا، لیکن بدقسمتی سے ان کی دونوں جوڑیاں اپنے فائنل مقابلوں میں شکست سے دوچار ہوگئیں۔

چار گرینڈ سلیم میجرز کے بعد ٹینس کے دوسرے سب سے اہمیت کے حامل مقابلوں اے ٹی پی ٹور ماسٹرز 1000 میں اعصام الحق نے دو مرتبہ کامیابی حاصل کی۔ 2011ء کے پیرس ماسٹرز کے ڈبلز مقابلوں میں اعصام الحق نے بھارتی پارٹنر روہن بھوپنا کے ہمراہ فرانسیسی جوڑی جولین بینی ٹیاؤ اور نکولس مہوت کو 3-6، 7-6 سے فائنل ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کیا۔ 2013ء کے میامی اوپن میں بھی مینز ڈبلز مقابلوں میں ہی اعصام الحق نے ڈچ پارٹنر جولین روجر کے ہمراہ پولش جوڑی ماریوسز فیرسٹنبرگ اور مارسن متکوسکی کو 1-6، 4-6 سے فائنل میں شکست دے کر ٹائٹل پر اپنا قبضہ جمایا۔ 1970ء کی دہائی میں پاکستان کے ایک اور کامیاب ٹینس پلیئر ہارون رحیم نے اے ٹی پی کیریئر فائنلز میں دو سنگلز اور تین ڈبلز ٹائٹل اپنے نام کئے۔

❁❁❁

ٹیبل ٹینس

ٹیبل ٹینس کے عالمی مقابلوں میں جونیئر سطح پر پاکستان کے جاوید چھوٹانی نے 1979ء میں مصر کے شہر اسکندریہ میں منعقد ہونے والی ورلڈ جونیئر ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ کے سنگلز ایونٹ میں گولڈ میڈل کے ساتھ ساتھ فرجاد سیف کے ہمراہ ڈبلز ایونٹ میں بھی سونے کا تمغہ حاصل کیا جبکہ پاکستان، ٹیم ایونٹ میں بھی فاتح رہا۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت کہ مارچ 2016ء میں ملائیشیا میں منعقدہ ورلڈ ٹیم ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ کے ڈویژن 4 میں پاکستان نے کامیابی ضرور حاصل کی لیکن مجموعی طور پر چیمپئن شپ میں پاکستان کا 73واں نمبر رہا۔

❁❁❁

ویٹ لفٹنگ

جولائی 2018ء میں ازبکستان کے شہر تاشقند میں منعقدہ انٹرنیشنل ویٹ لفٹنگ فیڈریشن ورلڈ جونیئر چیمپئن شپ کی 105+ کلوگرام کیٹیگری میں پاکستان کے نوح دستگیر بٹ نے کلین اینڈ جرک مقابلے میں دوسری کوشش کے دوران 228 کلوگرام وزن اٹھا کر سونے کا تمغہ اپنے نام کیا۔ اسی ایونٹ کے سنیچ مقابلے میں انہوں نے برانز میڈل بھی حاصل کیا جبکہ مجموعی طور پر بھی وہ برانز میڈل کے حقدار قرار پائے۔

حال ہی میں ٹوکیو اولمپکس کے ویٹ لفٹنگ مقابلوں میں شاندار کارکردگی دکھانے والے طلحہ طالب فروری 2020ء میں تاشقند میں ہی منعقدہ انٹرنیشنل سولیڈیرٹی ویٹ لفٹنگ مقابلوں کی 67 کلوگرام کیٹیگری میں سنیچ اور کلین اینڈ جرک سمیت مجموعی مقابلے میں تین گولڈ میڈلز حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ اس سے قبل 2018ء میں انہی مقابلوں میں انہوں نے ایک گولڈ اور دو سلور میڈلز حاصل کئے تھے۔

میموری

ورلڈ میموری اسپورٹس کونسل کے زیر اہتمام دسمبر 2020ء میں منعقدہ انتیسویں ورلڈ میموری چیمپئن شپ میں پاکستان کی ایما عالم مجموعی طور پر 8298 پوائنٹس حاصل کرکے عالمی چیمپئن قرار پائیں۔ انہوں نے ان مقابلوں میں دو گولڈ، تین سِلور اور دو برانز میڈلز حاصل کئے جبکہ تین ورلڈ ریکارڈز بھی انہوں نے اس چیمپئن شپ میں توڑے۔

مجموعی طور پر بھی اس چیمپئن شپ میں چار رکنی پاکستانی ٹیم فاتح قرار پائی جس کی دیگر خواتین ارکان میں عبیرہ اطہر نے ایک گولڈ، دو سلور اور ایک برانز جبکہ کِساء زہرہ نے ایک ورلڈ ریکارڈ توڑتے ہوئے ایک گولڈ اور ایک برانز میڈل اپنے نام کیا۔

گولڈ میڈلز فتوحات میں ایما عالم نے نیمز اینڈ فیسز اور رینڈم ورڈز، عبیرہ اطہر نے سپیڈ نمبر جبکہ کِساء زہرہ نے ہسٹورک اینڈ فیوچر ڈیٹس مقابلوں میں کامیابیاں حاصل کیں۔

متفرقات

یوں تو یہاں تک پہنچتے پہنچتے تقریباً ایسے تمام کھیلوں کا ذکر ہو چکا ہے جن کے عالمی مقابلوں میں پاکستانی کھلاڑیوں نے فتوحات کے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ کھیل ایسے بھی ہیں جن کی اہمیت کے اعتبار سے یا درست معلومات کے حوالے سے ان میں پاکستانی کھلاڑیوں کی کارکردگی کا تذکرہ ضروری ہے۔ ان کھیلوں میں سب سے پہلا نام فٹبال کا ہے جس کے عالمی مقابلوں میں پاکستانی ساختہ بال شامل کروانے کا اعزاز پاکستان کے شہر سیالکوٹ کو حاصل ہے۔ سیف گیمز میں چار مرتبہ گولڈ میڈل حاصل کرنے والی پاکستان کی فٹبال ٹیم کی کارکردگی اگرچہ حالیہ عرصے میں عالمی سطح پر انتہائی مایوس کن دکھائی دیتی ہے لیکن فیفا کے زیر انتظام منعقد ہونے والے اسٹریٹ چائلڈ ورلڈ کپ مقابلوں میں پاکستانی ستاروں نے 2014ء میں برانز اور 2018ء میں سلور میڈل حاصل کر کے قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔

پاکستان کی بال ہاکی ٹیم کینیڈا میں بسنے والے پاکستانیوں پر مشتمل ہے جس کے بارے میں بعض مقامات پر 2007ء اور 2011ء کا ورلڈ چیمپئن ہونے کا تذکرہ موجود ہے لیکن یہ فتوحات ورلڈ چیمپئن شپ میں نہیں بلکہ اپنے ڈویژن کے مقابلوں میں پہلی پوزیشن تھی جو ورلڈ چیمپئن شپ کے لئے کوالیفائر کی حیثیت رکھتے تھے۔

ماس ریسلنگ کے کھیل میں 2021ء ورلڈ کپ کی پہلی اسٹیج، اوپن ایشین چیمپئن شپ میں پاکستان کے اورنگزیب شاہ اور زین عمر نے سلور جبکہ محمد سعد نے برانز میڈلز حاصل کیے جس کے بعد دوسری اسٹیج، اوپن یورپین چیمپئن شپ میں محمد سعد، شیراز علی اور اورنگزیب شاہ برانز میڈلز حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ 2019ء میں آرنلڈ اسپورٹس فیسٹیول جنوبی امریکہ کے ماس ریسلنگ مقابلوں میں پاکستان کے سلمان عقیل اور رحمٰن رضا گولڈ اور عاصم قیوم برانز میڈل جبکہ 2021ء میں انٹرنیشنل کلچرل فیسٹیول رومانیہ میں رخسار گل، ماجد فرید، بشارت علی اور محمد راشد گولڈ میڈلز حاصل کر چکے ہیں۔

نیزہ بازی کا کھیل پاکستانی ثقافت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کھیل میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل پاکستانی نام نواب ملک عطاء محمد خان کا ہے جن کی کاوشیں اس کھیل کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کروانے کے حوالے سے سرفہرست ہیں۔ اگرچہ انٹرنیشنل ٹینٹ پیگنگ فیڈریشن کے تحت پہلے ٹینٹ پیگنگ ورلڈ کپ کا انعقاد 2014ء میں عُمان میں ہوا لیکن چالیس سال سے زائد تک کے عرصے میں بین الاقوامی سطح پر فتوحات حاصل کرنے والے ملک عطاء محمد خان کو نیزہ بازی کے عالمی چیمپئن کا درجہ دیا جاتا رہا۔ 1982ء میں پہلی بار باقاعدہ طور پر انٹرنیشنل مقابلوں کا حصہ بننے والے ٹینٹ پیگنگ کے کھیل میں دہلی ایشین گیمز کے دوران ملک عطاء محمد نے چاندی کا تمغہ اپنے نام کیا۔

بیڈمنٹن کے کھیل میں ستر کی دہائی کے دوران دو سال تک ''بیڈمنٹن ورلڈ فیڈریشن'' کی حریف

''ورلڈ بیڈمنٹن فیڈریشن'' نے اپنی عالمی چیمپئن شپ منعقد کروائی جس کے چائنہ میں منعقدہ 1979ء کے دوسرے اور آخری ایڈیشن میں پاکستان کے طارق ودود نے چاندی جبکہ پاکستانی ٹیم نے کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ آنے والے عرصے میں طارق ودود نے امریکی شہری کے طور پر بیڈمنٹن کے یو ایس اوپن مقابلوں میں بھی انفرادی اور مکسڈ ٹائٹلز جیتے۔

سائیکلنگ کے کھیل میں 2008ء میں انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کے زیرِ انتظام امریکہ میں منعقدہ امیچر جونیئر سائیکلنگ چیمپئن شپ میں پاکستان کی نورینہ شمس نے چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔ کشتی رانی کے کھیل میں سیلنگ انٹر پرائز ورلڈ چیمپئن شپ 1979ء میں پاکستان کے بریام دنشاؤ جی آواری اور علی خان جبکہ 2005ء میں مامون صادق اور عبدالحمید نے چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔ 2005ء میں پاکستان ہی کے زاہد رووف اور وقاص انور ان مقابلوں میں برانز میڈل حاصل کرنے میں بھی کامیاب رہے۔

2011ء میں پاکستان کے احمد یسطور مرزا نے اسپین میں فارمولا بی ایم ڈبلیو کلاس کو پا اوپن سیریز کی پہلی اور دوسری ریس میں کامیابی حاصل کی۔ 1998ء میں پاکستان کے تیمور حسین میانمار اوپن میں فتح حاصل کر کے گالف کے ایشین ٹور پر کامیابی حاصل کرنے والے پہلے پاکستانی کھلاڑی بنے۔ ایتھلیٹکس میں 36 انٹرنیشنل گولڈ، 15 سلور اور 12 برانز میڈلز جیتنے والے عبدالخالق کو پرندہ ایشیاء کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 2019ء میں دبئی میں ہونے والی جسمانی طور پر متاثرہ ایتھلیٹس کی ورلڈ پیرا ایتھلیٹکس چیمپئن شپ میں حیدر علی نے ڈسکس تھرو کے مقابلوں میں چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔

کوہ پیمائی میں اب تک چھ پاکستانی ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کر کے دنیا کے بلند ترین مقام پر سبز ہلالی پرچم لہرانے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ 2000ء میں نذیر صابر نے یہ اعزاز حاصل کرنے والے پہلے پاکستانی کے طور پر اپنا نام ریکارڈ بکس میں درج کروایا۔ 2011ء میں حسن سدپارہ دوسرے، 2013ء میں ثمینہ خیال بیگ تیسرے، 2017ء میں عبدالجبار بھٹی چوتھے، 2019ء میں مرزا علی پانچویں اور 2021ء میں شہروز کاشف یہ اعزاز حاصل کرنے والے چھٹے پاکستانی بنے۔ ثمینہ خیال بیگ پاکستان اور عالمِ اسلام کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ساتوں براعظموں کی بلند ترین چوٹیاں سر کر رکھی ہیں جبکہ ان کے بھائی مرزا علی بھی یہ کارنامہ سرانجام دینے والے پہلے پاکستانی مردکوہ پیما ہیں۔

❀❀❀

☆ کتاب کے اشاعتی مرحلے کے دوران ایک اور منفرد عالمی اعزاز پاکستان کے حصے میں آیا جسے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کی غرض سے یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ یہ مئی 2022ء میں آسٹریا میں منعقدہ ''ریڈبل پیپر ونگز ورلڈ چیمپئن شپ'' یعنی کاغذی جہاز اڑانے کا عالمی مقابلہ تھا جہاں ساٹھ سے زائد ممالک کے شرکاء میں سے پاکستان کے محمد عثمان سعید نے ائیر ٹائم کیٹیگری کے سپر فائنل میں 14.86 سیکنڈز کے ٹائم کے ساتھ پہلی پوزیشن حاصل کرتے ہوئے ٹائٹل اپنے نام کیا۔ ☆

اجتماعی کھیل

اولمپک مقابلے دنیا میں اجتماعی کھیلوں کے سب سے بڑے مقابلے ہیں جن میں پاکستانی فتوحات کا تذکرہ اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔ 1948ء کے لندن اولمپکس سے 2020ء کے ٹوکیو اولمپکس تک کل اٹھارہ شراکتوں میں پاکستان نے 3 سونے، 3 چاندی اور 4 کانسی کے تمغوں سمیت مجموعی طور پر 10 اولمپک میڈلز حاصل کر رکھے ہیں۔ یہ محض بدقسمتی کی بات ہے کہ اسکواش کا کھیل اولمپک مقابلوں کا حصہ نہیں رہا ورنہ یہاں پاکستانی فتوحات کا منظر نامہ مختلف بھی ہو سکتا تھا۔ اولمپکس میں حاصل ہونے والے تینوں سونے کے تمغے پاکستان کو ہاکی کے کھیل میں حاصل ہوئے جب 1960ء کے روم اولمپکس، 1968ء کے میکسیکو اولمپکس اور 1984ء کے لاس اینجلس اولمپکس میں پاکستان کی ہاکی ٹیم نے وکٹری اسٹینڈ تک رسائی حاصل کی۔ چاندی کے تینوں تمغے بھی پاکستان کو ہاکی کے کھیل میں ہی حاصل ہوئے۔ 1956ء کے میلبورن اولمپکس میں حاصل ہونے والا سلور میڈل پاکستان کی تاریخ کا پہلا اولمپک میڈل تھا جس کے بعد 1964ء کے ٹوکیو اور 1972ء کے میونخ اولمپکس میں بھی پاکستانی ہاکی ٹیم چاندی کا تمغہ حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ کانسی کے چار تمغوں میں سے دو تمغے پاکستان کو ہاکی اور ایک ایک تمغہ ریسلنگ اور باکسنگ کے کھیلوں میں حاصل ہوا۔ ہاکی میں 1976ء کے مونٹریال اولمپکس کے بعد 1992ء کے بارسلونا اولمپکس میں حاصل ہونے والا کانسی کا تمغہ تادمِ تحریر اولمپک کھیلوں میں حاصل کیا گیا پاکستان کا آخری میڈل ہے۔ ریسلنگ میں 1960ء کے روم اولمپکس میں پاکستان کے محمد بشیر اور باکسنگ میں 1988ء کے سیول اولمپکس میں حسین شاہ نے کانسی کے تمغے جیتنے کا اعزاز حاصل کر رکھا ہے۔ اولمپک گیمز کے فوراً بعد منعقد ہونے والی فزیکلی چیلنجڈ کھلاڑیوں کی پیرالمپک گیمز میں بھی پاکستان نے اب تک تین میڈلز جیت رکھے ہیں۔ یہ تینوں میڈلز حیدر علی نے ایتھلیٹکس میں پاکستان کے نام کیے ہیں جنہوں نے ٹوکیو پیرالمپکس 2020ء کے ڈسکس تھرو مقابلوں میں سونے، بیجنگ پیرالمپکس 2008ء کے لانگ جمپ ڈسپلن میں چاندی اور ریو پیرالمپکس 2016ء کے لانگ جمپ مقابلوں میں ہی کانسی کا تمغہ جیتنے کا اعزاز حاصل کر رکھا ہے۔ یوتھ اولمپکس میں پاکستان نے اب تک دو میڈلز حاصل کیے ہیں جن میں 2010ء کے افتتاحی سنگاپور یوتھ اولمپکس میں ہاکی ٹیم کے چاندی اور 2018ء کے بیونس آئرس یوتھ اولمپکس میں عنائیت اللہ کے ریسلنگ میں کانسی کے تمغے شامل ہیں۔

اولمپکس کے بعد دنیائے کھیل کے دوسرے بڑے اجتماعی مقابلے کامن ویلتھ گیمز ہیں جہاں پاکستان نے 1954ء کی وینکوور گیمز سے 2018ء کی گولڈ کوسٹ گیمز تک کل تیرہ شراکتوں میں 25 سونے، 24 چاندی اور 26 کانسی کے تمغوں سمیت کل 75 میڈلز اپنے نام کر رکھے ہیں۔ ان میڈلز میں

سب سے زیادہ 21 سونے، 11 چاندی اور 10 کانسی کے تمغوں سمیت کل 42 تمغے ریسلنگ کے کھیل میں پاکستان کے حصے میں آئے۔ ایتھلیٹکس میں 2 سونے، 3 چاندی اور 6 کانسی کے تمغوں سمیت کل 11 میڈلز پاکستان کے نام رہے۔ ویٹ لفٹنگ میں 1 سونے، 4 چاندی اور 3 کانسی کے تمغوں سمیت 8، باکسنگ میں 1 سونے، 3 چاندی اور 4 کانسی کے تمغوں سمیت 8، شوٹنگ میں 1 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت 3، ہاکی میں 1 چاندی اور 1 کانسی کے تمغے سمیت 2 جبکہ جوڈو میں 1 چاندی کا تمغہ پاکستان کے نام رہا۔ 1954ء کی وینکوور گیمز میں حاصل کیے گئے کل 6 میڈلز میں سے واحد سونے کا تمغہ ایتھلیٹکس کے ہیمر تھرو مقابلوں میں محمد اقبال کے نام رہا۔ 1958ء کی کارڈف گیمز میں حاصل ہونے والے کل 10 میڈلز میں سے 3 گولڈ میڈلز ریسلنگ میں محمد اختر (بینٹم ویٹ)، محمد اشرف (لائٹ ویٹ) اور محمد بشیر (ویلٹر ویٹ) کے نام رہے۔ 1962ء کی پرتھ گیمز پاکستانی تاریخ کی کامیاب ترین کامن ویلتھ گیمز ثابت ہوئیں جہاں پاکستان نے 8 گولڈ اور 1 سلور سمیت کل 9 میڈلز کے ساتھ مجموعی طور پر چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ 8 گولڈ میڈلز میں سے ایک ایتھلیٹکس کی 120 گز رکاوٹوں کی دوڑ میں غلام رازق نے جیتا جبکہ دیگر 7 میڈلز ریسلنگ کے کھیل میں پاکستان کے نام رہے۔ ریسلنگ کے ایونٹ میں پاکستانی پہلوانوں نے آٹھ کیٹیگریز میں سے 7 میں سونے اور ایک میں چاندی کا تمغہ جیت کر اپنی بالادستی ثابت کی۔ محمد نیاز دین (فلائی ویٹ)، سراج الدین (بینٹم ویٹ)، علاؤالدین (فیدر ویٹ)، محمد اشرف (لائٹ ویٹ)، محمد بشیر (ویلٹر ویٹ)، محمد فیض (مڈل ویٹ) اور محمد نیاز (ہیوی ویٹ) کیٹیگریز میں سونے کے تمغے جیتنے والے ریسلرز رہے۔ واحد لائٹ ہیوی ویٹ کیٹیگری میں محمد سعید چاندی کا تمغہ لے سکے۔ 1966ء کی کنگسٹن گیمز میں حاصل ہونے والے مجموعی طور پر 9 میں سے 4 سونے کے تمغے ایک بار پھر ریسلنگ میں حاصل ہوئے جہاں محمد نذیر (فلائی ویٹ)، محمد اختر (فیدر ویٹ)، محمد بشیر (ویلٹر ویٹ) اور محمد فیض (مڈل ویٹ) کیٹیگریز میں کامیاب رہے۔ 1970ء کی ایڈنبرہ گیمز میں پاکستان نے ایک بار پھر مجموعی طور پر 9 میڈلز حاصل کیے جن میں جیتے جانے والے چاروں گولڈ میڈلز بھی ایک بار پھر ریسلنگ کے کھیل میں ہی حصے میں آئے جہاں محمد سردار (بینٹم ویٹ)، محمد سعید (فیدر ویٹ)، محمد فیض (لائٹ ہیوی ویٹ) اور اکرام الٰہی (سپر ہیوی ویٹ) کیٹیگری میں کامیاب رہے۔ ان گیمز کے بعد اگلا کامن ویلتھ گولڈ میڈل 2002ء کی مانچسٹر گیمز میں پاکستان کے حصے میں آیا جہاں حاصل ہونے والے کل 8 میں سے واحد گولڈ میڈل باکسنگ کے فیدر ویٹ ڈویژن میں حیدر علی نے حاصل کیا۔ 2006ء کی میلبورن گیمز میں حاصل ہونے والے کل 5 میں سے واحد سونے کا تمغہ ویٹ لفٹنگ کی 85 کلوگرام کیٹیگری میں شجاع الدین ملک کے نام رہا۔ 2010ء کی دہلی گیمز میں پاکستان نے مجموعی طور پر 5 میں سے دونوں گولڈ میڈلز ایک طویل عرصے بعد پھر ریسلنگ کے کھیل میں حاصل کیے، جہاں اظہر حسین نے 55 کلوگرام اور محمد انعام نے 84 کلوگرام کیٹیگری میں فتوحات حاصل کیں۔ 2014ء کی گلاسگو گیمز میں کوئی گولڈ میڈل نہ جیت پانے کے بعد 2018ء کی گولڈ کوسٹ گیمز میں پاکستان نے 5 مجموعی میڈلز میں ایک سونے کا تمغہ ریسلنگ کی 86 کلوگرام ویٹ کلاس میں محمد انعام کی بدولت جیتا۔

کامن ویلتھ گیمز کے بعد ایشیائی خطے کی اجارہ داری ثابت کرنے والے دنیا کے تیسرے بڑے اجتماعی کھیل ایشین گیمز میں پاکستان نے اب تک 1954ء کی منیلا گیمز سے 2018ء کی جکارتہ گیمز تک مجموعی طور پر سترہ شراکتوں میں 44 گولڈ، 63 سلور اور 97 برانز میڈلز سمیت کل 204 تمغے جیت رکھے ہیں جہاں ایتھلیٹکس میں 14 سونے 13 چاندی اور 13 کانسی کے تمغوں سمیت کل 40، فیلڈ ہاکی میں 8 سونے، 3 چاندی اور 3 کانسی کے تمغوں سمیت کل 14، باکسنگ میں 6 سونے، 19 چاندی اور 36 کانسی کے تمغوں سمیت 61، ریسلنگ میں 6 سونے 14 چاندی اور 14 کانسی کے تمغوں سمیت 34، سیلنگ میں 5 سونے، 3 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت 10، اسکواش میں 2 سونے، 3 چاندی اور 3 کانسی کے تمغوں سمیت 8، کرکٹ میں 2 سونے اور 1 کانسی کے تمغے سمیت 3، بلیئرڈز اور اسنوکر میں 1 سونے اور 5 کانسی کے تمغوں سمیت 6، کبڈی میں 2 چاندی اور 6 کانسی کے تمغوں سمیت 8، سائیکلنگ میں 2 چاندی اور 1 کانسی کے تمغے سمیت 3، ٹینس میں 1 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت 3، ویٹ لفٹنگ میں 1 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت 3، ووشو میں 1 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت 3، ایکویسٹرین میں 1 چاندی، رووئنگ میں 3 کانسی، بیڈمنٹن میں 1 کانسی، کراٹے میں 1 کانسی اور والی بال میں بھی 1 کانسی کا تمغہ حاصل کر رکھا ہے۔

پیرا ایشین گیمز میں پاکستان نے 2010ء سے 2018ء تک تین شراکتوں میں 4 سونے، 1 چاندی اور 3 کانسی کے تمغوں سمیت کل 8 میڈلز حاصل کر رکھے ہیں۔ ایشین بیچ گیمز میں 2008ء سے 2016ء تک کل پانچ شراکتوں میں پاکستان نے 6 سونے، 14 چاندی اور 16 کانسی کے تمغوں سمیت کل 36 میڈلز جیت رکھے ہیں۔ انڈور ایشین گیمز میں 2005ء اور 2007ء میں دو شراکتوں میں 2 چاندی اور 1 کانسی سمیت 3 جبکہ 2009ء کی ایشین مارشل آرٹس گیمز میں 4 سونے، 4 چاندی اور 4 کانسی کے تمغوں سمیت کل 12 اور 2017ء کی انڈور اینڈ مارشل آرٹس ایشین گیمز میں 2 سونے، 3 چاندی اور 16 کانسی کے تمغوں سمیت کل 21 تمغے پاکستان کے نام رہے۔ یوتھ ایشین گیمز میں پاکستان کے حصے میں 2009ء اور 2013ء میں دو شراکتوں کے بعد محض 1 برانز میڈل ہی آ سکا۔ ساؤتھ ایشین گیمز میں 1984ء کی کھٹمنڈو گیمز سے 2018ء کی کھٹمنڈو گیمز تک کل تیرہ شراکتوں میں پاکستان 298 سونے، 423 چاندی اور 434 کانسی کے تمغوں سمیت مجموعی طور پر 1155 میڈلز کے ساتھ بھارت کے بعد خطے کا دوسرا کامیاب ترین ملک ہے۔ 2013ء کی ایشین امپچر گیمز میں پاکستان نے 2 سونے اور 1 چاندی کا تمغہ حاصل کیا۔

2005ء سے 2017ء تک اسلامک سولیڈیرٹی گیمز کے چار ایڈیشنز میں پاکستانی کھلاڑیوں نے 3 سونے، 3 چاندی اور 9 کانسی کے تمغوں سمیت کل 15 میڈلز حاصل کر رکھے ہیں۔ جبکہ 1993ء سے 2005ء تک وومن اسلامک گیمز کے چار ایڈیشنز میں پاکستان 18 سونے 49 چاندی اور 50 کانسی کے تمغوں کے ساتھ 117 میڈلز حاصل کر چکا ہے۔ 2001ء میں جاپان میں منعقدہ ورلڈ گیمز میں پاکستان کے شوکت علی نے اسنوکر میں کانسی کا تمغہ حاصل کیا جو ان کھیلوں میں تادمِ تحریر پاکستان کا واحد میڈل ہے۔

پیرالمپکس

جسمانی طور پر متاثرہ کھلاڑیوں پہ مشتمل پیرالمپک مقابلے ہر چار سال کے وقفے سے اولمپک مقابلوں کے فوراً بعد منعقد ہوتے ہیں۔ پاکستان کے اکلوتے پیرالمپک میڈلسٹ حیدرعلی ان مقابلوں کے تینوں میڈلز جیتنے کا اعزاز رکھنے والے ایتھلیٹ ہیں۔ پولیو سے متاثرہ حیدرعلی نے بیجنگ پیرالمپکس 2008ء کے لانگ جمپ مقابلوں میں چاندی اور ریو پیرالمپکس 2016ء کے لانگ جمپ مقابلوں میں کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ ورلڈ پیراایتھلیٹکس چیمپئن شپ 2019ء کے ڈسکس تھرو مقابلوں میں بھی سلور میڈل حاصل کرنے والے حیدرعلی نے بالآخر ٹوکیو پیرالمپکس 2020ء کے ایتھلیٹکس ایونٹ کے ڈسکس تھرو ڈسپلن میں پہلی بار پاکستان کے لیے سونے کا تمغہ حاصل کرتے ہوئے تاریخ رقم کی (ٹوکیو میں ہونے والے اولمپک اور پیرالمپک مقابلے 2020ء میں ہونا طے تھے جو کورونا وبا کی وجہ سے ایک سال التوا کا شکار رہنے کے بعد 2021ء میں منعقد ہوئے لیکن انہیں نام 2020ء کے مقابلوں کا ہی دیا گیا)۔

3 ستمبر 2021ء کو ٹوکیو پیرالمپکس کے مینز ڈسکس تھرو فائنل مقابلوں کی F-37 کلاس (فیلڈ مقابلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑی جن کے جسم کی ایک سائیڈ اتنی متاثر ہو کہ وہ بغیر کسی سہارے کے حرکت کر سکیں) میں آٹھ ڈسکس تھرورز نے حصہ لیا جہاں پہلی دو کوششیں فاؤل ہو جانے کے بعد اسٹینڈنگ ٹیبل پر آخری پوزیشن پہ موجود حیدرعلی تیسری کوشش میں 47.84 میٹر تھرو کے ساتھ ایک اونچی چھلانگ لگاتے ہوئے سیدھے تیسرے نمبر پر آ گئے۔ چوتھی کوشش ایک مرتبہ پھر فاؤل قرار پانے کے بعد پانچویں اٹیمپٹ میں حیدر نے 55.26 میٹر لمبی تھرو پھینکی جو اس مقابلے کی سب سے طویل تھرو قرار پاتے ہوئے انہیں پیرالمپکس کی تاریخ میں پاکستان کے لیے پہلے گولڈ میڈل کا حقدار بنا گئی۔

رات بھر جاری رہنے والی بارش کے بعد ٹوکیو کے بادلوں سے ڈھکے خوبصورت آسمان تلے پوڈیم پہ فاتح کی حیثیت سے براجمان حیدرعلی کی بدولت سربلند ہوتے سبز ہلالی پرچم کے ساتھ پاکستان کا قومی ترانہ بجایا گیا تو اس تاریخی لمحے نے پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

ملٹری گیمز

کرکٹ کے کھیل میں پاکستان کی ملٹری ٹیموں کی فتوحات کی داستان تو اس سے قبل بیان کی ہی جا چکی ہے لیکن ایتھلیٹکس میں بھی ملٹری گیمز کے منعقدہ ایونٹس میں پاکستانی فتوحات کی ایک تاریخ موجود ہے خصوصاً قیام پاکستان کے بعد ابتدائی عرصے میں پاکستان آرمی نے پاکستان کو کئی ایسے ایتھلیٹ دیئے جنہوں نے ایتھلیٹکس کے میدانوں میں پاکستان کا نام روشن کیا۔ 1952ء کی برسلز میں ہونے والی ورلڈ ملٹری ٹریک اینڈ فیلڈ چیمپئن شپ میں پاکستان کے پانچ رکنی دستے نے فتوحات کے حوالے سے 9 میں سے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ 1955ء میں ایتھنز میں ہونے والی ورلڈ ملٹری ٹریک اینڈ فیلڈ چیمپئن شپ میں محمد اقبال کے گولڈ میڈل سمیت پاکستان میڈلز کی فتوحات کے حوالے سے دوسرا کامیاب ترین ملک رہا۔ 1956ء میں برلن میں سولہ رکنی پاکستانی دستے نے ایک بار پھر 9 میڈلز کے ساتھ امریکہ کے بعد دوسری پوزیشن حاصل کی۔ عبدالخالق نے ان مقابلوں میں 3 برانز میڈل حاصل کیے۔ 1957ء میں ایتھنز میں پندرہ رکنی پاکستانی ٹیم نے غلام رازق کے گولڈ اور عبدالخالق کے سلور میڈلز کی بدولت مجموعی طور پر پانچویں پوزیشن حاصل کی۔ 1958ء میں برسلز میں غلام رازق نے ایک بار پھر سونے کا تمغہ اپنے نام کیا جبکہ جلال خان، محمد نواز اور رمضان علی نے بھی ان مقابلوں میں فتوحات حاصل کیں۔ 1962ء میں سیر تو خنبوس میں عبدالخالق نے چاندی کا تمغہ اپنے نام کیا۔ 1995ء میں ورلڈ ملٹری گیمز کے آغاز کے بعد پاکستان نے ان مقابلوں کے 2011ء میں ریو ڈی جنیرو میں منعقدہ پانچویں ایڈیشن اور 2019ء میں ووہان میں منعقدہ ساتویں ایڈیشن میں ایک ایک کانسی کا تمغہ حاصل کر رکھا ہے۔

ستمبر 2021ء میں ماسکو میں منعقدہ اٹھاونویں ورلڈ ملٹری باکسنگ چیمپئن شپ میں پاکستان آرمی کے ضیاء بلاول نے کانسی تمغہ حاصل کیا جبکہ اکتوبر 2021ء میں لاہور میں منعقدہ ترِپنویں ورلڈ ملٹری شاٹ گن شوٹنگ چیمپئن شپ میں میزبان پاکستان نے 2 سونے، 5 چاندی اور 5 کانسی کے تمغوں کے ساتھ مقابلوں میں مجموعی طور پر دوسری پوزیشن حاصل کی۔

سپیشل اولمپکس

سمر اولمپکس میں تو پاکستانی فتوحات کا تذکرہ کیا ہی جا چکا ہے لیکن سمر اولمپکس کے علاوہ ایک اور اولمپک مقابلے بھی ایسے ہیں جن میں پاکستان کثیر تعداد میں گولڈ میڈلز جیتنے کا اعزاز رکھتا ہے اور ان مقابلوں کا ذکر کیے بنا یہ کاوش نامکمل ہے۔ سپیشل کھلاڑیوں سے جھلملاتے سپیشل اولمپکس میں پاکستانی ستاروں کی کارکردگی ہر شرکت میں ہی قوم کے لیے فخر کا باعث رہی ہے۔ 1991ء میں مینیا پولس، امریکہ میں منعقدہ آٹھویں سپیشل اولمپکس ورلڈ گیمز میں پاکستان نے پہلی بار سولہ رکنی دستے کے ساتھ شرکت کی جہاں 7 سونے، 4 چاندی اور 5 کانسی کے تمغوں سمیت کل 16 میڈلز پاکستان کے حصے میں آئے۔ 1995ء میں نیوہیون امریکہ میں ہونے والی نویں سپیشل اولمپکس ورلڈ سمر گیمز میں چھبیس رکنی دستے کے ساتھ شریک ہونے والے پاکستانی ستاروں نے 11 سونے، 6 چاندی اور 4 کانسی کے تمغوں کے ساتھ کل 21 میڈلز اپنے نام کیے۔ 1999ء میں امریکی ریاست نارتھ کیرولائنا میں ہونے والی دسویں سپیشل اولمپکس ورلڈ سمر گیمز میں چالیس رکنی دستے کے ساتھ شمولیت اختیار کرنے والے پاکستان نے 24 سونے کے تمغوں سمیت کل 61 میڈلز پر اپنا قبضہ جمایا۔ 2003ء میں گیارہویں سپیشل اولمپکس عالمی مقابلے پہلی بار امریکہ سے باہر آئرلینڈ کے شہر ڈبلن میں منعقد ہوئے جہاں شریک ہونے والے ساٹھ پاکستانی ستاروں نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کل 89 میڈلز کی کہکشاں سجائی جن میں 43 سونے، 32 چاندی اور 14 کانسی کے تمغے شامل تھے۔ 2007ء میں شنگھائی میں ہونے والی بارہویں سپیشل اولمپکس سمر گیمز میں ساٹھ پاکستانی ستاروں نے شرکت کی جہاں انوار حسین نے بوچی کے کھیل میں فتح کے ساتھ پاکستان کو پہلا طلائی تمغہ دلوایا۔ آخری روز کلیم اور نجمہ وہرہ نے ٹینس کے انفرادی مقابلوں میں گولڈ میڈلز جیت کر ایونٹ میں 15 گولڈ، 20 سلور اور 16 برانز میڈلز کے ساتھ پاکستان کا مجموعہ 51 میڈلز تک پہنچا دیا۔ 2011ء میں یونانی شہر ایتھنز میں منعقدہ تیرہویں سمر سپیشل اولمپکس ورلڈ گیمز میں بیاسی کھلاڑیوں پر مشتمل پاکستانی دستے نے ایتھلیٹکس میں عدیل امیر کے سو میٹر دوڑ اور ہائی جمپ کے علاوہ طاہر صدیقی، سخاوت علی اور رحیم اللہ بیگ کے ہمراہ چار سو میٹر ریلے ریس میں تین گولڈ میڈلز جبکہ بختاور گل کے سو میٹر دوڑ اور لانگ جمپ میں دو گولڈ میڈلز کے ساتھ ساتھ سائیکلنگ میں خواتین کے پانچ کلومیٹر مقابلے میں ثناء جاوید اور مردوں میں بلاول اسلم کے گولڈ میڈلز، بوچی میں شائلہ رباب، بیڈمنٹن میں سہیل خان اور ربیعہ سعید کے مرد و خواتین کے انفرادی مقابلوں میں جبکہ ٹیبل ٹینس میں ارسلان احمد اور مہوش افتخار کے مرد و خواتین کے انفرادی مقابلوں میں گولڈ میڈلز کے ساتھ کل 17 سونے،

25 چاندی اور 14 کانسی کے تمغوں کے ساتھ مجموعی طور پر 56 میڈلز کا تحفہ قوم کو دیا۔ 2015ء میں لاس اینجلس میں ہونے والی چودھویں سپیشل اولمپکس ورلڈ گیمز میں شریک پچپن پاکستانی ستاروں نے سائیکلنگ میں عظمیٰ یوسف کے ٹائم ٹرائل اور روڈ ریس میں دو جبکہ توصیف الحسن کے دس کلومیٹر اور پانچ کلومیٹر مقابلوں میں دو گولڈ میڈلز کے علاوہ سنبل یوسف اور سلمان صدیقی نے بھی ٹائم ٹرائل میں ایک ایک گولڈ میڈل اپنے نام کیا۔ سوئمنگ میں عاصم زر کے سو میٹر فری اسٹائل اور اقصیٰ جنجوعہ کے بیک اسٹروک پچاس میٹر میں گولڈ میڈلز اور راحیل ارشاد کے ایتھلیٹکس جبکہ جہانزیب اور اُمّ سلمہ طیب کے بیڈمنٹن میں مِکسڈ ڈبلز کے ساتھ ساتھ مرد وخواتین کے انفرادی مقابلوں میں بھی گولڈ میڈلز کے علاوہ ٹینس میں احسن انور اور محمد قیوم کے ڈبلز مقابلے میں گولڈ میڈل کے ساتھ کل 13 سونے، 11 چاندی اور 10 کانسی کے تمغوں سمیت 34 میڈلز کی کہکشاں وطن عزیز کے سینے پہ سجائی۔ 2019ء میں دبئی میں منعقد پندرہویں سپیشل اولمپکس ورلڈ گیمز میں شریک بانوے خصوصی ایتھلیٹس نے شائلہ رباب کے دو سو میٹر دوڑ، حُرمشتاق کے پندرہ سو میٹر انفرادی کے ساتھ ساتھ نعمان ریاض، عمار شاہد اور زوہیب اشفاق کے ہمراہ چار سو میٹر ریلے ریس، فرزانہ رحمت کے شاٹ پٹ اور لانگ جمپ، عمار شاہد کے ہائی جمپ، امبر اخلاق کے تین ہزار میٹر دوڑ، ماہم زہرہ کے دو کلومیٹر خواتین کے سائیکلنگ، عمران غفار کے دو کلومیٹر اور پانچ کلومیٹر مردوں کے سائیکلنگ، سمرین فضل کے پانچ سو میٹر خواتین کے سائیکلنگ، عمران عارف کے پاور لفٹنگ، فیصل خان کے مردوں اور ساجدہ بی بی کے خواتین کے انفرادی ٹینس کے ساتھ ساتھ ایرج کے ہمراہ خواتین کے ٹینس ڈبلز، محمد انس اور محمد ضرار کے بوچی ڈبلز اور مردوں کی فٹبال ٹیم کے سیون اے سائیڈ مقابلوں میں کل 18 طلائی تمغوں کے علاوہ 28 چاندی اور 15 کانسی کے تمغوں سمیت مجموعی طور پر 61 میڈلز کا تحفہ قوم کو دیا۔

2013ء میں جنوبی کوریا کے شہر پیونگ چانگ میں ہونے والی گیارہویں سپیشل اولمپکس ورلڈ ونٹر گیمز میں پہلی بار شریک ہونے والے پاکستانی دستے نے رحیم اللہ بیگ کے 800 میٹر سنو شوئنگ میں انفرادی گولڈ میڈل سمیت محمد رئیس، ارسلان علی اور عبید اللہ جدون کے ہمراہ سنو شوئنگ ٹیم ریلے میں بھی گولڈ میڈل اپنے نام کر کے 2 سونے، 1 چاندی اور 2 کانسی کے تمغوں سمیت کل 5 میڈلز حاصل کیے۔ 2017ء میں آسٹریا میں منعقدہ بارہویں سپیشل اولمپکس ورلڈ ونٹر گیمز میں صباحت طارق کے سو میٹر اسپرنٹ کے ساتھ ساتھ فرح احسان، فاطمہ عامر اور رمشاء نعیم کے ہمراہ سنو شوئنگ ٹیم ریلے ریس میں بھی گولڈ میڈل اور حذیفہ قاضی کے 200 میٹر سنو شوو ریس میں گولڈ میڈل کے ساتھ پاکستان نے 3 سونے، 7 چاندی اور 6 کانسی کے تمغوں سمیت کل 16 میڈلز پر قبضہ جمایا۔ 2006ء میں بھارت کے شہر نئی دہلی میں سپیشل اولمپکس کرکٹ ورلڈ کپ بھی کھیلا گیا جس میں پاکستانی ٹیم نے سلور میڈل حاصل کیا۔

❁❁❁



کھیل محض کھیل نہیں ہوتے۔ یہ ایک قوم کے جذبات، جوش وخروش، اتحاد ویگانگت کا مظہر ہوتے ہیں۔ کھیل کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ پوری قوم کا دل دھڑک رہا ہوتا ہے۔ کھیل قوم کے مزاج کے بھی عکاس ہوتے ہیں۔ جہاں حاصل ہونے والی فتوحات کی خوشی انتشار کا شکار قوموں کو بھی آپس میں متحد کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کھیل کے میدان میں ملک کی نمائندگی کرنے والے کھلاڑی قوم کے ہیرو کہلاتے ہیں۔

ناشر
ابن المناظر پبلی کیشنز چکوال
0344-9231100

ISBN 978-969-7795-05-5
9 789697 795055
RS 500 PKR

ڈسٹری بیوٹرز
ورق پبلی کیشنز چکوال
0333-9036865